# الہامِ منظوم

منظوم اردو ترجمہ

## مثنوی مولانا رومؒ

دفترِ سوئم

اردو ترجمہ از سید عاشق حسین سیمابؔ اکبرآبادی



ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل لاہور

ناشر — ملک دین محمد اینڈ سنز
مقامِ اشاعت — اشاعت منزل بل روڈ لاہور
طابع — ملک محمد عارف
مطبوعہ — دین محمدی پریس لاہور

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الہامِ منظوم

## دفترِ سوم

اے ضیاء الحق حسام الدینؒ بیار — این سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار۱؎

اے ضیاء الحق حسام الدینؒ تو لا — تا کہ ہو مسنون دفتر تیسرا

برکشا گنجینۂ اسرار را — در سوم دفتر بہل اعذار را

کھول دے گنجینۂ معنی کے در — تیرا دفتر ہے ترکِ عذر کر

قوتت از قوت حق میزہد — نز عروقے کز حرارت می جہد

تیری قوت ہے خدا کے زور سے — کب رگوں سے ہے جو گرمی سے بڑھے

این چراغ شمس کو روشن بود — نز فتیلہ پنبہ و روغن بود

جس طرح روشن چراغ شمس ہے — تیل بتی کے بغیر اے نیک پے

سقفِ گردوں کو چنیں دائم بود — نز طناب و استنے قائم بود

آسماں کی چھت جو ہے قائم ہوئی — رسیوں سے اور ستونوں سے ہے بری

قوت جبریلؑ از مطبخ نبود — بود از دیدارِ خلاق ودود

قوتِ جبریلؑ کھانے سے نہ تھی — تھی یہ قوت جلوۂ اللہ کی

ہمچنیں ایں قوتِ ابدال حق — ہم ز حق داں نز طعام و از طبق

قوتِ ابدال حق بھی مہرباں — ہے خدا سے کھانے پینے سے کہاں

جسمِ شاں را ہم ز نور اسرشتہ اند — تا ز روح و از ملک بگذشتہ اند

جسم اُن سب کے بنے ہیں نور سے — وہ ہیں روحوں اور فرشتوں سے پرے

۱؎ یعنی جس طرح بعض افعال کا تین بار ادا کرنا سنت ہے

چونکہ موصوفی باوصاف جلیل — بر تو آتش شد گلستاں چوں خلیل
چونکہ تو رکھتا ہے اوصاف جلیل — آگ تجھ پر باغ ہے مثل خلیل

گر بود آتش بر تو ہم برد و سلام[1] — ای عناصر مر مزاجت را غلام
آگ تجھ پر کیوں نہ ہو سرد اور سلام — ہیں عناصر طبع تیری کے غلام

ہر مزاجے را عناصر مایہ است — وین مزاجت برتر از ہر پایہ است
ہر مزاج میں عنصر طبیعت کے ہے — طبع افضل تیری ہر اک پایہ سے

این مزاجت در جہان منبسط — وصف وحدت را کنوں شد ملتقط
وسعت عالم میں یہ تیرا مزاج — منتخب وصف الٰہی سے ہے آج

اے دریغا عرصۂ افہام خلق — سخت تنگ آمد ندارد خلق حلق
تنگ ہے میدان فہم خلق کا — خلق کو بہرہ نہیں ہے حلق کا

اے ضیاء الحق بحذق رائے تو — حلق بخشد سنگ را حلوائے تو
ہے ضیاء الحق وہ دانائی تجھے — تیرا حلوا حلق پتھر کو بھی دے

کوہ طور اندر تجلی حلق یافت — تاکہ مے نوشید مے را بر نتافت
طور نے جلووں میں پایا حلق تب — مے تو پی۔ پر تاب کب وہ لا سکا

صار دکًّا منہ وانشق الجبل[2] — ہل رأیتم من جبل رقص الجمل
کوہ ٹکڑے ہو کے جلوے سے پھٹا — کس نے دیکھا کوہ سے رقص اونٹ کا

لقمہ بخشی آید از ہر کس بجس — حلق بخشی کار یزداں است و بس
لقمہ دینا ہر کوئی ہے جانتا — حلق بخشی ہے فقط کار خدا

[1] سلامتی بخشنے والی۔
[2] جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اعظم شانہٗ نے فلما تجلّیٰ ربہ للجبل جعلہ دکًّا وخرّ موسیٰ صعقاً۔ یعنی جب موسیٰ کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ نما ہوا۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حلق بخشد جسم را و روح را ‏ ‏ ‏ حلق بخشد بہر ہر عضوے جدا

حلق بخشے جسم کو اور روح کو ‏ ‏ ‏ حلق کی ہر عضو میں تقسیم ہو

این گہے بخشد کہ اجلالی شوی ‏ ‏ ‏ از دغا و از دغل خالی شوی

ہاں مگر جس وقت اجلال ہو تو ‏ ‏ ‏ ہر دغا ہر مکر سے خالی ہو تو

تا نگوئی سرِ سلطاں را بکس ‏ ‏ ‏ تا نریزی قند را پیش مگس

تا کسی سے تو نہ بھید اس کا کہے ‏ ‏ ‏ قند کو محفوظ مکھی سے رکھے

گوش آنکس نوشد اسرارِ جلال ‏ ‏ ‏ کو چو سوسن صد زبان افتاد و لال[1]

سنتے ہیں کان اس کے اسرار جلال ‏ ‏ ‏ ہو زبان مانندِ سوسن جس کی لال

حلق بخشد خاک را لطفِ خدا ‏ ‏ ‏ تا خورد آب و بروید صد گیا

خاک کو بھی حلق دیتا ہے خدا ‏ ‏ ‏ پانی کر گھاس دیتی ہے اگا

باز حیواں را بخشد حلق و لب ‏ ‏ ‏ تا گیاہش را خورد اندر طلب

ہے وہ حیوانوں کو دیتا حلق و لب ‏ ‏ ‏ تا کہ کھائیں گھاس ہنگام طلب

چون گیاہش خورد حیواں گشت زفت ‏ ‏ ‏ گشت حیواں لقمۂ انسان و رفت

گھاس کھا کر قوی حیواں ہوا ‏ ‏ ‏ اور پھر وہ لقمۂ انساں ہوا

باز خاک آمد شد اکّالِ بشر ‏ ‏ ‏ چون جدا شد از بشر روح و بصر

کھا گئی پھر خاک اس انسان کو ‏ ‏ ‏ کر دیا فانی نظر اور جان کو

ذرّہا دیدم دہاں شاں جملہ باز ‏ ‏ ‏ گر بگویم خوردِ شاں گردد دراز

ذرّوں کا منہ میں نے دیکھا ہے کھلا ‏ ‏ ‏ طول ہو کھولوں جو راز اس کا ذرا

برگہا را برگ از انعامِ او ‏ ‏ ‏ دایگان را دایہ لطفِ عامِ او

برگ باساماں ہیں انعام سے ‏ ‏ ‏ دایہ اس کا لطف دائی کے لئے

[1] گنگ ۔

| | |
|---|---|
| رزقہا را رزقہا او میدہد | زانکہ گندم بے غذائے کے زہد |
| رزق کو بھی رزق دیتا ہے وہی | بے غذا بھی ہے اگا گیہوں کبھی |
| نیست شرح این سخن را منتہی | پارۂ گفتم بدان زان پارہا |
| اس سخن کی شرح ہے لا انتہا | میں نے اک ٹکڑا ہے ٹکڑوں سے لیا |
| جملہ عالم آکل و ماکول دان | باقیان را مقبل و مقبول دان |
| ساری دنیا آکل[1] و ماکول ہے | جو ہے باقی ۔ مقبل و مقبول ہے |
| اینجہان و ساکنانش منتشر | وانجہان و سالکانش مستمر[2] |
| یہ جہاں اور اس کے ساکن منتشر | وہ جہاں اور اس کے سالک مستمر |
| این جہان و عاشقانش منقطع | اہل آں عالم مخلد مجتمع |
| یہ جہاں اس کے عاشق ہیں فنا | اس جہاں والے ہیں سب اہل بقا |
| پس کریم آنست کو خود را دہد | آب حیوانے کہ ماند تا ابد |
| ہے کریم اب وہ کہ جو اپنے کو دے | آب حیواں ۔ تاکہ باقی رہ سکے |
| باقیات الصالحات آمد کریم | رستہ از صد آفت و اخطار و بیم |
| ہے کریم اب باقیات[3] الصالحات | جس کو ہے خوف اور آفت سے نجات |
| گر ہزار اند یک تن بیش نیست | چوں خیالات عدد اندیش نیست |
| ہوں ہزاروں ایک سے بڑھ کر ہیں کب | ہیں خیالات عدد اندیش سب |
| آکل و ماکول را حلق است و نائے | غالب و مغلوب را عقل است و رائے |
| آکل و ماکول کو ہے حلق و نائے | غالب و مغلوب کو ہے عقل و رائے |

[1] کھانے والا اور کھایا جانے والا ۔

[2] دائم ۔ مجتمع ۔

[3] قولہ تعالیٰ عزوجل والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا یعنی جو نیک باتیں انسان سے باقی رہ جائیں ۔ وہ خدا کے نزدیک از روئے ثواب اور از روئے بازگشت بہتر ہیں ۔

حلق بخشید او عصائے عدل را — خورد او چندان عصا و حبل را
حلق یوں اس نے عصا کو دے دیا — وہ عصا اور رسیوں کو کھا گیا[1]

واندرو افزوں نشد زاں جملہ اکل — ناکہ حیوانی نبودش اکل و شکل
اس میں کھانے کی فراوانی نہ تھی — کیونکہ اس کی شکل حیوانی نہ تھی

مر یقین را چوں عصا حق حلق داد — تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد
وہ یقین کو حق دے مثل عصا — تا خیالوں کو کرے اس کی غذا

پس معانی را چو اعیاں حلقہاست — رازق حلق و معانی ہم خداست
حلق ظاہر ہے معانی کا کھلا — رازق حلق و معانی ہے خدا

پس ز ماہی تا بمہ از خلق نیست — کہ بجذب مایہ او را حلق نیست
ماہ سے تا ماہی کوئی بھی نہیں — حلق جس کو ہو نہ حاصل بالیقیں

حلق جاں از فکر تن خالی شود — آنگہے روزیش اجلالی شود
حلق جاں ہو فکر تن سے رستگار — رزق اجلالی سے پھر ہو مایہ دار

حلق عقل و دل چو خالی شد ز فکر — یافت او بے اشتہا معدہ رزق بکر
حلق عقل و دل ہو خالی فکر سے — رزق اچھا اس کو خالق سے ملے

شرط تبدیل مزاج آمد بداں — کز مزاج بد بود مرگ بداں
شرط تبدیل طبیعت کی ہے یاں — بد مزاجی ہے ہلاکت بے گماں

چوں مزاج آدمی گل خوار شد — زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد
جیسے جب انسان کی گل خوار ہے — زرد ہے بد رنگ ہے اور خوار ہے

چوں مزاج زشت او تبدیل یافت — رفت زردی و رخش چوں شمع تافت
جب مزاج بد کی تبدیل ہوئی — چمکا مثل شمع، زردی مٹ گئی

[1] یعنی جناب موسیٰ علیہ السلام کا عصا ساحروں کے عصا اور رسیوں کو کھا گیا۔

دایہ کو طفل شیر آموز را — تا بنعمت خوش کند بدپوز را
ڈھونڈ دایہ دودھ پیتے طفل کو — جو کرے خوش اور دے نعمت کی خو

دایہ کو شیر خوارہ طفل را — تا ز نعمتہا کند اورا غذا
ڈھونڈ دایہ طفل کی بہر غذا — نعمتوں سے جو کرے نشو و نما

گر ببندد راہ یک پستاں براو — برگشاید راہ صد بستاں براو
ایک پستاں کو جو اس سے روک دے — راہ و سر باغوں کی اس پہ کھول دے

زانکہ پستاں شد حجاب آں ضعیف — از ہزاراں نعمت و خوان و رغیف
کیونکہ پستاں ہے حجاب اس طفل کا — نعمتوں اور روٹیوں سے بہرہ

پس حیات ماست موقوف فطام — اندک اندک جہد کن تم الکلام
زندگی اپنی ہے ترک شیر پہ — تھوڑی تھوڑی اس میں کوشش کر بسر

چوں جنیں بد آدمی خوں بد غذا — از نجس مومن بود پاکی کذا
پیٹ میں تھی خون بچے کی غذا — مومن اس کو اب نجس سے جانتا

چون جنیں بد آدمی خوں خوار بود — بود و او را بود از خوں تار و پود
پیٹ میں خوں خوار تھا یہ آدمی — خون ہی پہ تھا مدار زندگی

از فطام خوں غذایش شیر شد — وز فطام شیر لقمہ گیر شد
ترک خوں سے دودھ تھا اس کی غذا — دودھ جب چھوٹا تو پھر لقمہ ہوا

وز فطام لقمہ لقمانے شود — طالب مطلوب پنہانے شود
لقمہ کو چھوڑے تو پھر لقمان ہو — طالب مطلوب یہ انسان ہو

گر جنیں را کس بگفتے در رحم — ہست بیروں عالمے بس منتظم
بچے سے گر پیٹ میں کہتا کوئی — اک جہاں باہر ہے اچھا اور بھی

یک زمین خرمے با عرض و طول — اندرو بس نعمت و بے حد اکول
لمبی چوڑی اک زمیں ہے خوش گوار — نعمتیں جس میں ہیں بے حد و شمار

| | |
|---|---|
| کوہہا و بحرہا و دشتہا | بوستان ہا باغہا و کشتہا |
| دشت بھی دریا بھی ہیں کہسار بھی | باغ بھی ہیں کھیت بھی گلزار بھی |
| آسمان بس بلند و پُر ضیا | آفتاب و ماہتاب و صد سُہا |
| آسماں بھی ہے بلند و پُر ضیا | چاند سورج اور تاروں سے بھرا |
| از شمال و از جنوب و از دبور | باغہا دارد عروسیہا و سور |
| اُتر اور دکن سے چل چل کر ہوا | کرتی ہے باغوں کو شاداب اور ہرا |
| در صفت ناید عجائبہائے آں | تو دریں ظلمت چہ در امتحاں |
| کیا صفت ہو اس کی نادر چیزوں کی | تجھ کو کیوں بھاتی اندھیری کوٹھڑی |
| خوں خوری در چار میخ تنگنا | در میان حبس انجاس و عنا |
| خون پیتا ہے شکنجے میں پھنسا | اور ہے حبس و نجاست میں پڑا |
| او بحکمِ حال خود منکر بُدے | زیں رسالت معرض و کافر شدے |
| اس کو حسبِ حال کب آتا یقیں | کرتا انکار ان پیاموں سے جنیں |
| کایں محالست و فریبست و غرور | زانکہ وہم کور زیں معنی ست دور |
| اور کہتا ہے محال اور مکر و زور ہے | کیونکہ وہم کور ہے ان سب سے دور |
| جنس چیزے چوں ندید ادراک او | نشنود ادراک منکر ناک او |
| جنس شے ادراک کو سوجھی نہیں | کیسے منکر فہم کو آئے یقیں |
| ہمچنانکہ خلق عام اندر جہاں | زانجہان ابدال میگویند شاں |
| بس یونہی خلق جہاں کے سامنے | کہتے ہیں ابدال حال اس سمت کے |
| کایں جہاں چاہیست بس تاریک و تنگ | ہست بیروں عالمے بے بو و رنگ |
| یعنی دنیا ہے کنواں تاریک و تنگ | عالم بالا ہے بس بے بو و رنگ |
| ہیچ در گوشِ کسے زایشاں نرفت | کایں طمع آمد حجابِ ژرف زفت |
| لیکن اس کو کوئی سنتا ہی نہیں | کہ ہے سخت اک حجاب آہنیں |

گوش را بندد طمع از استماع — چشم را بندد غرض از اطلاع
طمع کر دے کان کو سننے سے بند — آنکھ کو کر دے غرض جلوے سے بند
ہمچنانکہ آں جنیں را طمع خوں — کان غذائے اوست در اوطانِ دوں
اس جنیں کو جیسے لالچ خون کا — ہے مقامِ دوں میں جو اس کی غذا
از حدیث ایں جہاں محجوب کرد — خونِ تن را بر دلش محبوب کرد
باتیں اس دنیا کی ہیں حجاب زدا — خون ہے محبوب اس کا جو کب
زیں ہمہ انواعِ نعمت ماند فرد — غیرِ خوں او می نداند چاشت خورد
رہ گیا محروم ان لذات سے — کھانا کیا پایا بجز اک خون کے
بر تو ہم طمع خوشیٔ ایں جہاں — شد حجابِ آں خوشیٔ جاوداں
تجھ پہ لالچ اس خوشی کا اے جواں — اس خوشی کا ہے حجاب جاوداں
طمع ذوقِ ایں حیاتِ پر غرور — از حیاتِ راستینت کرد دور
تجھ کو ہے پہ زندگی پُر غرور — کر رہی ہے زندگی تو ہے دور
پس طمع کورت کند نیکو بداں — بر تو پوشاند یقیں را بے گماں
طمع کر دیتی ہے اندھا جان لے — ہے چھپائی ہے یقیں کو ان کے
حق ترا باطل نماید از طمع — ور تو صد کوری فزاید از طمع
حق نظر آتا ہے باطل بے ملا — طمع سے بڑھتا ہے اندھا پن ترا
از طمع بیزار شو چوں راستاں — تا نہی پا بر سرِ آں آستاں
طمع سے جوں راستاں بیزار ہو — تا رکھے اس آستاں پہ پاؤں کو
کاندراں در چوں درآئی وارہی — از غم و شادی قدم بیروں نہی
پائے گا اس در سے آزادی پسر — قید سے شادی و غم کی چھوٹ کر
چشمِ جانت روشن و حق بیں شود — بی ظلامِ کفر نورِ دیں شود
چشمِ جاں روشن ہو اور حق بیں ضرور — نورِ دیں ہو کفر کی ظلمت ہو دور

بند پیراں را پذیرا شو بجاں — تا رہی از خوف و مانی در اماں

بندہ پیروں کی پذیرا کر بجاں — تا کہ چھوٹے خوف سے پائے اماں

بشنوا کنوں قصہ تمثیل آں — تا بیابی در حقیقت نور جاں

اب مثالاً ایک قصہ سن یہاں — تا حقیقت میں تو پا سکے نور جاں

# ایک دانا اور ہاتھیوں کے شکاری

آں شنیدی تو کہ در ہندوستاں — دید دانائے گروہ دوستاں

ایک دانا جب کہ ہندستاں گیا — دیکھا۔ اس نے کچھ دوست بیٹھے ایک جا

گرسنہ ماندہ شدہ بی برگ و عور — می رسیدند از سفر وز راہ دور

بھوکے پیاسے اور بے ساماں تھے — دور سے کرکے سفر آئے ہوئے

مہر دانایش بجوشید و بگفت — خوش سلامے مثل پھول گل برشگفت

جوش جب اس کی محبت میں اٹھے — مثل گل کھل کر سلام ان کو کیے

گفت دانم کز تجوع وز خلا — جمع آمد رنجتاں زیں کربلا

اور کہا۔ شاید کہ بھوک پیاس سے — اس جگہ تکلیف میں تم آ پڑے

لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل — تا نباشد خوردتاں فرزند پیل

لیکن اللہ اللہ اے قوم جلیل — تم نہ کھانا بھول کر فرزند پیل

پیل ہست ایں سو کہ اکنوں میروید — پند من از جان و از دل بشنوید

ہیں ادھر ہاتھی۔ جدھر جاتے ہو تم — یہ نصیحت سن لو گر جاتے ہو تم

پیل بچگانند اندر راہتاں — صید ایشاں ہست بس دلخواہتاں

فیل کے بچے ہیں سے راہ میں — اور شکار ان کا ابھارے گا تمہیں

بس ضعیفند و لطیفند و سمیں — لیک مادرشاں بود اندر کمیں

وہ لطیف اور ہوں گے فربہ بے گماں — پیچھے پیچھے ہوگی لیکن ان کی ماں

از پے فرزند صد فرسنگ راہ — می بگردد در حنین و آہ آہ
اپنے بچوں کے لیے کوسوں وہاں — وہ ڈھونڈتی پھرتی ہے با آہ و فغاں

دود آتش آید از خرطوم او — الحذر از کودک مرحوم او
سونڈ سے اس کی نکلتا ہے دھواں — بچۂ مردہ سے اس کے الاماں

اولیا اطفال حقند اے پسر — غائبے و حاضرے بس باخبر
اولیا اطفال حق ہیں اے پسر — ہیں حضور و غیب میں وہ باخبر

غائبی مندیش از نقصان شاں — کو کشد کیں از برائے جان شاں
حق سے تو غائب ہے۔ ان کو مت ستا — بدلے گا جاں کا ان کی خدا

گفت اطفال منند ایں اولیا — در غریبی فرد از کار و کیا
قول حق ہے۔ طفل ہیں میرے ولی — ہے فزوں دولت سے ان کی مفلسی

از برائے امتحاں خوار و یتیم — لیک اندر سر منم یار و ندیم
امتحاناً ہیں وہ سب خوار و یتیم — ہوں مگر پوشیدہ میں ان کا ندیم

پشت دار جملہ عصمت ہائے من — گوئیا ہستند خود اجزائے من
ہیں مری عصمت کے وہ پشت و پناہ — گویا اجزا ہیں مرے وہ خوش نگاہ

ہاں و ہاں ایں دلق پوشاں منند — صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند
گدڑی والے میرے بندے نیک ہیں — گو وہ لاکھوں ہیں مگر سب ایک ہیں

ورنہ کے کردے بیک چوب ایں ہنر — موسیٰ فرعون را زیر و زبر
ورنہ کرتی کس طرح چوب ہنر — موسیٰ کی فرعون کو زیر و زبر

ورنہ کے کردے بیک نفرین بد — نوح شرق و غرب را غرقاب خود
بددعائے ورنہ کیونکر بے حجاب — نوح شرق و غرب کرتے غرق آب

بر نکندے یک دعائے لوط راد — جملہ شہرستان شاں را بے مراد
کھودتی کیونکر دعا بس لوط کی — اُن کے سب شہروں کو جو تھے مدعی

گشت شہرستان چون فردوس شاں ۔ دجلۂ آب سیہ رو بیں نشاں
شہر ان کے غیرتِ فردوس تھے ۔ کالے پانی کے سمندر بن گئے

سوئے شامست این نشان و این خبر ۔ دررہ قدسش ہو بینی بر گذر
شام کی جانب ہیں گئے یہ نشاں ۔ راہ میں بیت المقدس کی وہاں

صد ہزاراں اولیائے حق پرست ۔ خود بہر قرنے سیاستہا بدست
اولیا گذرے ہیں لاکھوں ان سے ۔ تھے سیاستداں جو اپنے عہد کے

گر بگویم ایں بیاں افزوں شود ۔ خود جگر چہ بود کہ کُہا خوں شود
گر کہوں تو طول پکڑے یہ بیاں ۔ یہ جگر کیا، کہ کوہ خوں ہو جائے ہاں

خوں شود کہہا و باز آں بفسرد ۔ تو نہ بینی خوں شدن کوری و درد
کوہ خوں ہو جائے اور پھر جمے ۔ تو نہ اندھے پن سے دیکھو اس کو کیسے

طرفہ کوری دور بین و تیز چشم ۔ لیک از اشتر نہ بیند غیر پشم
یہ عجب کوری ہے ہو کر تیز چشم ۔ صرف اونٹوں کی نظر آتی ہے پشم

مو بمو بیند ز صرفہ حرص انس ۔ رقص بی مقصود دارد ہمچو خرس
حرص کو انساں ہے یکسر دیکھتا ۔ ریچھ سا بے فائدہ ہے ناچتا

مو بمو بیند ز حرص خود بشر ۔ رقص او خالی ز خیر و پُر ز شر
دیکھتا ہے حرص خود اپنی بشر ۔ خیر کب ہے رقص میں اس کے ہے شر

رقص آں جا کن کہ خود را بشکنی ۔ پنبہ را از ریش شہوت بر کنی
رقص اس جا کر جہاں ٹوٹے خودی ۔ ریش شہوت سے نکالے تو روئی

رقص و جولاں بر سر میداں کنند ۔ رقص اندر خون خود مرداں کنند
رقص کر ہیں ناچتے میداں میں ۔ خون ہی میں مرد رقص اچھے کریں

چوں رہند از دست خود دستے زنند ۔ چوں جہند از نقص خود رقصے کنند
وہ خودی سے چھوٹ کر تالی بجائیں ۔ نقص سے چھوٹیں تو رقص اپنا دکھائیں

مطربان شاں اندروں دف میزنند
بحرہا در شور شاں کف میزنند

ہیں بجاتے مطرب ان میں عجب کے دف
شور سے ان کے سمندر میں ہے کف

تو نہ بینی برگہا با شاخہا
کف زناں رقصاں ز تحریک صبا

کیا نہیں شاخ اور پتے دیکھتا
جو صبا سے رقص میں ہیں برملا

تو نہ بینی لیک بہر گوششاں
برگہا با شاخہا ہم کف زناں

دیکھ پایا کیا ان کے کانوں کے لئے
ہیں بجاتے تالیاں پتے بڑے

تو نہ بینی برگہا را کف زدن
گوش دل باید نہ ایں گوش بدن

تالیاں [illegible] نظر آتا نہیں
گوش دل سے سن تو آجائے یقیں

گوش سر بربند از ہزل و دروغ
تا ببینی شہر جاں را با فروغ

دور کر کانوں سے تو ہزل و دروغ
شہر جاں کا تا نظر آئے فروغ

ہیں دہاں بربند از ہزل ای عمو
جز حدیث روئے او چیزے مگو

ہزل سے اپنے دہاں کو بند کر
باتیں کر صرف اس کی تو اے دادگر

سر کشد گوش محمد در سخن
کش بگوید در نبی حق ہو اذن

گوش احمد ہزل کو سنتے نہ تھے
ہو اذن ان کو کہا اللہ نے

سر بسر گوش است چشم است ایں نبی
رحمت حق مرضع ست و ما صبی

گوش و دیدہ ہیں نبی محترم
رحمت حق دایہ ہے بچے ہیں ہم

ایں سخن پایاں ندارد باز راں
سوئے اہل پیل و بر آغاز راں

اس سخن کی حد نہیں پھر اسے پلٹا
قصہ اہل پیل کا آغاز کر

## بچگان پیل کے معتضوں کا قصہ

سر دہاں را پیل بوئے میکند
گرد معدہ ہر بشر بر می تند

پیل سونگھے سب کے منہ کو بہ ہا
ہر بشر کے معدے پہ ہے گھومتا

تا کجا یابد کباب پرورشش — تا نماید انتقام و روزِ خورش

پلے جس جا اپنے بچے کے کباب — لے گے بار اس سے ہووہ کامیاب

گوشتہائے بندگانِ حق خوری — غیبتِ ایشاں کنی کیفر بری

گوشت کھائے بندگانِ حق کا تو — ان کی غیبت کرکے سن اے کینہ تو

ہیں کہ بویائے دہانتاں خالقست — کے برد جاں غیر آں کو صادقست

سونگھے گا اللہ خود ان کا دہاں — جو ہیں صادق بچ جاوے گی ان کی جاں

وائے آں افسوسئے کش بوئے گیر — باشد اندر گور منکر با نکیر

وائے اس پہ جس کی بو اے خوردہ گیر — سونگھیں اگر قبر میں منکر نکیر

نے دہاں دزدیدن امکان آنچناں — نے تواں خوش کردن از دارو دہاں

منہ چھپانے کا وہاں موقع کہاں — اور نہ دے گی کام کچھ بخشش وہاں

آب و روغن نیست مر روپوش را — راہ حیلت نیست عقل و ہوش را

آب و روغن منہ چھپانے کو کہاں — عقل کیونکر حیلہ جو ہو بے گماں

چند کوبد زخمہائے گرزِ شاں — بر سر ہر ژاژ خا و مرزِ شاں

کس قدر کوٹیں گے اپنے گرز سے — سر کو اور چونڈے کو ہر بے ہودے کے

گرزِ عزرائیل را بنگر اثر — گر نہ بینی چوب و آہن در صور

دیکھ اثر تو گرزِ عزرائیلؑ کا — چوب و آہن گر ہیں نظروں سے جدا

ہم بصورت می‌نماید گہ گہے — زاں ہماں رنجور باشد آگہے

گو کبھی آتی ہے صورت بھی نظر — ہوتی ہے بیمار کو اس کی خبر

گوید آں رنجور کاے یارانِ حرم — چیست ایں شمشیر بر فرقِ سرم

کہتا ہے بیمار کہ غمخواروں سے بھی — میرے سر پہ کیا ہے یہ تلوار سی

چوں نمی بینند کس از یارانِ او — در جواب آیند یاراں کاے عمو

دوستوں کو وہ نہیں آتی نظر — وہ یہ دیتے ہیں جواب اے بے خبر

ما نمی بینیم باشد این خیال ‌‌ ‌ چه خیالست این که هست این احتمال

مجھے نظر آتا نہیں یہ ہے خیال ‌ ‌ یہ خیال ہے بوقت احتمال

چه خیالست این کہ این چرخ نگوں ‌ ‌ از نهیب آن خیالے شد چو نوں

یہ گماں کیا ہے کہ چرخ ہا سرنگوں ‌ ‌ ہے خیال خوف سے مانند نون کے

گرزہا و تیغہا محبوس شد ‌ ‌ پیش بیچارہ و سرش منکوس شد

گرز اور تلوار محبوس اب ہوئے ‌ ‌ جھک گیا بیچارہ کا سر خوف سے

او ہمی بیند کہ آں از بہر اوست ‌ ‌ چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست

دیکھتا ہے کہ ہے اس کے لئے ‌ ‌ دوست دشمن کس طرح دیکھیں اسے

حرص دنیا رفت و چشمش تیز شد ‌ ‌ چشم او روشن کہ چوں خونریز شد

حرص دنیا رخصت اور بینائی تیز ‌ ‌ آنکھ اس کی روشن اور ہے خونریز

مرغ بے ہنگام شد آں چشم او ‌ ‌ از نتیجہ کبر او و خشم او

مرغ بے ہنگام آنکھ اس کی ہوئی ‌ ‌ اس کی قوت کا نتیجہ تھا یہی

سر بریدن واجب آمد مرغ را ‌ ‌ کو بغیر وقت جنبانید درا

کاٹنا سر مرغ کا واجب ہوا ‌ ‌ جس نے یوں بے وقت دی ایسی صدا

ہر زماں نزعیست جزو جانت را ‌ ‌ بنگر اندر نزع جاں ایمانت را

جان تیری نزع میں ہے ہر گھڑی ‌ ‌ نزع جاں میں دیکھ ایمان اسے اخی

عمر تو مانند ہمیان زرست ‌ ‌ روز و شب مانند دینار اشمرست

زر کی تھیلی ہے تیری عمر یار ‌ ‌ روز و شب ہے مثل درہم کے شمار

میشمارد میدہد زر بے وقوف ‌ ‌ تا کہ خالی گردد و آید خسوف

دیتا ہے گن گن کے ناداں اپنا زر ‌ ‌ حتیٰ کہ ہو جائے خالی زود تر

گر ز کہ بستانی و ننہی بجائے ‌ ‌ اندر آید کوہ زاں دادن زپائے

کوہ سے لے گر نہ تو کچھ رکھے ‌ ‌ اڑ پڑے آئے کوہ بھی اس دینے سے

پس بنہ بر جائے ہر دم را عوض ۔ تا ز واسجد واقترب یابی غرض

رکھ لے[1] نفس کی ہر جگہ پہ ایک عوض ۔ پائے "واسجد واقترب" سے[2] تا غرض

در تمامی کارہا چندیں مکوش ۔ جز بکارے کہ بود در دیں بکوش

اتنی سب کاموں میں تو کوشش نہ کر ۔ دیں کے کاموں میں تو کوشش کر مگر

عاقبت تو رفت خواہی ناتمام ۔ کارہایت ابتر و نانِ تو خام

بچھڑ کر جاتا ہی رہے گا ناتمام ۔ کام ابتر ہیں ترے۔ توشہ ہے خام

وین عمارت۔ دان گور و لحد ۔ نے بسنگ است و نہ چوب و نے لبد

گور کی تعمیر اسے بے خبر ۔ مت لگا تو اینٹ پتھر اور زر

بلکہ خود را در صفا گورے کنی ۔ در منی آں کنی دفن ایں منی

قبر کر اپنی صفا کر کے بنا ۔ دفن کر اپنی خودی کو اس میں جا

خاک او گردی و مدفون غمش ۔ تا دمت یابد مدد ہا از دمش

اس کی ہو خاک۔ اس کے غم میں ہو فنا ۔ اس کے دم سے پائے قوت دم ترا

گورخانہ قبہ ہا و کنگرہ ۔ نبود از اصحاب معنی آں سرہ

گورخانے اور قبے کنگرے ۔ کچھ نہیں اہل حقیقت کے لئے

بنگر اکنوں زندہ اطلس پوش را ۔ ہیچ اطلس دست گیرد ہوش را

غور تو کر زندہ اطلس پوش پہ ۔ کچھ بھی اطلس سے ہے خوبی ہوش پہ

در عذاب منکرست آں جان او ۔ کژدم غم در دل غمدان او

ہے فرشتوں کی سزا میں اس کی جان ۔ غم کا بچھو اس کے دل میں ہے نہاں

از بروں بر ظاہرش نقش و نگار ۔ وز دروں اندیشہاش زار زار

ظاہری ہیں اس کے یہ نقش و نگار ۔ اور اندر سے وہی اندیشے نگار

[1] یعنی جو سانس جائے۔ اس کے بدلے کوئی نیکی ضرور ہو جائے ۔

[2] سجدہ کرو اور قریب آؤ ۔

واں یکے بینی و دآں در تق کہن | چوں نبات اندیشہ و شکر سخن

کوئی منہ والوں میں تو اثر پاسے گا | فکر شیریں اور سخن شکر نما

## مسافروں اور فیل بچوں کی حکایت

گفت ناصح بشنوید ایں پند من | تا دل و جانتاں نگردد ممتحن

بولا ناصح - پند تم میری سنو | امتحاں جان و دل پہ کیوں پڑے

با گیاہ و برگہا قانع شوید | در شکار پیل بچگاں کم روید

گھاس پتوں ہی پہ رکھو انحصار | فیل بچوں کا نہ کھیلو تم شکار

من بروں کردم ز گردن وام نصح | جز سعادت کے بود انجام نصح

میں نے گردن سے نکالا وام پند | ہے سعادت ہی فقط انجام پند

من بہ تبلیغ رسالت آمدم | تا رہانم من شما را از ندم

ہے یہ مقصد میرے اس پیغام کا | تا ندامت سے میں تم کو دوں چھڑا

ہیں مبادا کہ طمعتاں رہ زند | طمع برگ از بیخہاتاں بر کند

ہو نہ ایسا۔ کوئی ہو [illegible] سے | طمع دنیا سے جڑوں کو کھود دے

ایں بگفت و خیر بادے کرد و رفت | گشت قحط و جوع شاں در راہ زفت

یہ کہا اور ان سے رخصت ہو گیا | ہو گئی بھوک ان کی رستے میں سوا

ناگہاں دیدند سوئے جادۂ | پور پیلے فربہے نو زادۂ

ناگہاں رستے میں دیکھا ایک بار | فیل بچہ، موٹا تازہ، شیر خوار

اندر افتادند چوں گرگان مست | پاک خوردند و فرو شستند دست

بھیڑیئے کی طرح سب اس پہ گرے | اور اسے کھانے سے فارغ ہو گئے

آں یکے ہمرہ نخورد و پند داد | کہ حدیث آں فقیرش بود یاد

کھانے میں صرف ایک نے شرکت نہ کی | یاد اس کو بات تھی درویش کی

از کبابش مانع آمد آں سخن ‌‌ ‌ بخت نو بخشد ترا عقل کہن

اس کو کھانے سے ہوئی مانع وہ بات ‌ بخشا ہے عقل بخت نو صفات

پس بخوردند و بخفتند آں ہمہ ‌ آن گرسنہ پاسبان آں رمہ

خیر، سب کھا پی کے اس کو سو گئے ‌ بھوکے نے کی پاسبانی بیٹھ کے

دید پیلے سہمناکے میرسید ‌ اولا آمد سوئے حارس دوید

فیل دیکھا اس نے ایک آتا ہوا ‌ پہلے وہ ہے نگہباں کے ہوا

بوئے میکرد آں دہانش را سہ بار ‌ ہیچ بوئے زو نیامد ناگوار

اس کے منہ کو اس نے سونگھا تین بار ‌ کچھ بھی آئی نہ بو سے ناگوار

چند بارے گرد او برگشت و رفت ‌ مر ورا نازرد آں شہ پیل زفت

پھرے اس کے گرد پھر آگے بڑھا ‌ فیل نے اس کا نہ کچھ نقصان کیا

مر لب ہر خفتہ را بوئے کرد ‌ بوئے می آمد ورا زاں خفتہ مرد

سوئے والوں کا جو منہ سونگھا اٹھی ‌ اس کو اپنے بچے کی بو آ گئی

کز کباب پیل زادہ خوردہ بود ‌ بردرانید و بکشتش پیل زود

کھائے تھے جو فیل بچے کے کباب ‌ پھاڑ ڈالا ان کو ہاتھی نے شتاب

در زماں او یک یک زاں گروہ ‌ بردرانید و نبودش زاں شکوہ

فرد اک اک اس جماعت کا وہاں ‌ پھاڑ ڈالا فیل نے بے خوف ہاں

بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف ‌ تا ہمی زد بر زمیں میشد شکاف

تھا وہ لوگوں کو ہوا پہ پھینکتا ‌ چور ہو جاتے تھے گر کر برملا

اے خورندہ خون خلق از راہ برد ‌ تا نیارد خون ایشانت نبرد

خون خلقت کھانے والے یار آ ‌ خون ان کا رنگ اک دن لائے گا

مال ایشاں خون ایشاں داں یقیں ‌ زانکہ مال از زور آید در یمیں

مال کو ان کے تو ان کا خون جان ‌ زور ہی سے ملتا ہے زر کر تو دھیان

| | |
|---|---|
| ماوران فیل بچہ کیں کشد | فیل بچہ خوارہ را کیفر کشد |
| بچہ مادر پیل بچے کی ڈرکے | پیل بچہ خوار سے بدلہ لے |
| فیل بچہ میخوری اے پارہ خوار | ہم برآرد خصم فیل از تو دمار |
| پیل بچہ کھاتا ہے اے پارہ خوار | پیل دشمن ہو کے کرے گا شکار |
| بوئے رسوا کرد مکر اندیش را | پیل داند بوئے خصم خویش را |
| بو فریب اندیش کو رسوا کرے | بوئے دشمن پیل کو آنے لگے |
| آنکہ یابد بوئے حق را از یمن | چون نیابد بوئے باطل را ز من |
| جو یمن سے بوئے خوش خالق کی پائے | بوئے باطل کیوں نہ میری اس کو آئے |
| مصطفیٰ چون برد بوئے از راہ دور | چون نیابد از دہان ما بخور |
| مصطفیٰ کو دور سے بو آ گئی | منہ سے میرے بو نہ کیونکر آئے گی |
| ہم بیابد لیک پوشاند زما | بوئے نیک و بد برآید بر سما |
| آتی ہے بو پر وہ رکھتے ہیں نہاں | بوئے نیک و بد سے ملتے آسمان |
| تو ہمی خسپی و بوئے آں حرام | میزند بر آسمان سبز فام |
| تو تو سوتا ہے اور بوئے حرام | کرتی ہے سیر فلک اے خستہ کام |
| ہمرہ انفاس زشتت می شود | تا بہ بوگیران گردوں می رود |
| جاتی ہے وہ ساتھ سانسوں کے ترے | سر گھنے ہیں سونگھنے والے آگے |
| بوئے کبر و بوئے حرص و بوئے آز | در سخن گفتن بیاید چوں پیاز |
| بوئے نخوت بوئے حرص اور بوئے آز | بات کرنے سے ہے آتی جوں پیاز |
| گر خوری سوگند من کے خوردہ ام | از پیاز و سیر تقوی کردہ ام |
| گو تو کھائے اس کے کھانے کی قسم | پیاز لہسن چھوڑ بیٹھا ہوں ہم |
| آں دمِ سوگند غمازی کند | بر دماغ ہمنشیناں بر زند |
| سانس تیری کھائے لیکن چغلیاں | ہمنشینوں کے دماغوں سے وہاں |

؎ رشوت خوار۔

پس دعاہا رد شود از بوئے آں — آں دلِ کژ می نماید از زبان

اس کی بو سے ہوتی ہے رد ہر دعا — ہے زبان دل کی بھی کا آشنا

اخسئوا آمد جوابِ آں دعا — چوبِ رد باشد جزائے ہر دعا

اخسئوا آئے دعاؤں کا جواب — ہر جزائے ہر دعا نا کامیاب

گر حدیثت کژ بود معنیت راست — آن کژیِ لفظ مقبولِ خداست

بات اگر ٹیڑھی ہو اور مطلب بجا — ایسی کج باتیں ہیں مقبولِ خدا

ور بود معنی کژ و لفظت نکو — آن چناں معنی نیرزد یک تسو

کج ہوں معنی اور لفظ اچھے اگر — ہیں یہ معنی لا محالہ بے اثر

# دوستوں کی خطائیں بھی محبوب ہیں

آں بلالِ صدق در بانگِ نماز — حیّ را ہی خواند از روئے نیاز

جب اذاں دیتے بلالؓ پاکباز — "حیّ" کو "ہیّ" کہتے از روئے نیاز

تا بگفتند اے پیمبر نیست راست — ایں خطا اکنوں کہ آغاز بناست

لوگ بولے۔ یا نبیؐ ہے ناروا — یہ خطا۔ ہے جبکہ آغازِ بنا

اے نبیؐ و اے رسولِ کردگار — یک مؤذن کو بود افصح بیار

یا نبیؐ، اتنا کرم فرمایئے — اک مؤذن خوش گلو بلوایئے

عیب باشد اول دین و صلاح — لحن خواندن لفظِ حیّ علی الفلاح

عیب ہے آغازِ دیں ہے اور صلاح — یوں پکاریں لفظِ حیّ علی الفلاح

خشمِ پیغمبر بجوشید و بگفت — یک دو رمزے از عنایاتِ نہفت

غصہ میں آئے جنابِ مصطفےٰؐ — رازکی وہ ایک باتیں دیں بتا

---

لہ قولِ تعالیٰ عزوجل قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون یعنی دوزخیوں سے خدا تعالیٰ خطاب فرماتا ہے۔ کہ تم اس میں پڑے رہو اور بات نہ کرو۔

کاے خساں نزد خدا ہی بلالؓ — بہتر از صد حی و حی قیل و قال
بولے ۔ خود کبریا ہی بلالؓ — حق سے بہتر ہے اُن کے قیل و قال

وا مشورانید تا من رازتاں — وا نگویم ز آخر و آغازتاں
مت شورو ورنہ میں رازِ نہاں — اول و آخر سے کر دوں گا عیاں

گر نداری تو دمِ خوش در دعا — رو دعا میخواہ ز اخوانِ صفا
جب سلیقہ ہی دعاؤں کا نہیں — پاک لوگوں کی دعا لے با یقیں

## حضرت موسیٰؑ کو حق تعالےٰ کا حکم دینا

بہر ایں فرمود با موسیٰؑ خدا — وقتِ حاجت خواستن اندر دعا
اس لیے فرمانِ حق موسیٰؑ کو تھا — جب وہ کرتے تھے ضرورت میں دعا

کاے کلیم اللہ ز من میجو پناہ — با دہانے کہ نکردی تو گناہ
اے کلیم اللہ لے میری پناہ — ایسے منہ سے جو نہیں صرفِ گناہ

گفت موسیٰؑ من ندارم آں دہاں — گفت ما را از دہانِ غیر خواں
بولے موسیٰؑ ۔ میرا منہ ایسا کہاں — حکم آیا ۔ مانگ اوروں کا دہاں

آنچناں کن کہ دہانہا مر ترا — در شب و در روزہا آرد دعا
غیروں سے اپنے لیے تو لے دعا — ہر دہن دن رات ہی مانگے دعا

از دہانِ غیر کے کردی گناہ — از دہانِ غیر برخواں کای الٰہ
غیر کے منہ سے کیا ہے کب گناہ — غیر کے منہ سے تو کہہ یا الٰہ

یا دہانِ خویشتن را پاک کن — روحِ خود را چابک و چالاک کن
یا تو اپنے ہی دہن کو پاک کر — روح کو بھی چست اور چالاک کر

ذکرِ حق پاک است چوں پاکی رسید — رخت بر بندد بروں آید پلید
ذکرِ حق ہے پاک ، جب پاکی ملی — سب پلیدی دل سے باہر آ گئی

می گریزد ضدہا از ضدہا
شب گریزد چوں برافروزد ضیا

ہاں ضدوں سے بھاگتی ہیں ضدیں
روشنی سے رات بھاگے ، آں میں

چوں برآید نام پاک اندر دہاں
نہ پلیدی ماند وے آں دہاں

نام پاک آتا ہے جب منہ میں ذرا
پھر پلیدی کا پتہ لگتا ہے کیا

## حاجت مند کا اللہ اور اللہ کا لبیک کہنا

آں یکے اللہ می گفتے شبے
تا کہ شیریں گردد از ذکرش لبے

رات کو "اللہ" کہتا تھا کوئی
ذکر سے تا ہونٹ پائیں چاشنی

گفت شیطانش خمش ای سخت رو
چند گوئی آخر اے بسیار گو

بولا شیطاں اس سے چپ مرد خدا
کب تلک "اللہ اللہ" بولے جائے گا

این ہمہ اللہ گفتی اے عمو
خود یکے اللہ را لبیک کو

اللہ اللہ تو نے اے سرکش کہا
اس سے کب لبیک کی آئی صدا؟

می نیاید یک جواب از پیش تخت
چند اللہ میزنی با روئے سخت

جب وہاں سے کچھ جواب آتا نہیں
اللہ اللہ کرنا پھر زیبا نہیں!

او شکستہ دل شد و بنہاد سر
دید در خواب او خضر را در خضر

اس کا دل ٹوٹا ۔ جھکایا اس نے سر
خضر آئے خواب میں اس کو نظر

گفت ہیں از ذکر چوں وا ماندۂ
چوں پشیمانی ازاں کش خواندۂ

بولے چھوڑا ذکر کیوں اے شاد کام
تو پشیماں کیوں ہے کہ اس کا نام

گفت لبیکم نمے آید جواب
زاں ہمی ترسم کہ باشم رد باب

بولا رب لبیک کہتا ہی نہیں
مجھ کو ہے رد دعا کا اب یقیں

گفت خضرش کہ خدا گفت ایں بمن
کہ برو با او بگو اے ممتحن

خضر بولے مجھ سے حق نے ہے کہا
جا کہو اس کے پاس [illegible] دے ذرا

| | |
|---|---|
| گفت آں اللہ تو لبیک ماست | ایں نیاز و سوز و دردت پیک ماست |
| یہ ترا "اللہ" مری لبیک ہے | تیرا درد و سوز میرا پیک ہے |
| نے ترا در کار من آوردہ ام | نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام |
| کیا نہیں مجھ سے لیا تم نے یہ کام | کر دیا مشغول ذکر اے نیک نام |
| حیلہا و چارہ جوئیہائے تو | جذب ما بود و کشاد آں پائے تو |
| تیرے حیلے اور چارہ جوئیاں | تھیں ہمارے جذب کی نیرنگیاں |
| ترس و عشق تو کمند لطف ماست | زیر ہر یارب تو لبیکہاست |
| تیرا خوف و عشق ہے رحمت کی نے | تیری ہر یارب میں سو لبیک ہے |
| جان جاہل زیں دعا جز دور نیست | زانکہ یارب گفتنش دستور نیست |
| اس دعا سے جان جاہل دور ہے | اس کا یارب کہنا کب دستور ہے |
| بر دہان و بر لبش قفلست و بند | تا ننالد با خدا وقت گزند |
| اس کے منہ اور لب پہ ہیں تالے لگے | تا نہ روئے وقت پر تکلیف کے |
| داد مر فرعون را صد ملک و مال | تا بکرد او دعوی عز و جلال |
| دیدیا فرعون کو جب ملک و مال | کرتا تھا وہ دعوی جاہ و جلال |
| در ہمہ عمرش ندید او درد سر | تا ننالد سوئے حق آں بدگہر |
| عمر بھر اس نے نہ پایا درد سر | تا نہ روئے سوئے حق وہ بدگہر |
| داد او را جملہ ملک ایں جہاں | حق ندادش درد و رنج و اندہاں |
| ملک دنیا اس کو سارا دے دیا | کب اسے اللہ نے رنجیدہ کیا |
| زانکہ درد و رنج یار آمد بداں | شد نصیب دوستانش در جہاں |
| کیونکہ اس نے رنج کا بار گراں | دے دیا یاروں کو اچھے بے گماں |
| درد آمد بہتر از ملک جہاں | تا بخوانی تو خدا را در نہاں |
| درد بہتر ہے جہاں و مال سے | تاکہ تو ذکر خدا چھپ کر کرے |

خواندن بے دردان افسردگیست — خواندن با دردان از دل بردگیست

ذکر بے دردوں کا ہے افسردگی — ذکر اہل درد ہے دل بردگی

آں کشیدن زیر لب آواز را — یاد کردن مبدء و آغاز را

کھینچنا وہ زیر لب آواز کا — یاد کرنا فکر ہے آغاز کا

آں شدہ آواز صافی و حزیں — کاے خدا اے مستغاث اے معیں

صاف کہتا ہے باآواز حزیں — اے خدا فریاد رس اور اے معیں

نالۂ سگ در رہش بے جذبہ نیست — زانکہ ہر راغب اسیر رہزنیست

نالۂ سگ میں بھی جذبہ ہے کثیر — کیونکہ ہر راغب ہے رہزن کا اسیر

چوں سگ کہفے کہ از مردار رست — بر سر خوان شہنشاہاں نشست

جیسے کتا کہف کا مردار سے — چھٹ کے پہنچا خوان پر سلطان کے

تا قیامت میخورد او پیش غار — عارفانہ آب رحمت بی تغار

تا قیامت پیتا ہے وہ پیش غار — عارفانہ آب رحمت بار بار

اے بسا سگ پوست کو را نام نیست — لیک اندر پردہ بے آں جام نیست

سگ بہت ایسے ہیں جو گمنام ہیں — ان کو پردے میں میسر جام ہیں

جاں بدہ از بہر ایں جام اے پسر — بے جہاد و صبر کے باشد ظفر

جان دے اس جام پر تو اے پسر — بے جہاد و صبر کب ہوگی ظفر

صبر کردن بہر ایں نبود حرج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

صبر کرنے میں نہیں ہے کچھ حرج — صبر کر الصبر مفتاح الفرج

زیں کمیں بے صبر و حزمے کس نجست — حزم را خود صبر باشد پا و دست

ہیں نجاتیں حزم سے اور صبر سے — صبر دست و پا ہیں گویا حزم کے

حزم کن از خورد کایں زہری گیاست — حزم کردن زور و نور انبیاست

حزم کر کھانے سے وہ ہے زہر کا — حزم کرنا ہی ہے نور انبیا

گاہ باشد کہ بہر باوسے جہد
گہ زکے مر باورا وزنے نہد
گاہ ہوتا ہے کہ ہاں ہر ایک بادے
گاہ بیلی کیا ہوا کی بات کرے

ہر طرف غولے ہمی خواند ترا
کاے بیا در راہ خواہی ایں بیا
ہر طرف سے ہے بھلاووں کی پکار
اس طرف آ جا۔ ادھر ہے رہگذار

رہنمایم ہمرہت باشم رفیق
من قلاوزم دریں راہ دقیق
میں ہوں گا راہ میں تیرا رفیق
بیٹھا ہوں میں یہ رستہ ہے دقیق

نے قلاوزاست نے رہ داند او
یوسفا کم رو سوئے ایں گرگ خو
وہ نہ رہبر ہے۔ نہ جانے راستہ
یوسف! ایسے گرگ کی جانب نہ جا

حزم آں باشد کہ نفریبد ترا
چرب و نوش و دامہائے ایں سرا
حزم وہ سمجھے ہے۔ نہ دھوکا دیں مجھے
دامہائے چرب و شیریں دہر کے

کہ نہ چربے دارد و نہ نوش او
سحر خواند میدمد در گوش او
کیونکہ وہ چرب اور شیریں کچھ نہیں
کان میں کچھ پھونکیں وہ جادو یا سحر

کہ بیا مہمان ما اے روشنی
خانہ آں تست و تو آں منی
آ تو مہماں ہو مرا اے روشنی
گھر ہے تیری ملکیت اور تو مری

حزم آں باشد کہ گوئی تخمہ ام
یا سقیم و خستہ ایں دو تخمہ ام
حزم یہ ہے۔ تو کہے ناچار ہوں
یا مجھے ہے خستہ و بیمار ہوں

یا سرم درد است درد سر ببر
یا مرا خواندہ است آں خالو پسر
یا میں دکھتا ہے اور ہے درد سر
یا بلاتا ہے خالو کا پسر

زانکہ یک نوشت دہد با نیشہا
کہ بکارد در تو نوشش ریشہا
کہ وہ ڈنک کے نوش میں سو نیش ہیں
نیش سب کچھ کو وہ دیوے ریشیں ہیں

زر اگر پنجاہ یا شصت دہد
ماہیا او گوشت در شستت نہد
گر پچاس اور ساٹھ درہم کچھ کو دیں
شست میں وہ گوشت اے مچھلی رکھیں

| | |
|---|---|
| گر دہد خود کے دہد آں پر حیل | جوز پوسیدہ است و گفتار دغل |
| دیتے ہیں لیکن وہ دیتے ہیں کہاں | ہیں گلے اخروٹ باتیں بد زباں |
| ژغژغ آں عقل و مغزت را برد | صد ہزاراں عقل را یک نشمرد |
| ان کی زق برق کھائے عقل و مغز کو | کب گنے وہ عقل کو گنتی ہی ہو |
| یار تو خرجین تست و کیسہ‌ات | گر تو رامینی مجو جز ویسہ‌ات[1] |
| یار ہے خرجین و کیسہ کر نہ آہ | تو ہے رامین ویس ہی پہ رکھ نگاہ |
| ویسہ و معشوق تو ہم ذات تست | ویں برونہا ہمہ آفات تست |
| ویسہ معشوق ہے تری ذات ہی | جو ہیں باہر، وہ ہیں سب آفات ہی |
| حزم آن باشد کہ چون دعوت کنند | تو نگوئی مست و خواہان منند |
| حزم یہ ہے جب تری دعوت کریں | تو نہ سمجھے غمگسار اپنے انہیں |
| دعوت ایشاں صفیر مرغ داں | کہ کند صیاد در مکمن نہاں |
| ان کی دعوت کو صفیر مرغ جان | گھات میں صیاد ہوگا بے گماں |
| مرغ مردہ پیش بنہادہ کہ ایں | میکند آواز و فریاد و انیں |
| مرغ مردہ رکھ لیا آگے عیاں | دیتا ہے آواز، کرتا ہے فغاں |
| مرغ پندارد کہ جنس اوست او | جمع آید بر دردشاں پوست او |
| مرغ سمجھیں۔ وہ ہے ان کی جنس سے | جمع ہوں تو کھال ان کی کھینچ لے |
| جز مگر مرغے کہ حزمش داد حق | تا نگردد گیج آں دانہ ملق |
| ہاں مگر وہ مرغ جس میں حزم ہے | دانے کی جانب کب اس کا عزم ہے |
| ہست بے حزمی پشیمانی یقیں | حزم را مگذار و محکم کن تو دیں |
| کیا ہے بے حزمی پشیمانی نہیں | حزم کو مت چھوڑ۔ کر مضبوط دیں |

[1] رامین اور ویس دو عاشق و معشوق گذرے ہیں۔ ویس مطلوب اور رامین طالب تھا۔

| | |
|---|---|
| زانکہ بے حزمی شقاوت بر دہد | دیں رود وانز دست وورد سر دہد |
| کیونکہ بے حزمی شقاوت ہے ثمر | دیں جائے ہاتھ سے ہو درد سر |
| بشنو ایں افسانہ را و شرح ایں | تا شوی حازم برائے حفظ دیں |
| سنو یہ افسانہ اور اس کی شرح بھی | تا ہو حازم حفظ دیں کا آئے اثر |

# ایک دہقانی اور ایک شہری

| | |
|---|---|
| اے برادر بود اندر ما مضیٰ | شہرئے با روستائے آشنا |
| بھائی یہ قصہ ہے اگلے وقت کا | شہری اک دہقان کا تھا آشنا |
| روستائے چوں سوئے شہر آمدے | خرگہ اندر کوئے آں شہری زدے |
| آتا سوئے شہر دہقانی اگر | تو ٹھہرتا آ کے اس شہری کے گھر |
| دو مہ و سہ ماہ مہمانش بدے | بر دکان او و بر خوانش بدے |
| رہتا اس کا مہماں دو تین ماہ | بیٹھا خواں و دکاں پہ خوش نگاہ |
| ہر حوائج را کہ بودش آں زماں | راست کردے مرد شہری رایگاں |
| حاجتیں جو اس کی ہوتیں ہر گھڑی | پوری کرتا مفت شہری واقعی |
| رو بشہری کرد و گفت اے خواجہ تو | ہیچ می نائی سوئے دہ فرجہ جو |
| شہری سے اکثر کہا کرتا تھا یوں | گاؤں میں میرے نہیں آتے ہو کیوں |
| اللہ اللہ جملہ فرزنداں بیار | کایں زمان گلشن است و نوبہار |
| اللہ اللہ بچوں کو بھی لائیے | ہے بہار اور موسم گل آئیے |
| یا بتابستاں بیا وقت ثمر | تا ببندم خدمتت را من کمر |
| آئیے گرمی میں یا وقت ثمر | آپ کی خدمت پہ باندھوں گا کمر |
| خیل فرزنداں و قومت را بیار | در دہ ما باش خوش ماہے سہ چار |
| لڑکے بھی ہوں ساتھ اور سب یار غار | گاؤں میں رہیے مہینے تین چار |

| | |
|---|---|
| در بہاراں خطۂ وہ خوش بود | کشت زار و لالۂ دلکش بود |
| ہے بہاریں گاؤں کی بھی خوش گوار | لالہ کھلا ہے میان سبزہ زار |
| وعدہ دادے خواجہ را او دفع حال | تا کہ در آمد بعید وعدہ ہشت سال |
| ٹالنے کو وعدہ خواجہ نے کیا | آٹھ سال اس وعدے کو گذرے بجا |
| او بہر سالے ہمی گفتے کہ کے | عزم خواہی کرد آمد ماہ دے |
| وہ یوں ہی ہر سال کو کہتا رہا | کیا ارادہ ہے کہ اب ماگھ آگیا |
| او بہانہ ساختے کامسال ماں | از فلاں خطہ بیامد میہماں |
| وہ بہانے کرتا امسال اے فتا | ایک مہمان اس جگہ سے آیا تھا |
| سال دیگر گر توانم وارہید | از مہمات آں طرف خواہم دوید |
| دوسرے سال اب اگر فرصت ملی | کام سے ، آؤں گا بے شک اے اخی |
| گفت ہستند آں عیالم منتظر | بہر فرزندان تو اے اہل بر |
| بولا ہیں سب بال بچے منتظر | تیرے بچوں کے لئے اے اہل بر |
| باز ہر سالے چوں لک لک آمدے | تا مقیم قبۂ شہری شدے |
| حتی لک لک ہر برس آتا تھا وہ | گھر میں شہری کے ٹھہر جاتا تھا وہ |
| خواجہ ہر سالے ز زر و مال خویش | خرج او کردے کشودے بال خویش |
| خواجہ ہر سال اس پہ اپنے مال و زر | خرچ کرتا تھا بہت دل کھول کر |
| آخریں کرت سہ ماہ آں پہلواں | خواں نہادش بامداداں و شباں |
| تین ماہ اس طرح آ خستہ لاکلام | کھانا دہقانی نے کھایا صبح و شام |
| از خجالت باز گفت او خواجہ را | چند وعدہ چند بفریبی مرا |
| پھر یہ خواجہ سے خجالت سے کہا | تو نے وعدے کر کے دھوکے میں رکھا |
| گفت خواجہ جسم و جانم وصل جوست | لیک ہر تحویل اندر حکم ہوست |
| بولا خواجہ جسم و جاں میں وصل جو | ہے مگر ہر کام زیر حکم ہو |

| | |
|---|---|
| آدمی چوں کشتی است و بادباں | تا کہ آرد باد را آں بادراں |
| آدمی کشتی ہے اور اک بادباں | بھیجتا ہے باد بیکس بادراں |
| باز سوگند آں بداوش کے کریم | گیر فرزنداں بیا بنگر نعیم |
| پھر آنے آنے کی اس نے دی قسم | ساتھ لا بچوں کو دیکھ آکر ارم |
| دست او بگرفت سہ کرت بجد | کالقد اللہ زو بیا بنمائے جد |
| ہاتھ پکڑا اسکے دھسے تین بار | اور کہاں جلدی سے آنا میرے یار! |
| بعد دہ سالے بہر سالے چنیں | لابہا و وعدہائے شکریں |
| دس برس تک ہر برس وعدے کئے | جا کشتی میں شکر کی ڈوبے ہوئے |
| کودکان خواجہ گفتند اے پدر | ماہ و ابر و سایہ ہم دارد سفر |
| خواجہ کے بچے بھی بولے اے پدر | چاند بادل سایہ کرتے ہیں سفر |
| حقہا بروے تو ثابت کردہ | رنجہا در کار او بس بردہ |
| تم نے ثابت اس پہ حق اپنے کئے | رنج اس کے کام میں تم نے سہے |
| او ہمے خواہد کہ بعضے حق آں | واگذارد چوں شوی تو میہماں |
| چاہتا ہے حق کرے وہ کچھ ادا | میہماں رکھ کر تجھے اے با صفا |
| بس وصیت کرد مارا او نہاں | کہ کشیدش سوئے دہ لابہ کناں |
| کر گیا ہے یہ نصیحت وہ ہمیں | گاؤں لے جائیں خوشامد سے کہیں |
| گفت حقست لیک اے سیبویہ | اتق من شر من احسنت الیہ |
| ہاں یہ سچ ہے مگر سن تو سہی | اس کے شر سے ڈر بھلائی جس سے کی |
| دوستی تخم دم آخر بود | ترسم از وحشت کہ او فاسد شود |
| دوستی ہے بیج پچھلے وقت کا | ہو نہ فاسد خوف ہے رہتا بڑا |
| صحبتے باشد چو شمشیر قطوع | ہمچو دے در بوستان و در زروع |
| صحبت اک تلوار ہے جو کاٹ دے | ماگھ جیسے کشت و بستاں کے لئے |

صحبتے باشد چو فصل نو بہار — زو عمارتہا و دخل بے شمار

صحبت اک ہے مثل نو بہار — جس سے ہے تعمیر و رونق بے شمار

خرم آں باشد کہ ظن بد بری — تا گریزی و شوی از بد بری

خرم اس میں ہے کہ ظن بد ہے — تا بدی سے بھاگ کر اس سے بچے

خرم سوء الظن گفتہ است آں رسول — ہر قدم را دام میداں اے فضول

خرم سوء الظن ہے . کہتے ہیں رسول — ہر قدم کو جان تو دام اے فضول

روئے صحرا ہست ہموار و فراخ — ہر قدم دامیست کم رو اوستاخ

ہر جا ہاں ہے کشادہ اور بڑا — ہر قدم پہ جال ہے ناداں ! نہ جا

آں بز کوہی دود کہ دام کو — چوں بتازد دامش افتد در گلو

دوڑے کوہی بز کہ پھندا ہے کہاں — دوڑے تو پھندے میں آئے ناگہاں

آنکہ میگفتی کہ کو اینک ببیں — دشت میدیدی نمیدیدی کمیں

تو جو کہتا تھا کہاں ہے دیکھ اب — تھا نظر میں دشت ، تھی پہ گھات کب

بے کمیں و دام صیاد اے عیار — دُنبہ کے باشد میان کشت زار

بے کمیں و دام صیاد اے اکی — کھیت میں تو دنبہ نہیں ہوتا کبھی

آنکہ گستاخ آمدند اندر زمیں — استخوان و کلہ ہاشاں را ببیں

جو تھے دنیا میں بڑے گستاخ خو — ہڈیاں اور کھوپڑے ان کے دیکھ تو

چوں بگورستان روی اے مرتضی — استخوان شاں را بپرس از ماضی

جائے گورستان کی جانب تو اگر — ہڈیوں سے پوچھ ماضی کی خبر

تا بظاہر بینی آں مستان گور — چوں فرو رفتند در چاہ غرور

آنکھیں تجھ کو تا نظر مستان گور — کس طرح ان کو بلا چاہ غرور

چشم اگر داری تو کورانہ میا — ور نداری چشم دست آور عصا

آنکھیں رکھتا ہے تو کورانہ نہ آ — اور جو اندھا ہے تو حاصل کر عصا

آں عصائے حزم و استدلال را — چوں نداری دیدہ میکن پیشوا
وہ عصا حزم اور استدلال کا — گر نہیں آنکھیں اسے کر پیشوا

ور عصائے حزم و استدلال نیست — بے عصاکش در سر ہر رہ مایست
وہ عصا بھی گر نہیں اسے نیک خو — بے عصاکش مت ٹھہر رستے میں تو

گام زاں ساں نہ کہ نابینا نہد — تاکہ پا از سنگ و از چہ وا رہد
رکھ تو نابیناؤں کی صورت قدم — تا بچے ٹھوکر کنوئیں سے دم بدم

لرز لرزاں و بترس و احتیاط — می نہد پا تا نیفتد در خباط
ڈرتے ڈرتے احتیاط و خوف سے — پاؤں رکھتا ہے نہ آفت میں گرے

اے ز دودے جستہ در نارے شدہ — لقمہ جستہ لقمۂ مارے شدہ
تو دھوئیں سے چھٹ کے آتش میں گرا — تو ڈھونڈتا سانپ کا لقمہ بنا

# اہل سبا کا قصہ

تو نخواندی قصۂ اہل سبا — یا بخواندی و ندیدی جز صدا
کیا نہ دیکھا قصۂ اہل سبا — یا پڑھا لیکن نہ دیکھا جز صدا

از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست — سوئے معنی ہوش کہ را راہ نیست
ہے صدا سے بے خبر خود کوہ بھی — کوہ کو معنی سے ہو کیا آگہی

او ہمی بانگے کند بے گوش و ہوش — چوں خمش کردی تو او ہم شد خموش
وہ صدا دیتا ہے لیکن بے گوش و ہوش — تو جو چپ ہو وہ بھی ہو جائے خموش

داد حق اہل سبا را بس فراغ — صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ
حق نے بخشا اہل سبا کو اک فراغ — ان کے تھے لاکھوں محل ایوان و باغ

شکر آں نگزاشتند آں بدرگاں — در وفا کمتر فتادند از سگاں
شکر نعمت کو نہ کرتے تھے بہم — تھے وفا میں گویا کتوں سے بھی کم

| | |
|---|---|
| مر سگے را لقمۂ نانے ز در | چوں رسد بر در ہمی بندد کمر |
| کتے کو جس در سے اک لقمہ ملے | وہ اسی در پہ سدا بیٹھا رہے |
| پاسبان و حارس در میشود | گرچہ بروے جور و سختی می رود |
| ہو نگہبان اور در کا پاسبان | چاہے جتنی اس پہ ہوویں سختیاں |
| ہم بر آں در باشدش باش و قرار | کفر داند کردن غیرے اختیار |
| صرف اسی در پر وہ پاتا ہے قرار | کفر جانے غیر پر کرنا مدار |
| ور سگے آید غریبے روز و شب | آن سگانش می کنند آن دم ادب |
| آتا ہے کتا مسافر گر کوئی | اس کو دیتے ہیں سزا کتے سبھی |
| کہ برو آنجا کہ اول منزلست | حق آں نعمت گروگان دلست |
| کہتے ہیں تو اپنے پہلے گھر کو جا | رہن ہے نعمت کے حق میں دل ترا |
| می گزندش کہ برو بر جائے خویش | حق آں نعمت فرو مگذار بیش |
| کاٹتے ہیں کہتے ہیں جا اپنے گھر | حق نعمت کو نہ اس کے ترک کر |
| از در دل و اہل دل آب حیات | چند نوشیدی و وا شد چشمہات |
| دل اور اہل دل سے آب زندگی | ہے پیا اور کھل گئیں آنکھیں تری |
| پس غذائے وجد و سکر و بیخودی | از در اہل دلاں بر جاں زدی |
| پس غذائے وجد و سکر بے خودی | تونے دروازے سے اہل دل کے لی |
| باز ایں در را رہا کردی ز حرص | گرد ہر دکاں ہمیگردی ز حرص |
| حرص سے پھر چھوڑ بیٹھا تو یہ در | گھومتا پھرتا ہے ہر دکان پر |
| بر در آں منعمان چرب دیگ | می دوی بہر ثرید مردہ ریگ |
| تو امیروں کے در پر شوربہ پر | دوڑتا ہے گوشت روٹی کو مگر |
| چربش آنجا داں کہ جاں فربہ شود | کار ناامید آنجا بہ شود |
| چرب وہ جو جان کو فربہ کرے | کام مایوسوں کا جس جا بن سکے |

# حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دردمند لوگ

صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل ۔۔۔ ہان و ہاں اے مبتلا ایں در مہل

خانقاہ عیسیٰ کی ہے خوان وفا ۔۔۔ چھوڑ اس در کو نہ تو اے مبتلا

جمع گشتندے ز ہر اطراف خلق ۔۔۔ از ضریر و شل و لنگ و اہل دلق

جمع چاروں سمت سے ہوتی تھی خلق ۔۔۔ اندھے لنگڑے اور مریض و اہل دلق

بر در آں صومعہ عیسیٰ صباح ۔۔۔ تا بدم ایشاں رہاند از جناح

خانقاہ عیسیٰ پہ ہر صبح ۔۔۔ آتے تھے تا ہو گناہوں سے مفر

او چو فارغ گشتے از اوراد خویش ۔۔۔ چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش

جب وہ فارغ ہوتے اپنے ورد سے ۔۔۔ آتے تھے باہر کوئی نو دس بجے

جوق جوق مبتلا دیدے نزار ۔۔۔ شستہ بر در با امید و انتظار

دیکھتے تھے سب کو زار و نزار ۔۔۔ خانقہ کے در پہ صرف انتظار

گفتے اے اصحاب آفت از خدا ۔۔۔ حاجت و مقصود جملہ شد روا

کہتے اے لوگو وہ ہے صرف اک خدا ۔۔۔ حاجتیں سب کی جو کرتا ہے روا

ہیں رواں گردید بے رنج و عنا ۔۔۔ سوئے غفاری و اکرام خدا

اب رواں ہو جاؤ بے رنج و عنا ۔۔۔ جانب غفران و اکرام خدا

جملگاں چوں اشتراں بستہ پائے ۔۔۔ کہ گشائی زانوئے ایشاں برائے

اونٹ کے مانند سب تھے بستہ پا ۔۔۔ عقل سے تو ان کے زانو کھولتے

جملہ صحت یافتہ گشتہ رواں ۔۔۔ از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں

سب نے صحت پائی اور چلتے ہوئے ۔۔۔ بس مسیحا کے دم جاں بخش سے

شد روا آں حاجت جملہ علیل ۔۔۔ نام حق و از دم نیک جلیل

سب مریضوں کی ہوئی حاجت روا ۔۔۔ ان کے دم سے پیکر تھا حکم خدا

خوش رواں و شادمانہ سوئے خاں
از دعائے وے شدندے پادواں
گھر گئے اپنے وہ خوش دل شادماں
دوڑتے ان کی دعا سے بے گماں

جملہ بے درد و الم بے رنج و غم
تندرست و شادماں و محترم
سب تھے بے درد و الم بے رنج و غم
تندرست و شادماں و محترم

سوئے خانہ خویش گشتندے رواں
از دم میمون آں صاحب قران
اپنے اپنے گھر وہ ہوتے تھے رواں
تھا مبارک وہ دم صاحب قراں

آزمودی تو بسے آفات خویش
یافتی صحت ازاں یاران کیش
آفتوں میں آزمائش تو نے کی
اولیاء اللہ سے صحت لی

چند آں لنگی تو رہوار شد
چند جانت بے غم و آزار شد
بن گیا رہوار لنگڑا پن ترا
جان سے آزار بھی سب مٹ گیا

اے مغفل رشتہ بر پائے بند
تا ز خود ہم گم نگردی اے لوند
اے مغفل باندھ رسی پاؤں پر
آپ سے بھی گم نہ ہو تو بے خبر

ناسپاسی و فراموشی تو
یاد ناورد آں عسل نوشی تو
ناسپاسی اور فراموشی تری
بھول جاتی ہے عسل نوشی تری

لاجرم آں راہ بر تو بستہ شد
چوں دل اہل دل از تو خستہ شد
ہو گیا آخر وہ رستہ تجھ پہ بند
اہل دل کا دل ہوا جب دردمند

زود شاں دریاب و استغفار کن
ہمچو ابرے گریہائے زار کن
ڈھونڈ ان کو جلد۔ استغفار کر
ابر کے مانند گریہ زارا کر

تا گلستاں شاں سوئے تو بشکفد
میوہائے پختہ بر خود وا کفد
تیری جانب تا کہ باغ ان کا کھلے
پختہ میوے پھٹ پڑیں تیرے لئے

ہم براں در گرد و از سگ کم مباش
بانگ کہف آں شدتی خواجہ تاش
مثل سگ اس در پہ رکھ تو بود و باش
کہف کے کتے کا تا ہو خواجہ تاش

چوں سگاں را ہم مرسگاں را ناصح اند — کہ دل اندر خانۂ اول بہ بند

جبکہ حق پند یہ کتوں کو دے — چاہیے تو پہلے ہی گھر پر رہے

اندر اول کہ خوردی استخواں — سخت گیر و حق گزار آں را بجاں

پہلے گھر سے کھائی ہیں جو ہڈیاں — حق گزاری کر۔ پکڑ اس گھر کو وہاں

میگزندش کز ادب آنجا رود — وز مقام اولیں مفلح شود

کاٹتے ہیں۔ تا چلا جائے وہاں — نجح ہو چل جگہ سے بے گماں

میگزندش کاے سگِ طاغی برو — با ولی نعمت یاغی مشو

کاٹتے ہیں اے سگِ باغی! تو جا — کیوں دل نعمت سے اپنے پھر گیا

بر ہماں در ہمچو حلقہ بستہ باش — پاسبان و چابک و برجستہ باش

مثل زنجیر اس کے در سے رہ بندھا — مستعد رہ۔ کر نگہبانی سدا

صورت نقض وفائے ما مباش — بے وفائی را مکن بیہودہ فاش

توڑتا ہے کیوں ہماری تو وفا — بے وفائی کی نہ کر تشہیر۔ جا

مر سگاں را چوں وفا آمد شعار — رو سگاں را ننگ و بدنامی میار

جب کہ کتوں کا ہے شیوہ یہ وفا — کر نہ بدنام ان سگوں کو برملا

بے وفائی چوں سگاں را عار بود — بے وفائی چوں روا داری نمود

بے وفائی سے ہے جب کتوں کو عار — بے وفائی تو نے کیوں کی اختیار

حق تعالیٰ فخر آورد از وفا — گفت من اوفیٰ بعہدٍ غیرنا

حق تعالیٰ کو بھی ہے فخرِ وفا — پڑھ تو من اوفیٰ بعہدٍ غیرنا

بے وفائی داں وفا با ردِ حق — بر حقوق حق ندارد کس سبق

بے وفائی تو ہے حق سے ہے وفا — کون ہے حق خدا سے بڑھ گیا

لہ قولہ تعالیٰ جزو دہم۔ ومن اوفیٰ بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ یعنی خدا سے بڑھ کر وعدہ وفا کرنے والا کون ہے۔ پس اپنی خرید و فروخت میں خوش رہو۔ جس سے خرید و فروخت کر چکے ہو [illegible]

نور را ہم نور شو با نار نار ۔۔۔ جائے گل گل باش جائے خار خار

نور سے ہو نور آتش سے نار ۔۔۔ گل کی جا تو گل ہو۔ جائے خار خار

حق مادر بعد ازاں شد کاں کریم ۔۔۔ کرد او را از جنین تو غریم

حق مادر ہے پس حق خدا ۔۔۔ تیری صورت سے غریم اس کو کیا

صورتے کردت درون جسم او ۔۔۔ داد در حملش ترا آرام خو

جسم میں اس کے بنی صورت تری ۔۔۔ حمل میں اس کے تجھے راحت ملی

ہمچو جزو متصل دید او ترا ۔۔۔ متصل را کرد تدبیرش جدا

حق جزو متصل جب تو تھا ۔۔۔ متصل کو کر دیا اس نے جدا

حق ہزاراں صنعت و فن ساختست ۔۔۔ تا کہ مادر بر تو مہر انداختست

یہ ہے صنعت رحمت اللہ کی ۔۔۔ تیری ماں نے مہربانی تجھ پہ کی

پس حق حق سابق از مادر بود ۔۔۔ ہر کہ آں حق را نداند خر بود

حق مادر سے ہے اول حق حق ۔۔۔ حق نہ جانا جس نے۔ خر ہے با حمق

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر ۔۔۔ با پدر کردش قریں آں خود مگیر

جس نے ماں اور دودھ کو پیدا کیا ۔۔۔ پھر کیا جفت پدر دیکھو۔ اے خدا

اے خداوند اے قدیم احسان تو ۔۔۔ آنکہ دانم و آنکہ نے ہم آن تو

ہے قدیم اے کبریا احسان ترا ۔۔۔ جو میں جانوں یا نہ جانوں۔ ہاں ترا

تو بفرمودی کہ حق را یاد کن ۔۔۔ زانکہ حق من نمے گردد کہن

تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر ۔۔۔ کیونکہ میرا حق نہ ہوگا کہنہ تر

یاد کن لطفے کہ کردم آں صبوح ۔۔۔ با شما از حفظ در کشتی نوح

یاد ہے وہ مہربانی کی نگاہ؟ ۔۔۔ نوح کی کشتی میں تم کو دی پناہ

اصل اجدادِ شمارا آں زماں ۔۔۔ دادم از طوفان و از موجش اماں

کس طرح اجداد کو آبا کو وہاں ۔۔۔ میں نے دی طوفان کی موجوں سے اماں

آب آتش خو زمین بگرفته بود
موج او مر اوج کہ را میربود
آب آتش خو نے پکڑی تھی زمین
موج اوج کوہ پر تھی جا پہنچتی

حفظ کردم من نکردم رد آن
در وجود جد جد جدتان
کی حفاظت اور کیا کب ہے نمود
ہم نے تیرے باپ دادا کا وجود

چوں شدی سرپشت چوں زنم
کارگاہ خویش چوں ضائع کنم
سر بنا کر پاؤں کیوں کر مارتا
کارخانہ اپنا ضائع کرتا کیا

چوں فدائے بیوفایاں میشوی
از گمان بد بداں سو میروی
بے وفاؤں پر تو ہوتا ہے فدا
بد گمان ہو کے تیرا رستا

من ز سہو و بیوفایہا بری
سوئے من آئی گمان بد بری
میں ہوں سہو اور بیوفائی سے بری
بد گمانی مجھ سے، عجائب ہے نئی

این گمان بد بدانجا بر کہ تو
میشوی در پیش ہمچوں خود دو تو
بدگمان بد واں تو رکھو روا
تو کر دیتا ہے خود جس جا جھکا

بس گرفتی یار و ہمراہان زفت
گر ترا گویم کہ کو گوئی کہ رفت
تجھے بہت یار اور ہمراہی ترے
اب جو میں پوچھوں تو کہدے سب گئے

یار نیکت رفت بر چرخ بریں
یار فسقت ماند در قعر زمیں
دوست تیرے چرخ بالا پر گئے
یار فاسق خاک کا لقمہ بنے

تو بماندی در میانہ ہمچناں
بے مدد چوں آتشے در کارواں
رہ گیا اک تو ہی باقی درمیاں
جس طرح ہو آگ بعد کارواں

دامن او گیر اے یار دلیر
کو منزہ باشد از بالا و زیر
دامن اس کا تھام اے یار دلیر
جو نہیں آلودہ بالا و زیر

نے چو عیسی سوئے گردوں بر شود
نے چو قاروں در زمیں اندر رود
مثل عیسیٰ سوئے گردوں پر چڑھے
مثل قاروں جو نہ گئی میں دھنسے

| | |
|---|---|
| با تو باشد در مکان و لامکاں | چوں بمانی از سرا واز دکاں |
| ساتھ ہو تیرے مکیں تا لامکاں | کیوں اسے چھوڑے تو۔ ہو گھر و دکاں |
| او بر آرد از کدورت ہا صفا | مر جفا ہائے ترا گیرد وفا |
| اخذ کر لے وہ کدورت سے صفا | وہ جفا کو بھی تری سمجھے وفا |
| چوں جفا آری فرستد گوشمال | تا ز نقصاں وا روی سوئے کمال |
| وہ جفاؤں پہ تجھے دے گوشمال | چھوٹ کے تو نقصاں سے پائے کمال |
| چوں تو وردے ترک کردی در روش | بر تو قبضے آید از رنج و تپش |
| تو نے ترک ورد کی گر اس روش | قبض کی بس پائے گا رنج و تپش |
| آں ادب کردن بود یعنی مکن | ہیچ تحویلے ازاں عہد کہن |
| اس سزا دینے کا یہ مطلب ہوا | پھر نہ اس عہد کہن سے تو کرتا |
| پیش ازاں کایں قبض زنجیرے شود | ایں کہ دلگیر است پاگیرے شود |
| قبض جب تک صورت زنجیر ہو | اب جو ہے دلگیر، وہ پاگیر ہو |
| رنج معقولت شود محسوس و فاش | تا نگیری ایں اشارت را بلاش |
| رنج معقول ترا ہو آشکار | ان اشاروں کا تو سمجھے وقار |
| در معاصی قبضہا دلگیر شد | قبضہا بعد از اجل زنجیر شد |
| جو عصیاں سے ہوا دلگیر قبض | بن گیا بعد اجل زنجیر قبض |
| نعطہ من اعرض ہنا عن ذکرنا | عیشۃ ضنکا و نحشر بالعمیٰ |
| پھیرے جو منہ ہمارے ذکر سے | عیش ہو تنگ اور وہ اندھوں میں اٹھے |
| دزد چوں مال کساں را می برد | قبض و دل تنگی دلش را می خلد |
| مال جب کچھ چور لیتا ہے چرا | قبض و دل تنگی سے دل ہے توکھا |
| او ہمی گوید عجب ایں قبض چیست | قبض آں مظلوم کز شرت گریست |
| وہ یہ کہتا ہے۔ کہ ہے یہ قبض کیا | قبض ہے مظلوم سے۔ جو رو پڑا |

چوں بدیں قبض التفاتے کم کند — باد اصرار آتشش را دم کند
قبض پہ جب التفات اس کا ہو کم — باد اصرار آگ کو کرتی ہے دم

قبض دل قبض عواں شد لاجرم — گشت محسوس آں معانی زد علم
قبض دل ہے قبض برق انداز کا — اس کا معنی اور مطلب ہے کھلا

قبضہا زخماں شد است و چار میخ — قبض بیخے ست و برآرد شاخ و بیخ
قبض ہے یہ قید خار چار سیخ — قبض ہے جڑ، جس سے نکلیں شاخ و بیخ

بیخ پنہاں بود ہم شد آشکار — قبض و بسط اندرون بیخے شمار
بیخ پنہاں بھی ہے اور ہے آشکار — بیخ قبض و بسط دل کو کر شمار

چونکہ بیخش بد بود زودش بکن — تا نروید زشت خارے در چمن
جڑ بُری ہو تو اکھاڑ کر پھینک دے — تا کوئی کانٹا نہ گلشن میں اُگے

قبض دیدی چارۂ آں قبض کن — زانکہ سرہا جملہ می روید زبن
قبض دیکھے۔ قبض کی کچھ فکر کر — جڑ سے سر ہوتے ہیں پیدا کر نظر

بسط دیدی بسط خود را آب دہ — چوں برآید میوہ با اصحاب دہ
بسط دیکھے بسط کو پانی بھی دے — بانٹ دے اصحاب کو، میوے لگے

باز گرد و قصۂ اہل سبا — باز گو تا باز گویم مرحبا
لوٹ، سن لے قصۂ اہل سبا — پھر سنا اور پھر کہوں میں مرحبا

## اہل سبا کا باقی قصہ

آں سبا ز اہل صبا بودند خام — کارشاں کفران نعمت با کرام
تھے سبا والے مثال طفل خام — اور تھا کفران نعمت ان کا کام

باشد آں کفران نعمت در مثال — کہ کنی با محسن خود تو جدال
ہے یہی کفران نعمت کی مثال — جیسے محسن سے کرے تو خود جدال

| | |
|---|---|
| کرمے باید مرا ایں نیکوئی | من برنجم زیں چہ رنجہ میشوی |
| بس مجھے منظور یہ نیکی نہیں | میں ہوں غم گیں تو ہے کیوں اندوہگیں |
| لطف کن ایں نیکوئی را دور کن | من نخواہم چشم زودم کور کن |
| لطف کر۔ نیکی کو اپنی دور رکھ | آنکھوں کی حاجت نہیں۔ معذور رکھ |
| پس سبا گفتند باعد بیننا | شیننا خیر لنا خذ زیننا |
| لوگ کہتے تھے کہ قربت دور کر | ناخوشی اچھی، خوشی سے در گذر |
| ما نمے خواہیم ایں ایوان و باغ | نے زنان خوب نے امن و فراغ |
| چاہئیں ہم کو نہ یہ ایوان و باغ | وقت ہے اچھا۔ نہ ہے امن و فراغ |
| شہرہا نزدیک ہمدیگر بداست | آں بیابانست خوش کانجا دداست |
| یہ قریبی شہر ہیں آپس میں بد | اچھا وہ جنگل۔ بھلا جس میں دام و دد |
| یطلب الانسان فی الصیف الشتا | فاذا جاء الشتا انکر ذا |
| آدمی گرمی میں جاڑا مانگتا | اور جاڑوں میں ہے گرمی کی دعا |
| فہو لا یرضی بحال ابداً | لا بضیق لا بعیش رغداً |
| خوش ہمیشہ کب ہے یہ اک حال پر | عیش و تنگی دونوں سے چاہے مفر |
| قتل الانسان ما اکفرہٗ | کلما نال الہدیٰ انکرہٗ |
| کافر نعمت ہے انسان کس قدر | اور ہدایت سے ہے منکر سر بسر |
| نفس زیں سانست زاں شد کشتنی | اقتلوا انفسکم گفت آں سنی |
| قتل کے لائق ہے نفس اس واسطے | نفس کو مارو۔ نبی فرما گئے |
| خار سہ سو یست ہر سو کش نہی | در خلد از زخم او تو کے رہی |
| ہے سہ پہلو خار۔ جس پہلو رکھو | چبھ ہی جائے گا۔ تم اس سے کب بچو |
| آتش ترک ہوا در خار زن | دست اندر یار نیکو کار زن |
| آتش ترک ہوس سے پھونک خار | یار نیکوکار کو کر اختیار |

چوں ز حد بردند اصحاب سبا　　کہ بپیش ما وبا بہ از صبا

حد سے بڑھ کر بولے اصحاب سبا　　ہم کو غفلت زیرکی سے ہے سوا

ناصحاں شاں در نصیحت آمدند　　از فسوق و کفر مانع مے شدند

ان کو تھے جو نصیحت پند گر　　کرتے تھے۔ تم کفر سے رکھو حذر

قصد خون ناصحاں میداشتند　　تخم فسق و کافری میکاشتند

تھے وہ خواہاں ناصحوں کے خون کے　　بیج کفر و فسق کے بوتے رہے

چوں قضا آید شود تنگ ایں جہاں　　از قضا حلوا شود رنج دہاں

تنگ ہو وقت قضا سارا جہاں　　اور حلوا ہوتا ہے رنج دہاں

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا　　تحجب الابصار اذا جاء القضا

تنگ ہو میداں جب آئے قضا　　روشنی آنکھوں کی لے جائے قضا

چشم بستہ می شود وقت قضا　　تا نہ بیند چشم کحل چشم را

بند کرتی ہے قضا آنکھیں پھر　　آنکھ کو آتا نہیں سرمہ نظر

مکر آں فارس چو انگیزید گرد　　آں غبارت ز آں سوارت دور کرد

گرد اڑائی مکر کی اسوار نے　　رہ گیا تو دور چھپ کر گرد سے

سوئے فارس رو مرو سوئے غبار　　ورنہ بر تو کوبد آں مکر سوار

جا سوئے فارس۔ نہ جا سوئے غبار　　ورنہ تجھ پر آ پڑے مکر سوار

گفت حق آں را کہ ایں گرگش نخورد　　دید گرد گرگ چوں زاری نکرد

کھائے جس کو گرگ حق اس سے کہے　　کیوں نہ رویا بھیڑیے کی گرد سے

او نمیدانست گرد گرگ را　　با چنیں دانش چرا کرد او چرا

جانتا تھا وہ نہ گرد گرگ کیا　　عقل پاتا ہی تو ایسا کیوں کیا

گوسفنداں بوئے گرگ با گزند　　مے بدانند و بہر سو می خزند

بکریاں جب گرگ کی پاتی ہیں بو　　بھاگتی ہیں خوف کھا کر چار سو

لہ سوار۔

مغز حیوانات بوئے شیر را | مے بداند ترک مے گوید چرا

پاتے ہیں حیوان جب بو شیر کی | چھوڑ دیتے ہیں چراگاہوں کو بھی

بوئے شیر خشم دیدی باز گرد | با مناجات خدا انباز گرد

شیر دشمن کی جو بو آئے تجھے | سجدے میں گر، کر دعا اللہ سے

وا نگشتند آں گروہ از گرد گرگ | گرگ محنت بعد گرگ آمد سترگ

نکلے گرد گرگ سے آیا کوئی؟ | گرگ محنت گرگ سے بھی تھا قوی

بردرید آں گوسفنداں را بخشم | کہ ز چوپان خرد بستند چشم

بکریوں کو پھاڑا غصے سے ابھی | عقل کے چرواہے سے بند آنکھ تھی

چند چوپاں شاں بخواند و نامدند | خاک غم در چشم چوپاں میزدند

گلہ باں نے کر بلایا۔ وہ نہ آئیں | گرد غم بن بن کے آنکھوں میں سمائیں

کہ برو ما خود ز تو چوپاں تریم | چوں تبع گردیم ہر یک سروریم

اور کہا۔ تجھ سے نگہباں تر ہیں ہم | کیوں بھلا تابع۔ جبکہ خود سرور ہیں ہم

طعمۂ گرگیم و آں یار نے | ہیزم ناریم و آن عار نے

گرگ کا لقمہ ہیں۔ کب ہیں بلکہ یار | آگ کی لکڑی ہیں۔ کب ہے ہم کو عار

حمیتے بد جاہلیت در دماغ | بانگ شومی در دہنشاں کرد زاغ

جو جہالت کی حمیت سر میں تھی | منہ میں ڈال بانگ شومی زاغ کی

بہر مظلوماں ہمے کندند چاہ | در چہ افتادند و می گفتند آہ

کھودتے ہیں بہر مظلوماں وہ چاہ | خود کنوئیں میں گر کے پھر کرتے ہیں آہ

پوستین یوسفاں بشگافتند | آنچہ میکردند یک یک یافتند

یوسفوں کے پوستیں سب تھے پھاڑتے | بدلے وہ سارے تھے اک اک کا ملے

کیست آں یوسف دل حق جوئے تو | چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو

کون ہے یوسف؟ دل حق جو ترا | قید ہے جو تیرے کوچے میں ہوا

جبر پیلے را با ستوں بستۂ — پرّ و بالش را بصد جاں خستۂ

تو نے باندھا قسم سے ہے جبر کا کر — بال پر تو نے ہیں اس کے دیکھ تو

پیش او گوسالہ بریاں آوری — کہ کشی اورا بکہداں آوری

اس کے آگے لایا ہے بچھڑا بھنا — ہے چبا کا بھوں تک اس کو کھینچ

کہ بخور اینست ما را لوت و پوت — نیست اورا جز لقاء اللہ قوت

کہتا ہے۔ کھا یہ ہماری ہے غذا — ہے غذا اس کی فقط دیدار خدا

زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا — میکند از تو شکایت با خدا

اس شکنجے میں وہ ہو کر مبتلا — کرتا ہے اللہ سے تیرا گلا

کے خدا افغاں ازیں گرگ کہن — گویدش تنک وقت آمد صبر کن

اے خدا فریاد ہے اس گرگ سے — وہ یہ کہتا ہے کہ وقت آئے تو ٹھے

داد تو وا خواہم از ہر بے خبر — داد کہ دہد جز خدائے دادگر

داد بے خبروں سے میں لوں گا تیری — جز خدا کے داد کب دے گا کوئی

او ہمے گوید کہ صبرم شد فنا — در فراق روئے تو یا ربنا

کہتا ہے وہ۔ صبر رخصت ہو چکا — تیرے شوق دید میں ہیں اے خدا

احمدم وا ماندہ در دست یہود — صالحم افتادہ در حبس ثمود

میں ہوں احمدؐ قیدی دست یہود — میں ہوں صالح خستہ قید ثمود

اے سعادت بخش جان انبیاءؑ — یا بکش یا باز خوانم یا بیا

اے سعادت بخش جان انبیاءؑ — جان لے، یا لے بلا، یا خود تو آ

با فراق کافراں را تاب نیست — ایں فراق اندر خور اصحاب نیست

کافروں کو تاب فرقت جب نہیں — دوستوں کو صبر آتا ہے کہیں

کافراں گویند وقت عذاب — ہر یکے یا لیتنی کنت تراب

کافروں کی ہے صدا وقت عذاب — ہے صدا یا لیتنی کنت تراب

حال او اینست کو خود زاں سو است — چوں بود بے تو کسے کاں تو است

حال اس کا یہ ہے۔ جو بیگانہ ہے — کیا کرے وہ جو ترا دیوانہ ہے

حق ہمے گوید کہ آرے اے نزہ — لیک بشنو صبر آرد صبر بہ

حق یہ کہتا ہے۔ کہ اے پاکیزہ تر — صبر ہی بہتر ہے۔ کچھ دن صبر کر

صبح نزدیک است خامش دم مزن — کاندر آمد وقت بیروں آمدن

صبح ہے نزدیک۔ چپ تو رہ ذرا — وقت آپہنچا ہے باہر آنے کا

یک بلاشاں میرسد تو کم خروش — من ہمے کوشم پئے تو تو مکوش

اُن پہ آتی ہے بلا۔ آہیں نہ بھر — میں ہوں خود کوشش میں تو کوشش نہ کر

کوشش من بہ کہ کوششہائے تو — واروئے تلخم بہ از حلوائے تو

میری کوشش تیری کوشش سے بڑی — میری تلخی تیرے حلوے سے بھلی

ہیں تحمل کن برو خاموش شو — کم ترک جنباں زبان و گوش شو

ہاں تحمل کر ذرا۔ خاموش ہو — باتیں کم کر اور ہمہ تن گوش ہو

حیلت و مکر و دغا بازیش واں — ہرچہ از یارت جدا اندازو آں

حیلہ و مکر و دغا جان اس کو تو — یار سے کردے جدا جو ہو سو ہو

شد ز حد ایں باز گرد اے یار گرد — روستائے خواجہ را بیں خانہ برد

حد سے گذری بات۔ اب تو لوٹ آ — دیکھ دہقاں خواجہ کو گھر سے چلا

قصۂ اہل سبا یک گوشہ نہ — واں بگو کہ خواجہ چوں آمد بدہ

قصۂ اہل سبا رکھ درکنار — خواجہ آیا گاؤں میں کر آشکار

## خواجہ اور دہقانی کا قصہ

روستائے در تملق شیوہ کرد — تا کہ حزم خواجہ را کالیوہ کرد

کی جو دہقاں نے خوشامد بے شمار — حزم خواجہ کو نہ رکھا استوار

از پیام اندر پیام او خیرہ شد ‖ تا زلال حزم خواجہ تیرہ شد

یہ پے درپے پیاموں سے گھبرا گیا ‖ پانی حزم خواجہ کا گدلا ہوگیا

ہم ازیں جا کودکانش در پسند ‖ زر تقع لعب بشادی میزدند

خواجہ کے بچے بھی تھے دیکھے ہوئے ‖ کھیل میں اور کود میں دلشاد تھے

ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب ‖ زر تقع لعب ببرد از ظل اب

جس طرح یوسف کو قسمت واقعی ‖ باپ سے موہو لعب میں لے گئی

آں نہ بازی بلکہ جانبازیست آں ‖ حیلہ و مکر و دغا بازیست آں

بازی کیا - جانبازی ہے یہ بڑا ‖ حیلہ و مکر و دغا بازی - ہوا

ہرچہ از یارت جدا اندازد آں ‖ مشنو آنرا کاں زیاں دارد زیاں

یار سے تجھ کو جو کرتا ہے جدا ‖ ایک بھی اس کی نہ سن ہوگا بُرا

گر بود آں سود صد در صد مگیر ‖ بہر زر مگسل ز گنجور اے فقیر

لے نہ - چاہے ہو وہ صد در صد بھی ہو ‖ بہر زر مت چھوڑ اہل گنج کو

ایں شنو کہ چند یزداں زجر کرد ‖ گفت اصحاب نبی را گرم و سرد

سن خدا نے کس قدر غصہ کیا ‖ گرم و سرد اصحاب احمد سے کہا

زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ ‖ جمعہ را کردند باطل بے درنگ

قحط سالی میں دہل کی بانگ پر ‖ جمعہ کو چھوڑا تھا سب نے بے خطر

تا نباید دیگراں ارزاں خرند ‖ زاں جلب صرفہ ز ما ایشاں برند

دوسرے تا مول ارزاں کر نہ لیں ‖ اور جلب سے پھر کہیں نقصان دیں

ماند پیغمبر بخلوت در نماز ‖ با دو سہ درویش ثابت پر نیاز

مصطفیٰ بھی تھے خلوت میں نماز ‖ اور تھے دو تین اصحاب نیاز

گفت طبل و لہو و بازرگانیے ‖ چونکہ ببریدید از ربانیے

بولا حق / طبل تجارت جب بجا ‖ تم ہوئے اللہ سے بے واسطہ

قد فضضتم نحو قمح بائرٌ | ثم خلیتم نبیاً قائماً

منتشر تم گیہوں کی جانب گئے | اور نمازوں میں نبی تنہا رہے

بہرِ گندم تخمِ باطل کاشتند | واں رسولِ حق را بگذاشتند

تخمِ باطل بہرِ گندم بو لیا | اور رسولِ حق کو چھوڑا ہے ہا

صحبتِ او خیر من لہو است و مال | ہیں کرا بگذاشتی چشمے بمال

اس کی صحبت مال و زر سے ہے بھلی | کس کو چھوڑا۔ غور تو کر تو سہی

خود نشد حرص شمارا ایں یقین | کہ منم رزاق خیر الرازقین

تھا نہ عقلوں کو تمہاری یہ یقین | میں ہوں رزاق اور خیر الرازقین

آنکہ گندم را ز خود روزی دہد | کے توکلہا ترا ضائع نہد

گیہوں کو جو رزق دیتا ہے سدا | وہ توکل ضائع کر سکتا ہے کیا

کمتر از بطے نیستی آخر در آب | کو دہد مر باز داعی را جواب

کم نہیں بط سے تو بھی اے فتا | سنتا ہے اللہ بندے کی دعا

از پئے گندم جدا گشتی از آں | کو فرستاد است گندم ز آسماں

بہرِ گندم تم ہوئے اس سے جدا | جو ہے گیہوں آسماں سے بھیجتا

## باز اور بطخیں

باز گوید بط را از آب خیز | تا ببینی دشتہا را قند ریز

چھوڑ پانی۔ باز نے بط سے کہا | دیکھ جنگل کی بھی شیرینی ذرا

بطِ عاقل گویدش کاے باز دور | آب ما را حصن و امن است و سرور

بطِ عاقل بولی۔ ہو اے باز دور | پانی ہے بس قلعۂ امن و سرور

؎ منفضوا گر شد۔ حیوانات کے شہر بشہر فروخت ہونے کو کہتے ہیں۔

دیو چوں باز آمد اے بقال شتاب    ایں بہ بیچوں کم رود از حسن آب
آیا شیطاں باز بن کر اے تجھ    چھوڑنا مت اس عصا یہ آپ کو

باز را گوئید زود زود باز گرد    از سر ما دست دار اے پایمرد
باز سے کہہ دو کہ واپس لوٹ جا    کر دو ہمت اور ہم سے ہاتھ اٹھا

ما بری از دعوت دعوت ترا    ما نخوشیم اینچنیم تو کا فرا
ہم تو بے پروا ہیں دعوت سے تری    تیرے دام میں ہم نہ آئیں گے کبھی

حصن ما را قند و قندستاں ترا    من نخواہم وہ پیات بستان ترا
قند ہے یہ جائے امن اپنے لئے    ہم نہ مانگیں باغ اور بستاں ترے

چونکہ جاں باشد نیابد لوت کم    چونکہ لشکر ہست کم ناید علم
جان ہے باقی تو کب کم ہے غذا    فوج ہے تو پھر علم کی فکر کیا

# خواجہ اور دہقان

خواجہ حازم بسے عذر آورید    بس بہانہ کرد با دیو مرید
خواجہ نے کر عذر دہقاں سے کیا    پیش کر کے دیو مردوں سے کہا

گفت اینندم کارہا وارم اہم    گر بیایم آں نگردد منتظم
کام ایسے ہیں ضروری آج کل    ہے نکلنا گھر سے اک خلل ان

شاہ کار نازکم فرمودہ است    ز انتظارم شاہ شب نغنودہ است
شاہ نے نازک دیا ہے مجھ کو کام    ہے مری فکر میں نیند اس کی حرام

من نیارم ترک امر شاہ کرد    من نتانم شد بر شہ بعدے زرد
ٹالدوں میں حکم کیسے شاہ کا    نادم اس کے سامنے ہو جاؤں کیا

ہر صباح و ہر مسا سرہنگ خاص    میرسد از من ہمے جوید مناص
آتا ہے شہ کا سپاہی صبح و شام    پوچھتا ہے ہو گیا پورا وہ کام!

تو روا داری کہ آیم سوئے دہ ⁂ تا برآرد و افگند سلطاں گرہ

چاہتا ہے تو میں آؤں گاؤں کو ⁂ اور مجھ سے بادشہ ناراض ہو

بعد ازانش مان خشمش چوں کنم ⁂ زندہ خود را زیں مگر مدفوں کنم

کیا کروں چارہ پھر اس کے خشم کا ⁂ دفن ہو جاؤں میں زندہ بے حیا

زیں نمط او صد بہانہ باز گفت ⁂ حیلہا با حکم حق نفتاد جفت

اس طرح کے سو بہانے پھر کئے ⁂ حکم حق سے ناموافق وہ رہے

گر شود ذرات عالم حیلہ پیچ ⁂ با قضائے آسماں ہیچند ہیچ

ہوں جو ذرات جہاں مکر اور پیچ ⁂ وہ قضا کے سامنے ہیں محض ہیچ

چوں گریزد ایں زمیں از آسماں ⁂ چوں کند او خویش را از وے نہاں

چرخ سے کس طرح بھاگے یہ زمیں ⁂ اپنے کو اس سے چھپا سکتی نہیں

ہرچہ آید ز آسماں سوئے زمیں ⁂ نے مفر دارد نہ چارہ نے کمیں

آسماں سے آئے جو سوئے زمیں ⁂ کوئی چارہ اور مفر اس کو نہیں

آتش از خورشید مے بارد برو ⁂ او بہ پیشش آتشش بنہادہ رو

آگ برساتا ہے اس پر آفتاب ⁂ سامنے سورج کے ہے وہ بے نقاب

ور ہمے طوفاں کند باراں براو ⁂ شہرہا میکند ویراں بر او

مینہ سے اس پہ آتے ہیں طوفاں بھی ⁂ شہر اس کے ہوتے ہیں ویران بھی

او شدہ تسلیم او ایوب وار ⁂ کہ اسیرم ہرچہ مے خواہی ببار

ہے سرِ تسلیم جوں ایوبؑ خم ⁂ کہتی ہے۔ جو کچھ ہو۔ ہیں مجبور ہم[1]

ایکہ جزو ایں زمینی سر مکش ⁂ چونکہ بینی حکم یزداں در مکش

تو بھی ہے جزو زمیں سرکش نہ ہو ⁂ ہاں نہ ٹال اپنے خدا کے حکم کو

[1] یعنی زمیں کہتی ہے ٭

جملہ اجزا در تحرک در سکون — ناطقاں کانّا الیہ راجعون

سارے اجزا جمادسا اور پُر سکون[1] — کہتے ہیں انّا الیہ[2] راجعون

ذکر و تسبیحات اجزائے نہاں — غلغلے افگندہ اندر آسماں

ذکر اجزائے[3] نہاں کے دیکھ لے — غلغلہ میں چرخ میں ڈالے ہوئے

چوں قضا آہنگ نیرنجات کرد — روستائے شہریے را مات کرد

تھا جو نیرنگِ قضا کا التفات — کر دیا دہقان نے شہری کو مات

با ہزاراں حزم خواجہ مات شد — زاں سفر در معرضِ آفات شد

باوجود حزم خواجہ مات تھا — اس سفر میں موردِ آفات تھا

اعتمادش بر ثباتِ خویش بود — گرچہ کہ بد نیم سیلش در ربود

اعتماد اس کو ثبات اپنے پہ تھا — کوہ تھا، سیلاب لیکن لے اڑا

چوں قضا بیروں کند از چرخ سر — عاقلاں گردند جملہ کور و کر

جب قضا باہر کرے گردوں سے سر — عقلمندوں کو بنا دے کور و کر

ماہیاں افتند از دریا بروں — دام گیرد مرغِ پرّاں را زبوں

مچھلیاں دریا سے باہر جا پڑیں — مرغِ پرّاں ہو پریشاں دام میں

تا پری و دیو در شیشہ بود — بلکہ ہاروتے بہ بابل در رود

شیشے میں دیو و پری ہوں مبتلا — بلکہ ہر ہاروت کی بابل میں جا

جز کسے کاندر قضا اندر گریخت — خون او را ہیچ تربیعے نریخت

خود ہی لیکن جو ہو قربانِ قضا — خون اس کا کب نحوست نے کیا

غیر آنکہ در گریزی در قضا — ہیچ حیلہ ندہدت از وے رہا

اور جو بھاگے قضا سے ناگہاں — بچ نکلے حیلوں سے کب تو بےگماں

[1] ساکن اشیا یعنی جمادات۔ [2] بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
[3] فرشتے وغیرہ

# اصحاب ضروان کا قصہ

قصۂ اصحاب ضرواں خواندۂ / پس چرا در حیلہ جوئی ماندۂ
قصۂ اصحاب ضرواں سے پڑھا / پھر تو کیوں حیلہ گری میں ہے پھنسا

حیلہ میکردند کژدم نیش چند / کہ برند از روزی درویش چند
حیلے کرتے تھے جو کژدم نیش تھے / چند درویشوں کی روزی کے لئے

شب ہمہ شب میسگالیدند مکر / روئے در رو کردہ چندیں عمرو و بکر
رات بھر وہ سوچتے رہتے تھے مکر / مشورے کرتے تھے مل کر عمرو و بکر

خفیہ میگفتند سرہا آں بدان / تا نباید کہ خدا دریابد آں
مشورے کرتے تھے وہ چوری چھپے / تا نہ راز ان کا خدا پر کھل سکے

با گل اندایندہ اسگالیدہ گل / دست کاری میکند پنہاں ز دل
مٹی حال اپنا چھپاتے راز سے / ازدل سے کام پوشیدہ کرے

کیف لا یعلم ہواک من خلق / ان فی نجواک صدق ام ملق
کیا نہ جانے تیری بابت کبریا / صدق ہے یا مکر باتوں میں چھپا

کیف یغفل عن ظعین رغدا / من یعاین این مثوہ غدا
کیا یہ پوشیدہ مسافر سے رہے / کل کہاں آرام کرنا چاہئے

اینما قد ہبطا او صعدا / قد تولاہ و احصی عددا
اپنے ڈیروں کا وہ مالک بن گیا / خوب گنتی ان کی وہ ہے جانتا

خفیہ میکردند اسرار از خدا / آں سگان جاہلاں از جہل و عمی
جیسا اپنے کو اللہ سے رکھتے تھے نہاں / اندھے اور جاہل وہ تھے بیگماں

۱؎ بچھو کی طرح ڈنک مارنے والا

گوش کن اکنوں حدیثِ خواجہ را ‌‌ کو سوئے دہ چوں شود پیدا و چرا

قصہ اب خواجہ کا سن لے ذرا ‌‌ گاؤں جا کر کیا اُسے پڑا تھا

گوش را اکنوں ز غفلت پاک کن ‌‌ استماعِ ہجرانِ غمناک کن

کان کو غفلت سے اپنے پاک کر ‌‌ غور کر اس ہجرتِ غمناک پہ

تا چہا دید از بلا و از عنا ‌‌ در رہ دہ چوں شد از شہر او جدا

دیکھتے ہیں اس پہ کیا آئی بلا ‌‌ گاؤں کو جب شہر سے اپنے چلا

آں زکاتے داں کہ غمگیں را دہی ‌‌ گوش را چوں پیشِ دستانش نہی

ہے زکوٰۃ اب وہ جو تو غمگیں کو دے ‌‌ داستاں کو اس کی کانوں سے سنے

بشنوی غمہائے رنجورانِ دل ‌‌ فاقۂ جانِ شریف از آب و گل

جو ہیں غمگیں۔ ان کے غم بھی سن ذرا ‌‌ آب و گل سے جان کو فاقہ ہوا

خانۂ پُر دود دارد پُر فنے ‌‌ مر ورا بکشا ز اصغا روزنے

گھر کو پُر فن نے دھوئیں سے بھر دیا ‌‌ کھول یعنی اس کے سننے کا ذرا

گوشِ تو او را چو راہِ دم شود ‌‌ دودِ تلخ از خانۂ او کم شود

کان تیرا راستہ دم کا بنے ‌‌ کم ہو دودِ تلخ اس کاشانے سے

غمگساری کن تو با ما اے روی ‌‌ گر بسوئے ربِّ اعلیٰ میروی

غمگساری ہم سے کر اے خوش گہر ‌‌ کیونکہ ہے سوئے خدا تیرا گذر

ایں تردد حبس و زندانے بود ‌‌ کو نہ بگذارد کہ جاں سوئے رود

یہ تردد حبس و زنداں ہے بلا ‌‌ جاں کو جانے نہیں دیتا ذرا

ایں بدیں سو واں بداں سو میکشد ‌‌ ہر یکے گوید منم راہِ رشد

کھینچتا ہے یہ ادھر اور وہ ادھر ‌‌ ہر کوئی کہتا ہے۔ میں ہوں راہبر

ایں تردد عقبۂ راہِ حق است ‌‌ اے خنک آں را کہ پایش مطلق است

یہ تردد راہِ حق کی گھاٹی ہے ‌‌ وہ مبارک ہے جسے آزادی ہے

بے تردد میرود در راہِ راست
رہ نمیدانی بجو گامش کجاست

بے تردد سیدھے رستے پہ گا
تو جو ہے بے راہ ، ڈھونڈ اس کو ذرا

گامِ آہو را بگیر و رو معاف
تا رسی از گامِ آہو تا بناف

کھوج لے آہو سے اور چل راہ صاف
تا کہ تحقیق پا سے پہنچے تا بناف

زیں روش بر اوجِ انور میروی
اے برادر گر بر آذر میروی

اس طرح تو اوجِ انور پہ چلے
آگ پہ بھی گو تو سرتاسر چلے

نے ز دریا ترس و نے از موج و کف
چوں شنیدی تو خطابِ لا تخف

خوف دریا ہے ۔ نہ خوف موج و کف
سن چکا ہے تو خطاب لا تخف

لا تخف داں چونکہ خوفت داد حق
ناں فرستد چوں فرستادت طبق

لا تخف ہے خوف جو دیتا ہے حق
دے گا روٹی بھی ۔ دیا جس نے طبق

خوف آں کس راست کو را خوف نیست
غصہ آں کس را کش اینجا طوف نیست

خوف اسے ہو ۔ جو نہیں حق سے ڈرا
رنج اسے ، جس نے نہ طوف اس کا کیا

## گاؤں کو خواجہ کی روانگی

خواجہ در کار آمد و تجہیز ساخت
مرغِ عزمش سوئے دہ اشتاب تاخت

خواجہ نے سامان چلنے کا کیا
گاؤں کی جانب ارادہ کر لیا

اہل و فرزنداں سفر را ساختند
رخت را بر گاؤ عزم انداختند

اہل بچے سب ہوئے گرمِ سفر
رکھ دیا سامان گاؤ عزم پہ

شادماناں و شتاباں سوئے دہ
کہ بسے خوردیم از دہ مژدہ دہ

گاؤں کی جانب چلے خوش ہو کے دل
مژدہ دینے والے سے کھایا ہے پھل

ئہ خوف مذکر ہ

| | |
|---|---|
| مقصدِ ما را چراگاہ خوش است | یارِ ما آنجا کریم و دلکش است |
| ہیں چراگاہیں وہاں خوش افراد | ہے ہمارا دوست اس جا خوش نہاد |
| باہزاراں آرزوہا خواندہ است | بہرِ ما غربیں کرم بنشاندہ است |
| سو تمنا سے بلایا ہے ہمیں | نعمتوں میں کھینچ لایا ہے ہمیں |
| ما ذخیرہ دہ زمستانِ دراز | از پیادہ سوئے شہر آریم ناز |
| ہم ذخیرہ سردیوں کے واسطے | گاؤں سے لے شہر کو لوٹ آئیں گے |
| بلکہ باغ ایثارِ راہِ ما کند | درمیانِ جانِ خودماں جا کند |
| باغ دے دیگا وہ بخشش میں ہمیں | دے گا خود ہم کو اپنی جان میں |
| عجلوا اصحابنا کے ترحموا | عقل میگفت از دروں لاتفرحوا |
| نفع پائیں۔ دوستو جلدی کرو | عقل کہتی تھی۔ نہ ہرگز خوش رہو |
| من رباح اللہ کونوا رابحین | ان ربی لا یحب المفرحین |
| نفع بس تم پاؤ گے اللہ سے | دوست کب وہ اہلِ فرحت کو رکھے |
| افرحوا ہونا بما آتاکم، | کل آت مشغل الہاکم، |
| خوش ہو اس پر۔ جو تمہیں آساں ملے | لغو ہے وہ۔ شغل میں جو ڈال دے |
| شاد از وے شو مشو از غیرِ وے | کو بہار است و دگرہا ماہِ دے |
| شاد اس سے ہو۔ نہ ہو تو غیر سے | سب خزاں وہ ہے بہار اس کے لئے |
| ہرچہ غیرِ اوست استدراجِ[۱] تست | گرچہ تخت و ملکت است و تاجِ تست |
| غیر اس کا تجھ کو استدراج ہے | گرچہ تیرا ملک و تخت و تاج ہے |
| شاد از غم شو کہ غم دامِ لقاست | اندریں رہ سوئے پستی ارتقاست |
| شاد ہو غم سے۔ یہ ہے دامِ لقا | پستی رُخی اس راہ کی ہے ارتقا |

[۱] وہ خرقِ عادت جو کافر سے ظاہر ہو۔

قول پیغمبر شنو اے مجتبیٰ
گور عقل آمد وطن در روستا

قول پیغمبر ہے مانو اور سنو
عقل اندھی گاؤں میں رہنے سے ہو

ہر کہ روزے باشد اندر روستا
تا بماہے عقل او ناید بجا

ایک دن جو گاؤں میں کرے قیام
اک مہینے تک رہے عقل اس کی خام

تا بماہے احمقے با وے بود
از حشیش دہ جز اینہا چہ درود

اک مہینہ گر وہ گاؤں میں رہے
گھاس کاٹے۔ اس سے بڑھ کر کیا کہے

وانکہ ماہے باشد اندر روستا
روزگارے باشدش جہل و عمیٰ

اک مہینے تک رہے جو گاؤں میں
جہل اور کوری میں اس کے دن گئیں

دہ چہ باشد شیخ واصل ناشدہ
دست در تقلید و حجت در زدہ

گاؤں کیا ہے۔ شیخ نا واصل شدہ
جس میں ہو تقلید و حجت بے بہا

پیش شہر عقل کلی ایں حواس
چوں خران چشم بستہ در خراس

شہر عقل کل کے آگے یہ حواس
چشم بستہ جیسے خر ہے خراس

ایں رہا کن صورت افسانہ گیر
ہل تو دُردانہ تو گندم دانہ گیر

چھوڑ اس کو بہم رکھ افسانے سے
چھوڑ دُردانہ کو تو اور گیہوں لے

گر بدُر رہ نیست ہیں بُر می ستاں
گر بدانسو نیست رہ ایں سو براں

موتی گر ملتے نہیں۔ گندم ہی بھر
راہ اس جانب نہیں۔ تو آ اِدھر

ظاہرش گیر ارچہ ظاہر کژ بود
عاقبت ظاہر سوئے باطن رود

گو ہو کج۔ ظاہر ہی کرے اختیار
ہے یہ ظاہر سے باطن رہگذار

اول ہر آدمی خود صورتست
بعد ازاں جاں کو جمال سیرتست

ہے یہ صورت اول ہر آدمی
پھر ہے جاں۔ سیرت کا ہے جو حسن بھی

اول ہر میوہ جز صورت کے است
بعد ازاں لذت کہ معنی وے است

میوے کی صورت ہی سے ہے ابتدا
پھر ہے لذت۔ جو ہے معنی بہا

تلخ از شیریں لباں خوش میشود — خار از گلزار دلکش مے شود
تلخی ہو شیریں لبوں میں خوشگوار — خار دلکش باغ سے ہوتا ہے یار

حنظل از معشوق خرما مے شود — خانہ از بیگانہ صحرا مے شود
حنظل معشوق خرما ہے پسر! — دشت، ہم خانہ سے بن جاتا ہے گھر

اے بسا از نازنیناں خار کش — بر امید گلعذارے ماہ وش
واں بہت سے نازنیں ہیں خار کش — خواستگار گلعذار ماہ وش

اے بسا حمال گشتہ پشت ریش — از بلائے دلبر مہ روئے خویش
سینکڑوں کی پیٹھ زخمی ہو گئی — دلبر مہ رو نے وہ تکلیف دی

کردہ آہنگر جمال خود سیاہ — تاکہ شب آید ببوسد روئے ماہ
کر دیا لوہار نے چہرہ سیاہ — تاکہ رات آئے۔ تو چومے روئے ماہ

خواجہ تا شب بر دکانے چار میخ — زانکہ سروے در دلش کردست بیخ
قید شب تک خواجہ ہے دکان پر — دل میں عشق سرو قد کا ہے اثر

تاجرے دریا و خشکی میدود — آں بمہر خانہ شینے میرود
تاجر اک دریا و خشکی پر چلے — بیوی کی الفت سے وہ ایسا کرے

ہر کرا با مردہ سودائے بود — بر امید زندہ سیمائے بود
ہو کسی کو مردے کا سودا اگر — زندگی کی ہو گا وہ امید پر

آں دگر رفتہ آوردہ بچوب — بر امید خدمت مہروئے خوب
گر کرے نجار بھی لکڑی کا کام — الفت محبوب ہو گی لا کلام

بر امید زندہ کن اجتہاد — کو نگردد بعد روزے دو جماد
تو امید زندہ پر کر اجتہاد — وہ نہ ہو گا بعد دو دن کے جماد

ہیں مکن مونس نجسے را از خسی — عاریت باشد درو آں مونسی
ناکسوں سے انس تو ہرگز نہ کر — عارضی ہوتا ہے انس ان میں پسرا

نور از دیوار تا خور میرود　　تو بدآں خور رو کہ در خور میرود

نور سورج میں ہے دیوار سے　　بس تو جا کر کھینچ خورشید سے

زیں سپس بستاں تو آب از آسماں　　چوں ندیدی تو وفا در ناوداں

بعد ازاں لے آسماں سے آب تو　　بے وفا ہے نالہ نکلا مو بمو

معدن دُنبہ نباشد دامِ گرگ　　کے شناسد معدن آں گرگِ سترگ

چکتی دنبے کی نہیں ہے دامِ گرگ　　چکتی کو سمجھے کہاں گرگِ سترگ

زر گماں بردند بستہ در گرہ　　می شتابیدند مغروراں بدہ

بدگماں تھا۔ زر گرہ میں ہے بندھا　　گاؤں کو ناداں چلا وہ مست فکر

ہمچنیں خنداں و رقصاں میشدند　　سوئے آں دولاب چرخے میزدند

اس طرح خنداں و رقصاں تھے رواں　　صورتِ دولاب تھے چکر میں وہاں

چوں ہمے دیدند مرغے میپرید　　جانبِ دہ صبر جامہ میدرید

دیکھا طائر جب کوئی اڑتا ہوا　　جانبِ دہ، صبر اٹھوں سے گیا

ہر کسے کز سوئے دہ مے وزید　　گو نیا روح و رواں مے پرورید

جو نسیم آتی تھی چل کر گاؤں سے　　روح پرور تھی وہ ان سب کے لئے

ہر کہ مے آمد ز دہ از سوئے او　　بوسہ میدادند خوش بر روئے او

گاؤں سے جو آدمی آتا ادھر　　بوسہ دیتے تھے وہ اس کے چہرے پر

گر تو روئے یارِ ما را دیدۂ　　پس تو جانِ جانِ ما را دیدۂ

تو نے دیکھا ہے ہمارے دوست کو　　جانِ جاں سے قرب ہے ہو نہ ہو

## مجنوں کا سگِ لیلاؔ سے محبت کرنا

ہمچو مجنوں کو سگے را مینواخت　　بوسہ اش میداد و پیشش میگداخت

مثلِ مجنوں کے کہ جو تھا سگ نواز　　بوسے دے کر اس سے پاتا تھا گداز

گرد او میگشت خاضع در طواف — ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
گرد اس کے پھرتے کرتا تھا طواف — جیسے حاجی گرد کعبہ بے گزاف

ہم سر و پایش ہمے بوسید ناف — ہم جلاب شکرش میداد صاف
پاؤں سر اور ناف اس کی چومے — دیتا تھا جلاب شکر کے اسے

بوالفضولے گفت کاے مجنون خام — ایں چہ شید است اینکہ مے آری مدام
بولا اک گستاخ۔ اے مجنون خام — کیا یہ مکاری تو کرتا ہے مدام

پوز سگ دائم پلیدی میخورد — مقعد خود را بلب مے استرد
سگ ہمیشہ کی تو پلیدی ہے غذا — اپنی مقعد ہے لبوں سے چاٹتا

عیبہائے سگ بسے او برشمرد — عیب داں از غیب داں بوئے نبرد
عیب سگ کے گن ڈالے کئی — عیب جو کو کیا خبر ہے غیب کی

گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و تن — اندر آ بنگر تو از چشمان من
بولا مجنوں تو ہے نقش و تن مگر — میری آنکھوں سے ذرا نظارہ کر

کیں طلسم بستۂ مولاست ایں — پاسبان کوچۂ لیلاست ایں
ہے طلسم اس جا بندھا مولا کا یہ — پاسباں یہ کوچۂ لیلا کا ہے

ہمتش بیں و دل و جان و شناخت — کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
دیکھ دل جان اور ہمت یہ — کون سی جا اس نے مسکن ہے کیا

او سگ فرخ رخ کہف منست — بلکہ او ہمدرد و ہم لہف منست
وہ سگ فرخ ہے میرے کہف کا — بلکہ ہے ہمدرد اور مونس مرا

آں سگے کہ گشت در کویش مقیم — خاک پایش بہ ز شیران عظیم
ہے وہ کتا اس کے کوچے میں مقیم — خاک پا جس کی ہے از شیران عظیم

آں سگے کہ باشد اندر کوئے او — من بشیراں کے دہم یک موئے او
وہ جو کتا اس کے کوچے میں رہے — ایک بال اس کا نہ شیروں کو دے

آنکہ شیراں مرسگانش را غلام ۔۔۔ گفتن امکاں نیست خامش والسلام

شیر بھی ہیں اس کے کتوں کے غلام ۔۔۔ گفتگو مشکل ہے چپ رہ۔ والسلام

گر ز صورت بگذرید اے دوستاں ۔۔۔ جنت و گلستاں در گلستاں

تم اگر ظاہر سے گزرو مہرباں! ۔۔۔ خلد ہے اور گلستاں ہی گلستاں

صورتِ خود چوں شکستی سوختی ۔۔۔ صورتِ کل را شکست آموختی

تو نے جب صورت کو اپنی دی شکست ۔۔۔ پھر تو گویا ہو گئی کل کی شکست

بعد ازاں ہر صورتے را بشکنی ۔۔۔ ہمچو حیدر باب خیبر بر کنی

پھر تو ہر صورت کو تو دیگا بگاڑ ۔۔۔ مثل حیدر کے تو خیبر کو اکھاڑ

سغبۂ صورت شد آں خواجہ سلیم ۔۔۔ کہ بدہ مے شد بگفتارے سقیم

مبتلا صورت پہ وہ خواجہ ہوا ۔۔۔ اس کی جھوٹی باتوں پر گاؤں گیا

سوئے دام آں تملق شادماں ۔۔۔ ہمچو مرغے سوئے دانہ امتحاں

دام میں آیا خوشامد سے مگر ۔۔۔ جیسے چڑیا امتحاں کے واسطے ہے

از کرم دانست آں مرغ حریص ۔۔۔ دانہ را با دام لیکن شد محیص

فرق اس کی فہم میں تھا آ گیا ۔۔۔ دام و دانہ کا، اگر پھر جا پھنسا

از کرم دانست مرغ آں دانہ را ۔۔۔ غایت حرص است نے جود و عطا

مرغ اس دانے کو تھا سمجھا ہوا! ۔۔۔ حرص ہے بالکل نہیں جود و عطا

مرغکاں در طمع دانہ شادماں ۔۔۔ سوئے آں تزویر پرّاں و دواں

مرغ طمع دانہ میں ہیں شادماں ۔۔۔ مکر کی جانب ہیں پرّاں اور دواں

گر ز شادی خواجہ آگاہت کنم ۔۔۔ ترسم اے رہرو کہ بیگاہت کنم

حال اگر خواجہ کی خوشیوں کا کہوں ۔۔۔ خوف ہے۔ رستہ ترا کھوٹا کروں

مختصر کردم چو آمد دہ پدید ۔۔۔ خود نبود آں دہ، دہ دیگر گزید

مختصر یہ۔ گاؤں اک آیا نظر ۔۔۔ تھا نہ یہ وہ گاؤں، تھا یہ دگر۔

قرب ما ہے دِہ بدہ سے تا شفتند ۔۔۔ زانکہ راہ دِہ بتو نشناختند

اک مہینہ گاؤں گاؤں وہ پھرے ۔۔۔ گاؤں کے رستے سے وہ واقف نہ تھے

ہر کہ گیرد پیشۂ بے اوستا ۔۔۔ ریشخندے شد بشہر و روستا

کام جو کرتا ہے بے استاد کے ۔۔۔ شہر اور دیہ میں ہنسی اس کی اڑے

ہر کہ در رہ بے قلاوزے رود ۔۔۔ ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

راستہ بے رہنما کے جو چلے ۔۔۔ راہ دو روزہ ہو صد سالہ اسے

ہر کہ تازد سوئے کعبہ بے دلیل ۔۔۔ ہمچو ایں سرگشتگاں گردد ذلیل

کسے جو کعبے کی جانب بے دلیل ۔۔۔ مثل سرگشتوں کے ہو جائے ذلیل

زانکہ نادر باشد اندر خافقین ۔۔۔ آدمی سر بر زند بے والدین

خافقین مشرق و مغرب ہیں اس بات سے ۔۔۔ آدمی پیدا ہو بے ماں باپ کے

مال او یابد کہ کسبے می کند ۔۔۔ نادرے باشد کہ گنجے بر زند

مال وہ پائے - جو کوئی فن کرے ۔۔۔ کم ہے ایسا - جو خزانے پا رہے

مصطفائے کو کہ جسمش جاں بود ۔۔۔ تاکہ رحماں علم القرآں بود

مصطفیٰ سے کون جس کا تن تھا جاں ۔۔۔ حق نے تھا قرآں پڑھایا بے گماں

اہل تن را جملہ علم بالقلم ۔۔۔ واسطہ افراشت در بذل و کرم

اہل تن کا علم ہے لکھ پڑھا ۔۔۔ اس لئے ہے واسطہ جود و عطا

ہر حریصے ہست محروم اے پسر ۔۔۔ چوں حریصاں تگ مرو آہستہ تر

لالچی محروم ہوتا ہے پسر ۔۔۔ دوڑ مت - تو پاؤں رکھ آہستہ تر

اندریں رہ رنجہا دیدند و تاب ۔۔۔ چوں عذاب مرغ خاکی اندر آب

سختی دیکھے اس رہ پیچ و تاب میں ۔۔۔ جیسے تڑپے مرغ خاکی آب میں

سیر گشتہ از دِہ و از روستا ۔۔۔ وز شکر ریزی چناں ناوستا

سیر آخر گاؤں سے وہ ہو گیا ۔۔۔ اور قصوں سے جو ملے بے رہنما

# خواجہ اور اس کے خاندان کا گاؤں پہنچنا

بعد ماہے چوں رسیدند آں طرف ۔ جملہ ایشاں ستوراں بے علف

اک مہینے بعد وہ پہنچے وہاں ۔ بے نوا خود، چار پائے ناتواں

روستائی بیں کہ از بدبختی ۔ میکند بعد اللتیا و التی

دیکھ اس دہقان کی بدبختی ۔ اب کرے لیت و لعل ان سے وہی

روئے پنہاں میکند ز ایشاں بروز ۔ تا سوئے باغش بکشایند پوز

منہ چھپاتا پھرتا ہے وہ دن کو بھی ۔ تا نہ لیں وہ راہ اس کے باغ کی

آنچناں رو کز رہ زرق و شراست ۔ از مسلماناں نہاں اولیٰ تراست

ایسا منہ جو مکر و شر سے ہو بھرا ۔ ہے مسلمانوں سے پوشیدہ بھلا

روہا باشد کہ دیواں چوں مگس ۔ بر سرش بنشستہ باشند چوں جرس

ایسے منہ ہیں جن پہ شیطاں جوں مگس ۔ بیٹھتے ہیں آ کے مانند جرس

چوں بہ بینی روئے او در تو فتند ۔ یا نبینی آں یا چو دیدی خوش مخند

اس کا منہ دیکھے تو ہوں سب تیرے سر ۔ یا نہ دیکھو اور دیکھے تو خندہ نہ کر

در چناں روئے خبیث عاصیہ ۔ گفت یزداں نسفعاً بالناصیہ

وہ برا چہرہ ۔ وہ شکل بد نما ۔ پکڑوں گا ماتھے سے کہتا ہے خدا

چوں بپرسیدند و خانہ اش یافتند ۔ ہمچو خویشاں سوئے در بشتافتند

پوچھنے کے بعد پہنچے اس کے گھر ۔ اور یگانوں کی طرح گھیرا وہ در

در فرو بستند اہل خانہ اش ۔ خواجہ شد زیں کژ روی دیوانہ اش

بند گھر والوں نے دروازہ کیا ۔ خواجہ حیراں بد سلوکی سے ہوا

لیک ہنگام درشتی ہم نبود ۔ چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود

وہ موقع سختی کا موقع تھا کہاں ۔ چاہ میں تیزی چھپے کیا مہرباں

نے تو بودی سالہا مہمان من — نے رسیدت بیکراں احسان من
کیا نہ تو برسوں مرا مہماں رہا؟ — تجھ پہ کیا احساں نہ تھا میں نے کیا

سرّ مہر ما شنیدستند خلق — شرم دارد رو چو نعمت خورد حلق
راز الفت اپنا ہے مشہور خلق — شرم آئے منہ کو۔ نعمت کھائے حلق

او ہمے گفتش چہ گوئی ترّہات — نہ ترا دانم نہ نام تو نہ ذات
کہتا وہ۔ کیا بک رہا ہے بے لگام — کون ہے تو۔ کیا نشاں ہے کیا ہے نام

پنجمیں شب ابر و بارانے گرفت — کآسماں از بارشش شد در شگفت
پانچویں شب کو غضب بارش ہوئی — جس سے حیرت آسماں تک کو بھی تھی

چوں رسید آں کارد اندر استخواں — حلقہ زد خواجہ کہ مہتر را بخواں
خواجہ پر جب آئی ایسی کچھ بلا — کھٹکھٹائی کنڈی اور پھر دی صدا

چوں بصد الحاح آمد سوئے در — گفت آخر چیست اے جان پدر
سو خوشامد سے وہ آیا سوئے در — بولا آخر کیا ہے اے جان پدر

گفت من آں حق را بگذاشتم — ترک کردم آنچہ من پنداشتم
بولا۔ میں نے چھوڑے اپنے حق تمام — تھا جو کچھ سمجھا۔ غلط تھا کلام

پنج سالہ رنج دیدم پنج روز — جان مسکینم دریں سرما و سوز
پنج سال اب غم سے جھیلے پنج روز — جان مسکیں میری یہ سردی یہ سوز

یک جفا از خویش و از یار و تبار — در گرانی ہست چوں سیصد ہزار
اپنوں کی اور اپنے یاروں کی جفا — ہوتی ہے سختی میں لاکھوں سے سوا

زانکہ دل ننہاد بر جور و جفاش — جانش خوگر بود با مہر و وفاش
کیونکہ ترک ظلم کی اس سے نہ تھی — خوگر مہر و وفا تھا وہ ابھی

ہر چہ بر مردم بلا و شدت است — ایں یقیں داں کز خلاف عادت است
یہ جو ہے لوگوں پہ شدت اور بلا — ہے خلاف عادت اس کا سب بنا

گفت اے خورشید مہرت بے زوال
گر تو خونم ریختی کردم حلال
بولا ہے تیری محبت کو زوال
اپنا خون میں نے کیا تجھ پہ حلال

امشب باراں بده گوشه
تا بیابی در قیامت توشه
رات ہے بارش کی۔ اک گوشہ تو دے
تا قیامت میں ہے توشہ مجھے

گفت یک گوشه است آں باغباں
ہست آنجا گرگ را او پاسباں
بولا۔ اک گوشہ ہے لیکن باغباں
گرگ کا وہ اس جگہ ہے پاسباں

در کفش تیر و کماں از بہر گرگ
تا زند چوں آید آں گرگ سترگ
ہاتھ میں تیر و کماں ہے بہر گرگ
تا کہ مارے۔ آئے جب گرگ سترگ

گر تو آں خدمت کنی جا آں تست
ور نہ جائے دیگرے فرمائے جست
گر تو وہ خدمت کرے۔ تو جا اُدھر
ڈھونڈ ورنہ دوسری جا کہیں کر

گفت صد خدمت کنم تو جائے دہ
واں کماں و تیر در کفم بنہ
بولا سو خدمت کروں۔ گوشہ تو دے
اب کماں و تیر میرے ہاتھ دے

من نخسپم حارسی رز کنم
گر بر آرد گرگ سر تیرش زنم
میں نہ سوؤں۔ پہرہ دوں انگور کا
تیر ماروں۔ جو بھی پیدا بھیڑیا

بہر حق مگذارم امشب اے عدول
آب باراں بر سر و در زیر گل
آج کی رات اب نہ مجھ کو چھوڑ تو
بھیگے کیچڑ۔ سر پہ بارش ہے عدو

گوشہ خالی شد و او با عیال
رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال
گوشہ جب خالی ہوا تو باعیال
گو جگہ تھی تنگ۔ پہنچا خستہ حال

چوں ملخ بر ہم دگر گشتہ سوار
از نہیب سیل اندر کنج غار
اک پہ اک تھا ٹڈیاں جیسے سوار
خوف سے سیلاب کے کنجِ غار

شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا
ایں سزائے ما سزائے ما سزا
رات بھر کہتے رہے سب اے خدا
یہ سزا بے شک ہماری ہے سزا

| | |
|---|---|
| ایں سزائے آں کہ شد یارِ خساں | یا کسی کرد از برائے ناکساں |
| یہ سزا ہے الفتِ نااہل کی | ناکسوں کی میں نے کیوں کی دلدہی |
| ایں سزائے آنکہ اندر طمعِ خام | ترک گوید خدمتِ خاصِ کرام |
| ہے سزا اس کی کہ لالچ میں پڑ کے | ترک خدمت خاص لوگوں کی کرے |
| خاکِ پاکاں لیسی و دیوارِ شاں | بہتر از عام و زر و گلزارِ شاں |
| خاک پاکوں کی ہے بہتر چاٹنا | باغ و زر سے عام لوگوں کے بھلا |
| بندہ یک مرد روشن دل شوی | بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی |
| مرد روشن دل کی بہتر بندگی | چلنے سے سر پہ شاہوں کے اگر |
| از ملوکِ خاک جز بانگِ دہل | تو نخواہی یافت اے بیک سبل |
| ماسوا بانگِ دہل کے اور کیا | بادشاہِ خاک سے تو پائے گا |
| شہریاں خود رہزناں نسبت بہ روح | روستائی کیست گیج و بے فتوح |
| شہر والے خود ہیں رہزن بہرِ روح | اور دہقانی ہیں گیج بے فتوح |
| ایں سزائے آنکہ بے تدبیرِ عقل | بانگِ غولے آمدش بگزید نقل |
| ہے سزا اس کی کہ بے تدبیرِ عقل | غول کی آواز پر کر بیٹھا نقل |
| چوں پشیمانی ز دل شد با شغاف | زاں پشیماں سودے ندارد اعتراف |
| دل پشیماں جب محبت سے ہوا | بعد ازاں اقرار سے کیا فائدہ |
| چوں پشیماں گشت از دل تا چہ کرد | بعد ازاں سودے ندارد آہِ سرد |
| دل ہے جب نادم یہ آخر کیا کیا | ٹھنڈی آہوں سے ہو پھر کیا فائدہ |
| آں کمان و تیر اندر دستِ او | گرگ را جویاں ہمہ شب سو بسو |
| تھا کمان و تیر اس کے ہات میں | رات بھر تھا بھیڑیئے کی گھات میں |

۱؎ بے سودہ

۲؎ ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل جانا۔

کشته ام خرکره ام را در ریاض
که مبادت بسط هرگز ناانقباض

باغ میں مارا گیا ہے۔ خر بچہ میرا
نہ ہو تیرا قبض اب بسط آشنا

گفت نیکو تر تفحص کن شب است
شخص باشد وز شب ناظر محتجب است

بولا وقت شب ہے۔ جا تفتیش کر
رات کو کب جسم آتا ہے نظر

شب غلط بنماید و مبدل بسے
دید صائب شب ندارد هر کسے

رات چیزوں کو بدل کر ہے دکھائے
دید صائب کب کوئی راتوں کو پائے

هم شب و هم ابر و هم باران ژرف
این سه تاریکی غلط آرد شگرف

رات بھی بارش بھی ہے اور ابر بھی
ہیں اندھیرے تین۔ تو کیا ہو روشنی

گفت آن بر من چو روز پیداست
می شناسم باد خرکره من است

بولا ہے جوں روز مجھ پر آشکار
تو نے خر بچہ میرا کیا شکار

در میان بیست باد آن باد را
می شناسم چون مسافر زاد را

جانوں بیس گوزوں میں بھی اس گوز کو
توشہ سے واقف مسافر جیسے ہو

خواجه برجست و بیامد با شگفت
روستائی را گریبانش گرفت

خواجہ کودا اور تعجب میں پڑا
پھر گریباں پکڑا اس دہقانی کا

کابله طرار شید آورده
بنگ و افیون هر دو با هم خورده

اور کہا۔ تو نے دغا ہے۔ دے دیا
بھنگ اور افیون کھا بیٹھا ہے کیا

در سه تاریکی شناسی باد خر
چون ندانی مر مرا اے خیره سر

ان اندھیروں میں تو سمجھا باد خر
مجھ کو پہچانا نہیں اے خیرہ سر

آنکه داند نیم شب گوساله را
چون نداند همره ده ساله را

نصف شب جو واقف گوسالہ ہو
کیوں نہ سمجھے ہمرہ دہ سالہ کو

سلہ یعنی یہ دعا دی کہ تجھے ہمیشہ انقباض رہے اور تیرے دل کو کبھی کشادگی نصیب نہ ہو

سوئے خود اعمیٰ شدم از حق بصیر — من معافم از قلیل و از کثیر

خود سے اندھا، حق سے بینا ہوں میں صاف — قلت و کثرت سے رکھ مجھ کو معاف

لافِ درویشی زنی و بیخودی — ہائے و ہوئے عاشقانِ ایزدی

لافِ درویشی ہے زُعمِ بے خودی — ہاؤ ہُو ہے عاشقانِ حق کی سی

کہ زمیں را من ندانم ز آسماں — امتحانات کرد غیرت امتحاں

بس میں کیا جانوں زمین و آسمان — غیرتِ حق کر رہی ہے امتحان

باد خر کرد چنیں رسوات کرد — ہستیٔ نفی ترا اثبات کرد

بچہ خر سے یہ رسوائی ہوئی — کر دی ثابت ہستی تیری نفی کی

ایں چنیں رسوا کند حق شید را — ایں چنیں گیرد رمیدہ صید را

حق یوں ہی کرتا ہے رسوا مکر کو — یوں رمیدہ صید [illegible] قید ہو

صد ہزاراں امتحانست اے پدر — ہر کہ گوید من شدم سرہنگ در

امتحاں پیچھے لگے ہیں سو ہزار — ہیں دربان اس کا جو کوئی کہے

گر نداند عامہ او را ز امتحان — پختگانِ راہ جویندش نشان

عام سے نکلے نہیں گر امتحاں — پوچھتے ہیں پختہ کار اس کے نشان

چوں کند دعوائے خیاطی کسے — افگند در پیش او شہ اطلسے

جب کوئی خیاطی کا دعویٰ کرے — شاہ اس کے آگے اطلس ڈال دے

کہ ببر ایں را بغلطاق فراخ — ز امتحاں پیدا شود او را دو شاخ

کاٹ اس کپڑے سے اک چوغہ بنا — امتحانا دے اسے [illegible]

گر نبودے امتحان ہر بدے — ہر مخنث در وغا رستم بدے

ہوتا ہر بد کا نہ یوں گر امتحان — ہر مخنث جنگ میں تھا پہلوان

خود مخنث را زرہ پوشیدہ گیر — چوں ببیند زخم میگردد اسیر

ہر مخنث چاہتے پہنے [illegible] — ڈال دے ہتھیار، کھائے زخم اگر

| | |
|---|---|
| عاشق و معشوق را در رستخیز | دو بدو بندند و پیش آرند تیز |
| عاشق و معشوق کو روز جزا | باندھ کے جائیں گے پیش خدا |
| تو چو خود را گم و بے خود کردۂ | خون رز کو خون مارا خوردۂ |
| تو نے اپنے کو جو بے خود ہے کیا | کھائے کب انگور۔ خوں میرا پیا |
| رو کہ نشناسم ترا از من بجہ | عاشق بے خویشم و بہلول دہ |
| جا۔ نہیں میں کچھ تجھے پہچانتا | بے خود اک بہلول ہوں میں گاؤں کا |
| تو توہم میکنی از قرب حق | کہ طبق گر دور نبود از طبق |
| قرب حق کا وہم ہے تجھ کو ذرا | ہے کہاں مصنوع سے صانع جدا |
| آں نمی بینی کہ قرب اولیا | صد کرامت دارد و کار و کیا |
| کیا نہ دیکھا تو نے قرب اولیا | سو کرامت رکھے اور فضل خدا |
| آہن از داؤدؑ موسے می شود | موم در دستت چو آہن مے بود |
| لوہا بنجے ہاتھ میں داؤدؑ کے | موم تیرے ہاتھ میں لوہا بنے |
| قرب خلق و رزق بر جملہ است عام | قرب وحی عشق دارند ایں کرام |
| قرب خلق و رزق کو سب پر ہے عام | قرب وحی عشق ہے بہر کرام |
| قرب بر انواع باشد اے پدر | می زند خورشید بر کہسار و زر |
| قرب کی قسمیں بہت ہیں اے پدر | قرب سے خورشید کو یا کوہ و زر |
| لیک قربے ہست با زر شید را | کہ ازاں آگہ نباشد بیدار |
| قرب سونے کو جو ہے خورشید سے | بید کو کیونکر خبر اس کی ملے |
| شاخ خشک و تر قریب آفتاب | آفتاب از ہر دوکے دارد حجاب |
| شاخ خشک و تر ہو نزد آفتاب | ہو نہیں دونوں سے سورج کو حجاب |
| لیک کو آں قربت شاخ طری | کہ ثمار پختہ از وے میخوری |
| قرب شاخ تر کا لیکن ہے کہاں | جس سے پختہ پھل ہوں حاصل بے گماں |

شاخ خشک از قربت آں آفتاب | غیر زرد و تر خشک گشتن کو بیاب

خشک شاخیں ہوں جو سورج کے قریب | ہو نہ زیادہ اُنہیں خشکی نصیب

آں چناں مستے مباش اے بے خرد | کہ بعقل آید پشیمانی خورد

مست اتنا بھی نہ ہو اے نادان ہو | ہوش جب آئے تو پھر حیران ہو

بلکہ زاں مستاں کہ چوں مے میخورند | عقلہائے پختہ حسرت مے برند

بلکہ ان مستوں سے جب وہ مے پئیں | عقلہائے پختہ بھی حسرت کریں

اے گرفتہ ہمچو گربہ موش پیر | گر ازاں مے شیر گیری شیر گیر

مثل گربہ تو نے پکڑا موش پیر | مست اس مے سے ہے اگر ہو شیر گیر

اے بخوردہ از خیال خام بنگ | ہمچو مستان حقائق بر مچنگ

ہے خیال خام سے تجھ کو ترنگ | مثل مستان حقائق کر نہ جنگ

میجہی ایں سو و آں سو مست وار | اے تو ایں سو نیستت آں سو گذر

تو مستوں کی طرح ہر سو گذر | گر نہیں ہے تو ادھر ہو جا ادھر

گر بداں سو راہ یابی بعد ازاں | گر بدیں سو گہ بداں سو سر فشاں

اس طرف گر راہ پائے بعد ازاں | پھر ادھر ہو اور ادھر تو سر فشاں

جملہ ایں سوئی بداں سو گپ مزن | چوں نداری مرگ ہرزہ جاں مکن

اسی طرف رہ کر ادھر کی گپ نہ مار | جب نہیں ہے موت کیوں مرتا ہے یار

آں خضر جاں کز اجل نہ ہراسد او | شاید ار مخلوق را نشناسد او

خضر جاں جو موت سے ڈرتا نہ ہو | اس کو زیبا گر نہ جانے خلق کو

کام از ذوق توہم خوش کنی | ور دمی در خیک ہستی تش کنی

تو تو ذوق وہم سے ہے شاد کام | پھونک سے بھرتا ہے مشک اپنی مدام

پس بیک سوزن تہی گردد زباد | ایں چنیں فربہ تن عاقل مباد

اک سوئی سے سب نکل جائے ہوا | ایسے فربہ کو اٹھا ہی لے خدا

کوزہا سازی ز برف اندر شتا — کے کند چوں آب بیند او وفا

سردی میں کوزہ بنائے برف سے — کب وہ ٹھہرے جب کہ پانی آئے

# ایک گیدڑ کا مور ہونے کا دعویٰ

آں شغالے رفت اندر خم رنگ — اندراں خم کرد یک ساعت درنگ

رنگ کے مٹکے میں اک گیدڑ گھسا — اک گھڑی خم میں وہ جب ٹھہرا رہا

پس بر آمد پوستش رنگیں شدہ — کہ منم طاؤس علییں شدہ

جب وہ نکلا پوست بس رنگیں ہوا — میں ہوں طاؤس ارم کہنے لگا

پشم رنگیں رونق خوش یافتہ — ز آفتاب آں رنگہا بر تافتہ

بال جب رنگیں ہوئے رونق بڑھی — دھوپ سے رنگوں میں چمکی روشنی

دید خود را سرخ و سبز و پور و زرد — خویشتن را بر شغالاں عرضہ کرد

خود کو دیکھا سبز پیلا اور لال — گیدڑوں کے سامنے آیا شغال

جملہ گفتند اے شغالک حال چیست — کہ ترا در سر نشاطے ملتویست

بولے گیدڑ۔ جی یہ تیرا حال کیا — نشہ سر میں کیوں خوشی کا ہے بھرا

در نشاط از ما کرانہ کردۂ — ایں تکبر از کجا آوردۂ

اس خوشی میں ہم سے ہو بیٹھا جدا — یہ تکبر تجھ کو کس جا سے ہے

یک شغالے پیش او شد کاے فلاں — شید کردی تا شدی از خوش دلاں

دوسرے گیدڑ نے بڑھ کر یوں کہا — مکر تو کرتا ہے ہم سے واہ وا

شید کردی تا بہ منبر بر جہی — تا ز لاف ایں خلق را حسرت دہی

منبری تو چاہتا ہے مکر سے — خلق کو کرتا مکر سے حیراں کرے

پس بجوشیدی ندیدی گرمیے — پس ز شید آوردۂ بے شرمیے

جوش میں بے گرمی دیکھے آ گیا — مکر کے باعث ہوا تو بے حیا

| | |
|---|---|
| صدق و کرمی خود شعار اولیاست | باز بے شرمی پناہ و پیرِ دغاست |
| صدق و کرمی ہے شعار اولیا | اور بے شرمی پناہ پیر دغا |
| کالتفاتِ خلق سمجھے خود کشند | کہ خوشیم و از درون بس ناخوشند |
| التفات خلق کو ہیں کھینچتے | کہتے ہیں ہم خوش ہیں ناخوش ہیں وہ |

# ایک شیخی خورہ

| | |
|---|---|
| پوستِ دنبہ یافت مردِ مستہان | ہر صباح او چرب کردے سبلتان |
| ایک نادان کو ملی دنبے کی کھال | مونچھیں تر کرتا تھا اس سے بدخصال |
| در میانِ منعمان رفتے کہ من | لوت چربے خوردہ ام در انجمن |
| جا کے کہتا تھا امیروں سے سدا | کھا کے آیا ہوں مرغن میں غذا |
| دست بر سبلت نہادے در نوید | رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید |
| ہاتھ تھا مونچھوں پہ اپنی پھیرتا | راز یہ تھا دیکھئے مونچھیں ذرا |
| کایں گواہِ صدقِ گفتارِ منست | ویں نشانِ چربِ شیرین خوردنست |
| میری تر کرنی کی مونچھیں ہیں گواہ | چرب و شیریں تھی غذا بے اشتباہ |
| اشکمش گفتے جواب بے طنین | کہ اباد اللہ کید الکافرین |
| پیٹ اس کا کہہ رہا تھا یوں خدا | کھوج کھووے کافروں کے مکر کا |
| لافِ تو ما را بر آتش برنہاد | کاں سبالِ چربِ تو برکندہ باد |
| جھوٹ سے تیرے لگی آگ کیوں | چرب مونچھیں یہ تری برباد ہوں |
| گر نبودے لافِ زشتت اے گدا | یک کریمے رحم افگندے بما |
| جھوٹ اے ظالم نہ گر تو بولتا | رحم کرتا کوئی تو مرد خدا |

سلہ خدا کافروں کے فریب کا کھوج کھوئے ۔

ور نمودی عیب و کم خوردی جفا ۔۔۔ ہم بگ ہے مہمانی یک آشنا
گر جتاتا عیب کیوں سہتا جفا ۔۔۔ کرتا مہماں تجھ کو کوئی آشنا

راست گر گفتے بگو کم باختے ۔۔۔ یک طبیبے دار وئے ما ساختے
کمروی کم کرکے گر سچ بولتا ۔۔۔ چارہ گر کرتا۔ کوئی میری دوا

گفت حق گرچہ مجنباں گوش و دم ۔۔۔ ینفعن الصادقین صدقہم[1]
علم حق ہے گو نہ رکھو گوش و دم ۔۔۔ ینفعن الصادقین صدقہم

کہف اندر گرچہ محتسب اے محتشم ۔۔۔ آنچہ داری وانما و فاستقم
اے نجیب تو غار میں پیر معادہ سو ۔۔۔ کر عیاں جو کچھ ہو۔ قائم اس پہ ہو

ور نگوئی عیب خود باری خمش ۔۔۔ از نمائش وز دغل خود را مکش
عیب کہہ سکتا نہیں۔ تو رہ خموش ۔۔۔ جان نمائش میں نہ دے اے کم کوش

بر سبال چرب خود تکیہ مکن ۔۔۔ زانکہ گر یہ بر دو نہ بے سخن
کر نہ تو مونچھوں پہ اپنی اعتماد ۔۔۔ پی ہے تیر نے لگی اے بد نہاد

گر تو نقدے یافتی مگشا دہاں ۔۔۔ ہست در رہ سنگہائے امتحاں
نقد پاتا تو نہ کھول اپنی زباں ۔۔۔ راہ میں ہیں امتحاں کی سختیاں

سنگہائے امتحاں را نیز پیش ۔۔۔ امتحانہا ہست در احوال خویش
امتحاں کی سختیوں کو بھی یہاں ۔۔۔ چند اپنے حال میں ہیں امتحاں

گفت یزداں از ولادت تا بحین ۔۔۔ یفتنون فی کل عام مرتین[2]
برملا حق تا زندگی پا سکے نہ چین ۔۔۔ یفتنون فی کل عام مرتین

امتحان بر امتحانست اے پسر ۔۔۔ ہیں بہ کمتر امتحاں خود را مخر
امتحاں پہ امتحاں ہے اے پسر ۔۔۔ امتحان تھوڑا بھی ہو تو اس سے ڈر

---

[1] سچ بولنے والوں کو ان کا صدق نفع دیتا ہے۔

[2] ایک سال میں دو بار امتحان لیا جاتا ہے۔

ز امتحانات قضا ایمن مباش
ہان ز رسوائی بترس اے خواجہ تاش

امتحاناتِ قضا سے خوف کر
اپنی رسوائی سے ڈر اے بے خبر

# بلعم باعور اور شیطان لعین

بلعم باعور و ابلیس لعین
ز امتحان آخرین گشتہ مہین

بلعم باعور و شیطان لعین
تھے ذلیل امتحانِ آخریں

زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا
کامتحانہا رفت اندر ما مضیٰ

وہ نڈر تھے مکر سے اللہ کے
بس ہمارے امتحاں سب ہو چکے

عاقبت رسوائی آمد حال شاں
ہم شنیدہ باشی از احوال شاں

آخر کار ان کی رسوائی ہوئی
تو نے ان کی داستاں ہو گی سنی

کانچہ پنہاں میکند پیداش کن
سوخت ما را اے خدا رسواش کن

وہ چھپاتا ہے تو پیدا کر اسے
اے خدا! جلتا ہوں رسوا کر اسے

او بدعویٰ میل دولت مے کند
معدہ اش نفرین سبلت میکند

وہ تو دولت کا ہے بنتا مدعی
معدہ بھیجے مونچھ پہ لعنت اسکی

لاف داود کرمہا مے کند
شاخ رحمت را ز بن بر میکند

لاف زن ہے کرتا ہوں جود و عطا
شاخ رحمت کی جڑیں ہے کھودتا

جملہ اجزائے تنش خصم ویند
کز بہائے لاف ایشاں در ویند

دشمن اس کے ہیں تمام اجزائے تن
ہیں خزاں میں لاف گلہائے چمن

ایں شکم خصم سبال او شدہ
دست پنہاں در دعا اندر زدہ

پیٹ اس کی مونچھ کا دشمن ہوا
کرتا ہے پوشیدہ پوشیدہ دعا

کاے خدا رسواش کن ایں لاف لام
تا بجنبد سوئے ما رحم کرام

اے خدا رسوا کر اس کی تو میں
رحم تا ہم پہ کرم والے کریں

مستجاب آمد دعائے آں شکم — سوزش حاجت بزد بیروں علم

با اثر نکلیں دعائیں پیٹ کی — سوزش حاجت نے کی پرچم دری

گفت حق گر فاسقی و اہل صنم — چوں مرا خوانی اجابتہا کنم

بولا حق۔ فاسق ہو یا ہو بوالفضول — جب پکارے گا۔ کروں گا میں قبول

راحتی پیش آر یا خاموش کن — وانگہاں رحمت ببیں و نوش کن

بھلا کچھ یا بولنے سے کر حذر — آپ رحمت دیکھ پھر اور نوش کر

تو دعا را سخت گیری و شگوں — عاقبت برہاندت از دست غول

کر دعا بھی اور فسانہ یاد رکھ — غول کے ہاتھوں سے آخر ہو رہا

## بلی کا دنبے کی کھال لے جانا

چوں شکم خود را بحضرت در سپرد — گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد

جب شکم نے حق سے یوں فریاد کی — کھال وہ دنبے کی بلی لے گئی

از پئے دنبہ دواں بد او گریخت — کودک از ترس عتابش رنگ ریخت

اس کے پیچھے دوڑے۔ وہ بھاگ کر — خوف سے پیلا ہوا اس کا پسر

آمد اندر انجمن آں طفل خرد — آبروئے مرد لافی را ببرد

انجمن میں آیا وہ دوڑتا ہوا — اس گھمنڈی کو وہاں رسوا کیا

گفت آں دنبہ کہ ہر صبحے بداں — چرب میکردی لباں و سبلتاں

بولا وہ دنبہ کہ جس سے ہر سحر — مونچھیں اور لب تو کیا کرتا تھا تر

گربہ آمد ناگہانش در ربود — بس دویدیم و نکرد آں جہد سود

بلی آئی ناگہاں اور لے گئی — دوڑے سب بیکار وہ سعی ہوئی

پہلوانِ لاف گرم و ذوقناک — چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک

پہلواں مغرور تھا اور ذوق ناک — سن کے قصہ ہو گیا غم سے ہلاک

منفعل شد در میان انجمن | سر فرو برد و خجل شد از سخن

منفعل جب انجمن میں وہ ہوا | سر جھکایا اور پشیماں ہو گیا

خندہ آمد حاضران را از شگفت | رحمشان با خندیدن گرفت

خندہ زن سب حاضریں تھے پہ وہ | رحم بھی ان کو مگر آیا ذرا

دعوتش کردند و سیرش داشتند | تخم رحمت در زمینش کاشتند

دعوتیں کیں اور کھلایا پیٹ بھر | بو دیا تخم رحم اس کی خاک پر

او چو ذوق راستی دید از کرام | بے تکبر راستی را شد غلام

دیکھا جب سچوں کا ذوق راستی | بے تکبر راستی کی راہ لی

راستی را پیشہ خود کن مدام | تا شوی در ہر دو عالم نیک نام

راستی کو اپنا پیشہ کر مدام | تاکہ ہو دونوں جہاں میں نیک نام

## گیدڑ کا دعوائے طاؤسی

آں شغال رنگ رنگ آمد نہفت | بر بناگوش ملامت گر بگفت

خفیہ اس رنگیں گیدڑ نے کہا | کان میں اس کے ملامت گر جو تھا

بنگر آخر در من و در رنگ من | یک صنم چوں من ندارد خود شمن

مجھ کو دیکھو اور میرے رنگ کو ہاں | ایک ایسا بت نہیں بت گر کے پاس

چوں گلستاں گشتہ ام صد رنگ و خوش | مر مرا سجدہ کن از من سر مکش

میں تو مثل گلستاں صد رنگ ہوں | سجدہ کر تو ۔ سرکشی مجھ سے ہے کیوں

کر و فر و آب و تاب و رنگ بیں | فخر دنیا خواں مرا و رکن دیں

دیکھو آب و تاب میری یا تمہیں | فخر دنیا مجھ کو کہو اور رکن دیں

مظہر لطف خدائی گشتہ ام | لوح شرح کبریائی گشتہ ام

مظہر لطف خدائی میں بھی ہوں | شرح صحیفہ کبریائی میں بھی ہوں

اے شغالاں ہیں مخوانیدم شغال — کے شغالے را بود چندیں جمال

اب مجھے گیدڑ نہ کہنا گیدڑو — کب کسی گیدڑ میں ایسا حسن ہو

آں شغالاں آمدند آنجا بجمع — ہمچو پروانہ بگرداگرد شمع

گیدڑ آکر ہو گئے پاس اس کے جمع — جس طرح پروانے آئیں گرد شمع

پس چہ خوانیمت بگو اے جوہری — گفت طاؤس نر چوں مشتری

بولے۔ تجھ کو کیا کہیں اے جوہری — بولا وہ طاؤس نر جوں مشتری

پس بگفتندش کہ طاؤساں جہاں — جلوہا دارند اندر گلستاں

بولے وہ گیدڑ کہ طاؤس اے اخی — کرتے ہیں گلزار میں جلوہ گری

تو چناں جلوہ کنی گفتا کہ نے — بادیہ نارفتہ چوں کوبم منے

تو بھی جلوہ کر رہا ہے یا نہیں — جب نہیں جنگل۔ منیٰ[1] کا کیا یقیں

بانگ طاؤساں کنی گفتا کہ لا — پس نہ طاؤسی خواجہ بوالعلا

مور کی بولی ہی بول اے بوالعلا[2] — چپ ہے کیوں۔ تو مور کب ہے۔ مسخرا

خلعت طاؤس آید ز آسماں — کے رسی از رنگ و دعوہا بداں

خلعت طاؤس آئے چرخ سے — رنگ کب دعووں کا اس پر چڑھ سکے

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش — برتر از موسیٰ پریدہ از خریش

جیسے فرعون مرصع ریش سے — کہا۔ بہتر ہوں کلیم اللہ سے

## گیدڑ سے فرعون کی مشابہت

او ہم از نسل شغال مادہ زاد — در خم مالے و جاہے او فتاد

وہ بھی شاید نسل سے گیدڑ کی تھا — خم مال و جاہ میں گرا ہوا

۱؎ مکہ معظمہ کا ایک بازار جہاں قربانی دیتے ہیں۔

۲؎ بوالعلا ابو حنیفہ کی کنیت ہے جو بیوقوفی میں مشہور تھا۔

| | |
|---|---|
| ہر کہ دید آں جاہ و مالش سجدہ کرد | سجدۂ افسونیاں او را بخورد |
| جس نے دولت دیکھ لی۔ سجدہ کیا | مکر کے سجدوں پہ اس کو فخر تھا |
| گشت مستی آں گدائے ژندہ دلق | از سجود و از تحیرہائے خلق |
| گدڑی پوش بھکاری کو مستی آ گئی | سجدہ و حیرانی مخلوق سے |
| مال مار آمد کہ دروے زہرہاست | واں قبول و سجدۂ خلق اژدہاست |
| مال سانپ، اور زہر ہے اس میں بھرا | ہے قبول و سجدۂ خلق اژدہا |
| ہاں اے فرعون ناموسی مکن | تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن |
| دیکھ اے فرعون ناموسی نہ کر | تو ہے گیدڑ زعم طاؤسی نہ کر |
| سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی | عاجزی از جلوہ رسوا شوی |
| موروں میں جا کر اگر پیدا ہو تو | عاجزی سے جلوہ کی رسوا ہو تو |
| موسیٰ و ہارون چو طاؤساں بدند | پر جلوہ بر سر و رویت زدند |
| موسیٰ اور ہارون دونوں مور تھے | تیرے سر پہ جلوہ کے پر مارتے |
| زشتیت پیدا شد و رسوائیت | سرنگوں افتادی از بالائیت |
| زشتی و رسوائی تیری ہے عیاں | سرنگوں بالا سے گر کر ہے تو یاں |
| چوں محک دیدی سیہ گشتی چو قلب | نقش شیری رفت پیدا گشت کلب |
| مثل کھوٹے کے تو کالا پڑ گیا | شیری رخصت ہو گئی۔ کتا بنا |
| اے سگ گرگین زشت از حرص و جوش | پوستین شیر را بر خود مپوش |
| خارشی کتے! تو حرص و جوش سے | پوستین شیر کا پہن وہ نہ لے |
| غرۂ شیرت بخواہد امتحاں | نقش شیر و آنگہ اخلاق سگاں |
| غرۂ شیری کا ہوگا امتحاں | شیر کا نقش اور اخلاق سگاں |
| اے شغال بے جمال بے ہنر | پیشگی بر خود غلق طاؤسی مخر |
| تو ہے گیدڑ بے جمال و بے ہنر | اپنے اوپر مور کا یوں غلط ذکر |

راکہ طاؤساں کنندت امتحاں — خوار و بے رونق بمانی در جہاں
جب کریں گے مور تیرا امتحاں — خوار و بے رونق ہو تو دنیا میں ہاں

## منافق کی نشانی

گفت یزداں مر نبی را در مساق — یک نشان سہل تر ز اہل نفاق
حق نے ظاہر کی رسولؐ پاک پہ — ہر منافق کی نشانی سہل تر
گر منافق زفت باشد نغز و ہول — واشناسی مر ورا در لحن و قول
گر منافق ہو بڑا اور پُر کہ ہول — اس کو تو پہچان سن کر لحن و قول
چوں سفالیں کوزہ ہا را مے خری — امتحانے میکنی اے مشتری
مٹی کے برتن جو لیتا ہے کبھی — امتحان کرتا ہے تو اے مشتری
میزنی دستے بداں کوزہ چرا — تا شناسی از طنین اشکستہ را
ٹھونکتا ہے اور بجاتا ہے اُسے — تا صدا سے ٹوٹا پھوٹا جان لے
بانگ اشکستہ دگرگوں مے بود — بانگ چاوش است پیشش میرود
ٹوٹے برتن کی صدا ہے دوسری — ہے نقیب آواز گویا اس کی
بانگ مے آید کہ تعریفش کند — ہمچو مصدر فعل تصریفش کند
وہ صدا کو نسے کی تعریفیں کرے — فعل جوں مصدر کی تصریفیں کرے
چوں حدیث امتحانی رو نمود — یادم آمد قصۂ ہاروت زود
بات جب یہ امتحانی آ بڑھی — قصۂ ہاروت یاد آیا ابھی

## ہاروت و ماروت کا قصہ

پیش ازیں زاں گفتہ بودم اندکے — خود چگویم از ہزارانش یکے
اس سے پہلے کر چکا ہوں کچھ بیاں — اک ہزاروں میں سے کرتا ہوں عیاں

| | |
|---|---|
| خاتمِ گفتن دراں تحقیقہا | تا کنوں واماندم از تعویقہا |
| چاہتا تھا تحقیق سے کرنا بیاں | ہو گئی تاخیر اتنی بے گماں |
| گوش دل را یک نفس ایں سو بدار | تا بگویم با تو از اسرار یار |
| گوش دل کر تو ادھر دم بھر کو | دوست کے کچھ بھید تجھ کو کہدوں میں |
| جانِ دیگر ز بسیارش قلیل | گفتہ آید شرح یک جزوے ز نیل |
| بیسیوں دل بھیدوں سے اس کے کچھ نہیں | جیسے ہو اک قطرہ دریا سے نیل |
| گوش کن ہاروت و ماروت را | اے غلام و چاکراں ماروت را |
| گفتہ سن ہاروت اور ماروت کا | ہم غلام اور تیرے چہرے پہ فدا |
| مست بودند از تماشائے الٰہ | وز عجبہائے استدراج شاہ |
| مست تھے اللہ کے دیدار سے | شہ کے استدراج میں کھوئے ہوئے |
| ایں چنیں مستی ست ز استدراج حق | تا چہ مستیہا دہد معراج حق |
| مست کیا جب یوں ہوا استدراج حق | دے گی کیا کیا مستیاں معراج حق |
| دانۂ دامش چنیں مستی نمود | خوان انعامش چہا داند گشود |
| دانۂ دام ایسی مستی جب رکھے | خوان انعام اس کا کیا کیا کھولدے |
| مست بودند و رہیدہ از کمند | ہائے و ہوئے عاشقانہ میزدند |
| مست تھے اور دام سے چھوٹے ہوئے | ہاؤ ہوئے عاشقانہ کرتے تھے |
| یک کمین و امتحاں در راہ بود | صرصرش چوں کاہ کہ را میربود |
| ایک گھات ایک امتحاں رستے میں تھا | جس کی آندھی پہاڑوں کی تھی |
| امتحاں میکردشاں زیر و زبر | کے بود سرمست را زینہا خبر |
| امتحاں کرتا انہیں زیر و زبر | کیا ہو اک سرمست کو اس کی خبر |
| خندق و میداں بپیشِ او یکیست | چاہ و خندق پیشِ او خوش مسلکیست |
| خندق و میداں برابر ہیں اسے | چاہ و خندق ایک ہیں اس کے لئے |

# ایک بجرا اور بکری

آن بزے کوہی بر آن کوہ بلند ‌ ‌ ‌ بود دوان از بہر خوردے بے گزند
ایک بجا ایک اونچے کوہ پر ‌ ‌ ‌ دوڑتا ہے چارہ کھانے بے خطر

تا علف چیند بہ بیند ناگہاں ‌ ‌ ‌ بازئی دیگر ز چنگ آسماں
چرتے چرتے دیکھتا ہے ناگہاں ‌ ‌ ‌ دوسرا اک کھیل زیر آسماں

بر گر دیگر برانداز نظر ‌ ‌ ‌ مادہ بزے بیند بر آں کوہ دگر
ڈالے نظریں دوسرے جب کوہ پر ‌ ‌ ‌ بکری آئے کوہ دیگر پہ نظر

چشم او تاریک گردد در زماں ‌ ‌ ‌ بر جہد سر مست زیں گہ تا بداں
آنکھیں ہوں تاریک اس کی دیکھ کر ‌ ‌ ‌ کودے سرمستی سے وہ اس کوہ پہ

آنچناں نزدیک بنماید ورا ‌ ‌ ‌ کز دویدن گرد با لوعہ سرا
پاس وہ اتنا نظر آئے اسے ‌ ‌ ‌ سمجھے گھر ہی اک گروندا ہو۔ دیکھئے

آن ہزاراں گز دو گز بنمایدش ‌ ‌ ‌ تا ز مستی میل جستن آیدش
وہ ہزاروں گز دو گز آئے نظر ‌ ‌ ‌ مستی میں پہنچے وہاں وہ کود کر

چونکہ بجہد در فتد اندر میاں ‌ ‌ ‌ در میان ہر دو کوہ بے اماں
کودے جب تو درمیاں میں گر پڑے ‌ ‌ ‌ دونوں کوہوں میں۔ اماں کیونکر ملے

اوز صیاداں بکہ بگریختہ ‌ ‌ ‌ خود پناہش خون او را ریختہ
کوہ پر بھاگا تھا پہلے صیاد سے ‌ ‌ ‌ وہ پناہ گہ خون خود اس کا کرے

شستہ صیاداں میان آں دو کوہ ‌ ‌ ‌ انتظار آں قضائے با شکوہ
ان پہاڑوں میں بیٹھے صیاد تھے ‌ ‌ ‌ منتظر گویا تھے اس کی موت کے

باشد اغلب صید ایں بز اے غنی ‌ ‌ ‌ ورنہ چالاکست و چست و مختصم بیں
اس طرح اکثر یہ بجا ہو شکار ‌ ‌ ‌ ورنہ ہے چالاک و چست اور ہوشیار

رستم ار چہ با سر و سبلت بود
دام پاگیرش یقیں شہوت بود

شان اور شوکت اگر رستم رکھے
جال اور پھندے میں شہوت کے پھنسے

ہمچو من از مستی شہوت ببر
مستی شہوت ببیں اندر شتر

کر مرے مانند شہوت سے حذر
اور مستی شتر پہ غور کر

باز ایں مستی شہوت در جہاں
پیش مستی ملک شد مستہان

شہوت عالم اور اس کی مستیاں
پیش مستی ملک رسوا ہیں ہاں

مستی آں مستی ایں را بشکند
او بشہوت التفاتے کے کند

اس کی مستی توڑے اس مستی کی ذات
کب ہے اس کا سوئے شہوت التفات

آب شیریں تا نخوردی آب شور
خوش بود خوش چوں درون دیدہ نور

آب شیریں گر نہ ہو تو آب شور
خوب ہے معلوم جوں آنکھوں میں نور

قطرۂ از بادہائے آسماں
بر کند جاں را ز مے وز ساقیاں

آسماں سے گرے قطرہ عشق کا
جاں بچے ساقی و مے سے [illegible]

تا چہ مستیہا بود املاک را
وز جلالت روحہائے پاک را

دیکھ قطرے میں ہیں کیسی مستیاں
روح کو حاصل ہے عظمت بے گماں

کہ ببوئے دل بداں مے بستہ اند
خم بادۂ ایں جہاں بشکستہ اند

دل میں اس مے کا کیا ہے بندوبست
اور خم مے کو جہاں کے دی شکست

جز مگر آنہا کہ نومیدند و دور
ہمچو کفارے نہفتہ در قبور

ماسوا ان کے جو ہیں مایوس و دور
کافروں کی طرح محجوب قبور

نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند
خارہائے بے نہایت کشتہ اند

نا امید ہر دو عالم وہ ہوئے
کانٹے لاانتہا اور آخر بو دیئے

# ہاروت و ماروت کا زمین پر آنے کی تمنا کرنا

پس زمیتہا بگفتندا ے دریغ
بر زمیں باراں بداد یمے چو میغ
حق سے بولے ۔ زمیں پر ہوتے ہم
رکھتے جوں ابر اس کو تازہ ۔ بے زخم

گستریدیمے درآں بہداد وجا
عدل و انصاف و عبادات و وفا
اور پھیلاتے وہاں جا کر ذرا
عدل و انصاف و عبادت اور وفا

ایں بگفتند و قضا میگفت بیست
پیش پایت دام ناپیدا بسیست
اور کہتی تھی قضا، خود کو سنبھال
پاؤں سے لگتے بہت مخفی ہیں جال

ہیں مرو گستاخ در دشت بلا
ہیں مراں کورانہ اندر کربلا
کیوں ہے رخ تیرا سوئے دشت بلا
جا نہ یوں کورانہ سوئے کربلا

کز موے و استخوان ہالکاں
مے نیابد راہ پائے سالکاں
استخوان و موئے مرنے والوں کے
رہروؤں کو کس طرح رستہ ملے

جملہ را استخوان و موئے و پے
بسکہ تیغ قہر لاشے کرد شے
بال اور ہڈی سے ہے راستہ
شے کو لاشے قہر نے ہے کر دیا

گفت حق کہ بندگاں پاید ہون
بر زمیں آہستہ میرانند ہون
بولا حق ۔ بندے جو ہیں اہل وفا
چلتے آہستہ زمیں پر ہیں سدا

پا برہنہ چوں رود در خار زار
جز بہ عقل و فکر ہر چہ بہترکار
پا برہنہ کانٹوں میں کیوں کر چلے
ہاں بجز زاہد اور اہل فکر کے

ایں قضا میگفت لیکن گوششاں
بستہ بود اندر حجاب جوششاں
یہ قضا کہتی تھی ۔ لیکن اُن کے کان
بند تھے جوش میں تھے بے گماں

چشمہا و گوشہا را بستہ اند
جز مگر آنہا کہ از خود رستہ اند
کر دیا ہے آنکھ اور کانوں کو بند
ہاں مگر وہ جو ہیں بے خود [illegible] مند

| | |
|---|---|
| جز عنایت کہ گشاید چشم را | جز محبت کہ نشاند خشم را |
| جز عنایت کون کھولے آنکھ کو | جز محبت کے نہ ہو غصہ فرو |
| جہد بے توفیق جاں کندن بود | تو ازو فی لم گرچہ صد خرمن بود |
| سعی بے توفیق ہے بس جاں کنی | کم رہی گھٹی نہ ہے گرچہ ہوں خرمن صد ہی |
| جہد بے توفیق خود کس را مباد | در جہاں واللہ اعلم بالرشاد |
| سعی بے مقصد کسی کو حق نہ دے | بس وہی اسرار جانے رشد کے |

## فرعون کا خواب دیکھنا

| | |
|---|---|
| جہد فرعونی چو بے توفیق بود | ہرچہ او میدوخت آں تفتیق بود |
| سعی فرعونی جو بے توفیق تھی | جو سلائی اس نے کی ادھڑی ہوئی |
| از منجم بود در حکمش ہزار | وز معبر[1] بود و ساحر بے شمار |
| تھے منجم حکم میں اس کے ہزار | اور جادوگر معبر بے شمار |
| مقدم موسیٰؑ نمودندش بخواب | کہ کند فرعون و ملکش را خراب |
| آنے کی موسیٰؑ کے جو دیکھا اس نے خواب | وہ اور اس کا ملک ہوتا ہے خراب |
| با معبر گفت و با اہل نجوم | چوں بود دفع خیال و خواب شوم |
| اس نے یہ پوچھا کہ اے اہل نجوم | دفع ہو کیونکر خیال و خواب شوم |
| جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم | راہ زادن را چو رہزن بر زنیم |
| بولے سب تدبیر اس کی ہم کریں | نسل کی رہزن [illegible] پیدا نہیں |
| تا رسید آں شب کہ مولد بود آں | رائے آں دیدند آں فرعونیاں |
| رات پیدائش کی جب آ ہی گئی | رائے یہ فرعونیوں کی پھر ہوئی |

[1] خواب کی تعبیر نکالنے والا

گر بروں آرند آں روز از نگاہ — سوئے میداں بزم و تخت بادشاہ

بس نکالیں صبح سے بے اشتباہ — جانب میدان بی تخت بادشاہ

پس بفرمودند در شہر آشکار — کہ منادی ہا کنند از ہر کنار

حکم یہ پہنچا کہ سارے شہر میں — یہ منادی ہر طرف کرتے پھریں

الصلائے جملہ اسرائیلیاں — شاہ میخواند شمارا از مکاں

ہو تمہیں معلوم اسرائیلیو! — ہے بلایا شاہ نے ۔ گھر سے چلو

تا شمارا رو نماید بے نقاب — بر شما احساں کند بہر ثواب

تاکہ وہ چہرہ دکھلائے بے نقاب — تم پہ یہ احسان کرے بہر ثواب

کاں اسیراں را بجز دوری نبود — دیدن فرعون دستوری نبود

ان اسیروں کو تھی دوری ہی روا — دیکھنا فرعون کا ممکن نہ تھا

گر فتادندے بہ رہ در پیش او — بہر آں یاسہ بخفتندے بہ رو

راہ میں آگے اگر وہ اس کے آئیں — قاعدہ تھا ۔ اوندھے گر کر منہ چھپائیں

یاسہ آں بد کہ نہ بیند ہیچ اسیر — در گہ و بیگہ لقائے آں امیر

ضابطہ یہ تھا ۔ نہ دیکھیں وہ اسیر — وقت اور بے وقت دیدار امیر

بانگ چاؤشاں چو در رہ بشنود — تا نہ بیند رو بہ دیوارے کند

جب نقیبوں کی وہ آوازیں سنیں — جانب دیوار چہرے پھیر لیں

ور بہ بیند روئے آں مجرم شود — آنچہ بدتر بر سر او آں رود

ہو جائے آنکھ مجرم ہے وہی — بدتریں اس کو سزا دی جائے گی

بودشاں حرص لقائے ممتنع — کہ حریص است آدمی فیما منع

دیکھنے کا تھی ہر اک نادان کو حرص — منع کردہ شئے کی ہو انساں کو حرص

# فرعون کا بنی اسرائیل کو بلانا

شد منادی در محلہا روان ‌‌ بانگ میزد کو بجو شادی کناں
ہر محلے میں منادی ہو گئی ‌‌ کر کے جو حق ہے صدا گونجی ہوئی

کاے اسیراں سوئے میداں گر روید ‌‌ کز شہنشہ دیدن و جود است امید
اے اسیروں جانب میداں چلو! ‌‌ دیکھو شہنشہ کو. انعام لو

چوں شنید آں مژدہ اسرائیلیاں ‌‌ تشنگان بودند و بس مشتاق آں
مژدہ اسرائیلیوں نے جب سنا ‌‌ دید کے پیاسے تھے مشتاق تھا

زیں خبر گشتند جملہ شادماں ‌‌ راہ میداں برگرفتند آں زماں
اس خبر سے ہو گئے سب شادماں ‌‌ راہ لی میداں کی ۔ پہنچے وہاں

حیلہ را خوردند و افسوں تاختند ‌‌ خویشتن را بہر جلوہ ساختند
کھا کے دھوکا سب ادھر کو چل دیئے ‌‌ بن سنور کر دیکھنے کے واسطے

تا رود آنجا بہ بینند روئے او ‌‌ تا چہ خاصیت دہد دیدار او
دیکھیں چہرہ اس کا تا جا کر وہاں ‌‌ کیا ہے تاثیر اس کی ۔ کر لیں امتحاں

از غرض غافل بدند و بے خبر ‌‌ وز محل رفتند بیروں سربسر
تھے غرض سے قطعی غافل ۔ بے خبر ‌‌ گھر سے باہر گئے وہ سر بسر

# ایک تمثیلی حکایت

ہمچناں کاں جا مغول حیلہ داں ‌‌ گفت می جویم کسے از مصریاں
جس طرح اک حیلہ گر اور بد معاش ‌‌ بولا ۔ اک مصری کی ہے مجھ کو تلاش

مصریاں را جمع آرید ایں طرف ‌‌ تا در آید آں کہ مے جویم بکف
مصریوں کو جمع کر دو تم یہاں ‌‌ اس کو پکڑوں جس کا جویا ہوں میں یاں

ہر کجا بُد مصریے جمع آمدند ۔ در برِ آں میر یک یک مے شدند

جہاں مصری ۔ اکٹھے ہو گئے ۔ ایک ایک سب سامنے آنے لگے

ہر کہ مے آمد بگفتا نیست ایں ۔ ہیں برو اے خواجہ در آں گوشہ نشیں

جو کوئی آتا ۔ وہ کہتا یہ نہیں ۔ اور کہتا ۔ خواجہ! تم بیٹھو یہیں

تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند ۔ گردنِ ایشاں بداں حیلہ زدند

اس طرح جب جمع آ کر سب ہوئے ۔ کاٹیں سب کی گردنیں اس حیلے سے

شومیِ آں کہ سوئے بانگِ نماز ۔ داعیِ اللہ را نبردندے نیاز

آفت آئی یہ کہ وہ تھے بے نماز ۔ حق کے داعی سے نہ تھا ان کو نیاز

دعوتِ مکار شاں اندر کشید ۔ الحذر از مکرِ شیطاں اے رشید

دعوتِ مکار پہ دوڑے گئے ۔ الاماں اس مکر سے شیطان کے

بانگِ درویشاں و محتاجاں بنوش ۔ تا نگیرد بانگِ محتالیت گوش

سن صدا درویش و مفلس کی اخی ۔ تا نہ آواز آئے پھر مکار کی

گر گدایاں طامع اند و زشت خو ۔ در شکم خواراں تو صاحبدل بجو

گر گدا ہیں لالچی اور زشت خو ۔ کر تو اہلِ دل کی ان میں جستجو

در تگِ دریا گہر با سنگہاست ۔ فخرہا اندر میانِ ننگہاست

تہ میں دریا کی گہر اور سنگ ہیں ۔ فخر بھی ہیں میانِ ننگ ہیں

پس بجوشیدند اسرائیلیاں ۔ از پگہ تا جانبِ میداں رواں

جوش میں آ کر وہ اسرا ئیلی ۔ صبح ہی میدان کی جانب چل دیئے

چوں بحیلت شاں بمیداں برد او ۔ روئے خود بنمود شاں بس تازہ رو

ایسے حیلے سے جب قوم اس نے کی ۔ منہ دکھاتا روشن ان کی تھی

کرد دلداری و بخششہا بداد ۔ ہم عطا ہم وعدہا کرد آں قباد

ان کی دلداری بھی کی ۔ بخشش بھی کی ۔ کی عطا اور پھر کئے کچھ وعدے بھی

بعد ازاں گفت از برائے جانتاں ۔ جملہ در میداں بخسپید اے شہاں

پھر کہا۔ اپنی حفاظت کے لئے ۔ آج اس میدان میں سونا چاہیے

پاسخش دادند کہ خدمت کنیم ۔ گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم

عرض کی۔ ہم شوق سے خدمت کریں ۔ تو کہے۔ تو ایک ماہ اس جا رہیں

## فرعون کا خوش خوش واپس آنا

شہ شبانگہ باز آمد شادماں ۔ کاشیاں گشتند دور از زناں

شام کو خوش خوش آیا۔ خوش بچا ۔ کل کی شب سب ہی عورت سے جدا

خازنش عمرانؑ ہم اندر خدمتش ۔ ہم بشہر آمد قرین صحبتش

تھے جو خازن اس کے عمرانؑ خدمتی ۔ شہر کو ہیں آئے اس کے ساتھ ہی

گفت اے عمرانؑ برین در خسپ تو ۔ ہیں مرو سوئے زن و صحبت مجو

بولا۔ اے عمرانؑ یہیں کر شب بسر ۔ پاس عورت کے نہ جا۔ صحبت نہ کر

گفت خسپم ہم دریں درگاہ تو ۔ ہیچ نندیشم بجز دلخواہ تو

بولے ہاں تیرے ہی در پر سوؤں گا ۔ فکر کیا ہے تیری خواہش کے سوا

بود عمرانؑ ہم ز اسرائیلیاں ۔ لیک مر فرعون را دل بود و جاں

گو تھے عمرانؑ قوم اسرائیل سے ۔ پر بہت فرعون کو محبوب تھے

کے گماں بردے کہ او عصیاں کند ۔ آنکہ خوف جان فرعون آں کند

گماں کب تھا کہ وہ عصیاں کریں ۔ اور ہلاکت کا مری باعث بنیں

ایمن از عمرانؑ بُد و افعال او ۔ لیک آں بر خود جزائے حال او

فعل سے عمرانؑ کے بے خوف تھا ۔ خود وہ تھا اس کے لئے یعنی سزا

خود کجا در خاطر فرعون بود ۔ ایں چنیں تقدیر چوں عاد و ثمود

خاطر فرعون میں تھا کب شعور ۔ اس کی ہے تقدیر جوں عاد و ثمود

شہ برفت و او برآں درگاہ خفت ۔۔ نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ جفت
شہ گیا۔ وہ در پہ سوتے پا تھیں ۔۔ نصف شب کو اس کی بیوی آ گئیں

زن بروافتاد و بوسید آں لبش ۔۔ برجہانیدش زخواب اندر شبش
لپٹ کر کرنے لگی بوسس و کنار ۔۔ نیند سے اس کو جگایا بار بار

گشت بیدار او و زن را دید خوش ۔۔ بوسہ باراں کرد از لب بر لبش
دیکھا عورت کو جب آنکھ اس کی کھلی ۔۔ بارش اس کے ہونٹ پر بوسوں کی کی

گفت عمراںؑ ایں زماں چوں آمدی ۔۔ گفت از شوق و قضائے ایزدی
بولے عمراںؑ اس وقت آنا تھا کیا! ۔۔ بولی تھا شوق اور تھا حکم خدا

در کشیدش در کنار از مہر مرد ۔۔ بر نیامد با خود آں دم در نبرد
مہربانی سے ہوئے وہ ہم کنار ۔۔ اور لڑائی میں ہوئے بے اختیار

جفت شد با او امانت را سپرد ۔۔ پس بگفت اے زن نہ ایں کاریست خرد
ہو گئے ہم صحبت امانت سونپ دی ۔۔ بولے اے عورت یہ بات آساں نہ تھی

آہنے بر سنگ زد زاد آتشے ۔۔ آتشے از شاہ و ملکش کینہ کشے
لوہے اور پتھر سے نکلی ہے جو آگ ۔۔ ملک سے اور شاہ سے رکھے گی لاگ

من چو ابرم تو زمیں موسیٰؑ نبات ۔۔ حق شہ شطرنج و ماہاتیم مات
میں ہوں بادل۔ تو زمیں۔ موسیٰؑ نبات ۔۔ حق شہ شطرنج ہے اور ہم ہیں مات

مات و برد از شاہ میداں اے عروس ۔۔ ایں ہماں از ما مکن بر ما فسوس
شاہ سے ہے برد و مات اے خوش نظر ۔۔ میں ہوں کیا۔ مجھ پہ نہ تو افسوس کر

آنچہ ایں فرعون مے ترسید ازو ۔۔ ہست شد ایندم کہ گشتم جفت تو
جس سے تھا فرعون کو اک خوف سا ۔۔ وہ تری صحبت سے پیدا ہو گیا

## حضرت عمرانؑ کا بی بی کو نصیحت کرنا

بازگرد و ہیچ از نہادم دم مزن — تا نیاید بر من و تو صد حزن

لوٹ جا اور ذکر اس کا کچھ نہ کر — تا نہ پہنچے مجھ کو اور تجھ کو ضرر

عاقبت پیدا شود آثار ایں — چوں علامتہا رسد اے نازنیں

حمل کے آثار تب ہوں گے میاں — ہوں گے جب اے نازنیں پیدا نشاں

ناگہاں از سوئے میداں نعرہا — مے رسید از خلق و مے شد پر ہوا

جانب میدان سے نعرے شہر تک — پہنچے ہل ہل کر ہوا میں یک بیک

شاہ از آں ہیبت برون جست آں زماں — پا برہنہ کایں چہ غلغاست ہاں

خوف سے فرعون باہر آ گیا — ننگے پاؤں ۔ جب یہ شور و غل سنا

## فرعون کا شور و غل سے ڈرنا

از سوئے میداں چہ بانگست و غریو — کز نہیبش میرمد جنی و دیو

شور و غل کیسا ہے یہ میدان میں — دیو و جن کہ خوف سے ہیں لرزشیں

گفت عمرانؑ شاہ ما را عمر باد — قوم اسرائیلیانند از تو شاد

بولے عمرانؑ عمر افزوں شاہ کی — تجھ سے اسرائیلیوں میں ہے خوشی

از عطائے شاہ شادی میکنند — رقص مے آرند و کفہا میزنند

شاہ کی بخشش سے ان کے دل ہیں شاد — تالیوں اور رقص سے کرتے ہیں یاد

گفت باشد کایں بود اما ولیک — وہم و اندیشہ مرا پر کرد نیک

بولا ۔ شاید ہو یہی ۔ لیکن مجھے — وہم و اندیشہ ہے اچھے طور سے

ایں صدا جان مرا تغییر کرد — از غم و اندوہ تلخم پیر کرد

اس صدا سے دل میں ہے اک اضطراب — ہے غم و اندوہ سے حالت خراب

زہرہ نے عمرانؑ مسکین را کہ تا ۔۔۔ باز گوید اختلاط جفت را

تاب تھی عمرانؑ مسکین میں کہاں ۔۔۔ حال صحبت کا جو کر دیتا بیاں

جوش می آمد سپس میرفت شہ ۔۔۔ جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ

باہر اندر جاتا پھر فرعون تھا ۔۔۔ درد زہ کے وقت جیسے حاملہ

ہر زماں مے گفت اے عمرانؑ مرا ۔۔۔ سخت از جا بردہ است ایں غرا

ہر گھڑی کہتا تھا۔ اے عمرانؑ مجھے ۔۔۔ بے قراری سخت ہے اس شور سے

چوں زن عمرانؑ بعمرانؑ در خزید ۔۔۔ تا کہ شد استارہ موسیؑ پدید

زوجہ عمرانؑ سے ہوئی جب ہمکنار ۔۔۔ کوکب موسیؑ ہوا گردوں نگار

ہر پیمبر کہ در آید در رحم ۔۔۔ نجم او بر چرخ گردد منتجم

جب رحم میں آتا ہے کوئی نبی ۔۔۔ تارا ہوتا ہے فلک پہ منجلی

## نجومیوں کا شور و غوغا

بر فلک پیدا شد ایں استارہ اش ۔۔۔ کوری فرعون و مکر و چارہ اش

اُن کا تارا چرخ پہ ظاہر ہوا ۔۔۔ حیلہ سب فرعون کا بے کار تھا

روز شد گفتش کہ اے عمرانؑ برو ۔۔۔ واقف آں غلغل و آں بانگ شو

دن ہوا۔ بولا کہ اے عمرانؑ جا ۔۔۔ باخبر۔ کیسا تھا شور اور غلغلہ

راند عمرانؑ جانب میدان و گفت ۔۔۔ ایں چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت

جا کے میدان میں یہ عمرانؑ نے کہا ۔۔۔ شور یہ کیسا تھا جو شہ نے سنا

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک ۔۔۔ ہمچو اصحاب عزا مالیدہ خاک

ہر نجومی ننگے سر اور جامہ چاک ۔۔۔ اہل ماتم کی طرح تھا مل کے خاک

ہمچو اصحاب عزا آواز شاں ۔۔۔ بد گرفتہ در فغان و سازشاں

ماتمی لوگوں کی سی آواز تھی ۔۔۔ اور۔ چلانے سے تھی بیٹھی ہوئی

ریش واکو برکندہ رو بدرید گال — خاک بر سر کردہ پر خون پیکاں

ڈاڑھی نوچی اور گال اپنے نوچے سر — خاک بہ سر اور خوں سے آنکھ تر

گفت خیر است این چہ آشوب است حال — بد نشانے میدہد منحوس سال

بولے عمراں خیر ہے، کیا ہے یہ حال — بد شگونی کرتا ہے منحوس سال

عذر آوردند و گفتند اے امیر — کرد ما را دست تقدیرش اسیر

عذر کرکے سب وہ بولے ۔ اے امیر — کر دیا تقدیر نے ہم کو اسیر

این ہمہ کردیم و دولت تیرہ شد — دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد

کر چکے سب کچھ، اندھیرا ہوگیا — دشمن شہ پیدا ہوگیا

شب ستارہ آں پسر آمد عیاں — کوری ما بر جبین آسماں

رات کو اس کا ستارہ تھا عیاں — اپنی کوری تھی بروئے آسماں

زد ستارہ آں پیمبر بر سما — ما ستارہ بار گشتیم از بکا

اس نبی کا تھا ستارہ چرخ پر — تارے برساتے ہم آنکھوں سے ابر

با دل خوش شاد عمراں زنفاق — دست بر سر مے زند کاہ الفراق

خوش تھے عمراں لیکن از راہ نفاق — پیٹ کر سر اپنا بولے الفراق

کرد عمراں خویش را پر خشم و ترش — رفت چوں دیوانگاں بے عقل و ہش

ترش منہ اور رنج و غصہ سے بھرے — بے خبر دیوانوں کی صورت چلے

خویشتن را اعجمی کرد و براند — گفتہائے بس خشن در جمع خواند

اپنے کو اعجم کرکے وہ گئے — سخت باتیں لوگوں سے کہتے ہوئے

خویشتن را ترش و غمگین ساخت او — نردہائے باژگونہ باخت او

ترش اور غمگیں خود کو کر لیا — وہ کھلاڑی کھیل کھیلے دوسرا

گفت شاں شاہ مرا بفریفتید — از خیانت وز طمع نشکیفتید

بولے سب نے شاہ کو بہکا دیا — صبر کب طمع و خیانت سے کیا

| | |
|---|---|
| سوئے میداں شاہ را انگیختند | آبروئے شاہ ما را ریختند |
| جا کے میداں میں اچھالا شاہ کو | اور ہمارے شاہ کی لی آبرو |
| دست بر سینہ زدند اندر زماں | شاہ را ما فارغ آریم از غماں |
| بولے سینہ کوٹ کر وہ سب سنو | ہم رہا غم سے کریں گے شاہ کو |
| عاقبت زر تلف شد کار خام | شد بہ فرعون بر خواندش تمام |
| زر تلف اتنا ہوا۔ ہے کام خام | کہہ دیا فرعون سے قصہ تمام |
| چوں شنید از غصہ رویش شد سیاہ | خواند ایشاں را ز خشم آں دین تباہ |
| ہوگیا یہ سن کے منہ اس کا سیاہ | پھر بلایا سب کو سوئے بارگاہ |
| گفت ایشاں را کہ ہیں اے خائناں | من بر آویزم شما را بے اماں |
| اور کہا ان سے کہ کیوں اے خائنو | کیا چڑھا دوں تم کو سولی پہ کہو |
| خویش را در مطبخ انداختم | مال ہا در دشمناں در باختم |
| مطبخ میں میں نے ڈالا اپنے کو | مال و زر تم کو دیا اے دشمنو |
| تا کہ ز شب جملہ اسرائیلیاں | دور ماندند از ملاقات زناں |
| قوم اسرائیل تا صرف ایک رات | عورتوں سے دور ہو۔ تھی اتنی بات |
| مال رفت و آبرو و کار خام | ایں ہوشیاری و افعال کرام؟ |
| دے کے مال و آبرو۔ ہے کار خام | کیا یہ ہے ہشیاری و فعل کرام؟ |
| سالہا ادرار و خلعت مے برید | مملکت ہا را مسلم مے خورید |
| برسوں خلعت اور وظیفے بھی لئے | میری ساری سلطنت کو کھا گئے |
| از برائے آنکہ در وقت چنیں | فہم گردانید باشید ام معیں |
| اس لئے یہ تھا کہ آڑے وقت میں | غور کر کے سب مدد میری کریں |
| رائے تاں ایں بود و فرہنگ و نجوم | طبل خوارانید و مکارید و شوم |
| تھی تمہاری رائے اور عقل و نجوم | تم ہو چٹو اور مکار اور شوم |

چوں زمیں با آسماں خصمی کند — شورہ گردد سر ز مرگے بر زند

آسمانوں کی جو دشمن ہو زمیں — شور ہو کر مردہ ہو وہ بانجھی

نقش با نقاش پنجہ میزند — سبلتان و ریش خود بر میکند

نقش اگر نقاش سے پنجہ لڑائے — داڑھی مونچھیں اپنی خود ہی نوچے

## زچہ عورتوں کو فرعون کا بلانا

بعد زہ مرد شہ بروں آورد تخت — سوے میداں ہم بروں افگند رخت

دوسرے بعد نکلا تخت شاہ — اور میدان میں بھی اک بارگاہ

بار دیگر شد منادی سوے شہر — کاے زناں گردہی یابید بہر

دوسری بار اک منادی پھر ہوئی — عورتو! عشرت اٹھاؤ دہر کی

اے زناں با طفلگاں میداں روید — تا ز بخشش‌ہاے شہ شاداں شوید

سوے میداں لے کے بچوں کو چلو — شاہ کی بخشش سے چل کر شاد ہو

آنچنانکہ پار مرداں را رسید — خلعت و ہر کس از ایشاں زر کشید

جس طرح مردوں نے پایا پار سال — خلعت و زر سے ہوئے وہ سب نہال

ہیں زناں امروز اقبال شماست — تا بیابد ہر کسے چیزے کہ خواست

ہے تمہارا بخت یاور۔ عورتو — آج تم جو چیز چاہو۔ مانگ لو

مر زناں را خلعت و صلت دہد — کودکاں را ہم کلاہ زر نہد

خلعت و دینار پائیں عورتیں — سر پہ بچوں کے کلاہ زر رکھیں

ہر کرا او ایں ماہ زائیدست ہیں — گنجہا گیرند از شاہ مکیں

جس نے بچہ اس مہینے میں جنا — شاہ بخشے گے وہ خزانہ بڑا

آں زناں با طفلگاں بیروں شدند — شادماں تا خیمۂ شاہ آمدند

عورتیں بچوں کو لے کر چلیں — خیمۂ فرعون کے پاس آ گئیں

ہر زنے نوزادہ بیروں شد ز شہر — سوئے میداں غافل از دستان قہر

جتنی نو زچائیں تھیں، نکلیں بیرونِ شہر — تھیں وہ سب میداں میں بے غم قہر

چوں زناں جملہ بدو گرد آمدند — ہر چہ بود از نر ز مادر بستدند

عورتیں جب جمع آ کر ہو گئیں — نر کے بچے تھے، وہ چھینے سب وہیں

سر بریدندش کہ اینست احتیاط — تا نزاید خصم و نفزاید خباط

احتیاطاً کاٹ ڈالے سب کے سر — تاکہ ہو دشمن نہ پیدا ۔ [illegible]

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا

چوں زنِ عمراں کہ موسیٰ زادہ بود — دامن اندر چید آں آشوب و دود

اور موسیٰ جنی تھی اسے تو — فتنے سے دامن بچایا [illegible]

بعد ازاں دستاں کہ آں سگ زد زناں — کرد دیگر چہ آورد آں کماں

عورتوں سے کیا پھر اس سگ نے کیا — داستاں اس کی بھی تو سن لے دوبا

آں زنانِ قابلہ در خانہا — بہر جاسوسی فرستاد آں دغا

گھر میں بھیجا دائیوں کو کر کے — تاکہ ہر اک جائے جاسوسی کرے

غمز کردندش کہ اینجا کودکے ست — نامد او میداں کہ در وہم و شکیست

دی خبر اک نے ۔ ہے اک بچہ وہاں — وہم سے آیا نہ میداں میں یہاں

اندریں کوچہ یکے زیبا زنے ست — کودکے دارد ولیکن پُرفنے ست

اس محلے میں ہے اک عورت حسیں — بچے والی ۔ ہے وہ پُر فن ! یقیں

چوں عواناں آمدند آں طفل را — در تنور انداخت از امرِ خدا

جب سپاہی آگئے ۔ تا بچہ کو لیں — ڈالا عورت نے اسے تنور میں

امر آمد سوئے زن از داد گر — کہ ز اصلِ آں خلیل است ایں پسر

آیا یہ اس طرح حکمِ داد گر — یہ خلیل اللہ سے نسلِ پسر

در تنور انداز موسیٰ را تو زود | تا نگہدارش از آن نار ودود
ڈال دے موسیٰ کو تو تنور میں | آگ سے پھر خود نگہبانی کریں

عصمت یا نار کونی بارداً | لا تکون النار حراً شارداً
نار کو حق کر کے ہم ہیں لے بچا | آگ اس سے ہرگز نہ دے نقصان ذرا

زن بوحی انداخت او را در شرر | بر تن موسیٰ نکرد آتش اثر
وحی سن کر آگ میں ڈالا اسے | جسم موسیٰ پر اثر کچھ بھی نہ تھے

پس عوانان خانہ را جستند زود | ہیچ طفلے اندر آن خانہ نبود
ڈھونڈا گھر کو سپاہی نے تمام | تھا نہ گھر میں کوئی بچہ شاد کام

پس عوانان نیز از آنسو شدند | باز غمازان کز آن واقف بدند
ہو گئے رخصت سپاہی بے مراد | تھے جو چغل خور واقف بد نہاد

با عوانان ماجرا برداشتند | پیش فرعون از برائے دانگ چند
ان کو زر لینے کا لالچ جو تھا | سامنے فرعون کے قصہ کہا

کائے عوانان باز گردید آں طرف | نیک نیکو بنگرید اندر غرف
پھر دیا حکم اس نے واپس جاؤ تم | گھر میں کونوں سے جھانک کر دیکھ آؤ تم

باز گشتند آں عوانان جلگاں | تا بجویند آں پسر را آں زماں
وہ سپاہی پھر وہاں پہنچے تمام | تاکہ اس بچے کو ڈھونڈیں لاکلام

## مادرِ موسیٰ علیہ السلام کو وحی آنا

باز وحی آمد کہ در آبش فگن | روئے در امید دار و مو مکن
پھر یہ وحی آئی اسے پانی میں ڈال | رکھ امید اور نوچ مت تو اپنے بال

در فگن در نیلش و کن اعتمید | من ترا با او رسانم رو سفید
نیل میں ڈال دے اور بھروسہ کر | اس سے پھر کر میں ملاؤں گا تجھ کو

مادرش انداخت اندر رود نیل | کار با بگذاشت با نعم الوکیل
ماں نے رود نیل میں ڈالا اسے | کام چھوڑے فضل پہ اللہ کے

ایں سخن پایاں ندارد مکر وش | جملہ می پیچید اندر دست پاش
یہ سخن لمبا ہے ۔ جو بھی مکر تھے | اس کے دست و پا میں سب پیچ تھے

صد ہزاراں طفل میکشت از بعل | موسیٰ اندر صدر خانہ در درون
وہ ہزاروں بچوں کی لیتا تھا جاں | صدر خانہ میں تھے پہ موسیٰ نہاں

از جنوں میکشت ہر جا بد جنیں | از حیل آں کور چشم دور بیں
وہ جنوں سے مارتا تھا ہر جنیں | مکر سے تھی کور چشم دور بیں

اژدہا بد مکر فرعون عنود | مکر شاہان جہاں را خورد و بود
اژدہا وہ مکر تھا فرعون کا | مکر شاہان جہاں کو کھا گیا

لیک ازاں فرعون ترآمد پدید | ہم ورا ہم مکر اورا درکشید
اس سے بڑھ کر اور فرعون آگیا | اس کو ۔ اس کے مکر کو جو کھا گیا

اژدہا بود و عصا شد اژدہا | ایں بخورد آں را بہ توفیق خدا
اژدہے کو وہ عصا تھا اژدہا | کھا گیا اس کو بہ توفیق خدا

دست شد بالائے دست ایں تا کجا | تا بیزداں کہ الیہ المنتہیٰ
ہاتھ غالب ہاتھ پہ کتنا ہوا | یعنی حق تک جو ہے سب کا منتہا

کاں یکے دریاست بے غور و کراں | جملہ دریاہا چو سیلے پیش آں
وہ ہے دریا ۔ حد نہیں جس کی کوئی | اس کے آگے سیل ہیں دریا سبھی

حیلہا و چارہا گر اژدہاست | پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست
مکر اور چارہ اگر ہیں اژدہا | آگے الا اللہ کے وہ سب ہیں لا

چوں رسید اینجا بیانم سر نہاد | محو شد واللہ اعلم بالرشاد
یہاں آکر بیاں عاجز نہاد | محو گیا ۔ واللہ اعلم بالرشاد

آنچہ در فرعون بود اندر تو ہست … لیک اژدرہات محبوس چہ است

تھا جو کچھ فرعون میں۔ ہے تجھ میں بھی … قید تجھ میں اژدہے تیرے ابھی

اے دریغ آں جملہ احوال تو ہست … تو بر آں فرعون بر خواہیش بست

ہائے یہ سب کچھ ہے تیرا ہی تو حال … دیتا ہے فرعون پر تو اس کو ٹال

آنچہ گفتم جملہ احوال تست … خود نگفتم صد یکے زانہا درست

حال تیرا ہے۔ جو کچھ میں نے کہا … سو میں سے کہیں نہ اک بھی کہہ سکا

گر ز تو گویند وحشت زایدت … ور ز دیگر آں فسانہ آیدت

گر کہیں تجھ سے تو وحشت ہو تجھے … ڈھالیں اوروں پہ تو افسانہ بنے

چہ خرابت میکند نفس لعیں … دور میاندازدت سخت ایں قریں

کرتا ہے ابتر تجھے نفس لعیں … کر رہا ہے دور تجھ کو یہ قریں

ایں جراحتہا ہمہ در نفس تست … لیک مغلوبی ز جہل اے سخت سست

زخم یہ سب نفس ہی میں ہیں ترے … ہاں سو مغلوب ہے تو جہل سے

آتشت را ہیزم فرعون نیست … زانکہ چوں فرعون اورا عون نیست

آگ میں ایندھن نہیں فرعون کا … کیونکہ زور اس میں نہیں فرعون سا

گلخن نفس ترا خاشاک نیست … ورنہ چوں فرعون او شعلہ زنیست

نفس کے گلخن میں ایندھن ہی نہیں … ورنہ جوں فرعون ہے وہ آتشیں

# ایک سپیرے کی کہانی

یک حکایت بشنو از تاریخ گو … تا بری زیں راز سر پوشیدہ بو

ایک تاریخی حکایت سن ذرا … راز پوشیدہ سے تا ہو آشنا

مارگیرے رفت اندر کوہسار … تا بگیرد او بافسونہاش مار

اک سپیرا کوہساروں میں گیا … سانپ پکڑے تا فسوں سے [illegible]

گر گران و گر شتابنده بود | آنکه جوینده است یابنده بود
کوئی دوڑ کے یا کہ آہستہ چلے | ڈھونڈنے والا جو ہے ڈھونڈ لے

در طلب زن دائما تو هر دو دست | که طلب در راهِ نیکو رهبر است
تو طلب میں ہاتھ دونوں کھول دے | نیکی کے رستے میں رہبر ہے طلب

لنگ و لوک و خفته شکل و بی ادب | سوی او می‌غیژ و او را می‌طلب
شکستہ لنگڑا اور حقیر و بے ادب | تو جو ہو۔ پھر بھی اسی کی کر طلب

گه بگفت و گه بخاموشی و گه | بوی کردن گیر هر سو بوی شه
وہ کبھی چپ، اور کبھی ہو گفتگو | سونگھ تو ہر طرف سے شہ کی بو

گفت آن یعقوب با اولاد خویش | جستن یوسف کنید از حد بیش
یوں کہا اولاد سے یعقوب نے | ڈھونڈو یوسف کو زیادہ سعی سے

هر حس خود را درین جستن بجد | هر طرف رانید شکل مستعد
اپنی ہر حس سے تلاش اس کی کرو | دوڑ کر ہر سمت اس کو ڈھونڈ لو

گفت از روح خدا لا تیأسوا | همچو گم کرده پسر رو سو بسو
پھر کہا۔ رحمت سے کیوں مایوس ہو | اپنی گم کردہ پسر ڈھونڈو۔ ہر سو

از ره حس نهان پویان شوید | سوی جانان باجان جویان شوید
دوڑو تم حس نہاں کی راہ سے | ڈھونڈو تو جاناں کو جاں کی راہ سے

پس بسان حسرتگان جان برید | گوش را بر چار راهِ آن نهید
جان کو حسرت زدہ سا بوجھ کر | کان رکھو اس کے بیچ جو راہ ہے

هر کجا بوی خوش آید بو برید | سوی آن سر کاشنای آن سرید
جس جگہ بوئے خوش آئے بجاؤ تم | اس سے واقف ہو۔ وہ سر اب پاؤ تم

هر کجا لطفی ببینی از کسی | سوی اصل لطف ره یابی عسی
لطف دیکھے کسی سے | راہ اصل لطف کی تو پائے گا

انہمہ جوہا ز دریا ئیست ژرف  جزو را بگذار بر کل وا طرف

ندیاں دریا سے سب نکلی ہیں یار  جزو کو چھوڑ اور کل کر اختیار

زشتہائے خلق بہر خوبی است  برگ بے برگی نشانِ طوبی است

ہے بدی خلقت کی خوبی کے لئے  مفلسی آسودگی کے واسطے

خشمہائے خلق بہرِ مہر خاست  از جفائے خلق امیدِ وفاست

خلق کا غصہ محبت کی بناء  جورِ خلقت سے ہے امید وفا

جنگہائے خلق بہر آشتی ست  دام راحت انتہا بیراحتی است

جنگ عالم ہے برائے صلح ہی  دام راحت ہے سدا بے راحتی

بر زدن بہر نوازش را بود  ہر گلہ از شکر آگہ میکند

ضرب ہے ہر اک نوازش کے لئے  ہر گلہ کرتا ہے آگہ شکر سے

بوئے بر از جزو تا کل اے کریم  بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم

کر تلاش جزو و کل تک اے کریم  ضد سے ضد کی بو تو لے اے حکیم

چوں عصا در دست موسیٰ گشت مار  جملہ عالم را بدینساں مے شمار

دست موسیٰ میں عصا جیسے تھا مار  ساری دنیا کو یوں ہی کرلے شمار

جنگہائے آشتی آرد درست  مارگیر از بہر یاری مار جست

صلح ہوتا ہے لڑائی کا نتیجہ  بہر یاری سانپ ڈھونڈے مارگیر

بہر یاری مار جوید آدمی  غم خورد بہر حریف بے غمی

بہر یاری سانپ ڈھونڈے آدمی  اور کھائے رنج بہر بے غمی

او ہمے جستے یکے مارِ شگرف  گردِ کوہستان و در ایامِ برف

ڈھونڈتا تھا وہ بھی اک خونخوار مار  برف کے موسم میں گرد کوہسار

اژدہائے مردہ دید آنجا عظیم  کہ دلش از شکل او شد پُر ز بیم

دیکھا مردہ اک پڑا ہے اژدہا  شکل جس کی دیکھ کر وہ ڈر گیا

مارگیر اندر زمستان شدید — مار میجست اژدہائے مردہ دید

سخت سردی میں سپیرا [illegible] — سانپ کا جویا تھا ۔ پایا اژدہا

مارگیر از بہر حیرانیٔ خلق — مارگیرد اینت نادانیٔ خلق

یوں سپیرا خلق کو حیراں کرے — سانپ پکڑے خلق ناداں کے لئے

آدمی کوہست چوں مفتوں بود — کوہ اندر مار حیراں چوں شود

آدمی ہے کوہ ۔ کیوں حیراں ہو — کوہ حیراں دیکھ کر ہو سانپ کو

خویشتن نشناخت مسکین آدمی — از فزونی آمد و شد در کمی

آہ پہچانا نہ خود کو آدمی — تھا بڑا ۔ پھر ہو گیا چھوٹا [illegible]

خویشتن را آدمی ارزاں فروخت — بود اطلس خویش را بر دلق دوخت

سستے بیچا خود کو اس انساں نے — خود تھا اطلس ۔ خود اٹھا گدڑی لئے

صد ہزاراں مار کہ حیران اوست — او چرا حیراں شدست و ماردوست

اس سے لاکھوں سانپ حیراں ہی تھا — سانپ سے حیران وہ کیوں ہو گیا

مارگیر آں اژدہا را برگرفت — سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

اس سپیرے نے لیا وہ اژدہا — اور وہاں سے سوئے بغداد آ گیا

اژدہائے چوں ستونِ خانہ — میکشیدش از پئے دانگانہ

اژدہا وہ جوں ستون خانہ تھا — اس کو پیسوں کے لئے تھا کھینچتا

کاژدہائے مردہ آوردہ ام — در شکارش من جگرہا خوردہ ام

ہاں میں لایا ہوں یہ مردہ اژدہا — سخت مشکل سے شکار اس کا کیا

او ہمے مردہ گماں بردش ولیک — زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

مردہ ہونے کا گماں تھا سانپ پہ — زندہ تھا ۔ لیکن نہ آیا تھا نظر

او ز سرماہا و برف افسردہ بود — زندہ بود اما بشکل مردہ بود

برف اور سردی سے تھا ٹھٹھرا ہوا — زندہ تھا ۔ لیکن بشکل مردہ تھا

عالم افسردہ است و نام او جماد — جامد افسردہ بود اے اوستاد

عالم افسردہ ہے نام اس کا جماد — جامد افسردہ ہے اے عالی نہاد

باش تا خورشید حشر آید عیاں — تا ببینی جنبش جسم جہاں

صبر کر۔ تا نکلے سورج حشر کا — جنبش جسم جہاں پھر دیکھنا

چوں عصائے موسیٰؑ اینجا مار شد — عقل را از ساکنان اخبار شد

ہو گیا جب مار موسیٰؑ کا عصا — ساکنوں کا عقل نے پایا پتا

پارۂ خاک ترا چوں زندہ ساخت — خاکہا را جملگی باید شناخت

خاک پارہ سے تجھے زندہ کیا — چاہئے ان مٹیوں کا جاننا

مردہ زیں سویند ز آں سو زندہ اند — خامش اینجا و آں طرف گویندہ اند

اس طرف مردہ ہیں۔ زندہ ہیں ادھر — اس طرف خاموش۔ ادھر تقریر کر

چوں از آں سوشاں فرستد سوئے ما — آں عصا گردد سوئے ما اژدہا

جب ہماری سمت۔ وہ ہے بھیجتا — ہو ہماری سمت اژدر وہ عصا

کوہہا ہم لحن داؤدی شود — جوہر آہن بکف مومے بود

لحن داؤدی ہوں سارے کوہسار — موم ہو ہاتھوں میں لوہا بار بار

باد حمال سلیمانے شود — بحر موسیٰؑ سخندانے شود

ہو سلیمانؑ کی ہوا حامل بنے — اور دریا بات موسیٰؑ سے کرے

ماہ با احمدؐ اشارت بیں شود — نار ابراہیمؑ را نسریں شود

چاند احمدؐ کا اشارہ بیں بنے — نار ابراہیمؑ پہ نسریں بنے

خاک قاروں را چو مارے در کشد — استن حنانہ آید در رشد

کھینچ لے قاروں کو مثل مار خاک — استن حنانہ ہو نیک اور پاک

؎ استن حنانہ کی حکایت دفتر اول میں بالتفصیل بیان ہو چکی ہے۔

سنگ احمدؐ را سلامے میکند — کوہ یحییٰؑ را پیامے میکند

مصطفیٰؐ کو کرتے ہیں پتھر سلام — کوہ پہنچاتا ہے یحییٰؑ کو پیام

جملہ ذرات عالم در نہاں — با تو میگویند روزان و شباں

جس قدر ذرّے ہیں سب ہو کر نہاں — روز و شب کرتے ہیں تجھ سے یوں بیاں

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم — با شما نامحرماں ما خامشیم

دیکھتے سنتے ہیں۔ خوشیوں میں ہیں گم — تم سے یوں چپ ہیں کہ نامحرم ہو تم

چوں شما سوے جمادی میروید — محرم جان جماداں کے شوید

تم جمادی کی طرف خود ہو رواں — تم پہ کب رازِ جمادی ہو عیاں

از جمادی عالم جاں در روید — غلغل اجزائے عالم بشنوید

عالمِ جاں کو جمادی سے چلو — شور پھر اجزائے عالم کا سنو

فاش تسبیح جمادات آیدت — وسوسہ تاویلہا بربایدت

ان کی تسبیحیں جو کانوں میں پڑیں — وسوسے تاویلیں سب جاتی رہیں

چوں ندارد جان تو قندیلہا — بہرِ بینش کردہ تاویلہا

جاں تیری جب نہ قندیلیں رکھے — بہرِ بینش بس تو تاویلیں کرے

دعویٔ دیدن خیال غار بود — بلکہ مر بینندہ را دیدار بود

دعویٔ دید اک خیالِ غار تھا — دیکھنے والوں کو ہاں دیدار تھا

کہ غرض تسبیح ظاہر کے بود — دعویٔ دیدن خیال و غے بود

الغرض تسبیح ظاہر کب ہوئی — دید کا دعوے خیال و گمرہی

بلکہ ہر بینندہ را دیدار آں — وقت عبرت میکند تسبیح خواں

ہیں کا جلوہ دیکھنے والے کو ہاں — وقت عبرت کرتا ہے تسبیح خواں

پس چو از تسبیح یادت میدہد — آں دلالت ہمچو گفتن میشود

ہے دلاتا یاد وہ تسبیح کی — یہ دلالت بولنے کی ہے اجی

این بود تاویلِ اہلِ اعتزال
وائے آنکس کہ ندارد نورِ حال
ہے یہی تاویل اہلِ اعتزال[1]
ہائے وہ جس میں نہیں کچھ نورِ حال

چوں ز حس بیروں نیامد آدمی
باشد از تصویرِ غیبی اعجمی
جس سے جب باہر نہ آیا آدمی
غیب کی تصویر سے عجمی ہوئی

این سخن پایاں ندارد مارگیر
میکشید آں مار را با صد زحیر
مختصر یہ ہے ۔ سپیرا جا بجا
با مشقت کھینچتا اس کو رہا

تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ جو
تا نہد ہنگامہ را بر چارسو
آیا وہ بغداد میں ہنگامہ جو
تا کرے ہنگامہ برپا چارسو

بر لبِ شط مرد ہنگامہ نہاد
غلغلہ در شہرِ بغداد او فتاد
نہر پہ ہنگامہ برپا کر دیا
غلغلہ بغداد میں ہر سو ہوا

مارگیرے اژدہا آوردہ است
بوالعجب نادر شکارے کردہ است
اک سپیرا لایا ہے اک اژدہا
ہے شکار اس نے بڑا نادر کیا

جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
صیدِ او گشتہ چو او از ابلہیش
جمع لاکھوں ابلہ اس جا ہو گئے
سن کے شہرہ اس کے پھندے میں پھنسے

حلقہ گردِ او چو رز گردِ عریش
ہمچناں کہ بت پرستاں بر قسیس
حلقہ زن انگور جوں گردِ عریش[2]
جیسے بت گر جمع ہوں گردِ قسیس[3]

منتظر ایشاں و ہم او منتظر
تا کہ جمع آیند خلقِ منتشر
تھا وہ لوگوں کی طرح خود منتظر
تا کہ سب ہوں جمع ۔ جو ہیں منتشر

---

[1] معتزلین ۔ فرقہ معتزلہ ۔
[2] انگور کی ٹٹی ۔
[3] بت پرستوں کا پیشوا یا عیسائیوں کا پادری ۔

مردم ہنگامہ افزوں تر شود | گدیہ و توزیع نیکو تر رود

تاکہ ہو لوگوں کا ہنگامہ سوا | کوڑیاں پیسے سے زیادہ ہو بجا

جمع آمد صد ہزاراں ژاژ خا | حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا

اس جگہ بیہودے والوں آ گئے | آگے پیچھے ہو گئے آکر کھڑے

مرد را از زن خبر نے ز ازدحام | رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام

مرد و عورت کا [illegible] ازدحام | تھا قیامت وہ ہجوم خاص و عام

چوں ہمے حراقہ جنبانید او | میکشادند اہل ہنگامہ گلو

جب ہلاتا تھا وہ اپنی ڈگڈگی | بیچتے تھے لوگ، تھی ہلچل پڑی

اژدہا کز زمہریر افسردہ بود | زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود

اژدہا سردی سے جو افسردہ تھا | ٹاٹ اور کپڑوں میں تھا لپٹا ہوا

بستہ بودش با رسنہائے غلیظ | احتیاطے کردہ بودش آں حفیظ

رسیاں اس پہ بندھی تھیں بے شمار | چوکسی کرتا تھا اس کی ہوشیار

در درنگ و اتفاق و انتظار | وز ہیاہوئے و فغان بے شمار

دیر جب اتنی ہوئی انجام کار | اور ہو اور شور کے غوغا اور پکار

وز غلوئے خلق و کش و طمطراق | تافت بر آں مار خورشید عراق

شور و غل اور بھیڑ بھاڑ اور طمطراق | اژدہے پر چمکا خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد | رفت از اعضائے او اخلاط سرد

آفتاب گرم سے گرما گیا | سردی اخلاط و اعضا سے بچا

مردہ بود و زندہ گشت او از شگفت | اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت

مردہ تھا لیکن وہ زندہ ہو گیا | ہلنے اپنے جسم کو کھانے لگا

خلق را از جنبش آں مردہ مار | گشت شاں آں یک تحیر صد ہزار

لوگوں کو جنبش سے مردہ سانپ کی | دیکھتے ہی دیکھتے حیرت ہوئی

باتحیر نعرہا انگیختند — جملگان از جنبشش بگریختند

چلے تو حیرت سے چلاتے ہوئے — اس کی جنبش سے تھے پھر بھاگتے

مے شکست آں بندہاں بانگ بند — ہر طرف میرفت چاقاں چاق بند

ٹوٹتے تھے بند اس غل شور سے — بند ہر سو گر رہے تھے ٹوٹ کے

بندہا بگسست بیروں شد ز زیر — اژدہائے زشت غراں ہمچو شیر

بند ٹوٹے اور ابھرا ناگہاں — اژدہا خونخوار جیسے شیر ہاں

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد — از فتادہ کشتگاں صد پشتہ شد

بھاگتے میں مر گئے بہت آدمی — کشتوں کے پشتے لگے. بھاگڑ پڑی

مارگیر از ترس برجا خشک گشت — کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت

تھا سپیرا خوف سے ٹھٹھرا ہوا — کہتا تھا میں دشت و کوہ سے لایا کیا

گرگ را بیدار کرد آں کور میش — رفت ناداں سوئے عزرائیل خویش

بھیڑ اندھی نے جگایا گرگ کو — سوئے عزرائیل پہنچا دیکھ لو

اژدہا یک لقمہ کرد آں گیج را — سہل باشد خوں خوری حجاج را

اژدہا اک لقمہ اس کا کر گیا — پینا خوں حجاج کو جوں سہل تھا

خویش را بر استنے پیچید و بست — استخوان خوردہ را در ہم شکست

استنے سے پھر وہ لپٹا ناگہاں — توڑ ڈالیں اس کی ساری ہڈیاں

شہر خالی گشت اژدرہا براند — سوئے کہ گرداند بیاباں برفشاند

شہر خالی سانپ بھاگا اسے اٹھی — سوئے کوہ گرد بیاباں جھاڑ دی

نفس اژدرہاست او کے مردہ است — از غم بے آلتی افسردہ است

نفس اژدر ہے ترا. مردہ نہیں — بے کسی سے ہے فسردہ بالیقیں

گر بیابد آلت فرعون او — کہ بامر او ہمے رفت آب جو

گر ملے فرعون ساماں تو ملے — نہر بھی چلتی تھی جس کے حکم سے

آنگہ او بنیادِ فرعونی کند — راہ صد موسیٰؑ و صد ہارونؑ زند

بس وہ پھر دنیا میں فرعونی کرے — راہ موسیٰؑ ۔ راہ ہارونؑ روک لے

گرمکست ایں اژدہا از دستِ فقر — پشہ گردد ز جاہ و مال صقر

فقر سے یہ اژدہا کیڑا بنا — باز مچھر جاہ و دولت سے ہوا

اژدہا را دار در برفِ فراق — ہیں مکش او را بخورشیدِ عراق

اژدہے کو برف میں رکھ ہجر کی — سامنے سورج کے مت لا اے اخی

تا فسردہ مے بود آں اژدہات — لقمۂ اوئی چو او یابد نجات

تا رہے ٹھٹھرا ہوا وہ اژدہا — تو بنے لقمہ، اگر وہ ہو رہا

مات کن او را و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او ز اہلِ صلات

مات کر اس کو کہ ہو بےخوف مات — کر نہ رحم اس پہ ۔ ہے کب اہلِ صلوٰۃ

کاں تفِ خورشیدِ شہوت بر زند — واں خفاشِ مردہ ریگت پر زند

مہر شہوت اس کا ہوگا گرم جب — تجھ کو پھر مارے گا یہ خفاش[1] تب

میکشش او را در جہاد و در قتال — مردوار اللہ یجزیک الوصال

قتل اسے کر ہو کے مصروفِ قتال — بن کے مرد ، اللہ یجزیک[2] الوصال

چونکہ آں مرد اژدہا را آورید — در ہوائے گرم خوش شد آں مرید

مرد وہ جس وقت لایا اژدہا — خوش ہوا وہ ۔ گرم جب وادی ہوا

لاجرم آں فتنہا کرد اے عزیز — بیست چنداں کہ ما گفتیم نیز

اس سے پھر غارت ہوئے تھے جو بھرے — ان سے زائد جو بیاں میں نے کئے

تو طمع داری کہ او را بے جفا — بستہ داری در وقار و در وفا

تجھ کو حسرت ہے کہ بے جور و جفا — اس کو رکھے بستہ عزّ و وفا

---

۱؎ چمگادڑ ۔

۲؎ اللہ تجھے وصل کی جزا دے ۔

ہر کسے را ایں تمنا کے رسد / موسیی باید کہ اژدرہا کشد

ہر کسی کی یہ تمنا کب بر آئے / ہو کوئی موسیٰ تو اژدر مارا جائے

صد ہزاراں خلق ز اژدرہائے او / در ہزیمت کشتہ شد اے وائے او

لوگ لاکھوں اس کے اژدر سے مرے / ہائے جب وہ بھاگ کر جانے لگے

وز طمع ہم خویش را بر باد داد / کشتہ شد واللہ اعلم بالسداد

ہو گیا لالچ سے وہ خود بھی خراب / کر چکا۔ واللہ اعلم بالصواب

## فرعون کا حضرت موسیٰ ؑ سے سوال و جواب کرنا

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم! / خلق را کشتی و افگندی بہ بیم

کہتا تھا فرعون تو نے کیوں کلیم! / خلق کو مارا۔ کیا بے خوف و بیم

در ہزیمت از تو افتادند خلق / در ہزیمت گشتہ شد مردم ز دق

لوگ بھاگے ڈر کے تیرے خوف سے / کھا کے ٹھوکر اور بیچارے مرے

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت / کین تو در سینہ مرد و زن گرفت

ہو گئے آخر وہ سب دشمن ترے / مرد و عورت کینہ سب رکھنے لگے

خلق را می‌خواندی و بر عکس شد / از خلافت مرد و زن را نیست بد

تو نے لوگوں کو بلایا۔ وہ پھرے / تجھ سے پھرنے کے لئے مجبور تھے

من ہم از شرت اگر پس محترم / در مکافات تو دیگے مے پزم

میں بھی تیرے شر سے گو پیچھے ہٹوں / تجھ سے بدلا لینے کی کوشش میں ہوں

دل ازیں بر کن کہ بفریبی مرا / یا بحرفے پس روی گردم ترا

دل اٹھا اس سے کہ دھوکہ دے مجھے / یا چلوں نقش قدم پہ میں ترے

تو بداں غرہ مشو کش ساختی / در دل خلقاں ہراس انداختی

اپنی جبروت پہ ذرا غرہ نہ کر / ڈالا ہے لوگوں کے دل میں تو نے ڈر

صد چنیں آری و ہم رسوا شوی ‖ خوار گردی مضحکۂ غوغا شوی

سو جتن کر - پھر تو رسوا ہوگا ‖ خوار ہوگا - مضحکہ اڑ جائے گا

ہمچو تو سالوس بسیاراں بُدند ‖ عاقبت در شہر ما رسوا شدند

مثل تیرے سیکڑوں مکار تھے ‖ آخر ہمارے شہر میں رسوا ہو گئے

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب

گفت با امر حقم اشراک نیست ‖ گر بریزد خونم امرش باک نیست

بولے - امر حق میں مجھے شرکت نہیں ‖ وہ اگر لے جان، مجھے خوف نہیں

راضیم من شاکرم من اے حریف ‖ ایں طرف رسوا و پیش حق شریف

راضی و شاکر ہوں میں۔ میں اے حریف ‖ یہاں اگر رسوا - تو پیش حق شریف

پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند ‖ پیش حق محبوب و مطلوب و پسند

سامنے لوگوں کے خوار و مستمند ‖ سامنے خالق کے محبوب و پسند

از سخن میگویم ایں ورنہ خدا ‖ از سیہ رویاں کند فردا ترا

بات اک کہتا ہوں یہ ورنہ خدا ‖ حشر میں کالا کرے گا منہ ترا

عزت آن اوست آں بندگانش ‖ ز آدم و ابلیس میخواں نشانش

عزت اس کی اس کے بندوں کی ہے ہاں ‖ آدمؑ و ابلیس سے لو نشاں

شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق ‖ ہاں زباں بربند و گرداں ورق

شرح حق کی حد نہیں مثل حق ‖ کر زباں بند اور الٹ اب تو ورق

## فرعونؑ کا جواب

گفت فرعونش ورق در دست ماست ‖ دفتر و دیوان حکم ایں دم مراست

ہے ورق - یہ دفتر - میرے ہاتھ میں ‖ دفتر و دیوان یہ میری قوم میں

مر مرا بخریدہ اند اہل جہاں — کز ہمہ عاقل تری تو اے فلاں

مجھ کو حاصل کر کے سب کہتے ہیں یاں — سب سے عاقل ہے تو ہی اے فلاں

موسیا خود را خریدی ہیں برو — خوش خلقت کم ہیں. بخود غرہ مشو

خود خریدار اپنا ہے تو اے موسیا — چھوڑ خود بینی نہ ہو مغرور جا

جمع آرم ساحران دہر را — تا کہ جہل تو نمایم شہر را

جمع کر کے ساحران دہر کو — جہل میں تیرا دکھاؤں شہر کو

ایں نخواہد شد بروزے تا دو روز — مہلتم دہ تا چہل روز اے تموز

ایک دو دن میں یہ ہو سکتا نہیں — مہلت ایک چلہ کی دے تو اے [illegible]

گفت موسیٰؑ مر مرا دستور نیست — بندہ ام امہال تو ماموْر نیست

بولے موسیٰؑ. اذن ہے مجھ کو کہاں — بندہ ہوں. مہلت دوں کیونکر ناتواں

گر تو چیری و مرا خود یار نیست — بندہ فرمانم بدانم کار نیست

تو ہے غالب. کب کوئی یاور مرا — حکم کا بندہ ہوں اس سے کام کیا

می زنم با تو بجد تا زندہ ام — من چکارہ نصرتم من بندہ ام

ہوں تیری کوشش میں جب تک زندہ ہوں — میری نصرت کچھ نہیں. اک بندہ ہوں

می زنم تا در رسد حکم خدا — او کند ہر خصم را از خصم جدا

سعی ہے جب تک کہ ہے حکم خدا — وہ کرے وہ دشمن کو کینے سے جدا

گفت نے نے مہلتم باید نہاد — عشوہا کم دہ تو کم پیمائے باد

بولا. کچھ مہلت تو ملنی چاہیئے — تا زش اتنی بھی نہیں زیبا تجھے

حق تعالیٰ وحی کردش در زماں — مہلتش دہ متسع مہراس ازاں

حق تعالے نے کچھ یوں وحی کی — کر نہ خوف اور دے اسے مہلت کڑی

ایں چہل روزش بدہ مہلت بطوع — تا سگالد مکرہا او نوع نوع

مہلت اب چالیس دن کی دے اسے — تا کہ گونا گوں وہ حیلے سوچ لے

تا بجوشد او کہ نے من خفتہ ام
تیز زو کو جوش زد بگرفتہ ام

اور کہ سے کوشش کریں غافل نہیں
جب کریں وہ تجھ کو پکڑا با یقیں

حیلہ ہاشاں را ہمہ برہم زنم
وانچہ افزایند من برکم زنم

ان کے سب حیلوں کو میں برہم کروں
جس قدر وہ بڑھ کے چلیں وہیں کم کروں

آب را آرند من آتش کنم
نوش خوش گیرند من ناخوش کنم

پانی وہ لائیں تو آگ اس کو کروں
ناخوشی ہیں ان کی خوشیوں میں بھروں

مہر پیوندند من ویراں کنم
آنچہ اندر وہم نایند آں کنم

وہ ملیں آپس میں، میں ویراں کروں
ہو نہ جس کا وہم۔ وہ ساماں کروں

تو مترس و مہلتش دہ دل دراز
گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

تو نہ ڈر اور اس کو مہلت دے بڑی
کہہ دے لے آ فوج، کر حیلہ گری

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو مہلت دینا

گفت امر آمد برو مہلت ترا
من بجائے خود شدم رستی بلا

بولے موسیٰ حکم مہلت آ گیا
میں چلا جاتا ہوں اب، تو بچ گیا

او ہمے شد اژدہا اندر عقب
چوں سگ صیاد دانا و محب

وہ چلے اور اژدہا تھا پیچھے چلا
کتا دانا جس طرح صیاد کا

چوں سگ صیاد جنباں کردہ دم
سنگ را میکرد ریگ او زیر سم

ٹیڑھی کرتا اور ہلاتا اپنی دم
ریت پتھر کو بناتا زیر سم

سنگ و آہن را بدم در میکشید
خرد میخائید آہن را پدید

لوہا اور پتھر نگلتا جاتا تھا
لوہے کے ٹکڑے بظاہر چبا جاتا

در ہوا میکرد خود بالائے چرخ
کہ ہزیمت میشد اقصائے روم و کرخ

یوں ہوا میں اڑتا تھا بالا سے چرخ
بھاگتے تھے ڈر کے اس سے روم و کرخ

کلّہا مے اندا ختے چوں شتراں زکام ۔۔۔ قطرہ بر ہر کہ میزد شد جذام

منہ سے تھا مثلِ شتر کرتے وہ قے ۔۔۔ ہوتا کوڑھی ۔ قطرہ جس پہ پڑتا تھا

زمزمۂ دندان او دل مے شکست ۔۔۔ جانِ شیران سیہ میشد زوشت

ٹوٹتے دل دانتوں کی آواز سے ۔۔۔ شیروں کے بھی چھکے تھے چھوٹے ہوئے

چوں بقومِ خود رسید آں مجتبیٰ ۔۔۔ شدق او بگرفت و بازاو شد عصا

پہنچے اپنی قوم میں جب مصطفیٰ ۔۔۔ اور جبڑا پکڑا تو وہ پھر تھا عصا

تکیہ برعصے کرد ومیگفت اے عجب ۔۔۔ پیش ما خورشید و پیش خصم شب

اس پہ تکیہ کر کے کہتے ۔ ہے عجب ۔۔۔ ہم کو سورج ۔ سامنے دشمن کے شب

اے عجب چوں مے نہ بیند ایں سیاہ ۔۔۔ عالمے پُر آفتاب چاشتگاہ

ہے عجب ۔ اس کو نہ دیکھے سیاہ ۔۔۔ ہے جہاں میں آفتاب صبحگاہ

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا ۔۔۔ خیرہ ام در چشم بندی خدا

کان آنکھیں ذہن ہے سب کچھ کھلا ۔۔۔ ہے نظر بندی حق حیرت فزا

من ز ایشاں خیرہ ایشاں ہم ز من ۔۔۔ از بہار خار ایشاں من حسن

مجھ سے وہ حیراں ہیں ان پہ خندہ زن ۔۔۔ ہوں بہار خار سے ان کی حسن

پیش شاں بردم بسے جام رحیق ۔۔۔ سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق

جام مے میں ان کے آگے لے گیا ۔۔۔ پانی ان کے سامنے پتھر ہوا

دستۂ گل بستم و بردم بہ پیش ۔۔۔ ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش

دستۂ گل لے گیا کرنے کو پیش ۔۔۔ پھول نکلے خار اور تھا نوش نیش

آں نصیب جانِ بیخویشاں بود ۔۔۔ چونکہ با خویشند پیدا کے شود

وہ میسر بے خودوں کو ہے ضرور ۔۔۔ جبکہ وہ با خود ہیں ۔ کیونکر ہو سرور

خفتۂ بیدار باید پیش ما ۔۔۔ تا بہ بیداری ببیند خوابہا

خفتہ کو بیدار ہونا چاہئے ۔۔۔ خواب بیداری میں تا وہ دیکھ لے

دشمن این خواب خوش شد فکر خلق
تا نخسپد فکرتش بستست حلق

دشمن ایسی نیند کی ہے فکرِ خلق
تا نہ سوئیں ۔ فکر باندھے اس کے حلق

حیرتے باید کہ روبد فکر را
خوردہ حیرت فکر را و ذکر را

چاہئے حیرت کہ جھاڑے فکر کو
کھا گئی وہ فکر کو اور ذکر کو

ہر کہ کامل تر بود او در ہنر
او بصورت پس ۔ بمعنی پیشتر

جو ہنر میں سست اور کاہل رہے
ظاہراً پیچھے ہٹے ۔ معناً بڑھے

راجعون گفت و رجوع ایں ساں بود
کہ گلہ واگردد و خانہ رود

راجعون ہوا ۔ رجوع اس طور سے
جیسے جائے گلہ گھر کو لوٹ کے

چونکہ گلہ باز گردد از ورود
پس فتد آں بز کہ پیش آہنگ بود

گلہ جیں دم پھر کے لوٹے دشت سے
بز جو آگے تھی ۔ وہ پیچھے رہے

پیش افتد آں بز لنگ پسیں
اضحک الرجعی وجوہ العابسین

پیچھے والی بز آگے ہو وہیں
ترش رو ہنستے ہیں وقتِ واپسیں

از گزافے کے شدند ایں قوم لنگ
فخرہا دادند و بخریدند ننگ

جھوٹ ہے یہ ۔ کب ہوئی یہ قوم لنگ
فخر دے کر مول لے بیٹھے ہیں ننگ

پاشکستہ میروند ایشاں بحج
از حرج[1] راہیست پنہاں تا فرج[2]

پاشکستہ جاتے ہیں بسوئے حج
ہے حرج سے راہ پنہاں تا فرج

دل ز دانشہا بشستند ایں فریق
زانکہ ایں دانش نداند آں طریق

عقل سے بیزار دل ہے یہ فریق
دانشِ دنیا نہ جانے یہ طریق

دانشے باید کہ اصلش زاں سراست
زانکہ ہر فرعے باصلش رہبراست

عقل وہ ہے ۔ اصل ہے جس کی ادھر
فرع اپنی اصل کی ہے راہبر

[1] حرج ۔ تکلیف ۔
[2] کشادگی ۔ راحت ۔

خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک
بگسلد اشکال را دستور نیک

خطیں اندیشہ کرے پیدا ۔ مگر
توڑ دے سب عقدے طریقہ نیک تر

دست عشق آتش اشکال سوز
ہر خیالے را بروید نور روز

عشق اس کو آگ مشکل سوز ہے
اس سے ہر اک فکر نور افروز ہے

ہم از آنسو جو جواب اے مرتضیٰ
کاین سوال آمد از آنسو مر ترا

ڈھونڈ ادھر ہی سے جواب اے باصفا
جس طرف سے یہ سوال اس دم اٹھا

گوشۂ بے گوشۂ دل شہرہ ست
تاب لا شرقی و لا غربی مہ ست

گوشۂ دل ہے عجب اک شاہراہ
شرق و غربی نہیں ہے نور ماہ

تو ازیں سو و از آنسو چوں گدا
اے کہ معنی چہ سے جوئی صدا

تو بھی تو پھرتا فقط ہے مثل گدا
کہ وہ معنی ہے تو ۔ کیا ڈھونڈے صدا

ہم از آنسو جو کہ وقت درد تو
می‌شوی در ذکر یا ربی دو تو

اس طرف سے ڈھونڈ تو جب وقت درد
کہتا یا ربی ہے ہو کر آہ سرد

وقت مرگ و درد آنسو می‌جہی
چونکہ دردت رفت چونی ابلہی

وقت مرگ و درد ادھر بھاگا ہے تو
مٹ گیا جب درد بے پروا ہے تو

وقت محنت گشتہ اللہ گو
چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

وقت محنت اللہ اللہ تو کرے
وقت جب گذرے تو مستغنی رہے

ورندانی درد و غم یاد کشی
چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی

درد و غم میں یاد کرتا ہے اسے
جب ہو خوش ۔ تو رہے غفلت میں پڑے

ایں از آں آمد کہ حق را بے گماں
ہر کہ بشناسد بود دائم بر آں

اس لئے ہے یہ کہ حق کو بے ملا
جس نے پہچانا ۔ وہ اس کا ہو گیا

آنکہ در عقل و گماں ہستش حجیب
گاہ پوشیدہ است و گہ بدریدہ جیب

ہو گماں و عقل میں جس کے حجاب
ہے کبھی پوشیدہ گاہے بے نقاب

| | |
|---|---|
| عقل جزوی گاہ چیرہ گہ نگون | عقل کلی ایمن از ریب المنون |
| عقل جزوی ونگ ہے اور سرنگوں | عقل کل سارے خطروں سے بچی ہوئی |
| عقل بفروش و ہنر حیرت بخر | رو بخواری نے بخارا اے پسر |
| عقل کو تو بیچ دے حیرت کو لا | سمت خواری جا، بخارا کو نہ جا |
| تا بخارا آو گریابی دردون | ساکنان در محفلش لا یفقہون |
| ہو بخارا میں اگر کشف بطون | اہل محفل سب لگیں لا یفقہون |
| ما چو خود را در سخن آغشتہ ایم | کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم |
| خود کو میں نے بات میں الجھا دیا | یوں حکایت سے حکایت خود بنا |
| من عدم افسانہ گردم در حنین | تا تقلب یابم اندر ساجدین |
| میں نے یہ قصہ عدم میں بھی کہا | ساجدوں میں تا ہو میرا گھومنا |
| این حکایت نیست پیش مرد کار | وصف حالست و حضور یار غار |
| سامنے عاقل کے یہ قصہ نہیں | حال ہے اور ہے حضوری بالیقیں |
| آن اساطیر اولین[۲] کہ گفت عاق[۱] | حرف قرآن را بد آنکار نفاق |
| حرف قرآن کو اساطیر اولین | منکروں نے کہہ دیا از راہ کین |
| لامکانے کہ درو نور خدا است | ماضی و مستقبل و حالش کجاست |
| لامکاں جس میں کہ ہے نور خدا | اس میں ماضی۔ حال و مستقبل ہو کیا |
| ماضی و مستقبلش نسبت بتوست | ہر دو یک چیز اند و پنداری کہ دو ست |
| تجھ سے نسبت ماضی استقبال کو | دونوں ہیں ایک اور تو سمجھا ہے دو |
| یک تنے او را پدر ما را پسر | بام زیر زید و بر عمرو آن زبر |
| ایک شخص اس کا پدر۔ میرا پسر | زید کو چھت۔ بام ہے بہر عمرو |

۱ جاہل

۲ پہلے لوگوں کے قصے

مصلحت آنست کز اطراف مصر — جمع آردشان شہ و صراف مصر

مصلحت یہ ہے کہ ان کو مصر سے — گرد سے تو جمع ہونے کے لئے

او بسے مردم فرستاد آں زماں — در نواحی بہر جمع جادواں

اس نے بھیجے پھر بہت سے آدمی — ساحروں کو جمع کر لائیں ابھی

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار — کرد پراں سوئے او دہ مرد کار

تھا جہاں بھی کوئی ساحر ہوشیار — بھیجے اس کے پاس دس مردانِ کار

دو جواں بودند ساحر مشتہر — سحر ایشاں در دل مہ مستمر

تھے وہاں مشہور ساحر دو جواں — ان کا جادو قلبِ مہ میں ضوفشاں

شیر دوشیدہ ز مہ فاش آشکار — در سفرہا رفتہ بر خمے سوار

چاند سے وہ دوہتے تھے دودھ بھی — اور مٹکے پر سفر کرتے کبھی

شکل کرباسی نمودہ آفتاب — او بپیمودہ فروشیدہ شتاب

صورت کرباس اکثر دھوپ کر — ناپ کر وہ بیچ دیتے دوستو

سیم بُردہ مشتری آگہ شدہ — دست از حسرت برخہا بر زدہ

مشتری کو اس کی جب ہوتی خبر — دستِ حسرت مارتا رخسار ہے

صد ہزاراں ہمچنیں در جادوی — بود انشا و نبودہ چوں روی

لاکھوں ایسے سحر ان کو یاد تھے — تھے[1] نہ وہ حرفِ روی ہر طور سے

چوں بدیشاں آمد ایں پیغام شاہ — کز شما ہست اکنوں چارہ خواہ

آئی کہ ان کو شاہ کا جب یہ پیام — چارہ جُو تم سے ہے سلطانِ انام

از پئے آنکہ دو درویش آمدند — بر شہ و بر قصر او موکب زدند

وجہ یہ ہے۔ آئے ہیں درویش دو — شاہ کو گھیرا ہے اور اس قصر کو

[1] یعنی جس طرح حرف روی بار بار آتا ہے اس طرح وہ ایک ہی سحر بار بار ادا کرتے تھے۔ بلکہ انہیں لاکھوں مختلف سحر یاد تھے۔

نیست با ایشاں بغیر یک عصا
کہ ہمے گردد بامرش اژدہا

صرف ان کے ہاتھ میں ہے اک عصا
حکم سے بنتا ہے اس کے اژدہا

شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
زیں دو کس جملہ بافغاں آمدند

شاہ و لشکر سارے عاجز آ گئے
وہ بھی نالاں ہاتھ سے ان دونوں کے

چارہ جویاں بندۂ او پیش شما
شاہ ازآں ارسال فرمود است

چارہ جو ہم کو تمہارے سامنے
بھیجا ہے اس واسطے سلطان نے

چارۂ سازید اندر دفع شاں
کش ببخشد عوض شہ بے کراں

تاکہ ان کے دفع کا چارہ کرو
اور خزانے شاہ سے لو تم داد و

آں دو ساحر را چو ایں پیغام داد
ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد

ساحروں کو جب دیا پیغام ای
بیچ امید و بیم کی حالت ہوئی

عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت
سر بزانو بر نہادند از شگفت

رگ جو جنسیت کی جب حرکت ہوئی
سر بزانو ہو کے بیٹھے وہ تھکی

چوں دبیرستان صوفی زانو است
حل مشکل را دو زانو جادو است

مکتب صوفی ہے زانو جو ہے
حل مشکل کو دو زانو بھی ہے

## جادوگروں کا اپنے باپ کی قبر پہ جانا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا
گور بابا کو تو ما را رہنما

بعد ازاں ماں سے کہا ۔ اماں ذرا
قبر تک ہو باپ کی تو رہنما

برد شاں بر گور او بنمود راہ
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ

لے گئی وہ قبر پہ دکھلا کے راہ
رکھے روزے تین انہوں نے بہر شاہ

بعد ازاں گفتند اے بابا بما
شاہ پیغامے فرستاد از وجا

پھر کہا ۔ بابا! ہمیں فرعون نے
بھیجا ہے پیغام ڈر اور خوف سے

کرد دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند / آبروئے ویش پیش لشکر بردہ اند

تنگ دو شخصوں نے اس کو ہے کیا / آبرو لی پیش لشکر بر ملا

نیست با ایشاں سلاح و لشکرے / جز عصا و در عصا شور و شرے

ہیں نہ ہتھیار اور نہ لشکران کے پاس / فتنے ہیں صرف اک عصا سے بے ہراس

تو جہان راستان در رفتۂ / گرچہ در صورت بجائے خفتۂ

راستے لوگوں کے جہاں میں تو گیا / سو رہا ہے خاک میں گو ظاہرا

آں اگر سحر است وہ ما را خبر / ور خدائی باشد اے جان پدر

گر وہ جادو ہے تو ہم کو دے خبر / اور خدائی ہو جو اے روح پدر

ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم / خویش را بر کیمیائے بر زنیم

تو خبر دے تا کہ ہم سجدہ کریں / کیمیا سے خود کو وابستہ کریں

نا امیدانیم امیدے رسد / در شب دیجور خورشیدے رسد

ہم بچارے یاس بدلے آس سے / اس اندھیری رات میں سورج سے

از ضلال آییم در راہ رشد / راندگانیم و کرم ما را کشد

سوئے ہدایت آئیں گمراہی سے ہم / راندۂ درگاہ ہیں۔ پائیں کرم

## ساحر مردہ کا جواب دینا

گفت شاں در خواب کاے اولاد من / نیست ممکن ظاہر ایں را دم زدن

خواب میں اس نے کہا۔ بچو مرے / ظاہراً دم مارنا ممکن نہ ہے

فاش مطلق گفتنم دستور نیست / لیک رازے از پیش چشم دور نیست

کھول کر کہنا نہیں دستور ہے / راز لیکن آنکھ سے کب دور ہے

یک نشانے وانمایم با شما / تا شود پیدا شمارا ایں خفا

اک نشانی میں دکھاتا ہوں تمہیں / راز پوشیدہ بتاتا ہوں تمہیں

زو نشانم چو آنجا مے روید — از مقام خواب ایشان گر شوید
دریافتو جب کہ تم جاؤ وہاں — ڈھونڈنا تم اُن کے سونے کا مکاں

آں زمانکہ خفتہ باشد آں حکیم — آں عصا گیرید بگذارید بیم
جس گھڑی سو جائیں وہ دونوں حکیم — وہ عصا لو۔ چھوڑ کر دو خوف و بیم

گر بدزدیداں عصا شاں ساحر است — چارۂ ساحر شمارا حاضر است
ہے عصا ساحر۔ جو ہو اس کو بچا — ہے تمہیں معلوم ساحر کی دوا

ور نتانید ہاں کہ آں ایزدیست — او رسول ذوالجلال و مہتدیست
گر نہ ہو ایسا۔ تو وہ ہے ایزدی — ہے رسول ذوالجلال اور مہتدی

گر جہاں فرعون گیرد شرق و غرب — سرنگوں آید ز حق در گاہ حرب
گو کہ فرعون کر لے شرق و غرب — حق سے عاجز آئے وہ ہنگام حرب

ایں نشان راست دادم جان باب — بر نویس اللہ اعلم بالصواب
ہے نشاں سچا دیا۔ ہو کامیاب — لکھ رکھو واللہ اعلم بالصواب

جان بابا چوں بخسپد ساحرے — سحر و مکرش را نباشد رہبرے
جان بابا! سوئے جب ساحر کوئی — سحر و مکر اس کا کرے کیا رہبری

چونکہ چوپاں خفت گرگ ایمن شود — چونکہ خفت آں جہد او ساکن شود
گلہ باں سویا۔ نڈر ہے بھیڑیا — سونے سے زور اس کا ساکن ہو گیا

لیک حیوانے کہ چوپانش خداست — گرگ را آنجا امید و رہ کجاست
ہاں گلہ جس کا محافظ ہو خدا — بھیڑیئے کو اس جگہ ہو بار کیا

جادوئے کہ حق کند حقست و راست — جادوئے خواندن مر آں حق را خطاست
حق کرے جادو تو ہے حق اور روا — حق پہ کرنا جبر ہے بالکل غلط

جان بابا ایں نشان قاطعست — گر بمیرد نیز حقش رافعست
جان بابا! یہ ہے روشن اک نشاں — مر کے بھی پائے بلندی بے گماں

# عصا، خواب موسیٰؑ اور جادوگروں کی تشبیہ

مصطفےٰ را وعدہ کرد الطاف حق — گر بمیری تو نمیرد آں سبق

تھا نبیؐ سے وعدۂ الطاف حق — تیرے مرنے سے مٹے گا کب سبق

من کتاب و معجزت را رافعم — بیش و کم کن راز قرآں مانعم

میں الفاظوں کا کتاب اور معجزہ — بیش و کم ہوگا نہ قرآن میں ذرا

من ترا اندر دو عالم حافظم — طاعنیاں را از حدیثت دافعم

میں دو عالم میں ترا حافظ رہوں — دور باغی کو حدیثوں سے رکھوں

کس نتاند بیش و کم کردن درو — تو بہ از من حافظے دیگر مجو

بیش و کم کوئی کرے : طاقت کہاں — مجھ سا حافظ کون ہوگا بے گماں

رونقت را روز افزوں میکنم — نام تو بر زر و بر نقرہ زنم

روز افزوں میں کروں رونق تری — سونے چاندی پہ ہو سکہ نبیؐ

منبر و محراب سازم بہر تو — در محبت قہر من شد قہر تو

دوں تجھے میں منبر و محراب بھی — قہر میرا قہر تیرا ہے نبیؐ!

نام تو از ترس پنہاں میگنند — چوں نماز آرند پنہاں میشوند

نام تیرا ڈر سے لیتے ہیں نہاں — چھپ کے پڑھتے ہیں نمازیں بے گماں

خفیہ میگویند نامت را کنوں — خفیہ ہم بانگ نماز اے ذو فنوں

خفیہ تیرا نام لیتے ہیں وہ اب — اور اذاں آہستہ دیتے ہیں وہ اب

از ہراس و ترس کفار لعیں — دینت پنہاں میشود زیر زمیں

ہے جو اس کو خوف کفار لعیں — دین چھپتا ہے ترا زیر زمیں

من منارہ پر کنم آفاق را — کور گردانم دو چشم عاق را

میں منارہ دہر میں کردوں بلند — دونوں آنکھیں کردوں گمراہوں کی بند

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ ۔ دین تو گیرد ز ماہی تا بماہ

تیرے خادم شہر لیں اور عزّ و جاہ ۔ دین ہو ماہی سے لے کر تا بماہ

تا قیامت باقیش داریم ما ۔ تو مترس از نسخ دیں اے مصطفےٰ

تا قیامت رکھیں باقی ہم اسے ۔ نسخ دیں سے تو نہ ڈر مرسل مرے

اے رسول ما تو جادو نیستی ۔ صادقی ہم خرقۂ موسیستی

میرے پیغمبر! تو جادوگر نہیں ۔ تو ہے صادق مثل موسیٰ بالیقیں

ہست قرآں مر ترا ہمچوں عصا ۔ کفرہا را در کشد چوں اژدہا

ہے یہ قرآں تجھ کو مانند عصا ۔ کفر کو نگلے برنگ اژدہا

تو اگر در زیر خاکے خفتۂ ۔ چوں عصایش داں تو آنچہ گفتۂ

خاک میں بھی تو اگر ہو محو خواب ۔ قول تیرا ہے عصا اے خوش خطاب

گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک ۔ چوں عصا آگہ بود آں گفت پاک

گرچہ زیر خاک تو سو جائے گا ۔ قول پاک آگہ ہو مانند عصا

قاصداں را بر عصایت دست نے ۔ تو بخسپ اے شہ مبارک خفتۂ

مدعی تیرا عصا کب پا سکے ۔ شوق سے آسودہ ہو کر نیند لے

تن بخفتہ نور جاں در آسماں ۔ بہر پیکار تو زہ کردہ کماں

تن ہے خفتہ آسماں پر نور جاں ۔ ہے حمایت کے لئے کھینچے کماں

فلسفی و آنچہ پوزش مے کند ۔ قوس نورت تیر دوزش مے کند

فلسفی کرتا ہے جو کچھ طعنے ۔ تیر کھاتا ہے کماں نور سے

آنچناں کرد و از آں افزوں کہ گفت ۔ او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

ہو گیا وہ بلکہ اس سے بھی سوا ۔ سو گئے وہ ہے نصیبہ جاگتا

لے آلۂ حفاظت ۔

# حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا باقی قصہ

جانِ بابا چونکہ ساحر خواب شد — کار او بے رونق و بے آب شد
جانِ بابا جبکہ ساحر سو گیا — کام سارا اس کا ابتر ہو گیا

ہر دو واز گورش وداں گشتند تفت — تا بمصر از بہر آں پیکار زفت
دونوں اس کی قبر سے راہی ہوئے — جانب مصر اس لڑائی کے لیے

چوں بمصر از بہر آں کار آمدند — طالب موسیؑ و خانۂ او شدند
مصر میں پہنچے جو وہ اس کام سے — گھر کا موسیؑ کے پتہ پوچھنے لگے

اتفاق افتاد کاں روز ورود — موسیؑ اندر زیر نخلے خفتہ بود
اتفاق اس روز کچھ ایسا ہوا — موسیؑ زیر نخل سوتے تھے تنہا!

پس نشاں دادند شاں مردم عیاں — کش بہ نخلستاں بجوئید ایں زماں
دیدیا لوگوں نے ان کو یہ نشاں — ڈھونڈو نخلستان میں اس وقت ہاں

آمدند آں ہر دو تا خرمانیاں — خفتہ بود او لیک بیدار جہاں
گئے دونوں باغ میں خرما کے ہاں — خواب میں موسیؑ تھے بیدار جہاں

بہر نازش بستہ بود او چشم سر — عرش و فرشش جملہ در پیش نظر
بہر نازش بند تھیں آنکھیں جو — عرش و فرش ان کے تھے سب پیش نظر

اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل — خود چہ بیند چشم اہل آب و گل
ہیں بہت بیدار چشم و خفتہ دل — دیکھے گی کیا چشم اہل آب و گل

و آنکہ دل بیدار دارد چشم سر — گر بخسپد بر کشاید صد بصر
جس کا دل بیدار ہو۔ وہ سوئے گر — کھلی ہو جاتی ہے اس کی نظر

ؔ ساحر کی روح اپنے بچوں سے کہہ رہی ہے ۔

گر تو اہلِ دل نۂ بیدار باش — طالبِ دل باش و در پیکار باش

گر تو اہلِ دل نہیں ۔ بیدار رہ — طالبِ دل اور صرفِ کار رہ

ور دلت بیدار شد میخسپ خوش — نیست غائب ناظرت از ہفت و شش

اور جو دل بیدار ہے ۔ تو خوب سو — جو ترا ناظر ہے ۔ کب پنہاں وہ ہو

گفت پیغمبر کہ خسپد چشمِ من — لیک کے خسپد دلم اندر وسن

بولے پیغمبر ۔ ہیں آنکھیں محوِ خواب — دل مرا سوتا نہیں اے کامیاب

شاہ بیدار است حارس خفتہ گیر — جاں فدائے خفتگان دل بصیر

شاہ ہے بیدار ، خفتہ پاسباں — جن کے دل جاگیں ۔ فدا ہو ان پہ جاں

وصفِ بیداریٔ دل اے معنوی — در نگنجد در ہزاراں مثنوی

وصفِ بیداریٔ دل اے مثنوی — کب سمائے ۔ ہوں ہزاروں مثنوی

چوں بدیدندش کہ خفتہ است او و ساز — بہر دزدیٔ عصا کردند ساز

جب یہ دیکھا سو رہے ہیں وہ پڑے — وہ عصا لینے کے ڈھب کرنے لگے

ساحراں قصدِ عصا کردند زود — کز پسش باید شدن آنگہ ربود

ساحروں نے یہ کیا قصد و مشورا — پیچھے سے ہم اس عصا کو لیں چرا

اندکے چوں پیشتر کردند ساز — اندر آمد آں عصا در اہتزاز

آگے بڑھنے کا جو کچھ ساماں کیا — وہ عصا جنبش میں آیا برملا

آنچناں بر خود بلرزید آں عصا — کآں دو برجا خشک گشتند از وجا

خود بخود اس درجہ لرزا وہ عصا — خشک ہو کر رہ گئے وہ ناسزا

بعد ازاں شد اژدہا و حملہ کرد — ہر دو آں بگریختند و روئے زرد

اژدہا بن کر ہوا پھر حملہ ور — زرد رو ہو کر وہ بھاگے گرد گرد

رو در افتادن گرفتند از نہیب — غلط غلطاں منہزم اندر نشیب

پیچ کھاتے خوف سے وہ گر گئے — اور لڑھک کر اک گڑھے میں جا پڑے

پس یقین شاں شد کہ ہست از آسماں ۔ زانکہ می دیدند حد ساحراں

تھا یقین من جانب اللہ کا ۔ ساحروں کی حد سے تھے وہ آشنا

پس ازیں رو علم سحر آموختن ۔ نیست ممنوع و حرام و ممتحن

اس لیے جادوؤں کے فن کو سیکھنا ۔ ہے نہیں منع و حرام اے باصفا

بعد ازاں اطلاق و تبشاں شد پدید ۔ کار شاں تا نزع و جاں کندن رسید

پھر بڑھی تپ اور دست آنے لگے ۔ ہو گئے آثار طاری نزع کے

پس فرستادند مردے در زماں ۔ سوئے موسیٰؑ از برائے عذر آں

آدمی بھیجا وہاں سے دفعتہً ۔ سوئے موسیٰؑ عذر خواہی کے لئے

کامتحان کردیم مارا کے رسد ۔ امتحان تو اگر نبود حسد

امتحاں کرنا نہیں واجب تھا ۔ وجہ تھی اس کی حسد ہی بد بلا

مجرم شاہیم مارا عذر خواہ ۔ اے تو خاص الخاص درگاہ الہ

مجرم سلطان دیں تجھ سے عذر خواہ ۔ تو ہے خاص الخاص درگاہ الہ

عفو کرد و در زماں نیکو شدند ۔ پیش موسیٰؑ ساجد و دو تو شدند

دی معافی۔ دونوں اچھے ہو گئے ۔ سامنے موسیٰؑ کے سجدے میں گرے

ور گفت زانکہ ما کردیم بد ۔ اے ترا الطاف و فضل بے عدد

اور کہا۔ تو ہم سے اب کر در گزر ۔ تو ہے الطاف و کرم میں بیش تر

گفت موسیٰؑ عفو کردم اے کرام ۔ گشت بر دوزخ تن و جانتاں حرام

بولے موسیٰؑ دی معافی اے کرام ۔ آگ دوزخ کی ہوئی تم پہ حرام

من شما را خود ندیدم اے دو یار ۔ اعجمی سازید خود را از اعتذار

میں نے تم کو خود وہاں دیکھا نہ تھا ۔ عذر کرنے کا بھلا موقع ہے کیا

ہمچناں بیگانہ شکل و آشنا ۔ در نبرد آئید پیش پادشا

میں یوں ہی بیگانہ شکل و آشنا ۔ آؤ تم لڑنے کو پیش پادشا

| | |
|---|---|
| آنچہ باشد مر شما را از فنون | جمع آرید از برون و اندرون |
| پھر کے فن جس قدر ہوں یاد اب | اندر اور باہر سے کرو یکجا سب |
| پس زمیں را بوسہ دادند و شدند | انتظار وقت فرصت می بدند |
| وہ زمیں کو بوسہ دے کر چلے گئے | انتظار وقت فرصت میں رہے |

## جادوگروں کا فرعون کے پاس آنا

| | |
|---|---|
| تا بفرعون آمدند آں ساحراں | داد شاں تشریفہائے بیکراں |
| پاس سب فرعون کے ساحر وہ آ گئے | اور اس سے خلعت و انعام پائے |
| وعدہا شاں کرد و ہم پیشیں بداد | بندگاں اسپاں و نقد و جنس و زاد |
| کیے کے وعدے۔ دیا کچھ پیشگی | غلام اور اسپ۔ نقد و جنس دی |
| بعد ازآنشاں گفت ہاں اے سابقاں | گر فزوں آئید اندر امتحاں |
| پھر کہا ان سے کہ اہل شوق ہاں | غالب آئے تم جو وقت امتحاں |
| بر فشانم بر شما چندیں عطا | کہ بدرند پردۂ جود و سخا |
| اس قدر تم پہ کروں لطف و عطا | ہو دریدہ پردۂ جود و سخا |
| پس بگفتندش باقبال تو شاہ | غالب آئیم و شود کارش تباہ |
| سب پکارے۔ ہے اگر اقبال شاہ | غالب آئیں اور کریں اس کو تباہ |
| ما دریں فن صفدریم و پہلواں | کس ندارد پائے ما اندر جہاں |
| جگر اس فن میں ہیں ہم پہلواں | ہے بھلا کون ہم سر تیرے یہاں |
| ذکر موسیٰ بند خاطرہا شدہ است | کیں حکایتہاست کہ پیشیں بُدہ است |
| ذکر موسیٰ بند خاطر ہو گیا | یہ بھی قصہ پہلے قصوں سا ہوا |
| ذکر موسیٰ بہر روپوش است لیک | نور موسیٰ نقد تست اے یار نیک |
| ذکر موسیٰ کا یہاں حیلہ ہوا | نور موسیٰ خود ہے تو اے باوفا |

موسیٰ و فرعون در ہستی تست
باید این دو خصم را در خویش جست

اس تجھی میں ہیں موسیٰؑ و فرعون بھی
ڈھونڈ ان دونوں کو اپنے میں بھی

تا قیامت ہست از موسیٰؑ نتاج
نور دیگر نیست دیگر شد سراج

نورِ موسیٰؑ ہوگا تا روزِ جزا
ہے وہی نور اور چراغ اک دوسرا

این سفال و این فتیلہ دیگر است
لیک نورش نیست دیگر زان سر است

ہے چراغ اور بتی گو ہے دوسری
نور لیکن اس میں پیدا ہے وہی

گر نظر در شیشہ داری گم شوی
زانکہ در شیشہ است اعداد دوئی

شیشے کو دیکھے اگر ۔ ہے گمراہی
غیر کو دیکھے میں ہیں اعداد دوئی

ور نظر بر نور داری وارہی
از دوئی و اعداد جسم اے منتہی

نور پہ رکھے نظر ۔ تو ہو رہا
اس دوئی سے اور عدد سے بڑھا

از نظرگاہ است اے مغزِ وجود
اختلافِ مومن و گبر و یہود

ہے نظر گہ سے یہ اے جانِ وجود
اختلافِ مومن و گبر و یہود

## اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل میں اختلاف

پیل اندر خانۂ تاریک بود
عرضہ را آوردہ بودندش ہنود

ایک ہاتھی اک اندھیرے گھر میں تھا
ہندو لائے تھے دکھانے پر لگا

از برائے دیدنش مردم بسے
اندر آں ظلمت ہمی شد ہر کسے

دیکھنے اس کو بہت سے آدمی
جا رہے تھے اس اندھیرے میں بھی

دیدنش با چشم چوں ممکن نبود
اندر آں تاریکیش کف مے بسود

دیکھنا آنکھ سے ممکن نہ تھا
ہاتھ اندھیرے میں تھا ہر اک پھیرتا

آں یکے را کف بخرطوم اوفتاد
گفت ہمچوں ناودا نستش نہاد

سونڈ پہ ہاتھ ایک کا جب جا پڑا
بولا ۔ اس کا جسم ہے پرنالہ سا

آن یکی را دست بر گوشش رسید — آن برو چون بادبیزن شد پدید

دوسرے کا ہاتھ کانوں پہ پڑا — اس پہ پنکھا بن کے وہ ظاہر ہوا

آن یکی را کف چو بر پایش بسود — گفت شکل پیل دیدم چون عمود

ایک کا جب ہاتھ پاؤں پہ پڑا — بولا ہاتھی کا ہے ۔ شکل کھمبے کی

آن یکی بر پشت او بنهاد دست — گفت خود این پیل چون تختی بدست

ایک نے جب ہاتھ پھیرا پیٹھ پر — بولا یہ ہاتھی ہے تخت تر

همچنین هر یک بجزوی چون رسید — فهم آن میکرد هر جا میشنید

اس طرح ہر حصہ پہ ہر اک گیا — جس جگہ پہ سنتا تھا ۔ ویسا جانتا

از نظرگه گفتشان شد مختلف — آن یکی دالش لقب داد این الف

نظر کے فرق سے بیاں سب مختلف — کہا دال ایک ، دوسرا کہتا الف

در کف هر کس اگر شمعی بدے — اختلاف از گفتشان بیرون شدے

کف جو ہوتی سب کے ہاتھوں میں اگر — اختلاف ان میں نہ ہوتا اس قدر

چشم حس همچون کف دستست و بس — نیست کف را بر همه آن دسترس

چشم حس ہے اک ہتھیلی اور بس — کب ہتھیلی کو ہے سب پہ دسترس

چشم دریا دیگرست و کف دگر — کف بهل وز دیدهٔ دریا نگر

چشم دریا اور ہے ۔ کف اور ہے — چھوڑ کف ۔ دریا مقام غور ہے

جنبش کفها ز دریا روز و شب — کف همی بینی و دریا نے عجب

جھاگ کی دریا سے جنبش روز و شب — دیکھے کف ، دریا نہ دیکھے ۔ ہے عجب

ما چو کشتیها بهم بر میزنیم — تیره چشمیم و در آب روشنیم

دست و پا [illegible] کشتی سا دکھے — ہم ہیں اندھے آب روشن میں [illegible]

ای تو در کشتی تن رفته بخواب — آب را دیدی نگر در آب آب

کشتی تن میں ہے تو محو خواب — پانی دیکھا ۔ دیکھ لے اب آب آب

آب را آبے ست کو می راندش
روح را روحیست کو می خواندش

آب کو اک آب رکھتا ہے رواں
ہے بلاتی روح کو اک روح ہاں

موسیٰ و عیسیٰ کجا بد کآفتاب
کشت موجودات را میداد آب

موسیٰ و عیسیٰ نہ تھے۔ جب آفتاب
عالم ایجاد کو دیتا تھا آب

آدم و حوا کجا بود آں زماں
کہ خدا افگند ایں زہ در کماں

آدم و حوا کہاں تھے اس گھڑی
جب کماں اللہ نے یہ کھینچ لی

ایں سخن ہم ناقص است و ابتر است
آں سخن کہ نیست ناقص آں سر است

یہ سخن ہے ناقص و ابتر۔ مگر
وہ سخن ناقص نہیں۔ جو ہے اُدھر

گر بگویم زاں بلغزد پائے تو
ور نگویم ہیچ از آں اے وائے تو

گر کہوں۔ لغزش ہو تیرے پاؤں کو
چھوڑ دوں گر تو ہے پھر افسوس ہو

ور بگویم در مثال صورتے
بر ہماں صورت بچفسی اے فتے

اور اگر دوں کہہ کر صورت مثال
تو چپک جائے اسی میں بے کمال

بستہ پائی چوں گیا اندر زمیں
سر بجنبانی بباد بے یقیں

گھاس جوں گڑ تو ہے پابند زمیں
سر ہلے تیرا ہوا سے ہم نشیں

لیک پایت نیست تا نقلے کنی
یا مگر پا را ازیں گل برکنی

پاؤں ہوں تو تو کہیں حرکت کرے
پاؤں یا کیچڑ سے اپنے کھینچ لے

چوں کنی پا را حیاتت زیں گلست
ایں حیاتت را روش بس مشکلست

کیا کرے۔ مٹی ہے تیری زندگی
زندگی کی ہے روش مشکل بڑی

چوں حیات از حق بگیری اے روی
پس غنی گردی ز گل در دل روی

گر حیات حق ہو حاصل اسے غنی
گل سے ہو کیا دل میں سکونت ہو تری

شیر خوارہ چوں ز دایہ بگسلد
لوت خوارہ شد مر او را وا ہلد

شیر خوارہ بچہ دایہ سے چھٹے
کھانا کھائے اور اس کو چھوڑ دے

سلہ دودھ پیتا بچہ

بستهٔ شیر زمینی چون حبوب
جو فطام خویش از قوت القلوب

صورتِ دانہ ہے قیدِ خاک ہے
قوتِ دل سے ترک کر شیر

قوت حکمت خور که شد نور ستیر
ای تو نور بے حجب دانا پذیر

قوتِ حکمت کھا کہ ہے نورِ قبول
نور بے پردہ سے لیکن ہے بحال

تا پذیرا گردی ای جان نور را
تا ببینی بے حجب مستور را

جب تو حاصل کر سکے گا نور کو
دیکھے گا بے پردہ ہر مستور کو

چون ستاره سیر بر گردون کنی
بلکه بے گردون سفر بے چون کنی

سیر تارے کی طرح ہو چرخ پہ
بلکہ گردوں کیا، بے شک ہو سفر

آنچنان کز نیست در هست آمدی
هین بگو چون آمدی مست آمدی

جس طرح ہستی میں آیا نیست سے
کس طرح آیا؟ بڑی مستی سے

راههای آمدن یادت نماند
لیک رمزی با تو بر خوانیم خواند

راستہ آنے کا تجھ کو کب ہے یاد
بھید اک کہتا ہوں سن اے باوفا

هوش را بگذار آنگه هوش دار
گوش را بربند آنگه گوش دار

ہوش کو چھوڑ اور پھر ہو ہوشیار
کان کر بند اور پھر سن اے نگار

نی نگویم زانکه تو خامی هنوز
در بهاری و ندیدستی تموز

مت کہوں میں کیونکہ تو ہے خام ہاں
ہے بہاروں میں نہ دیکھیں گرمیاں

این جهان همچون درخت است ای کرام
ما برو چون میوه‌های نیم خام

یہ جہاں اک پیڑ ہے اے خوش کلام
ہم ہیں اس پہ میوہ سے نیم خام

سخت گیرد خامها مر شاخ را
زانکه در خامی نشاید کاخ را

بچے پھل سختی سے تھامیں شاخ کو
کیونکہ وہ ہیں نامناسب کاخ کو

لہ یعنی وہ محلوں میں نہیں بھیجے جاتے۔

چوں بخفت و گشت شیریں لب گزاں — سست گیرد شاخہا را بعد ازاں

جب وہ پک کر ہو گئے میٹھے وہاں — شاخ کو ہیں کم پکڑتے بے گماں

چوں از آں اقبال شیریں شد دہاں — سرد شد بر آدمی ملک جہاں

جب ہوا اس اقبال سے شیریں دہاں — سرد ہو انسان پر ملک جہاں

سخت گیری و تعصب خامیست — تا جنینی کار خون آشامیست

سخت گیری اور تعصب، خامیاں — خون پیتا ہے جنیں کا کام واں

چیز دیگر ماند اما گفتنش — با تو روح القدس گوید نے منش

اور ہے اک بات کہنے سے رہی — میں نہیں۔ کہہ دے گا روح القدس ہی

نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن — نے من و نے غیر من اے ہم تو من

بلکہ اپنے کان میں تو خود کہے — بے میرے۔ بے غیر میں تو ایک سے

ہمچو آں وقتے کہ خواب اندر روی — تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی

جس طرح سوتے ہیں اندر خواب کے — خود ہی تو آ جائے اپنے سامنے

بشنوی از خویش و پنداری فلاں — با تو اندر خواب گفتست آں نہاں

خود سنے اپنے سے اور سمجھے فلاں — کہہ گیا ہے خواب میں راز نہاں

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق — بلکہ گردونی و دریائے عمیق

تو اکیلا تو نہیں، اے خوش رفیق — بلکہ ہے اک چرخ و دریائے عمیق

آں تو زفتست کاں نہصد توست — قلزم است و غرق گاہ صد توست

وہ ہے تو ہی۔ جو کہیں نو سو تہا — بلکہ پھر دریا و یا سو کر تہا

خود چہ جائے حد بیداری و خواب — دم مزن واللہ اعلم بالصواب

اس میں کب ہے حد بیداری و خواب — دم نہ مارنا۔ اللہ اعلم بالصواب

دم مزن تا بشنوی زاں مہ لقا — الصلا اے پاکبازاں الصلا

دم نہ مارا اور سنی کر وہ کہتا ہے کیا — الصلا اے پاک باز وا الصلا

دم مزن تا بشنوی اسرار حال — از زبان بیزباں کز گفت و قال

دم نہ مار اور سن جو ہیں اسرار حال — اُس زبان بے زباں سے کم خطاب

دم مزن تا بشنوی زاں دم زناں — آنچہ نامد در بیاں و در زباں

دم نہ مار اور سن پھر اُس دم مارتے — جو نہ خود ذکر و نشاں میں آ سکے

دم مزن تا بشنوی زاں آفتاب — آنچہ نامد در کتاب و در خطاب

دم نہ مار اور سن بیاں آفتاب — جس سے خالی ہے کتاب و اور خطاب

دم مزن تا دم زند بہر تو روح — آشنا بگذار در کشتی نوح

چپ ہو تاکہ تیرے لئے بولے یہ روح — تیرنا چھوڑ اور بے کشتی نوح

# حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کی سرکشی

ہمچو کنعاں کاشنا میکرد او — کہ نخواہم کشتیٔ نوح عدو

مثل کنعاں کے کہ وہ تھا تیرتا — نوح کی کشتی کا طالب ہی نہ تھا

ہی بیا در کشتی بابا نشیں — تا نگردی غرق طوفان اے مہیں

نوح بولے۔ بیٹھ جا کشتی میں آ — غرق طوفاں ہو نہ جائے بے وفا!

گفت نے من آشنا آموختم — من بجز شمع تو شمع افروختم

بولا! آتا ہے مجھے تو تیرنا — شمع سے تیری جلاؤں شمع کیا

ہیں مکن کایں موج طوفان بلاست — دست و پا و آشنا امروز لاست

نوح بولے۔ یہ ہے طوفان بلا — تیرنے والے کے دست و پا ہیں لا

باد قہرست و بلائے شمع کش — جز کہ شمع حق نمی پاید خمش

ہے ہوا نے قہر اور شمع کش — شمع حق کے ماسوا۔ ہو جا خمش

لے آموختم آیا

| | |
|---|---|
| گفت سا ے رفتم برآں کوہِ بلند | عاصمت آں کہ مرا از ہر گزند |
| بولا ۔ میں اس کوہ پہ چڑھ جاؤنگا | اور اماں ہر ابتلا سے پاؤں گا |
| ہیں مکن کہ کوہ کاہست ایں زماں | جز حبیبِ خویش را ندہد اماں |
| نوح بولے ۔ کوہ خود ہے مثلِ کاہ | دوست کو اپنے فقط دے گا پناہ |
| گفت من کے پندِ تو بشنودہ ام | کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام |
| بولا ۔ میں تیری نصیحت کب سنوں | کر نہ لالچ ۔ کب ترے کنبے سے ہوں |
| خوش نیامد گفتِ تو ہرگز مرا | من بری ام از تو در ہر دو سرا |
| بات یہ تیری نہیں کچھ خوشگوار | میں نہیں دونوں جہاں میں ذمہ دار |
| ہیں مکن بابا کہ روزِ ناز نیست | مر خدا را خیشے و انباز نیست |
| نوح بولے ۔ دن یہ نازش کا نہیں | ہے شریک و خویش بھی اس کا کہیں ؟ |
| تا کنوں کردی و اینیدم ناز کیست | اندریں درگاہ گیرا ناز کیست |
| ناز اب تک کرچکا ۔ اب ناز کیا | ناز اس درگہ میں کرنا ہے خطا |
| لم یلد لم یولد است او از قدم[1] | نے پدر دارد نہ فرزند و نہ عم |
| لم یلد ہے اور لم یولد[2] وہ ذات | باپ بیٹے سے بری وہ عالی صفات |
| نازِ فرزنداں کجا خواہد کشید | نازِ بابایاں کجا خواہد شنید |
| نازِ بیٹوں کا اٹھائے گا وہ کیا | ناز بابوں کا ہے اس نے کب سنا |
| نیستم[3] مولود پیرا کم بناز | نیستم والد جوانا کم گراز |
| ہوں نہ بیٹا ۔ ناز کر بابا نہ ہاں | ہوں نہ والد ۔ ناز کم کر اے جواں |
| نیستم شوہر نیم من شہوتی | ناز را بگذار اینجا اے ستی |
| میں نہیں ہوں شہوتی شوہر مگر | ناز تجھ سے اس قدر خاکم ! نہ کر |

۱؎ اس نے کسی کو نہیں جنا ۔ ۲؎ وہ کسی سے نہیں جنا گیا ۔

۳؎ یہ اشعار گویا خدا کی زبانِ حال سے ہیں ۔

جز خضوع و بندگی و اضطرار — اندریں حضرت ندارد اعتبار

ماسوائے عاجزی و انکسار — کس کو اس درگاہ میں ہے اعتبار

گفت بابا سالہا ایں گفتۂ — باز میگوئی بجہل آشفتۂ

بولا بابا تو کہا کرتا ہے یہ — پھر وہی باتیں ۔ جہالت ہے یہ کیا

چند ازاینہا گفتۂ با ہر کسے — تا جواب سرد بشنودی بسے

تو نے کی یہ گفتگو ہر شخص سے — اور جواب سرد پایا ۔ دیکھ لے

ایں دم سرد تو در گوشم نرفت — خاصہ اکنوں کہ شدم دانا و زفت

تیری یہ سرد آہیں میں سن سکتا نہیں — اب میں دانشمند ہوں کرکے یقیں

گفت بابا چہ زیاں دارد اگر — بشنوی یک بار تو پند پدر

نوح بولے ۔ ہو ترا نقصان کیا — مان لے اک بار کہنا باپ کا

ہمچنیں میگفت او پند لطیف — ہمچنیں میگفت او دفع عنیف

وہ نصیحت اس کو دیتے ہی رہے — اور جواب سخت لڑکے نے دیئے

نے پدر از نصح کنعاں سیر شد — نے دمے در گوش او ادبیر شد

باپ کو سیری نصیحت سے نہ تھی — اور نہ بیٹے نے سنی اک بات بھی

اندریں گفتن بدند و موج تیز — بر سر کنعاں زد و شد ریز ریز

تھیں یہ باتیں آ گئیں موجیں جوش پہ — ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنعاں کا سر

نوح گفت اے پادشاہ بردبار — مر مرا خر مرد و سیلت برد بار

نوح بولے ۔ اے خدائے بردبار — خر مرا اور لے گئی موج اس کا بار

وعدہ کردی مر مرا تو بارہا — کہ بیابد اہلت از طوفاں رہا

وعدہ تو نے بارہا مجھ سے کیا — اہل تیرے ہوں گے طوفاں سے رہا

دل نہادم بر امیدت اے سلیم — پس چرا بربود سیل از من گلیم

مطمئن تھا میں تری امید پہ — لے گئی موجیں مری کملی کدھر

گفت او از اول خوش ثانت نبود — خود ندیدی تو سفیدی از کبود

بولا کب تھا خوش وہ گم کردہ راہ — تھے نہ دیکھا تو سفید اور سیاہ

چونکہ دندان ترا کرم او فتاد — نیست دنداں بر کنش اے اوستاد

جب تیرے دانتوں میں کیڑے لگ گئے — اب اکھاڑ ڈال کر ۔ وہ دنداں کب رہے

تا کہ باقی تن نگردد زار ازو — گرچہ بود آں تو شو بیزار ازو

تاکہ باقی تن نہ اُن سے زار ہو — خود اپنی لگ سے بے زار ہو

گفت بیزارم ز غیر ذات تو — غیر نبود آنکہ او شد مات تو

بولے ۔ ہوں بیزار تیرے غیر سے — غیر وہ کب ہے جو تجھ سے مات ہے

تو ہمے دانی کہ چونم با تو من — بیست چندانم کہ با یاران چمن

جانتا ہے تو ۔ میں کیا ہوں تیرے ساتھ — اس سے بڑھ کر جو چمن یاراں کے ساتھ

زندہ از تو شاد و از تو عاجزے — مغتذی بے واسطہ بے حاجزے

مجھ سے تھا وہ زندہ اور شاد — رزق سے بے واسطہ بے امداد

متصل نے منفصل نے اے کمال — بلکہ بیچون و چگونہ ز اعتدال

متصل کب ۔ منفصل کب ہے کمال — بلکہ بے چوں و چرا ہے اعتدال

ماہیانیم و تو دریائے حیات — زندہ ایم از لطفت اے نیکو صفات

مچھلیاں ہیں ۔ تو ہے دریائے حیات — زندہ تیرے لطف سے کائنات

تو نگنجی در کنارِ فکرتے — نے بہ معلولے قرین با علتے

فکر میں بھی تو سما سکتا نہیں — علت و معلول سے کب ہے قریں

پیش ازیں طوفان و بعد ازیں مرا — تو مخاطب بودۂ در ماجرا

پہلے اس طوفان کے اور بعد از آں — تو مخاطب تھا ہر حالت میں یہاں

با تو میگفتم نہ با ایشاں سخن — اے سخن بخش تو نو و آں کہن

ان سے کیا ۔ میں تجھ سے ہوں گرم سخن — سب کو تو ہی دے سخن ۔ نیا یا کہن

نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن — گاہ با اطلال و گاہے با دمن

رات دن کرتا ہے عاشق گفتگو — بستیوں سے اور کھنڈر سے خوبرو

روے در اطلال کردہ وانما — او کرا میگوید ایں مدحت کرا

وہ کھنڈر کی سمت کرکے رخ سدا — ہم سخن کس سے ہے اور مدحت سرا

شکر طوفاں را کنوں بگماشتی — واسطہ اطلال را برداشتی

شکر ہے۔ طوفان کیا تو نے بپا — ہوگیا فانی کھنڈر کا واسطہ

زانکہ اطلال لئیم بد بدند — نے ندائے نے صدائے میزدند

کیونکہ تھے منحوس یہ سارے کھنڈر — تھی صدا ان میں۔ نہ نغموں کا گذر

من چناں اطلال خواہم در خطاب — کز صدا چوں کوہ واگوید جواب

چاہتا ہوں وہ کھنڈر۔ وقت خطاب — دیں صدا کا کوہ کی صورت جواب

تا مثنی بشنوم من نام تو — عاشقم بر نام جاں آرام تو

نام تیرا تا دوبارہ میں سنوں — نام پہ تیرے میں عاشق دل سے ہوں

ہر نبی زاں دوست دارد کوہ را — تا مثنی بشنود نام ترا

دوست رکھتے کوہ کو یوں انبیاء — تا دوبارہ نام وہ سن لیں ترا

آں کہ پست مثال سنگلاخ — موش را شاید نہ ما را در مناخ

پست وہ کہسار جو سنگین ہو — مجھ کو تو کیا، ہے ضروری موش کو

من بگویم او نگردد یار من — بے صدا ماند دم گفتار من

میں کہوں اور وہ نہ دے مجھ کو سکوں — بے صدا رہ جائے۔ جب میں کچھ کہوں

با زمیں آں بہ کہ ہموارش کنی — نیست ہمدم با قدم یارش کنی

کہ زمیں کے ساتھ تو ہموار سے — ہے نہیں ہمدم۔ تو پامالی ہی دے

گفت اے نوح ار تو خواہی جملہ را — حشر گردانم برآرم از ثری

دی ندا حق نے، جو چاہے تو نوح! تو — پھر جلادوں سب تیرے روبرو

بہر کنعانے دل تو نشکنم — لیک از احوال او آگہ کنم

بہر کنعاں دل نہ توڑوں گا ترا — حال سے تجھ کو کروں واقف ذرا

گفت سنے نے را تفہیم کر مرا — ہم کنی غرقہ اگر باید ترا

بولے سنی ہاں میں تو راضی ہوں مجھے — غرق کر دے گر ضرورت ہو تجھے

ہر زمانم غرقہ میکن من خوشم — حکم تو جانست چوں جاں میکشم

خوش ہوں مجھ کو غرق کر دے جب بھی — حکم تیرا جان ہے تا زندگی

ننگرم کس را وگر ہم بنگرم — او بہانہ باشد و تو منظرم

کس کو دیکھوں اور دیکھوں بھی اگر — ہو وہ حیلہ، اور تو ہو نظر

عاشق صنع توام در شکر و صبر — عاشق مصنوع کے باشم چو گبر

عاشق صنعت ہوں شکر و صبر میں — گبر ہی مصنوع سے الفت کریں

عاشق صنع خدا با فر بود — عاشق مصنوع او کافر بود

عاشق صنع خدا ہے بہتریں — عاشق مصنوع، کافر بالیقیں

درمیان ایں دو فرقے لطیفست — خود شناسد آنکہ در رویت صفیست

درمیاں ان دو کے فرق خفی — جانے وہ جس کو بصیرت ہے ملی

## دو حدیثوں کی مطابقت

دی سوالے کرد سائل مر مرا — زانکہ عاشق بود او بر ماجرا

مجھ سے سائل نے کیا کل یہ سوال — کیونکہ وہ تھا بحث پہ عاشق کمال

گفت نکتۂ الرضا بالکفر کفر — ایں پیمبر گفت و گفت اوست مہر

ہے جو نکتہ، الرضا بالکفر کفر — قول پیغمبر ہے، قول اس کا ہے مہر

؎ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے ۰

باز فرمود او کہ اندر ہر قضا — مر مسلماں را رضا باید رضا

پھر فرمایا کہ ہر کوئی قضا — چاہئے مومن ہو راضی بہ رضا

نے قضائے حق بود کفر و نفاق — گر بدیں راضی شوم باشد شقاق

کیا قضائے حق نہیں کفر و نفاق — کفر ہو ۔ گر ہوں جو اس سے اتفاق

ور نیم راضی بود آں ہم زیاں — پس چہ چارہ باشدم اندر میاں

اور نہیں راضی تو اس میں ہے زیاں — پس علاج اس کا ہے کیا ۔ کیجے بیاں

گفتمش ایں کفر مقضی نے قضاست — ہست آثار قضا ایں کفر راست

بولا میں ۔ ہے کفر مقضی کب قضا — کفر کے آثار اس میں ہیں تو کیا

پس قضا را خواجہ از مقضی بداں — تا شکالت حل شود اندر جہاں

تو قضا کو مقضی سے تمیز کر — تاکہ مشکل تیری حل ہوجائے پسر

راضیم بر کفر زاں رو کہ قضاست — نے ازآں رو کہ نزاع کفر ماست

کفر پہ راضی ہیں گروہ ہر قضا — پر نہ ہو جھگڑا ہمارے کفر کا

کفر از روئے قضا خود کفر نیست — حق را کافر مخواں اینجا مایست

کفر از روئے قضا ہے کفر کب — حق کو کافر کہنا ہے بے ادب

کفر جہل است و قضائے کفر علم — ہر دو کی یک باشد آخر حلم و خشم

کفر ہے جہل اور قضائے کفر علم — ایک ہو سکتے ہیں کیونکر حلم و خشم

زشتی خط زشتی نقاش نیست — بلکہ از وے زشت را بنمودنیست

بدخطی زشتی نہیں نقاش کی — بلکہ اس سے نقش کی زشتی کھلی

قوت نقاش باشد آنکہ او — ہم تواند زشت کردن ہم نکو

قوتیں نقاش میں ہیں اسے کا — اچھا کھینچے نقش یا کھینچے برا

ش قضا والا ۔

ش غصہ اور غضب ۔

گر گشاییم بحث این را من بساز — تا سوال و تا جواب آید دراز

بحث کو چھیڑوں اگر اسے دلنواز — جو سوال اس کا، جواب اس کا دراز

ذوقِ نکتۂ عشق از من میرود — نقشِ خدمت نقش دیگر میشود

ذوقِ عشق اس طرح ہو جائے جدا — نقشِ خدمت کا نقشہ ہو دوسرا

# حیرت بحث و فکر کی مانع ہے

آں یکے مردِ دو مو آمد شتاب — پیشِ یک آئینہ دارِ مستطاب

آیا اک تل چاولی داڑھی لئے — مضطرب سا پاس اک حجام کے

گفت از ریشم سفیدی کن جدا — کہ عروسِ نو گزیدم اے فتیٰ

بولا داڑھی سے سفیدی کر جدا — ہیں عروسِ نو تو چن لایا مرے فتیٰ

ریش او ببرید و کل پیشش نہاد — گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد

اس نے داڑھی کاٹ کر آگے رکھی — اور کہا۔ تو بال چن، آیا ابھی

ایں سوال و ایں جواب است آں گزیں — کہ سرِ اینہا ندارد مردِ دیں

یہ سوال اور یہ جواب لے نکتہ بیں — ہے خیال اس کا نہ رکھتے مردِ دیں

آں یکے زد سیلیے مر زید را — حملہ کرد او ہم برائے کید را

اک نے آ کر زید کے تھپڑ دیا — زید نے بھی بدلے میں حملہ کیا

گفت سیلی زن سوالے میکنم — پس جوابم گوے و آنگہ میزنم

بولا سیلی زن پوچھوں تجھ سے اک سوال — دے جواب اور پھر بدلہ لینا پھر کمال

بر قفائے تو زدم آمد طراق — یک سوالے دارم اینجا در وفاق

مارا گردن پر تو صدا آئی تڑاق — پوچھتا ہوں تجھ سے از راہِ وفاق

سلہ تھپڑ مارنے والا۔

سلہ محبت۔

این سوال از تو بپرسم بگو | حل کن اشکال مرا اے نیکخو

پوچھتا ہوں تجھ سے۔ دے اس کا جواب | حل مری مشکل کو کر اے کامیاب!

ایں طراق از دست من بودست یا | از قفا گاہ تو اے فخر کیا

یہ تڑاقہ ہاتھ سے میرے ہوا | یا تری گدی سے آئی تھی صدا

گفت از درد ایں فراغت نیستم | کہ دریں فکر و تأمل بیستم

بولا۔ مجھ کو درد سے فرصت نہیں | تا کروں فکر و تأمل یاں کہیں

تو کہ بیدردی ہمے اندیش ایں | نیست صاحب درد را ایں فکر ہیں

تو کہ ہے بیدرد۔ اس کی فکر کر | فکر اہل درد کو کب ہے مگر

درد منداں را نباشد فکر غیر | خواہ در مسجد برو خواہی بدیر

درد مندوں کو نہیں کچھ فکر غیر | خواہ تو مسجد میں جا۔ یا سوئے دیر

حکمت دنیے در رویت فکر آورد | در خیالات نکتۂ بکر آورد

فکر لاحق ہے دل بیدرد سے | نکتے جو تحقیق میں پیدا کرے

جز علم دیں نیست صاحب درد را | کے تواند سد مرد او گرد را

ہے نہ دیں صرف اپنی درد کو | جانتا ہے مرد کو اور گرد کو

علم حق را بر سر و رو مے نہد | حفظ فکر خویش یکسو مے نہد

علم حق کو وہ سر آنکھوں پہ رکھے | بھول دے اپنی فکر کی پیدا کرے

## صحابہ کرامؓ میں کوئی حافظ نہ تھا

در صحابہ کم بُدے حافظ کسے | گرچہ شوقے بود جانشان زاں بسے

ان صحابہؓ میں کوئی حافظ نہ تھا | گرچہ اس کا شوق ان کو تھا بڑا

مغز علم افزود کم شد پوستش | زانکہ عاشق را بسوزد دوستش

بڑھ گیا مغز اور رہا باقی نہ پوست | کیونکہ عاشق کو جلا دیتا ہے دوست

زانکہ چوں مغزش درآگند و رسید — پوستہا شد بس رقیق و واکفید
چونکہ ان کا مغز تھا بالکل بھرا — پوست نازک ہوتے ہوتے پھٹ گیا

قشرِ جوز و فستق و بادام ہم — مغز چوں آگندشاں شد پوست کم
پستہ بادام اور پوست اخروٹ کے — مغز جب بڑھنے لگا۔ گھٹتے گئے

وصفِ مطلوبی چو ضدِّ طالبی ست — وحی برقِ نور سوزانِ نبی ست
ضدِّ طالب وصف ہے مطلوب کا — وحی برقِ نور ہے قرآں جلا

چوں تجلی کرد اوصافِ قدیم — پس بسوزد وصفِ حادث را گلیم
جب عیاں ہوتے ہیں اوصافِ قدیم — جلتی ہے پھر وصفِ حادث کی گلیم

ربعِ قرآں ہر کرا محفوظ بود — جلّ فینا از صحابہ می شنود
ربعِ قرآن حفظ جس کو یاد تھا — جلّ[1] فینا کہتے اصحابِ وفا

جمعِ صورت با چنیں معنیِ ژرف — نیست ممکن جز ز سلطانے شگرف
جمعِ صورت اس قدر معنی کے ساتھ — ہے فقط شاہنشہ[2] عالی کے ساتھ

در چنیں مستی مراعاتِ ادب — خود نباشد ور بود باشد عجب
ایسی مستی میں مراعاتِ ادب — خود نہیں رہتیں۔ رہیں۔ تو ہے عجب

اندر استغنا مراعاتِ نیاز — جمعِ ضدّین است چوں گرد و دراز
ہو جو استغنا میں بھی پاسِ نیاز — ہے ضدوں کی جمع۔ کیونکر ہو دراز

جمعِ ضدّین از نیاز افتاد و ناز — باز در وقتِ تحیّر امتیاز
دو ضدوں کی وجہ ہیں ناز و نیاز — اور پھر وقتِ تحیّر امتیاز

چوں عصا معشوقِ عمیاں میشود — کور خود صندوقِ قرآں میشود
ہے عصا معشوق اندھوں کا یہاں — کور ہو قرآن کا صندوق یہاں

[1] ہم میں بزرگ ہے۔

[2] عارفِ کامل سے مراد ہے۔

گفت کوراں خود صنادیقند پُر
از حدیث و مصحف و ذکر و نذر

بیکاں اندھے ہیں خود صندوق ہی
جن میں قرآن اور حدیثیں ہیں بھری

باز صندوقے پُر از قرآں به است
زانکه صندوقے بود خالی بدست

جس میں ہو قرآں - وہ ہے صندوق خوب
اُس سے - جو خالی ہو اور ہو پُر عیوب

باز صندوقے که خالی شد ز بار
به ز صندوقے که پُر موش ست و مار

پھر ہے جو صندوق خالی بار سے
بہتر اس سے جو بھرا ہو مار سے

حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
گشت دلاله به پیش مرد سرد

مرد کو ہوتا ہے حاصل وصل جب
پھیکا پڑتا ہے رُخِ دلالہ تب

چوں بمطلوبت رسیدی اے ملیح
شد طلبگاری علم اکنوں قبیح

پہنچا جب مطلوب تک تو اے فتا
پھر طلب کرنا بُرا ہے علم کا

چوں شدی بر بامہائے آسماں
سرد باشد جستجوئے نردباں

جبکہ تو ہو باریابِ آسماں
پھر ہے ناحق جستجوئے نردباں

جز برائے یاری و تعلیم غیر
سرد باشد راہِ خیر از بعد خیر

ماسوائے یاری و تعلیم غیر
سرد راہِ خیر ہے بس بعد خیر

آئنہ روشن که شد صاف و جلی
جہل باشد بر نہادن صیقلے

آئنہ روشن ہو جب اور ہو صفا
جہل ہے صیقل کا اس پہ پھیرنا

پیش سلطاں خوش نشستہ در قبول
جہل باشد جستن نامہ رسول

پیش سلطاں جبکہ ہے تو خود قبول
جہل ہے پھر ڈھونڈنا خط اور رسول

## معشوق کے سامنے عاشق کا نامۂ محبت پڑھنا

آں یکے را یار پیش خود نشاند
نامہ بیروں کرد و پیش یار خواند

اِک کو پاس اپنے بٹھایا دوست نے
لے کے خط پڑھنے لگا وہ سامنے

پیچها در نامہ مدح و ثنا / زاری و مسکینی و بس لابها

نامہ کے وہ فقرہ وہ مدح و ثنا / وہ خوشامد اور وہ رونا جھینکنا

گریہ و افغان و حزن و درد خویش / خواری و بیزاری با اہل و خویش

وہ فغاں و رنج اور وہ زاریاں / خواریاں اعداء اپنوں سے بیزاریاں

دوری و رنجوری از ہجران دوست / ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست

دوری و رنجوری و آلام وہ / جو کہے تھے نامہ و پیغام وہ

آنچناں میخواند با معشوق خود / تا کہ بیروں شد زحد و از عدد

سامنے معشوق کے ایسے پڑھا / حد و اندازہ سے آگے بڑھ گیا

گفت معشوق ایں اگر بہر منست / گاہ وصل ایں عمر ضائع کردنست

دوست بولا۔ یہ جو ہے میرے لئے / پھر تو کیوں کھوتا ہے لمحے وصل کے

من بہ پیشت حاضر و تو نامہ خواں / نیست ایں باری نشان عاشقاں

میں ہوں تیرے پاس۔ تو ہے نامہ خواں / ہاں نہیں ہے عاشقوں کا یہ نشان

گفت اینجا حاضری اما و لیک / من نمی یابم نصیب خویش نیک

بولا عاشق۔ تو تو حاضر ہے و لیک / اپنی قسمت کو نہیں پاتا میں نیک

آنچہ میدیدم ز تو پارینہ سال / نیست ایں دم گرچہ میبینم وصال

تجھ سے جو میں دیکھتا تھا پار سال / وہ نہیں اب۔ گرچہ حاصل ہے وصال

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام / دیدہ و دل ز آب تازہ کردہ ام

میں نے اس چشمے سے پانی ہے پیا / دل کو اور آنکھوں کو ہے تازہ کیا

چشمہ می بینم و لیکن آب نے / راہ آبم را مگر زد رہزنے

چشمہ ہے۔ لیکن وہ پانی اب کہاں / راہزن نے راہ ماری ہے کہاں

گفت پس من نیستم معشوق تو / من بہ بلغار و مرادت در قتو

بولا۔ میں تیرا نہیں معشوق۔ جا / میں ہوں مشرق میں۔ تو مغرب میں پڑا

عاشقی تو بر من و بر حالتے
حالت اندر دست نبود اے فتے

مجھ پہ عاشق ہے کہ میرے حال پہ
کب ہوا قابو کسی کے حال پہ!

پس نیم کلی و مطلوب تو من
جزو مقصودم ترا اندر زمن

میں نہیں معشوق کل اب ترا
جزو ہوں میں اک ترے مقصود کا

خانۂ معشوقم و معشوق نے
عشق بر نقد است بر صندوق نے

خانۂ معشوق ہوں۔ معشوق نے
نقد سے ہے عشق۔ کب صندوق سے

ہست معشوق آنکہ او یکتو بود
مبتدا و منتہایت او بود

ہے وہی معشوق جو یکتا رہا
ہو جو تیری ابتدا و انتہا

چوں بیابی اش نباشی منتظر
ہم ہویدا او بود ہم نیز سر

جب اسے پالے۔ نہ ہو تو منتظر
ظاہر و باطن میں ہو تیرا مقر

میر احوال است نے موقوف حال
بندۂ آں ماہ باشد ماہ و سال

حال کا حاکم۔ نہیں پابند حال
ماہ کے بندے بنے ہیں ماہ و سال

چوں بگوید حال را فرماں کند
چوں بخواہد جسمہا را جاں کند

جب وہ چاہے۔ حال کو فرماں کرے
اور جب وہ چاہے تن کو جاں کرے

منتہی نبود کہ موقوفست او
منتظر بنشستہ باشد حال جو

وہ سدا یکساں ہے۔ کب ہے منتہی
منتظر کب حال کا ہے اسے اخی

کیمیائے حال باشد دست او
دست جنباند شود مے مست او

کیمیائے حال اس کا ہاتھ ہاں
جب وہ ہلائے۔ مست مے ہو بے گماں

گر بخواہد مرگ ہم شیریں شود
خار و نشتر نرگس و نسریں شود

وہ جو چاہے۔ موت کو شیریں کرے
خار و نشتر کو گل و نسریں کرے

او بود سلطان حال اندر روش
نے چو تو محروم از حال و کشش

صورت سلطان حال اس کی روش
کب ہے وہ محروم جذبات و کشش

آنکہ او موقوفِ حالست آدمیست — کہ گہے افزوں گہے او در کمیست

حال کا پابند ہے جو آدمی — گاہ اس میں ہے فزونی گہ کمی

لیک صافی فارغست از وقت و حال — صوفی ابن الوقت باشد در مثال

ہے نہیں صوفی کو فکرِ وقت و حال — صوفی ابن الوقت ہے بہر مثال

حالہا موقوفِ فکر و رائے او — زندہ از نفخِ مسیح آسائے او

حال ہیں پابند اس کی فکر کے — زندہ ہیں اس کے مسیحی نفس سے

عاشقِ حالی نہ عاشق بر منی — بر امیدِ حال و بر من مے تنی

حال کا عاشق تو۔ میرا کب مگو — میرا عاشق ہے امیدِ حال پہ

آنکہ گہ ناقص گہے کامل بود — نیست معبودِ خلیل آفل بود

جو کبھی ناقص۔ کبھی کامل ہوا — وہ نہیں معبود اور آفل ہوا

وآنکہ آفل باشد و گہ آن و این — نیست دلبر لا احب الآفلین

ہے جو فانی۔ حال پر قائم نہیں — کب ہے دلبر لا احب الآفلین

آنکہ او گاہے خوش و گہ ناخوشیست — یک زمانے آب و یکدم آتشیست

جو کبھی خوش ہے۔ کبھی ناخوش ہے یار — گاہ پانی ہے۔ تو گہ مانندِ نار

برجِ مہ باشد و لیکن ماہ نے — نقشِ بت باشد ولے آگاہ نے

برجِ مہ ہو، ماہ ہو سکتا نہیں — نقشِ بت آگاہ ہو سکتا نہیں

ہست صوفیِ صفا چوں ابن وقت — وقت را ہمچوں پدر بگرفتہ سخت

صوفیِ صافی ہے گویا ابن وقت — وقت کو جوں باپ کے پکڑا ہے سخت

لیک صافی غرقِ عشقِ ذو الجلال — ابن کس نے فارغ از اوقات و حال

ہے جو صوفی غرقِ عشقِ ذو الجلال — کب کسی کا ہے پسر، فارغ ز حال

سلہ میں فنا ہو جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

فرق نورے کہ او لم یولد است
لم یلد لم یولد آن ایزد است

فرق ہے اس میں کہ لم یولد ہے وہ
لم یلد لم یولد اور ایزد ہے وہ

رو چنیں عشقے گزیں گر زندۂ
ورنہ وقتِ مختلف را بندۂ

عشق ایسا کر۔ اگر تو زندہ ہے
مختلف وقتوں کا ورنہ بندہ ہے

منگر اندر نقش زشت و خوب خویش
بنگر اندر عشق و بر مطلوب خویش

نقش اپنے تو نہ دیکھ اچھے برے
عشق اور معشوق ہی کو دیکھ لے

منگر ایں کہ حقیری یا ضعیف
بنگر اندر ہمت خود اے شریف

تو نہ دیکھ اس کو۔ ہے دبلا یا ضعیف
اپنی ہمت پر نظر کر اے شریف!

تو بہر حالے کہ باشی مے طلب
آب میجو دائما اے خشک لب

تو ہو جیسی حالت میں۔ رکھ حسن طلب
ڈھونڈ دائم آب کو اے خشک لب

کاں لب خشکت گواہی میدہد
کو بآخر بر سرِ منبع رود

خشک لب تیرے ہیں خود اس کے گواہ
پہنچے گا سرچشمہ پہ اے خوش نگاہ!

خشکیِ لب ہست پیغامے ز آب
کہ بمات آرد یقیں ایں اضطراب

خشکیِ لب کیا ہے اک پیغام آب
ہاتھ کرے آئے گا ہی تک اضطراب

کایں طلبگاری مبارک جنبشے ست
ایں طلب در راہِ حق مانع کشے ست

اس طلب میں ہیں مبارک جنبشیں
راہِ حق میں اس کو مانع کش کہیں

ایں طلب مفتاح مطلوبات تست
ایں سپاہ و نصرتِ رایات تست

یہ طلب کنجی ہے مطلوبات کی
فوج ہے یہ فتح اور رایات کی

ایں طلب ہمچوں خروسے در صیاح
میزند نعرہ کہ مے آید صباح

یہ طلب جوں مرغ دے بانگِ سحر
اور بتائے کہ آئی ہے سحر

گرچہ آلت نیستت تو مے طلب
نیست آلت حاجت اندر راہِ رب

اگر تو بے ساماں ہے پھر بھی کر طلب
راہِ رب میں حاجتِ ساماں ہے کب

ہر کرا بینی طلب گار اے پسر ! — یار او شو پیش او انداز سر

جس کو تو دیکھے طلب گار اے پسر ! — سامنے اس کے جھکا دے اپنا سر

کز جوار طالباں طالب شوی — وز ظلال غالباں غالب شوی

طالبوں کے سائے میں طالب ہو تو — غالبوں کے سائے میں غالب ہو تو

گر یکے مورے سلیمانی بجست — منگر اندر جستن او سست سست

چیونٹی گر عزم سلیمانی کرے — تو نہ دیکھ اس کو نگاہِ سست سے

ہر چہ داری تو ز مال و پیشہ — نے طلب بود اول و اندیشہ

مال اور پیشہ جو تو رکھتا ہے اب — اس کی پہلے تھی کہاں فکر و طلب

گر یکے گنجے بیابد نادر است — ور بایستد از طلب ہم قاصر است

اک خزانہ پائے تو نادر ہے وہ — اور طلب سے گزرے ۔ قاصر ہے وہ

ہر کہ چیزے جست بے شک یافت او — چوں بجد اندر طلب بشتافت او

جس نے جو ڈھونڈا ۔ اسے بے شک ملا — جب طلب کی راہ میں دوڑا گیا

چوں نہادی در طلب پا اے پسر ! — یافتی و شد میسر بے خطر

پاؤں جب رکھا طلب میں اے پسر ! — ہو گیا سب کچھ میسر بے خطر

زیں مباش اے خواجہ یکدم بے طلب — تا بیابی ہر چہ خواہی اے عجب

ہاں نہ رہ اے خواجہ اک دم بے طلب — تا جو کچھ چاہے ملے وہ تجھ کو سب

عاقبت جوینده یابنده بود — چونکہ در خدمت شتابنده بود

جو کوئی ڈھونڈے گا ۔ آخر پائے گا — جبکہ وہ خدمت میں دوڑا جائے گا

در طلب چالاک شو زاں فتح باب[1] — ے طلب واللہ اعلم بالصواب

ہو طلب میں مستعد اور فتح باب — کر طلب ۔ واللہ اعلم بالصواب

[1] دروازے کا کھلنا ۔ حصولِ مقصد ۔

# ایک سست آدمی کا قصہ

آں یکے در عہدِ داؤدِ نبیؑ ‌ ‌ ‌ نزدِ ہر دانا و پیشِ ہر غبی

عہدِ داؤدِ نبی میں تھا کوئی ‌ ‌ ‌ سامنے نادان و دانا کے اجی!

ایں دعا میکرد دائم کاے خدا ‌ ‌ ‌ ثروتے بے رنج روزی کن مرا

یوں دعا کرتا تھا دائم۔ اے خدا ‌ ‌ ‌ مال بے محنت مشقت کر عطا

چوں مرا تو آفریدی کاہلے ‌ ‌ ‌ زخم خوارے سست جنبے منبلے

تونے جب کاہل مجھے پیدا کیا ‌ ‌ ‌ زخم خوردہ سست بازو، بجتو

بر خراں پشت ریش بے مراد ‌ ‌ ‌ بارِ اسپاں و اشتراں نتواں نہاد

جن گدھوں کی پیٹھ ہو جائے فگار ‌ ‌ ‌ اونٹ گھوڑوں کا لادے کیا اُن پہ بار

کاہلم چوں آفریدی اے ملی! ‌ ‌ ‌ روزیم دہ ہم ز راہِ کاہلی

جب کیا پیدا ہے کاہل اے غنی! ‌ ‌ ‌ رزق دے مجھ کو برائے کاہلی

کاہلم من سایہ خسپم در وجود ‌ ‌ ‌ خفتم اندر سایۂ احسان وجود

سست ہوں میں اور کاہل جسم میں ‌ ‌ ‌ سائے میں احساں کے ہیں راحتیں

کاہلان و سایہ خسپاں را مگر ‌ ‌ ‌ روزئے بنہادۂ نوعے دگر

کاہلوں۔ راحت پسندوں کو مگر ‌ ‌ ‌ رزق تو دیتا ہے با نوعِ دگر

ہر کرا پا ہست جوید روزئے ‌ ‌ ‌ ہر کرا پا نیست کن دلسوزئے

پاؤں جن کے ہیں وہ روزی ڈھونڈے ‌ ‌ ‌ اور تو بے کس کی دلجوئی کرے

رزق را می‌راں بسوئے ایں حزیں ‌ ‌ ‌ ابر باراں بسوئے ہر زمیں

بھیج پیارا رزق میں بھی ہوں حزیں ‌ ‌ ‌ ابر کو جیسے دے بھیجے ہر زمیں

چوں زمیں را پا نباشد جودِ تو ‌ ‌ ‌ ابر را راند بسوئے او دو تو

ہے زمیں بے دست و پا۔ تیرا کرم ‌ ‌ ‌ ابر اس کی سمت بھیجے دمبدم

طفل را چوں پا نباشد مادرش ‌ ‌ ‌ آید و ریزد وظیفہ بر سرش
بچہ جب بے پاؤں کا ہوتا ہے۔ ماں ‌ ‌ ‌ دودھ اس کو ہے پلاتی بے گماں

روزے خواہم بنا گہ بے تعب ‌ ‌ ‌ کہ ندارم من ز کوشش جز طلب
مانگتا ہوں رزق بے فکر و تعب ‌ ‌ ‌ ہے مری کوشش فقط حسن طلب

مدتے بسیار میکرد ایں دعا ‌ ‌ ‌ روز تا شب شب ہمہ شب تا ضحے
مدتوں کرتا رہا وہ یہ دعا ‌ ‌ ‌ صبح تک شب سے، سحر سے تا مسا

خلق میخندید بر گفتار او ‌ ‌ ‌ بر طمع خامے و بر پیکار او
ہنستے تھے رگ اس کی اس گفتار پر ‌ ‌ ‌ طمع خام اور ناروا پیکار پر

کہ چہ میگوید عجب ایں سست ریش ‌ ‌ ‌ یا کسے داد است بنگ بیہشیش
عجب دم ہے بے شعور احمق ہے کیا ‌ ‌ ‌ بھنگ آئے شاید کسی نے دی پلا

راہ روزی کسب و رنج است و تعب ‌ ‌ ‌ ہر گز ایں نادر نشد ور شد عجب
طرز رزق ہے کسب و تعب ‌ ‌ ‌ یہ نہیں نادر، جو ہو تو ہے عجب

ہر کرا او پیشہ داد و طلب ‌ ‌ ‌ از پئے کسب و تعب با رنج و تب
جس کسی کو دے وہ پیشہ یا طلب ‌ ‌ ‌ ہے ضروری رنج اور کسب و تعب

اطلبوا الارزاق من اسبابہا ‌ ‌ ‌ ادخلوا الاوطان من ابوابہا
رزق کو ڈھونڈو مگر اسباب سے ‌ ‌ ‌ ہر وطن میں داخل ابواب سے

شاہ و سلطان و رسول حق کنوں ‌ ‌ ‌ ہست داؤد نبی ذو فنوں
شاہ و سلطان اور رسول ذو الفنون ‌ ‌ ‌ ہیں جو داؤد نبی ممتاز فن

ہست در فرمان او از وحش و طیر ‌ ‌ ‌ در ہمہ رفتے زمیں او راست سیر
حکم میں آج ان کے سب ہیں وحش و طیر ‌ ‌ ‌ وہ زمیں پہ ہر جگہ کرتے ہیں سیر

با چناں عزتے و نازے کاندر وست ‌ ‌ ‌ کہ گزیدستش عنایتہائے دوست
ایسے با عزت ہیں۔ اہل ناز ہیں ‌ ‌ ‌ لطف سے خالق کے وہ ممتاز ہیں

اینچنیں گنجے نیامد در جہاں — کہ برآید بر فلک بے نردباں
گنج یوں بے رنج ملتا ہے کہاں — کون جائے چرخ پہ بے نردباں

ایں ہمے گفتش بہ تسخر زر بگیر — کہ رسیدت روزی و آمد بشیر
دل لگی کرتا تھا کوئی لے یہ زر — تیری روزی آگئی لے خوش خبر!

واں ہمے خندید مارا ہم بدہ — زانچہ یابی ہدیہ اے سالار دہ
کوئی کہتا تھا ہمیں بھی کچھ ملے — اس میں سے جو ہدیہ آئے تجھے

او ازیں تشنیع مردم ویں فسوس — کم نمیکرد از دعا و چاپلوس
طعن اور تشنیع سے لیکن کبھی — کم نہ کرتا تھا دعائیں رزق کی

تا کہ شد معروف در شہر و شہیر — کو ز انبان تہی جوید پنیر
ہوگیا مشہور شہروں میں بہت — ڈھونڈتا ہے خالی تھیلے سے پنیر

شد مثل در خام طمعی آں گدا — او ازیں خواہش نمے آمد جدا
طمع میں ضرب المثل تھا وہ گدا — اپنی خواہش سے نہ تھا لیکن جدا

کم نمیکرد از دعا و ابتہال — کز اجابت مستعان ذوالجلال
کم نہ کرتا تھا دعائیں وہ طول — کی خدا نے ہر دعا آخر قبول

گر گران و گر شتابندہ بود — عاقبت جویندہ یابندہ بود
سست ہو یا دوڑنے والا کوئی — ٹھیک ہے۔ جو ڈھونڈے گا۔ پائے گا وہی

## اس گدا کے گھر میں گائے کا گھس آنا

تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ — ایں دعا میکرد با زاری و آہ
ایک دن وہ صبح کو بے اشتباہ — ہر دعا کرتا تھا با زاری و آہ

ناگہاں در خانہ اش گاوے دوید — شاخ زد بشکست در بند و کلید
گائے اس کے گھر میں آئی دوڑ کے — تالا کنجی در کا توڑا سینگ نے

گاوِ گستاخ اندر آں خانہ بجست ۔ مرد برجست و قوائمہاش بست
گائے گستاخ اس کے گھر میں گھس گئی ۔ مرد نے وہ گائے اٹھ کر باندھ لی

پس گلوئے گاو ببرید آں زماں ۔ بے توقف بے تامل بے اماں
کاٹ ڈالا گائے کا اس نے گلا ۔ بے توقف بے تامل بے ڈر

چوں سرش ببرید شد سوئے قصاب ۔ تا اہابش برکند در دم شتاب
کاٹ کر سر گیا سوئے قصاب ۔ کھال اس کی وہ اتارے تا شتاب

اے تقاضا گر درون ہمچوں جنیں ۔ چوں تقاضا میکنی اتمام دیں
اے تقاضا کرنے والے جوں جنیں ۔ کرتا ہے کیوں خواہش اتمام دیں

سہل گرداں رہ نما توفیق دہ ۔ یا تقاضا را بہل بر ما منہ
سہل کر رستہ بتا ۔ توفیق دے ۔ یا بری کر دے ۔ تقاضا چھوڑ کے

چوں زمفلس زر تقاضا می کنی ۔ زر ببخشش در سرائے شاہِ غنی!
گر تقاضا زر کا مفلس سے کرے ۔ اے غنی! چھپ کر اسے زر بخش دے

بے تو نظم و قافیہ شام و سحر ۔ زہرہ کے دارد کہ آید در نظر
قافیے اور نظم صبح و شام کے ۔ بے تری توفیق ہیں کس کام کے

نظم و تجنیس و قوافی اے علیم ۔ بندۂ امر تو اند از ترس و بیم
نظم و تجنیس و قوافی اے علیم ۔ تابع فرماں ہیں اور رکھتے ہیں بیم

چوں مسبح کردۂ ہر چیز را ۔ ذات بے تمییز و با تمییز را
کر دیا ہر چیز کو تسبیح خواں ۔ بے تمیز اور باتمیز اب ہیں جہاں

ہر یکے تسبیح بر نوعِ دگر ۔ گوید و از حالِ آں ایں بے خبر
ہر کوئی تسبیح با نوع دگر ۔ کرتا ہے دوسرے سے بے خبر

آدمی منکر ز تسبیح جماد ۔ واں جماد اندر عبادت اوستاد
جانے کیا انساں تسبیح جماد ۔ وہ عبادت میں مگر ہیں اوستاد

بلکہ بغداد و دو وقت ہر یکے | بے خبر از بدگر و اندر شکے
بلکہ یہ جو ہیں بہتر ملتیں | بے خبر باہمدگر ہیں وہم میں

چوں دو ناطق را ز حال ہمدگر | نیست آگہ چوں بود دیوار و در
حال ناطق سے ہے ناطق بے خبر | کس طرح ہو واقف دیوار و در

چوں من از تسبیح ناطق غافلم | چوں بداند سبحہ صامت دلم
جب نہیں تسبیح ناطق کا پتا | پھر جمادی کی سنوں تسبیح کیا

ہست سُنّی را یکے تسبیح خاص | ہست جبری را ضد آں در مناص
خاص اک تسبیح سُنّی کی ہوئی | باقی ضد جبری نے اس تسبیح کی

سُنّی از تسبیح جبری بے خبر | جبری از تسبیح سُنّی بے اثر
ذکر سے جبری کے سُنّی بے خبر | سُنّی کی طاعت سے جبری بے اثر

ایں ہمے گوید کہ آں ضالست و گم | بے خبر از حال او و ز امر قم
یہ یہ کہتا راہ گم کر وہ گئے | بے خبر حال اور قم کے حکم سے

واں ہمے گوید کہ ایں را چہ خبر | جنگشاں افگند یزداں از قدر
وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کب خبر | جنگ میں رکھا ہے حق نے سر بسر

گوہر ہر یک ہویدا میکند | جنس از ناجنس پیدا میکند
کرتا ہے جوہر وہ ہر اک کا عیاں | جنس کو ناجنس سے پیدا یہاں

قہر را از لطف داند ہر کسے | خواہ ناداں خواہ دانا یا خسے
قہر کو سب لطف سے ہیں جانتے | اس میں ناداں ہوں کہ دانا دیکھئے

لیک لطفے قہر را در نہاں شدہ | یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ
قہر میں ہے لطف پنہاں ہو گیا | لطف میں یا قہر ہے جلوہ نما

کم کسے داند مگر ربانیے | کش بود در دل محک جانیے
کون اسے جانے مگر حق کا ولی | جس کے دل میں ہے کسوٹی کشف کی

باقیاں زیں دو گمانے میپرند
باقیوں کو دونوں ہی پر ہے گماں

سوئے لانہ خود بیک پر میپرند
اڑتے ہیں اک پر سے سوئے آشیاں

علم را دو پر گماں را یک پرست
علم کے دو پر۔ گماں کا ایک پر

ناقص آمد ظن بپرواز ابتر است
ظن ہے ناقص اور اڑنے میں بتر

# علم اور گمان

مرغ یک پر زود افتد سرنگوں
مرغ اک پر سے اڑے، ہو سرنگوں

باز بر پرد دو گامے یا فزوں
پھر اڑے دو اک قدم یا کچھ فزوں

میفتد میخیزد آں مرغ گماں
اڑتا ہے۔ گرتا ہے وہ مرغ گماں

با یکے پر بر امید آشیاں
ایک پر سے با امید آشیاں

چوں ز ظن وارست علمش رو نمود
جب گماں سے چھوٹا، علم اس کو ہوا

شد دو پر آں مرغ و پرہا واکشود
مرغ کو دو پر ملے۔ اڑنے لگا

بعد ازاں یمشی سویاً مستقیم[1]
بعد ازاں چلتا ہے سیدھا راستہ

نے علیٰ وجہہ مکبّاً او سقیم
منہ کے بل گرتا نہیں اوندھا ذرا

با دو پر بر میپرد چوں جبرئیل
اڑتا ہے دو پر سے مثل جبرئیل

بیگمان و بے مگر بے قال و قیل
بے گماں بے شبہ اور بے قال و قیل

گر ہمہ عالم بگویندش توئی
ساری دنیا گر کہے اس سے تو ہی

بر رہ یزدان و دین مستوی
رہرو راہ حق و دین نبی

او نگردد گرم تر از گفت شاں
گرم وہ ہوتا نہیں اس قول سے

جان طاق او نگردد جفت شاں
جان یکتا اس کی ان سے کیوں ملے

[1] قولہ تعالیٰ: افمن یمشی مکباً علیٰ وجہہ اہدیٰ امن یمشی سویاً علیٰ صراط مستقیم۔ یعنی جو منہ کے بل گر گر کر چلتا ہے وہ زیادہ راست رو ہے یا وہ کھڑے کھڑے سیدھا راستہ چل رہا ہے۔

ور ہمہ گویند او را گمرہی | کوہ پنداری و تو برگ کہی
اور اگر گمراہ سب اس کو کہیں | کاہ ہے تو۔ کوہ اپنے زعم میں

او نیفتد در گمان از طعن شاں | او نگردد دردمند از طعنشاں
ان کے طعنوں سے نہ ہو وہ بدگماں | طعنہ اس کو دیں نہ دے تکلیف جاں

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت | گویدش با گمرہی یاری و جفت
کوہ و دریا بھی اگر اس سے کہیں | رنگ گمراہی ہے تیرے حال میں

ہیچ یک ذرہ نیفتد در خیال | مطمئن و موقن و بے احتیال
ایک ذرہ بھی نہ ہو اس کو خیال | مطمئن ہو اور یقیں میں باکمال

## مدرسے کے لڑکے اور استاد

کودکان مکتبے از اوستاد | رنج دیدند و ملال و اجتہاد
بچوں نے مکتب میں اک استاد سے | رنج اٹھائے، اور ملال ان کو ہوئے

مشورت کردند در تعویق کار | تا معلم درفتد در اضطرار
مشورہ ٹھہرا یہ تا خیر کار | تا معلم کچھ دنوں ہو بے قرار

چوں نمے آید ورا رنجوریے | کہ بگیرد چند روز او دوریے
کیوں نہیں آتا مرض کوئی اسے | دور وہ کچھ روز تو ہم سے رہے

تا رہیم از حبس و از تنگی کار | ہست او چوں کوہ خارا برقرار
قید اور تنگی سے تا ہم ہوں رہا | کوہ کے مانند ہے وہ ایک جا

آں یکے زیرکتریں تدبیر کرد | کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
ایک نے سوچا۔ جو تھا ان سب میں دانا | یوں کہو استاد! چہرہ کیوں ہے زرد

خیر باشد رنگ تو برجائے نیست | ایں اثر یا از ہوا یا از تپیست
خیر باشد۔ کیوں اڑا رنگ آپ کا | تپ ہے یا ہے یہ خرابی ہوا؟

اندکے اندر خیال افتد ازیں — تو برادر ہم مدد کن ایں چنیں

کچھ خیال اس سے ہو پیدا واقعی — بھائی! تو بھی پھر مدد کرتا رہی

چوں در آید از درِ مکتب بگو — خیر باشد اوستا احوال تو

جب مدرس مکتب سے آئے۔ پوچھنا — خیر باشد۔ آپ کا ہے حال کیا

آں خیالش اندکے افزوں شود — کز خیالے عاقلے مجنوں شود

کچھ بڑھے گا اور ان کا احتمال — کرتا ہے دیوانہ عاقل کو خیال

آں سوم واں چارم و پنجم چنیں — در پئے ما غم نمایند و حنیں

تیسرا چوتھا بھی پھر پانچواں — تا کہ دکھ کا کریں اظہار اں

تاچو سی کودک تواتر ایں خبر — متفق گویند یابد مستقر

تیس لڑکے جب یہی دیں گے خبر — اس کے دل پہ مستقل ہوگا اثر

ہر یکے گفتش کہ شاباش اے ذکی — باد بختت بر عنایت متکی

سب یہ بولے اس سے شاباش اے ذکی — بخت ہو بیدار تیرا اے اخی

متفق گشتند در عہد وثیق — کہ نگرداند سخن را یک رفیق

متفق ہو کر یہ پیماں کر سب — کوئی برگشتہ نہ ہوگا برملا

بعد ازاں سوگند داد او جملہ را — تا کہ غمازے نگوید ماجرا

بعد ازاں اس نے قسم ان سب کو دی — تا نہ چغلی کھائے اُن میں سے کوئی

## لوگوں کی عقل میں اختلاف

رائے آں کودک بچربید از ہمہ — عقل او در پیش میرفت از رمہ

رائے اس لڑکے کی یوں غالب ہوئی — عقل اس کی سب پہ سبقت لے گئی

آں تفاوت ہست در عقل بشر — کہ میان شاہداں اندر صور

عقل انساں میں ہے فرق برملا — جیسے معشوقوں کی شکلیں ہیں جدا

زیں قبل فرمود احمدؐ در مقال ۔۔۔ وز زباں پنہاں بود حسنِ رجال

ہے اسی بحث میں قول مصطفےٰ ۔۔۔ حسن اُن کا زباں میں ہے چھپا

اختلافِ عقلہا در اصل بود ۔۔۔ بر وفاقِ سنیاں باید شنود

اصل میں ہے ساری عقلوں کا نفاق ۔۔۔ سنیوں کا ہے اسی پہ اتفاق

بر خلافِ قولِ اہلِ اعتزال ۔۔۔ کہ عقول از اصل دارند اعتدال

اور یہ کہتے ہیں اہلِ اعتزال ۔۔۔ اصل میں عقلوں کو ہے اک اعتدال

تجربہ و تعلیم بیش و کم کند ۔۔۔ تا یکے را از یکے اعلم کند

تجربہ تعلیم بیشی و کم کرے ۔۔۔ دوسرے کو ایک سے اعلم کرے

باطل است ایں زانکہ رائے کودکے ۔۔۔ کہ ندارد تجربہ در مسلکے

ہے یہ باطل دیکھ تو اک لڑکے کی رشد ۔۔۔ تجربے جو نہ رکھے اور راہ پائے

بہ ز روز اندیشۂ مردانِ کار ۔۔۔ عاجز آید کارِ شاں در اضطرار

تجربہ کاروں کی گزشتہ فکر سے ۔۔۔ کام اُن کا فکر سے ابتر رہے

بر دمید اندیشۂ زاں طفلِ خرد ۔۔۔ پیر با صد تجربہ بوئے نبرد

چھوٹے بچے نے جو اندیشہ کیا ۔۔۔ بوڑھے دانا کو نہیں اس کا پتا

خود فزوں آں بہ کہ آں از فطرت است ۔۔۔ تا ز افزونی کہ جہد و فکرت است

ہے ترقی بہتر، جو ہو پیدا فطرتی ۔۔۔ اس فزونی سے جو ہو تحقیق کی

تو بگو دادہ خدا بہتر بود ۔۔۔ یا کہ لنگے راہوارانہ رود

تو بتا کہ، وہ چال اچھی حق جو دے ۔۔۔ چال لنگڑے کی جو اچھا چلے

## لڑکوں کا مکر سے استاد کو وہم میں ڈالنا

روزِ گشت و آمدند آں کودکاں ۔۔۔ بر ہمیں فکرت بمکتب شادماں

وہ دن آیا اور آئے لڑکے یہاں ۔۔۔ سوچتے مکتب اپنی دھن میں شادماں

جملہ استادند بیروں منتظر　　تا در آید از در آں یارِ مُصِر

لڑکے سب کھڑے تھے منتظر　　تا کہ اندر آئے وہ یارِ مُصِر

زانکہ منبع او بُداست ایں رائے را　　سر امام آمد ہمیشہ پائے را

کیونکہ تھا مرکز وہی اس رائے کا　　اور تھا سردار سب کا بے گلہ

اے مقلد تو مجو بیشی بر آں　　کو بود منبع ز نورِ آسماں

اے مقلد! دیکھ تو سبقت نہ کر　　نور کا منبع ہے تیرا راہبر

او در آمد گفت استاد اسلام　　خیر باشد رنگِ روئیت زرد فام

آیا وہ لڑکا - کیا جھک کر سلام　　اور کہا - چہرہ یہ کیوں ہے زرد فام

گفت استا نیست رنجے مر مرا　　تو برو بنشیں مگو یاوہ ہلا

بولا یوں استاد - ہوں اچھا بھلا　　کیوں تو بک بک کر رہا ہے بیٹھ جا

نفی کرد اما غبارِ وہمِ بد　　اندکے اندر دلش ناگاہ زد

نفی کی - لیکن غبارِ وہم حق　　دل میں کچھ تھوڑا سا میل آ ہی گیا

اندر آمد دیگرے گفت ایں چنیں　　اندکے آں وہم افزوں شد بدیں

دوسرا آیا یہی کہتا ہوا　　بڑھ گیا کچھ اور وہم استاد کا

ہمچنیں تا وہم او قوت گرفت　　ماند اندر حالِ خود بس در شگفت

لیتے رہا جب وہم کو قوت ملی　　حیرت اپنے حال پر اس کو ہوئی

## فرعون کا وہم سے پریشان ہونا

سجدۂ خلق از زن و از طفل و مرد　　زد دلِ فرعون را رنجور کرد

عورتوں مردوں نے جب سجدے کئے　　بڑھ گئے صدمے دلِ فرعون کے

گفتنِ ہر یک خداوند و ملک　　آنچناں کردش ز وہمے منہتک

جب کہا سب نے شہنشہ اور خدا　　ایسا اس کو وہم نے رسوا کیا

کہ بدعوائے الٰہی شد دلیر ‏ اژدہا گشت و نے شد ہیچ سیر

ہو گیا زعم خدائی پہ دلیر ‏ اژدہا تھا جو نہیں ہوتا تھا سیر

عقل جزوی آفتش وہم است و ظن ‏ زانکہ در ظلمات شد او را وطن

عقل جزوی اس کی آفت وہم اور ظن ‏ کیونکہ ہے ظلمات میں اس کا وطن

بر زمین گر نیم گز راہے بود ‏ آدمی بے وہم ایمن میرود

نصف گز رستہ زمیں پر ہو اگر ‏ آدمی چلتا ہے اس پہ بے خطر

بر سر دیوار عالی گر روی ‏ گر دو گز عرضش بود کژ میشوی

اونچی اک دیوار پر گر تو چڑھے ‏ عرض دو گز بھی ہو تو جھک کر بچے

بلکہ می افتی زلرزۂ دل بوہم ‏ ترس وہمے را نکو بنگر بفہم

بلکہ دل کی لرزشوں سے وہم ہو ‏ ہاں سمجھ اس لغزش خوف و وہم کو

# استاد کا وہم وخیال سے بیمار ہو جانا

گشت استا سست از وہم و ز بیم ‏ برجہید و میکشانید او گلیم

سست وہم و بیم سے استاد تھا ‏ اوڑھا کمبل اور وہاں سے اٹھ چلا

خشمگیں با زن کہ مہر اوست سست ‏ من بدیں حالم نپرسید او نجست

بیوی پہ غصہ کیا - ہے بے وفا ‏ میرا یہ حال اور نہ اس نے کچھ کہا

خود مرا آگہ نکرد از رنگ من ‏ قصد دارد تا رہد از ننگ من

رنگ سے میرے نہ دی مجھ کو خبر ‏ چاہتی ہے چھوٹنا مجھ سے مگر

او بحسن و جلوہ خود مست گشت ‏ بیخبر کز بام من افتاد طشت

مست ہے جلوہ گری میں حسن کی ‏ بے خبر ہے میرے واں آنے کی

آمد و در را بتندی بر کشاد ‏ کودکاں اندر پئے آں اوستاد

آیا - گھر کا در نہایت زور سے ‏ بچے پیچھے پیچھے تھے استاد کے

# استاد کا بیماری کے وہم سے رونا

جامہ خواب آورد و گسترد آں عجوز — گفت امکاں نے و باطن پر ز سوز

بیوی نے بستر بچھایا زود تر — کہہ نہیں سکتی تھی ۔ دل تھا پر شرر

گر بگویم متہم دارد مرا — ورنہ گویم جد شود ایں ماجرا

گر کہوں ۔ تو مجھ پہ وہ تہمت رکھے — چپ رہوں ۔ تو حقت میں قصہ بڑھے

فال بد رنجور گرداند ہمے — آدمی را کہ نبودستش غمے

فال بد بیمار کر دیتی ہے اں — آدمی کو ۔ گو نہ ہو غم بے گماں

قول پیغمبر قبولہ یفرضوا — ان تمارضتم لدینا تمرضوا

قول پیغمبر ہے ۔ اس کو ان لو — خود مرض سر پہ لو ۔ بیمار ہو

گر بگویم او خیالے بر زند — فعل دارد زن کہ خلوت میکند

اب کہوں کچھ بھی ۔ تو سمجھے گا یہی — مجھ کو ہٹاتی ہے وہ خلوت چاہتی

مر مرا از خانہ بیروں میکند — بہر فسقے فعل و افسوں میکند

گھر سے وہ دیگی مجھے باہر نکال — ہو گا جادو اور ٹونے کا خیال

جامہ خواب افگند و استاد اوفتاد — آہ آہ و نالہ از وے مے بزاد

پڑ گیا بستر ۔ معلم سو گیا — آہ آہ اور نالہ وہ کرنے لگا

کودکاں آنجا نشستند و نہاں — درس میخواندند با صد اندہاں

تھے وہاں لڑکے وہ سب بیٹھے ہوئے — چھپ کے پڑھتے تھے ۔ مغموم تھے

کایں ہمہ کردیم و ما زندانیم — بد بنائے بود ما بد بانیم

ہم نے سب کچھ کر لیا ۔ پھر بھی اسیر — یہ بری ڈالی بنا تا گزیر

ایں دگر اندیشہ باید نمود — تا ازیں محنت فرج یابیم زود

غور کرنی اور کرنی چاہئے — تا رہائی اس مشقت سے ملے

؎ اگر تم مرض کو اپنے اوپر فرض کرو گے تو مریض ہو جاؤ گے

## استاد کو پھر وہم میں ڈالنا

گفت آں کودک کہ اے قوم پسند — درس خوانید و کنید آوا بلند
بولا وہ لڑکا کہ اے [illegible] — شور کر کے تم سبق اپنا پڑھو

چوں ہمی خواندند گفت آں کودکاں — بانگ ما استاد را دارد زیاں
جب پڑھا کہنے لگا وہ رازداں — یہ صدا استاد کو دے گی زیاں

درد سر افزاید استا را ز بانگ — ارزد ایں کو درد یابد بہر دانگ
درد سر آواز سے بڑھ جائے گا — درد وہ کیوں مول تھا لینے لگا

گفت استا راست میگوید روید — درد سر افزوں شدم بیروں شوید
بولا استاد۔ اب یہ تم نے ٹھیک کہا — جاؤ۔ رخصت درد سر بڑھنے لگا

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم — دور بادا از تو رنجوری و بیم
سجدہ کر کے سب وہ بولے اے کریم — دور ہو تجھ سے یہ رنجوری و بیم

پس بروں جستند سوئے خانہا — ہمچو مرغاں در ہوائے دانہا
اپنے اپنے گھر وہ لڑکے چل دیئے — مرغ دانے کے لئے جیسے اڑے

## لڑکوں کا جانا اور ماؤں کا پوچھنا

مادرانشاں خشمگیں گشتند و گفت — روز کتاب و شما با لہو جفت
ان کی مائیں غصے سے کہنے لگیں — وقت مکتب کا ہے۔ کھیل اچھا نہیں

وقت تحصیل است اکنون و شما — میگریزید از کتاب و اوستا
وقت یہ پڑھنے کا ہے۔ پھر کس لئے — بھاگتے ہو مکتب و استاد سے

عذر آوردند کاے مادر تو بیست — ایں گناہ از ما و از تقصیر نیست
عذر کر کے سب نے ماؤں سے کہا — یہ ہماری تو نہیں کچھ بھی خطا

از قضائے آسماں استاد ما — گشت رنجور و سقیم و مبتلا

تھا یہی استاد کو حکم قضا — ہو گیا بیمار دکھ میں مبتلا

مادراں گفتند مکر است و دروغ — صد دروغ آرید بہر طمع دوغ

بولیں مائیں۔ مکر ہے ہو جھوٹ سے — جیسے سو ہیں اک دہی کے واسطے

ما صباح آئیم پیش اوستا — تا ببینیم اصل ایں مکر شما

صبح ہم جائیں گے پاس استاد کے — جھوٹ اور سچ کو تمہارے جانچنے

کودکاں گفتند بسم اللہ روید — بر دروغ و صدق ما واقف شوید

بولے لڑکے۔ جاؤ بسم اللہ تم — جھوٹ اور سچ سے ہو آگاہ تم

# ماؤں کا استاد کی بیمار پرسی کو جانا

بامداداں آمدند آں مادراں — خفتہ استا ہمچو بیمار گراں

صبحدم مائیں چلی آئیں رواں — تھا جہاں استاد سوتا ناتواں

ہم عرق کردہ ز بسیاری لحاف — سر ببستہ رو کشیدہ در لحاف

پھر لحافوں سے پسینہ تھا رواں — سر بندھا تھا منہ تھا پردے میں نہاں

آہ آہے میکند آہستہ او — جملگاں گشتند ہم لاحول گو

آہ کی آہستہ اس نے ہائیں — عورتیں لاحول سب پڑھنے لگیں

خیر باشد اوستاد ایں درد سر — جان تو ما را نبود از ایں خبر

خیر باشد۔ کب سے ہے یہ درد سر — ہے قسم۔ ہم کو نہ تھی اس کی خبر

گفت من ہم بے خبر بودم از آں — آگہم کردند ایں مادر غراں

بولا میں بھی بے خبر خود اس سے تھا — ان شریروں نے مجھے آگہ کیا

من بدم غافل بشغل قال و قیل — بود در باطن چنیں رنجے ثقیل

تھا میں غافل۔ کر رہا تھا قال و قیل — اندر اندر بڑھ گیا رنج ثقیل

| | |
|---|---|
| چوں بجد مشغول باشد آدمی | او ز دید رنج خود باشد عمی |
| جبکہ ہو کوشش میں مشغول آدمی | رنج سے ہوتی نہیں ہے آگہی |
| از زنان مصر یوسف شد سمر | بلّہ از مشغولی خود بے خبر |
| حضرت یوسف ہوئے رسوا ۔ مگر | بیخودی طاری زنان مصر پہ |
| پارہ پارہ کردہ ساعدہائے خویش | روح والہ کہ نہ پس داند نہ پیش |
| ٹکڑے ٹکڑے اپنے ہاتھوں کو کیا | پیچھے و پیش کیا جانے روح مبتلا |
| اے بسا مرد شجاع اندر حراب | کہ بُرید دست یا پایش ضراب |
| جنگ میں ہوتے ہیں ایسے سورما | ضرب سے کٹتے ہیں جن کے دست و پا |
| او ہماں دست آورد در گیر و دار | برگمان آنکہ ہست او برقرار |
| وہ اسی دست سے پھر کرتے ہیں وار | جانتے ہیں ۔ ہیں ابھی تک برقرار |
| خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر | خون ازو بسیار رفتہ بے خبر |
| ہاتھ کو کٹا نہیں اس کا نظر | خون بہتا ہے ۔ مگر ہیں بے خبر |

## جسم روح کا لباس ہے

| | |
|---|---|
| تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس | رو بجو لابس لباسے را ملیس |
| جسم ہے جیوں ۔ اگر معلوم ہو | ڈھونڈ تو کپڑے پہننے والے کو |
| روح را توحید اللہ خوشتر است | غیر ظاہر دست و پائے دیگر است |
| روح کو خوشتر ہے توحید خدا | اور باطن میں ہیں اس کے دست و پا |
| دست و پا در خواب بینی و ائتلاف | آں حقیقت داں مدانش از گزاف |
| دست و پا کو خواب میں دیکھے ہے | وہ حقیقت ہے ۔ نہ جھوٹا جان اسے |
| آں توئی کہ بے بدن داری بدن | پس مترس از جسم جاں بیروں شدن |
| تو وہ ہے ۔ بے جسم رکھتا ہے بدن | جان جانے تو نہ ڈر اے جان من |

روح وارہ بے بدن بیں کارہا
مرغ باشد در قفس بس بیقرار

بے بدن بھی روح کو ہے کاروبار
مرغ رہتا ہے قفس میں بے قرار

باش تا مرغ از آید برون
تا ببینی ہفت چرخ او را زبوں

مرغ کو باہر قفس سے آنے دے
پھر ہوں ہفت افلاک ہیچ اس کے لئے

یک حکایت گویمت گر بشنوی
در حقیقت بر حقیقت بگروی

اک حکایت میں کہوں گر تو سنے
تا حقیقت کا تو گرویدہ رہے

## ایک خلوت نشین درویش کا قصہ

بود درویشے بکہسارے مقیم
خلوت او را بود ہم خواب و ندیم

ایک درویش اک پہاڑی پہ مقیم
تھا فقط تنہائی تھی اس کی ندیم

چوں ز خالق میرسید او را شمول
بود از انفاس مرد و زن ملول

چونکہ تھا اللہ سے اس کو وصال
مرد و عورت سے پہنچتا تھا ملال

ہمچنانکہ سہل شد مارا حضر
سہل شد ہم قوم دیگر را سفر

ہم کو رہنا ہے وطن میں سہل تر
دوسروں کو ہے یونہی آسان سفر

آنچنانکہ عاشقی بر سروری
عاشق است آں خواجہ بر آہنگری

جس طرح تو سروری پہ ہے فدا
خواجہ ہے آہنگری پہ مبتلا

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آں اندر دلش انداختند

ہے بنا اک کام کو ہر کوئی
رغبت اس کی اس کے دل میں ڈال دی

دست و پا بے میل جنباں کے شود
خار و خس بے آب و بادے کے رود

دست و پا بے شوق کب جنبش کریں
خار و خس پانی ہوا بن کب چلیں

گر ببینی میل خود سوئے سما
پر دولت بر کشا ہمچوں ہما

ہو اگر رغبت تری سوئے سما
کھول دے دولت کے پر مثل ہما

ور ببینی میل خود سوے زمین — نوحه میکن هیچ منشین از حنین

ہو اگر رغبت تری سوئے زمیں — نوحہ کر اور بیٹھ مت رہ ہچکیں

عاقلاں خود نوحها پیشیں کنند — جاهلاں آخر بسر بر میزنند

جو ہیں دانا۔ تا ہو وہ پہلے کرے — جاہل آخر میں ہی سر کو پیٹے

ز ابتدائے کار آخر را ببیں — تا نباشی تو پشیماں یوم دیں

ابتدا میں کام کا انجام دیکھ — حشر میں تا ہو نہ تو بدنام دیکھ

# ایک شخص اور ایک سُنار

آں یکے آمد بپیش زرگرے — کہ ترازو دہ کہ بر سنجم زرے

پاس زرگر کے گیا اک آدمی — دے ترازو تا کہ زر تولوں ابھی

گفت خواجه رو مرا غربال نیست — گفت میزاں دہ بریں تسخر مایست

بولا اے خواجہ یہاں چھلنی کہاں — دق نہ کر۔ بولا ترازو لا یہاں

گفت جاروبے ندارم در دکاں — گفت بس بس ایں مضاحک را بماں

بولا۔ جھاڑو بھی نہیں دکان میں — بولا۔ بس بس چھوڑ دے یہ جگتیں

من ترازوئے کہ میخواہم بدہ — خویشتن را کر مکن ہر سو مجہ

میں ترازو مانگتا ہوں مجھ کو دے — یوں نہ بہرہ بن۔ نہ کر حیلے نئے

گفت بشنیدم سخن کر نیستم — تا نپنداری کہ بے معنیستم

بولا سب سنتا ہوں میں بہرا نہیں — کر یقیں اس کا میں بے معنی نہیں

ایں شنیدم لیک پیری مرتعش — دست لرزاں جسم تو نا منتعش

یہ سنا۔ ہے جسم تیرا کانپتا — تو ہے بوڑھا۔ جسم لرزے ہے ترا

فہم کردم لیک پیری ناتواں — وقت کش دست الرزاں بر زماں

جانتا ہوں۔ تو ہے پیر ناتواں — ہاتھ لرزاں ضعف سے ہی ہے کلاں

وان زر قوم قراضه خورد مرد — دست لرزیدش بریزید و زر خرد
اور سونا ریزہ ریزہ ہے گرا — ہاتھ کانپیں گے گرے گا برادہ

پس بجای خواجه جاروبی بیار — تا بجویم زر خود را از غبار
پس لئے تو مجھے لا جھاڑو ذرا — تا ڈھونڈوں سونا جو کوڑے میں گرا

چو بروبی خاک را جمع آوری — گو بجویم غربال خواهم ای جری
خاک کو جب جمع کرے جھاڑ کے — پھر کہے گا دے کر چھلنی مجھ کو دے

من ز اول دیدم آخر را تمام — جای دیگر رو ازینجا والسلام
دیکھتا ہوں اول سے آخر تک تمام — جا کہیں اور اس جگہ سے ۔ والسلام

هر که اول بین بود اعمی بود — هر که آخر بین چه با معنی بود
جو کہ اول بیں ہو، ہے اندھا وہی — جو ہو آخر بیں ۔ ہے با معنی وہی

هر که اول بنگرد پایان کار — اندر آخر او نگردد شرمسار
جو کہ پہلے سوچے انجام کار — وہ نہ آخر میں کبھی ہو شرمسار

حکم چون بر عاقبت اندیشی است — پادشاهی بندهٔ درویشی است
عاقبت بینی پہ ہے حکم اے ہمام — بادشاہی ہے فقیری کی غلام

عاقبت بینان بوند اهل رشاد — ورنه گو والله اعلم بالسداد
جو ہیں آخر بیں ۔ وہی ہیں کامیاب — غور کر ، واللہ اعلم بالصواب

این سخن پایان ندارد باز گوی — قصهٔ آن مرد زاهد باز گوی
باز کر ، قصہ بہت ہے یہ بڑا — مرد زاہد کی حکایت پھر سنا

کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد — کاندران کهسار بودش خواب و خورد
شیخ کا قصہ ذرا اب ختم کر — واں ۔ پہاڑوں میں وہ کرتا تھا بسر

# پہاڑی زاہد کا قصہ

اندراں کہ بود اشجار و ثمار  سیب و امرود و انار بے شمار
کہ وہاں تھے پیڑ اور میوے گھنے  سیب، امرود اور انار اچھے بچے

قوت آں درویش بود آں میوہ ہا  غیر آں چیزے نخوردے دائما
میوے اس درویش کی تھے بس غذا  اور کچھ کھاتا نہ تھا ان کے سوا

گفت آں درویش یارب با تو من  عہد کردم کہ نچینم در زمن
بولا وہ درویش۔ تجھ سے اے خدا  ہے کیا عہد۔ اب نہ میوے توڑوں گا

خود نچینم میوہ را در کل حین  نیز غیرے را نگوم کہ بچین
میں نہ خود توڑوں گا میوے پیڑ کے  اور نہ تڑواؤں گا میوہ کسی سے

جز ازاں میوہ کہ باد انداز دش  من نچینم از درخت منتعش
ماسوا اس کے ہوا سے جو گرے  میں نہ کچھ توڑوں گا اونچے پیڑ سے

مدتے بر نذر خود بودش وفا  تا در آمد امتحانات خدا
مدتوں وہ عہد پر قائم رہا  امتحانِ عہد کا وقت آ گیا

زیں سبب فرمود استثنا کنید  گر خدا خواہد بہ پیماں بر زنید
اس لئے ہے حکم کہ استثنا کرے  عہد اگر چاہے خدا پورا کرے

ز آنکہ حکم کار در دست من است  اختیار جملگاں پست من است
کیونکہ میرے ہاتھ میں ہے حکم کار  پست تر ہے مجھ سے سب کا اختیار

ہر زماں دل را دگر میل دگر  ہر زماں بر دل نہم داغ جگر
ہر گھڑی دل کو نیا اک ذوق دوں  ہر گھڑی داغ جگر پہ دل پہ رکھوں

کل اصباح لنا شان جدید  کل شیء عن مرادی لا یحید
ہر گھڑی میری نئی ہی شان ہے  کب جدا مقصد سے میرے کوئی ہے

[illegible] عہد کیا کرو [illegible]

| | |
|---|---|
| در حدیث آمد کہ دل ہمچو پریست | در بیابانے اسیر صرصریست |
| قول پیغمبر ہے ۔ دل ہے مثل پر | دشت کی آندھی میں جو ہے منتشر |
| باد پر را ہر طرف راند گزاف | گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف |
| پھینکتی ہے پر کو ہر جانب ہوا | دائیں بائیں آگے پیچھے بر ملا |
| در حدیث دیگر این دل دان چنان | کآب جوشاں ز آتش اندر قازغان |
| ہے حدیث اک یہ کہ دل ہے یوں سمجھ | دیگ میں جیسے ہو پانی جوش زن |
| در حدیث دیگر آمد اے شریف | ہست دل مانند گنجشک ضعیف |
| ہے حدیث اک یہ ذرا سن لے شریف | جسم میں یہ دل ہے اک چڑیا ضعیف |
| کہ قرارے نبودش بر یک مکان | مے جہد دائم انجا تا بدان |
| اک جگہ جس کو نہیں تھا قرار | ہر طرف وہ ہے پھدکتی بار بار |
| ہر زماں دل را دگر رائے بود | آں نہ از وے لیک ازجائے بود |
| رائے دل کی ہر گھڑی ہے دوسری | رائے وہ اس کی نہیں ۔ ہے اور ہی |
| پس چہ ایمن میشوی بر رائے دل | عہد بندی تا شوی آخر خجل |
| کیوں تجھے پیدا ہو حسن رائے دل | عہد کرکے ہو پشیماں اور خجل |
| این ہم از تاثیر حکمست و قدر | چاہ مے بینی و نتوانی حذر |
| یہ بھی ہے تاثیر حکم کبریا | ہے کنواں ظاہر نہیں بچنے کی جا |
| نیست خود از مرغ پراں این عجب | کو نبیند دام و افتد در عطب |
| مرغ پراں سے تعجب یہ نہیں | جو نہ دیکھے دام اور ہو غم نشیں |
| این عجب کہ دام بیند ہم وتد | گر بخواہد ور نخواہد مے فتد |
| ہاں ۔ عجب یہ ہے کہ کھونٹا دیکھ لے | اس میں وہ خواہی نخواہی گر پڑے |
| چشم باز و گوش باز و دام پیش | سوئے دامے مے پرد با پر خویش |
| وا ہوں گو کان و چشم، پھندا سامنے | خود پروں سے آکے پھندے میں پھنسے |

# بندِ دام کی تشبیہ قضا سے

بنگر اندر دلق معتر زادۂ — سر برہنہ در بلا افتادۂ
دیکھ تو گدڑی میں معتر زادہ کو — سر برہنہ اور بلا افتادہ کو

در ہوائے نابکاری سوختہ — ملک و املاک خود بفروختہ
نابکاری کی ہوا میں ہے جلا — مال و اسباب اُس نے بیچا بر ہ

خوار گشتہ درمیان قوم خویش — مرہمش نایاب و دل ریش و مریش
اور اپنی قوم میں بدنام و خوار — کا بس مرہم نہیں ۔ دل ہے فگار

خان ومان رفتہ شدہ نام و خوار — کام دشمن میرود او یار دار
خانماں برباد اور رسوا و خوار — بوجھ وہ ڈھوتا ہے ۔ دشمن کا بار

زاہدے جوں دید گوید اے کسے — بخشے میدار از بہر خدا
دیکھ کر زاہد کو اس سے یوں کہے — کر مدد میری خدا کے واسطے

کاندریں ادبار زشت افتادہ ام — مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
ہو گیا ادبار میں ہے مبتلا — مال و زر سب ہاتھ سے جاتا رہا

ہمتے تا بوکہ من زیں وارہم — زیں رنگ تیرہ باد کہ بجہم
کر دعا ایسی کہ ہو جاؤں رہا — خاک تیرہ سے کروں خود کو جدا

ایں دعا تا خواہد او از عام و خاص — کالخلاص و الخلاص و الخلاص
ہر کس و ناکس سے تھی یہ التجا — کر رہا ۔ ہاں کر رہا ۔ ہاں کر رہا

دست از دہائے بازو بند نے — نے موکل بر سرش نے آہنے
دست و پا آزاد قید و بند سے — سر پہ تھا جن اور نہ بیڑے لگے

از کدامیں بند میخواہی خلاص — وز کدامیں قید میخواہی مناص
تو رہائی چاہتا ہے کس قید سے — چاہے تو دوری بھاگتا کس سے مجھے

| | |
|---|---|
| بندِ تقدیر و قضائے مختفی | ہاں نبیند آں بجز ذاتِ صفی |
| قید تقدیر اور پوشیدہ قضا | کون دیکھے اس کو بے مردِ خدا |
| گرچہ پیدا نیست آں در مکمن است | بدتر از زنداں و بندِ آہن است |
| گرچہ وہ ظاہر نہیں، پنہاں تو ہے | بدتر از زنجیر و صد زنداں تو ہے |
| زانکہ آہنگر مر آں را بشکند | حفرہ گر ہم خشتِ زنداں برکند |
| بند ہو تو توڑ دے آہن گر اُسے | اینٹ زنداں کی نقب زن توڑ دے |
| ایں عجب ایں بندِ پنہان گراں | عاجز از تکسیرِ آں آہنگراں |
| یہ عجب اک بند ہے سخت و نہاں | توڑنے سے عاجز آہن گر یہاں |
| دیدن آں بند احمدؐ را رسد | بر گلوئے بستہ حبلٌ من مسد |
| آنکھ احمدؐ کو ہے اس بند کی | رسی خرما کی گلے میں دیکھ لی |
| دید بر پشتِ عیالِ بولہب | تنگِ ہیزم گفت حمالۃ الحطب |
| لکڑیاں لادے بھی زوجہ بولہب | آپ نے فرمایا حمالۃ الحطب |
| حبل و ہیزم را جز او چشمے ندید | کہ پدید آید بر او ہر ناپدید |
| رسی لکڑی کون اوروں دیکھتا | اُن پہ تھا ہر ظاہر و باطن کھلا |
| باقیانش جملہ تاویلے کنند | کایں ز بیہوشیست و ایشاں ہوشمند |
| باقی سب تاویلیں ہی کرتے ہیں یار | یہ ہیں بیہوش اور وہ ہیں ہوشیار |
| لیک از تاثیرِ آں پشتش دوتو | گشتہ و نالاں شدہ او پیشِ او |
| دیکھو اس کی خم تھی اس تاثیر سے | آیا وہ نالاں ہی اس کے سامنے |
| کہ دعا و حیلہ تا وارہم | تا از ایں بندِ نہاں بیروں جہم |
| کر تو منت اور دعا تا چھوٹوں میں | قید سے باہر میں آجاؤں ذرا |
| آنکہ وا بیند ایں علامتہا پدید | چوں نداند او شقی را از سعید |
| جو کہ دیکھے اس علامت کو عیاں | کیوں نہ پہچانے وہ نیک و بد یہاں |

له یعنی زوجۂ بولہب کے گلے میں ہے وہ ۔ سے لکڑیوں کی اٹھانے والی ۔

واند پوشد با امرِ ذو الجلال    گر نداند کشف ما از حق حلال

رکتا ہے پنہاں بحکمِ کبریا    جانے کشف راز کو وہ ناروا

ایں سخن پایاں ندارد واں فقیر    از مجاعت شد زبون و تن اسیر

بات طولانی ہے یہ اور وہ فقیر    بھوک سے لاغر ہے آفت میں اسیر

# فقیر کا درخت سے امرود توڑنا

پنج روز آں باد امرودے نریخت    ز آتشِ جوعش صبوری میگریخت

پانچ دن تک جب نہ امرود اک گرا    بھوک سے بے صبر آخر ہو گیا

بر سرِ شاخ امرودے چند دید    باز صبرے کرد و خود را وا کشید

دیکھے امرود اس نے کچھ اک شاخ پہ    صبر کر کے پھر چپ آیا ادھر

باد آمد شاخ را سر زیر کرد    طبع را بر خوردنِ او چیرہ کرد

جب ہوا سے شاخ نیچے کو جھکی    پھر طبیعت کھانے پہ راغب ہوئی

جوع و ضعف و قوتِ جذبِ قضا    کرد زاہد را ز نذرش بے وفا

بھوک اور ضعف اور پھر جذبِ قضا    عہد زاہد کا نہ قائم رہ سکا

چوں ز امرود بن میوہ شکست    گشت اندر عہد و نذرِ خویش سست

پیڑ سے امرود کے میوہ لیا    سست اپنے عہد میں وہ ہو گیا

ہم در آندم گوشمالِ حق رسید    چشمِ او بگشاد و گوشِ او کشید

گوشمالی حق سے آئی بے گماں    کھل گئیں آنکھیں اور کھنچے اس کے کان

مخلصاں ہستند دائم در خطر    امتحانہا ہست در راہ اے پسر

جو ہیں مخلص ہے سدا ان کو خطر    امتحاں ہیں راہ میں اے پسر

یا مکن نذرے کہ نتوانی وفا    بر خطر شیں و بیروں چہ بلا

عہد مت کر جب نہ ہو ممکن وفا    بیچ در خطرے ہیں۔ بلا سے باہر آ

باز گشتم سوئے قصہ کاں فقیر ‌ ‌ عہد چوں بشکست فرزم شد اسیر
پھر وہی قصہ سناؤں۔ وہ فقیر ‌ ‌ توڑ کر یوں عہد ہو بیٹھا اسیر

غیرت حق گوشمالش داد زود ‌ ‌ زانکہ فرمودہ است اوفوا بالعہود
غیرت حق نے سزا دی اس کو زود ‌ ‌ کیونکہ فرمایا ہے اوفوا بالعہود

## درویش کا ہاتھ کاٹا جانا

اتفاقاً دزد چندے تاختند ‌ ‌ واندر آں کہسار منزل ساختند
اتفاقاً چند چور آ گئے وہیں ‌ ‌ اس پہاڑی میں ہوئے مسکن گزیں

بیست از دزداں بُدند آنجا و بیش ‌ ‌ بخش میکردند مسروقات خویش
بیس تھے وہ بلکہ زائد بیس سے ‌ ‌ مال تھے چوری کا باہم بانٹتے

شحنہ را غماز آگہ کردہ بود ‌ ‌ مردم شحنہ در افتادند زود
شحنہ کو جاسوس نے دی تھی خبر ‌ ‌ آ گئے اس کے سپاہی جلد تر

ہم بر آنجا پائے چپ و دست راست ‌ ‌ جملہ ببریدند و غوغائے بخاست
کاٹے بائیں پاؤں سیدھے ہاتھ بھی ‌ ‌ شور و غل سے ایک ہلچل مچ گئی

دست زاہد ہم بریدہ شد غلط ‌ ‌ پاش را میخواست ہم کردن سقط
ہاتھ زاہد کا بھی سہواً کٹ گیا ‌ ‌ چاہتے تھے پاؤں بھی وہ کاٹنا

در زماں آمد سوارے بس گزیں ‌ ‌ بانگ زد بر عواں کاے سگ ببیں
آ گیا ناگاہ اس جا اک سوار ‌ ‌ ہر سپاہی سے کہا۔ اے نابکار

ایں فلاں شیخ است و ابدال خدا ‌ ‌ دست او را تو چرا کردی جدا
ہے فلاں یہ شیخ ابدال خدا ‌ ‌ ہاتھ اس کا کیوں کیا تم نے جدا

آں عواں بدرید جامہ تیز رفت ‌ ‌ پیش شحنہ داد آگاہیش تفت
وہ سپاہی پھاڑ کر کپڑے چلے ‌ ‌ واقعہ سب جا کے شحنہ سے کہے

شحنہ آمد پا برہنہ عذر خواہ — کہ ندانستم خدا بر من گواہ

شحنہ آیا پا برہنہ عذر خواہ — بے خبر تھے ہم خدا خود ہے گواہ

چوں بہل کن مرو از نیکار زفت — اے کریم و سرور اہل بہشت

عفو کر دے اس بدی کو اے سلیم — سرور اہل بہشت اور اے کریم

گفت میدانم سبب ایں نیش را — می شناسم من گناہ خویش را

بولا، اس کی وجہ میں ہوں جانتا — اور ہوں اپنی خطا پہچانتا

من شکستم حرمت پیمان او — پس بگیرم بر دو دستان او

توڑی ہیں میں نے حرمت اس کے عہد کی — ہاتھ سیدھا لے لیا اس نے اتک

من شکستم عہد و دانستم بداست — تا رسید آں شومی جرأت بدست

عہد توڑا ہیں نے اور جانا برا — شومی جرأت میں ہاتھ آخر پھنسا

دست ما و پائے ما مغز و پوست — با قضائے والی فعلے حکم دوست

ہاتھ پاؤں اور ہمارا مغز و پوست — سب ہیں اے حاکم خدا سے حکم دوست

قسم من بود ایں ترا کردم حلال — تو ندانستی ترا نبود وبال

مجھ کو بخشا یہ مری قسمت میں تھا — تجھ کو کیا معلوم، تیری کیا خطا

آنکہ او دانست او فرمانرواست — با خدا سامان پیچیدن کجاست

جانتا تھا جو۔ وہ ہے فرماں روا — کون الجھے اس سے جو سمجھے خدا

اے بسا مرغاں ز معدہ در مغص — بر کنار بام محبوس قفص

ہیں بہت سے مرغ مارے بھوک کے — اڑتے اڑتے اوپر ہی پنجرے میں پڑے

اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو — کہ بریدہ حلق او ہم حلق او

ہیں بہت سے مرغ اڑتے دانہ جو — حلق کے باعث کٹے ان کے گلو

اے بسا ماہی در آب دوردست — گشتہ از حرص گلو ماخوذ شست

مچھلیاں دریا میں کیا جرأت کریں — پھنس گئیں حرص گلو سے شست میں

| | |
|---|---|
| اے بسا مستور در پردہ بدہ | شومی فرج و گلو رسوا شدہ |
| ہیں بہت سی عورتیں پردہ نشیں | جو گلو و فرج سے رسوا ہوئیں |
| اے بسا قاضی حبر نیک خو | از گلوے رشوتے او زرد رو |
| ہیں بہت قاضی و دانا نیک خو | جو ہیں رشوت کے سبب سے زرد رو |
| اے بسا حاجی بحج رفتہ بعشق | وقت باز آمد شدہ او یار فسق |
| حاجی اکثر شوق سے حج کو گئے | لوٹ کر آئے تو فاسق ہو گئے |
| بلکہ در ہاروت ماروت ایں سراب | از عروج چرخ شاں شد سدِ باب |
| حلق سے ہاروت و ماروت ایسے جہاں | باز ہیں ان سے عروج آسماں |
| بایزید از بہر ایں کرد احتراز | دید در خود کاہلی اندر نماز |
| بایزیدؒ اس سے بچے اس وجہ سے | تھے نمازوں میں وہ سستی دیکھتے |
| از سبب اندیشہ کرد آں ذولباب | دید علت خوردن بسیار آب |
| کاہلی کی اپنی ڈھونڈی وجہ جب | تھا زیادہ پانی پینا ہی سبب |
| گفت تا سالے نخواہم خورد آب | آنچناں کرد و خدایش داد تاب |
| بولے - چھوڑا اک برس کو میں نے آب | پھر کیا ایسا ہی - حق نے دی وہ تاب |
| ایں کمینہ جہد او بد بہر دیں | گشت او سلطان و قطب العارفیں |
| یہ تھی ادنیٰ کوشش ان کی بہر دیں | ہو گئے سلطان و قطب العارفیں |
| چوں بریدہ شد برائے حلق دست | مرد زاہد در شکوی ببست |
| ہاتھ مجرم حلق سے جب کٹ گیا | مرد زاہد کو نہ کچھ شکوہ رہا |
| اینچنیں باشد چو یکدر بستہ شد | صد در دیگر بروا گشتہ شد |
| ایسا ہوتا ہے - جب اک در بند ہو | اور کھل جاتے ہیں سو در متواتر |
| شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق | کرد معروفش بدیں القاب حلق |
| شیخ اقطع نام ان کا ہو گیا | خلق نے مشہور یوں ان کو کیا |

گر تو نام اولش خواہی رواں — آں یکے بود او فقیر نیسانخش خواں

چلو نام اُن کا جو چاہے جانتا — کر انہیں بوا فقیر نیساقی فنا

# شیخ اقطع کی کرامت

درویشش بود ایکے زائر بیافت — کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

دیکھا اک زائر نے جھجر میں انہیں — بنتے تھے زنبیل جو تھی ہاتھ میں

گفت او را اے عدوئے جان خویش — در عریشم آمدی سر کردہ پیش

بولے۔ اپنی جان کا تو ہے عدو — آ گیا کیوں کر مرے جھجر میں تو

بیں چرا کردی شتاب اندر سباق — گفت از افراط مہر و اشتیاق

تو نے سبقت کس لئے کی ہے نفاق — بولا۔ مجھ کو تھا بڑا ہی اشتیاق

پس تبسم کرد و گفت اکنوں بیا — لیک مخفی دار ایں را اے کیا

مسکرا کر پھر کہا اس سے۔ کہ آ — ہاں مگر سب سے چھپانا ماجرا

تا نمیرم من مگو ایں با کسے — نے قرینے نے حبیبے نے خسے

دیکھنا میری زیست تک اس کو نہاں — اپنے بیگانوں سے کر دنیا داں

بعد از آں قومے دگر از روزنش — مطلع گشتند بر بافیدنش

بعد از آں روزن سے قوم اک دوسری — اُن کے یوں بننے سے واقف ہو گئی

گفت حکمت را تو دانی کردگار — من کنم پنہاں تو کردی آشکار

بولے۔ یہ حکمت تو جانے کردگار — میں چھپاتا ہوں۔ کرے تو آشکار

آمد الہامش کہ یک چندے بدند — کہ دریں غم بر تو منکر میشدند

یوں ہوا الہام۔ تھے کچھ آدمی — جو کہ تکذیب کرتے تھے تری

کہ مگر سالوس بود او در طریق — کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

ہاں طریقت میں وہ اک مکار تھا — اس لئے رسوا خدا نے کر دیا

من نخواہم کایں خراں کافر شوند
وز ضلالت در گمان بد روند

میں نے یہ چاہا کہ وہ کافر نہ ہوں
ہوں نہ گمراہ، بدگمانی کرکے یوں

ایں کرامت بہر چہ ام آشکار
کرد و ام بعثت اندر وقت کار

یہ کرامت جو میں نے کر دی آشکار
تا عدم تجھ کو بھیجے وقت کار

تا کہ ایں بیچارگان بدگماں
رو نگردند از جناب آسماں

یہ جو بیچارے نہ ہوتے بدگماں
رو نہ کر دیتے فیض آسماں

من ترا بے ایں کرامتہا ز پیش
خود تسلی دادمے از ذات خویش

اس کرامت سے بھی پہلے میں تجھے
خود تسلی دیتا اپنی ذات سے

ایں کرامت بہر ایشاں دادمت
وایں چراغ از بہر ایں بنہادمت

یہ کرامت دی تجھے ان کے لئے
یہ چراغ اب ہی تجھے ان کے لئے

تو از آں بگذشتہ کز مرگ تن
ترسی از تفریق اجزائے بدن

تو ہے بالاتر، کہ مرگ جسم سے
عضو کی تفریق ہونے سے ڈرے

وہم تفریق از سراپائے تو رفت
دفع وہم از سر رسیدت نیک رفت

وہم تجھ میں ہے کہاں تفریق کا
دفع وہم اب تجھ کو اصل سے ہوا

## فرعون کے جادوگر

ساحراں را گفت فرعون لعین
کز تہدید و سیاست بر زمیں

ساحروں سے کہا فرعون نے
میں سزا دوں گا سیاست کے لئے

کہ ببرم دست و پاتاں از خلاف
پس بیاویزم ندارمتاں معاف

دست و پا کاٹوں، ہوئے جو تم خلاف
اور لٹکا دوں، کروں میں کیوں معاف

او چناں پنداشت کایشاں در ہماں
وہم و تخویف و وسواس و گماں

وہ یہ سمجھا، سب یوں ہی ڈرتے رہیں
وہم و وسواس و گمان و خوف میں

که بود شان لرزه و تحویف ترس ۔ از توهمها و تهدیدات نفس
خوف سے لرزاں بدن ان کے ہیں ۔ نفس کی دھمکی سے وہ ڈرتے ہیں

او نمیداند که ایشان رسته اند ۔ بند وریغ نور دل بشکسته اند
وہ نہ سمجھا تھا کہ یہ آزاد ہیں ۔ نور دل کے وہ جو سب آزاد ہیں

سایۂ خود را ز خود دانسته اند ۔ چابک و چست و گش و برجسته اند
اپنا سایہ جسم کو ہی جانتے ۔ شاد ہیں چالاک و چستی میں بھرے

هاون ار کوبی اگر صد بار شان ۔ خرد کر پا اندریں گلزار شان
گر فلک کی ہو کبھی سو بار بھی ۔ ریزہ ریزہ ان کو کر دے واقعی

اصل آن ترکیب را چون دیده اند ۔ از فروع وهم کم ترسیده اند
اصل ہی ترکیب کی دیکھے ہوئے ۔ وہ نہیں ڈرتے فروع وہم سے

اینجهان همچو ہست اندر ظن ما بیست ۔ گر رود در خواب دستے باک نیست
یہ جہاں ہے وہم و ظن سے جا گذر ۔ خواب میں گر ہاتھ کٹ جائے نہ ڈر

گر بخواب اندر سرت ببرید گاز ۔ هم سرت بر جاست هم عمرت دراز
خواب میں گر سر چھری سے کٹ گیا ۔ عمر تیری بڑھ گئی ۔ سر ہے بجا

گر ببینی خواب در خود را دو نیم ۔ تندرستی چون بخیزی بے سقیم
خواب میں دو ٹکڑے گر آئیں نظر ۔ جب اٹھے ۔ ہو تندرستی بیشتر

حاصل اندر خواب نقصان بدن ۔ نیست باکے از دو صد پاره شدن
الغرض نقصان بدن کا خواب سے ۔ کچھ نہ ہو ۔ گو سیکڑوں ٹکڑے کرے

اینجهان را کہ بصورت قائم است ۔ گفت پیغمبر که حلم نائم است
اس جہاں کا ہے جو صورت پہ قیام ۔ خواب کی صورت کہیں سید انام

از رہ تقلید تو کردی قبول ۔ سالکان این دیده پیدا بے رسول
کر لیا تقلید سے تو نے قبول ۔ سالکوں نے اس کو دیکھا بے رسول

روز در خوابی مگو کاین خواب نیست — سایهٔ فرعست اصل جز مهتاب نیست

تو ہے سوتا۔ یہ نہ کہہ کہ کب خواب ہے — سایہ ہے شاخ۔ اصل بس مہتاب ہے

خواب و بیداریت آن دان اے عضد — کو ببیند خفتہ کو در خواب شد

خواب، بیداری ہے گویا اسے جواں — خفتہ کیا سمجھے کہ ہے خواب گماں

او گماں بردہ کہ اینم خفتہ ام — بے خبر زاں کوست در خواب دوم

وہ تو یہ جانے کہ ہوں سویا ہوا — اصل میں یہ خواب ہے وہ دوسرا

کوزہ گر گر کوزہ را بشکند — چوں بخواہد باز خود قائم کند

کوزہ گر کوزہ گر دی توڑے اگر — پھر وہ جب چاہے۔ بنا دے جوڑ کر

کور را ہر گام باشد ترس چاہ — با ہزاراں ترس مے آید براہ

اندھے کو ہے ہر قدم پر خوف چاہ — سیکڑوں خطروں میں چلتا ہے وہ راہ

مرد بینا دید عرض راہ را — پس بداند او مغاک و چاہ را

مرد بینا دیکھتا ہے راہ کو — جانتا ہے ہر گڑھے اور چاہ کو

پا و زانوش نلرزد ہر دمے — رو ترش کے دارد او از ہر غمے

پاؤں اور زانو لرزتے ہی نہیں — ترش رو وہ کب ہو اور اندوہگیں

خیز فرعونا کہ ماداں نیستیم — کہ بہر بانگے ز غولے بیستیم

دیکھ اے فرعون ایسے ہم نہیں — بانگ غول پر ٹھہرتے ہیں کہیں

خرقہ ما را بدر دوزندہ ہست — ورنہ خود ما را برہنہ تن بہست

پھاڑ خرقہ ۔ سینے والا ہے خدا — ننگا ہم خوش ہیں نہ گر اس نے سیا

بے لباس ایں خوب‌تر اندر کنار — خوش بگیرم اے عدوئے نابکار

بے لباس اس خواب سے ہوں ہمکنار — خوش ہوں اس سے اے عدوئے نابکار

خوشتر از تجرید از تن وز مزیج — نیست اے فرعون بے الہام گیج

سب سے بہتر ہے جدائی جسم سے — کیں تو اے فرعون بے الہام ہے

# ایک خچر اور ایک اونٹ

گفت استر با شتر اے خوش رفیق
در فراز و شیب و در راہ دقیق

بولا خچر اونٹ سے ۔ کیوں اے رفیق
اونچا نیچا جب ہو رستہ یا عمیق

تو نیائی در سر و خوش میروی
من ہمے آیم بسر در چوں غوی

سر کے بل گرتا نہیں تو بے گماں
اور میں گرتا ہوں اکثر ناگہاں

من ہمے افتم برو در ہر دمے
خواہ در خشکی و خواہ اندر نمے

منہ کے بل گرتا ہوں میں تو ہر گھڑی
خواہ وہ خشکی ہو کوئی یا تری

ایں سبب را بازگو با من کہ چیست
تا بدانم من کہ چوں باید زیست

مجھ سبب اس کا بتا آخر کہ ہے
تا کہ رستہ مجھ کو سوجھے کا ہے

گفت از چشم تو چشم من یقیں
بیگماں روشنتر ست و دوربیں

بولا تیری آنکھوں سے آنکھیں مری
دور بیں ہیں اور بہت ہے روشنی

بعد از آں ہم از بلندی ناظرم
زیں سبب در رو نیفتم خاطرم

ہیں بلندی سے وہاں سب دیکھتا
منہ کے بل گرتا نہیں یوں بے وہ

خوش بر آیم بر سر کوہ بلند
آخر عقبہ ببینم ہوشمند

خوش خوش آتا ہوں سر کوہ بلند
گھاٹی کو میں دیکھتا ہوں ہو کے ہوشمند

پس ہمہ پستی و بالائی راہ
دیدہ ام را وانماید ہم الٰہ

ہے بلندی راہ کی ۔ یہ پستیاں
کرتا رہتا ہے خدا مجھ پہ عیاں

ہر قدم من از سر بینش نہم
از عثار و اوفتادن وارہم

ہر قدم رکھتا ہوں میں دانائی سے
لغزش اور گرنے سے بچنے کے لیے

تو نبینی پیش خود یک دو سہ گام
دانہ بینی و نبینی رنج دام

دیکھتا ہے تو فقط دو تین گام
دانہ کو دیکھے ۔ نہ دیکھے رنج دام

یستوی الاعمیٰ لدیکم والبصیر
فی المقام والنزول والمسیر
ہے برابر کور اور بینا نہیں
ہر جگہ ہر منزل اور ہر سیر میں

چوں جنیں را در رحم حق جاں دہد
جذب اجزا در مزاج او نہد
جب رحم میں بچے کو حق جان دے
جذب اجزا کا طبیعت میں رکھے

از خورش او جذب اجزا میکند
تار و پود جسم خود را مے تند
کھانے سے وہ جذب اجزا کو کرے
تانا بانا جسم کا اپنے تنے

تا چہل سالش بجذب جزو ہا
حق حریصش کردہ باشد در نما
جذب اجزا کے لئے چالیس سال
ہے حریص اس کو بناتا ذوالجلال

جذب اجزا روح را تعلیم کرد
چوں نداند جذب اجزا شاہ فرد
جب حق وہ روح کو دے جذب کا
جذب اجزا کیوں نہ جانے کبریا

جامع ایں ذرہ ہا خورشید بود
بے غذا اجزات را داند ربود
جمع ان ذروں کو سورج نے کیا
تیرے اجزا کو چلائے بے غذا

آں زمانے کہ در آئی تو ز خواب
ہوش و حس رفتہ را خواہد شتاب
جس گھڑی بیدار ہو تو خواب سے
ہوش و حس رفتہ کو پھر دیکھ لے

تا بدانی کاں ازو غائب نہ شد
باز آید چوں بفرماید کہ عد
سمجھے تو کہ [illegible] تھے وہ منتشر
لوٹ آئیں جب وہ فرمائے کہ پھر

## حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا

ایں عزیرا در نگر اندر خرت
کہ بپوسیدہ است و ریزیدہ برت
اے عزیر اپنے گدھے پہ غور کر
سڑ گیا اور گل گیا پیش نظر

پیش تو گرد آوریم اجزاش را
آں سر و دم و دو گوش و پاش را
کر دیں اجزا جمع تیرے سامنے
کان دم سر پاؤں ہوں باہم بہم

دست و پا و جزو ہم بر ہم نہم
پارہ پارہ اجتماعے می دہم

ہاتھ پاؤں اور کریں اجزا بہم
بیچ کرکے جوڑ دیں ٹکڑوں کو ہم

درنگر در صنعت پارہ زنے
کو ہمے دوزد کہن بے سوزنے

دیکھ پارہ دوز کی صنعت ذرا
بے سوئی سیتا ہے ٹکڑے یہ وہ

ریسمانے سوزنے نے وقت خرز
آنچناں دوزد کہ پیدا نیست درز

وقت سینے کے نہیں دھاگا سوئی
یوں سئے۔ باقی نہ چھوٹے درز کوئی

چشم بکشا حشر را پیدا ببیں
تا نماند شبہات در یوم دیں

آنکھ کھول اور دیکھ ظاہر حشر کو
تا قیامت میں تجھے پھر شک نہ ہو

تا ببینی جامعیم را تمام
تا نلرزی وقت مردن زاہتمام

جمع کرنا تو مرا دیکھے تمام
وقت مرنے کے نہ گھبرائے بجا

ہمچناں کہ وقت خفتن ایمنی
از فوات جملہ حسہائے تنی

جس طرح سوتے میں ہے اے نیک خو
اپنی حس کے فوت سے بے خوف تو

بر حواس خود نلرزی وقت خواب
گرچہ میگردد پریشان و خراب

اور حسوں کا ڈر نہیں ہے وقت خواب
گو وہ ہوتی ہیں پریشاں اور خراب

## ایک بزرگ کا اپنے بچوں کی موت پر نہ رونا

بود شیخے رہنمائے پیش ازیں
آسمانی شمع بر روئے زمیں

تھا کبھی کوئی بزرگ رہنما
جو زمیں پہ آسمانی شمع تھا

چوں نبی در میان امتاں
در کشائے روضۂ دار الجناں

جیسے ہو مرسل امتوں کے درمیان
کھول دیتا ہے در باغ جناں

گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش
چوں نبی باشد میان قوم خویش

ہے نبی کا قول۔ شیخ بوڑھا
قوم میں نبی ہے مثل انبیا

یک صباحے گفتش اہل بیت او — سخت دل چونی بگو اے نیک خو

اس سے یوں اک روز بیوی نے کہا — سخت دل تو کیوں ہے اے مرد خدا

ما ز ہجر و مرگ فرزندان تو — نوحہ میداریم باپشت دو تو

ہم ترے بچوں کے ہجر و مرگ سے — نوحہ خواں ہیں اور جاتے ہیں جھکے

تو نمے گریی نمے زاری چرا — یا کہ رحمت نیست در دل مر ترا

تو نہیں روتا ۔ نہ ہے نالہ ترا — رحم کیا دل میں نہیں تیرے ذرا

چوں ترا رحمے نباشد در دروں — پس چہ امید ست ما را از تو کنوں

رحم جب بالکل نہیں دل میں ترے — تجھ سے کیا امید پھر کوئی رکھے

ما بامید تو ایم اے پیشوا — کہ نہ بگذاری تو ما را در فنا

ہم تری امید پہ ہیں پیشوا — رکھتے ہیں تو ہم کو کرے گا رہا

چوں بیارایند روز حشر تخت — خود شفیع ما توئی آں روز سخت

تخت جب محشر میں داور کا بچھے — تو شفاعت اس مصیبت میں کرے

در چناں روز و شب بے زینہار — ما باکرام تو ایم امید وار

جب ہوں ایسے بے اماں لیل و نہار — ہم ہیں تیرے لطف کے امیدوار

دست ما و دامن تست آں زماں — کہ نماند ہیچ مجرم را اماں

ہو ہمارا ہاتھ اور دامن ترا — جب اماں پائیں نہ ارباب خطا

گفت پیغمبر کہ روز رستخیز — کے گذارم مجرماں را اشک ریز

قول پیغمبر ہے ۔ میں روز جزا — مجرموں کو کب رکھوں گا در سزا

من شفیع عاصیاں باشم بجاں — تا رہانم شاں ز اشکنجہ گراں

میں شفیع عاصیاں ہوں گا — تا کروں ان کو مصیبت سے رہا

عاصیان و اہل کبائر را بجہد — وا رہانم از عتاب نقض عہد

دوں گا سب اہل کبائر کو بچا — تا نہ نقض عہد کی پائیں سزا

لہ اگلے صفحہ پر دیکھئے۔

| | |
|---|---|
| صالحان امتم خود فارغ‌اند | از شفاعتہائے من روز گزند |
| صالح امت ہیں فارغ بے ملا | ہاں شفاعت سے مری روز جزا |
| بلکہ ایشاں را شفاعتہا بود | گفت شاں چوں حکم نافذ میرود |
| خود شفاعت وہ کریں گے نیک ذات | حکم ہیں کہ ہوگی جاری ان کی ذات |
| ہیچ وازر وزر غیرے بنداشت | من نیم وازر خدایم برفراشت |
| بار اٹھاتا ہے کسی کا کوئی کب | بوجھ اٹھواتا ہے مجھ سے کب وہ رب |
| آنکہ بے وزر است شیخ است ای جواں | در قبول حق چو اندر کف کماں |
| جو کہ ہے بے بوجھ ہے شیخ اے جواں | تابع حق جیسے ہاتھوں میں کماں |
| شیخ کہ بود پیر یعنی مو سپید | معنی ایں مو بداں اے نا امید |
| شیخ بڈھا بال ہوں جس کے سفید | ہیں نے تو معنی سمجھ - اے نا امید |
| ہست آں موئے سیہ ہستی او | تا ز ہستیش نماند تار مو |
| بال کالے اس کی ہستی ہیں پسر | تا رہے باقی نہ ہستی بال بھر |
| چونکہ ہستیش نماند پیر اوست | گر سیہ مو باشد او خود یا دو موست |
| پیر وہ ہے - جس کی ہستی خود مٹے | بال کالے ہوں کہ ہوں تل چاولے |
| ہست آں موئے سیہ وصف بشر | نیست آں مو موئے ریش و موئے سر |
| بال کالے کیا ہیں؟ اوصاف بشر | کب وہ موئے ریش ہیں یا موئے سر |
| مہد و عیسیٰ برآرد صد نفیر | کہ جواں ناگشتہ ما شیخیم و پیر |
| تھا یہ گہوارے میں عیسیٰ کا بیاں | ہم ہیں شیخ و پیر، اور کب ہیں جواں |
| گر رہید از بعض اوصاف بشر | شیخ نبود کہل باشد اے پسر |
| گر نہیں، بعض اس میں اوصاف بشر | پیر کامل وہ کہاں ہے اے پسر |

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) کبیرہ کرنے والے لوگ۔

| | |
|---|---|
| وریکے موئے سیہ کاں وصف ماست | نیست بر رُو شیخ و مقبول خداست |
| گر نہیں چہرے پہ اک موئے سیاہ | شیخ ہے وہ اور ہے مقبول اگر |
| چوں بود مویش سپید ار باخود است | او نہ پیر است و نہ خاص ایزد است |
| بال جس کے ہوں سپید اور ہو خودی | وہ نہیں پیر اور خاص ایزدی |
| در سر موئے ز وصفش باقیست | او نہ از عرش خدا آفاقیست |
| بال بھر جو وصف باقی ہو کہیں | وہ ہے دنیا دار، مرد حق نہیں |
| ما ہمہ امیدواران تو ایم | ریزہ چین خوان احسان تو ایم |
| ہم تو ہیں امیدوار اب سب ترے | ریزہ چیں ہیں ہاں ترے احسان کے |
| لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی | بھر فرزنداں چرا بے رافتی |
| باوجود اس کے بھی بے شفقت ہے تو | اپنے فرزندوں سے بے الفت ہے تو |
| یا مگر خود دل نمے سوزد ترا | باز گو اے شیخ مارا ماجرا |
| یا پگھلتا خود نہیں ہے دل ترا | کہہ تو کہہ اے شیخ ہم سے ماجرا |

## شیخ کا نہ رونے کے واسطے عذر کرنا

| | |
|---|---|
| شیخ گفتا اور امپندار اے رفیق | کہ ندارم رحم و مہر دل شفیق |
| شیخ بولا یہ نہ تو جان اے رفیق | رحم ہے میرا نہیں ہے دل شفیق |
| بر ہمہ کفار ما را رحمت است | گرچہ جان جملہ کافر نعمت است |
| رحم مجھ کو کافروں پر بھی ہے اب | کافر نعمت ہیں گو وہ سب کے سب |
| بر سگانم رحمت و بخشایش است | کہ چرا از سنگہا شاں مالش است |
| رحم کتوں پہ بھی آتا ہے مجھے | کیوں انہیں پتھر سے سب ہیں مارتے |

ؔ یہاں سے اس بزرگ کی بیوی کا قول پھر شروع ہوا۔

آں سگے کہ میگزد گویم دعا | کہ ازیں خو وا رہانش اے خدا

کتا جب کاٹے ۔ میں کرتا ہوں دعا | تو چھڑا دے اس کی یہ عادت خدا

ایں سگاں را ہم دریں اندیشہ دار | کہ نباشد از خلائق سنگسار

فکر کتوں کی یہ رہتی ہے مجھے | سنگسار اب ہوں نہ یہ مخلوق سے

زاں بیاورد اولیا را بر زمیں | تا کندشاں رحمۃ للعالمین

اولیا کو لائے وہ سوئے زمیں | تا بنائے رحمۃ للعالمین

خلق را خواند سوئے درگاہ خاص | حق را خواند کہ وافر کن خلاص

وہ سکھائے درگاہ حق سب کو بلائیں | صدق وافر ہونے کی مانگیں معافی

جہد بنماید ازیں سو بہر پند | چوں نشد گوید خدایا در مبند

زور دیتے ہیں نصیحت میں بڑا | بجھ نہ ہو تو بولیں در کھول اے خدا

رحمت جزوی بود مر عام را | رحمت کلی بود ہمام را

رحمت جزوی ہے بہر خلق عام | رحمت کلی ہے بہر ہمام

رحمت جزوش قرین گشتہ بکل | رحمت دریاست ہادی سبل

رحمت جزوی ہے کل سے بس قریں | رحمت دریا ہے ہادی یقیں

رحمت جزوی بکل پیوستہ شد | رحمت کل را تو ہادی بیں بود

رحمت جزوی ہے کل سے مل گئی | رحمت کل کو تو ہادی جان ابھی

تا کہ جزو است و نداند راہ بحر | ہر غدیرے را کند اشباہ بحر

جزو ہے جب تک راہ دریا جانے کیا | ہوتا ہے تالاب پر شک بحر کا

چوں نداند راہ یم رہ کے برد | سوئے دریا خلق را چوں آورد

کیا کرے جب یاد راہ یم نہ ہو | لائے کیونکر سوئے دریا خلق کو

سلہ مقبول خدا ۔

سلہ دریا ۔

متصل گردد بہ بحر آنگاہ او ۔ رہ برد تا بحر ہمچوں سیل جو
بحر سے مل جائے ۔ تو بے شبہ وشک ۔ لے کے جائے سیل بن کر بحر تک

ور کند دعوت بہ تقلیدے بود ۔ نے عیان و وحی و تائیدے بود
گر کیے تبلیغ تقلیدی ہے یہ ۔ کب عیاں با وحی تائیدی ہے یہ

گفت پس چوں رحم داری بر ہمہ ۔ ہمچو چوپانے بگرد ایں رمہ
بولی بیوی ۔ تو ہے سب پر مہرباں ۔ جیسے گلہ کے لئے ہو گلہ باں

چوں نداری نوحۂ فرزند خویش ۔ چونکہ فصاد اجل شاں زد بہ نیش
کیوں نہیں پھر نوحہ خواں فرزندوں کا ۔ جن پہ نشتر ہے اجل کا لگ چکا

چوں گواہ رحم اشک دیدہ ہاست ۔ دیدۂ تو بے نم و گریہ چراست
ہیں گواہ رحم آنسو آنکھ کے ۔ تیری آنکھیں کیوں ہیں خالی اشک سے

شیخ دانا زیں عتابش گرم شد ۔ ور سخن بیچارہ بے آزرم شد
شیخ کی غصے سے تیوری چڑھ گئی ۔ بے مروت ہو گیا یک بار گی

رو بزن کرد و بگفتش کاے عجوز ۔ خود نباشد فصل دے ہمچوں تموز
بولا عورت سے ۔ کہ سن اے پیرزاں ۔ جیسی گل ہوتی ہے کب فصل خزاں

جملہ گر مردند ایشاں ور حی اند ۔ غائب و پنہاں ز چشم دل کے اند
مر گئے ہیں جو ۔ ہیں زندہ سب کے سب ۔ چشم دل سے ہیں بھلا پوشیدہ کب

من چو بینم شاں معین پیش خویش ۔ از چہ رو رو را کنم ہمچوں تو ریش
دیکھتا ہوں ان کو اپنے سامنے ۔ منہ کو تیری طرح نوچوں کس لئے

گرچہ بیرونند از دورِ زماں ۔ با منند و گرد من بازی کناں
گو نہیں دنیا میں اب وہ ذی شرف ۔ کھیلا کرتے ہیں مرے چاروں طرف

گریہ از ہجراں بود یا از فراق ۔ با عزیزانم وصالست و عناق
ہجر سے ہوتی ہے جاں بے قرار ۔ اور فرزندوں سے ہوں میں ہمکنار

خلق اندر خواب مے بینند شاں ۔ من بہ بیداری ہمے بینم عیاں

خلق ان کو دیکھتی ہے خواب میں ۔ جاگتے ہیں دیکھتا ہوں میں انہیں

نیم پنہاں خود را مے پنہاں کنم ۔ برگ حس را از درخت افشاں کنم

دہرے خود کو چھپاتا ہوں میں ۔ حس کے پتوں کو گرا دیتا ہوں میں

حس اسیر عقل باشد اے فلاں ۔ عقل اسیر روح باشد ہم بداں

حس اسیر عقل ہے سن اے اخی ۔ عقل ہوتی ہے اسیر روح ہی

دست بستہ عقل را جاں باز کرد ۔ کارہائے بستہ را ہم ساز کرد

عقل کے عقدے کو کھولا جان نے ۔ اور تھے جو کام ۔ جاری ہو گئے

حسہا و اندیشہ بر آب صفا ۔ ہمچو خس بگرفتہ روئے آب را

حس اور اندیشہ ہے آب صاف پر ۔ ہو خس وخاشاک جیسے اے پسر

دست عقل آں خس بیکسو میبرد ۔ آب پیدا میشود پیش خرد

دست عقل اس خس کو جب یکسو کرے ۔ آب پیدا ہو خرد کے سامنے

خس بس انبہ بود بر جو چوں حباب ۔ خس چو یکسو رفت پیدا گشت آب

جیسے تھی خس نہر پر مثل حباب ۔ خس ہٹی تو ہو گیا ظاہر پھر آب

چونکہ دست عقل نکشاید خدا ۔ خس فزاید از ہوا بر آب ما

گر نہ خالق ہاتھ کھولے عقل کے ۔ خس ہمارے پانی پر بڑھتی ہے

آب را ہر دم کند پوشیدہ او ۔ از ہوا خنداں و گریاں عقل تو

پانی کو ہر لحظہ وہ کرے نہاں ۔ ہنستی روتی ہے ہوا سے عقل ہاں

چونکہ تقویٰ بست دو دست ہوا ۔ حق کشاید ہر دو دست عقل را

جب کہ ہوگئے جب زہد سے دست ہوا ۔ عقل کے ہاتھوں کو کھولے گا خدا

پس حواس چیرہ محکوم تو شد ۔ چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

ہو گئے محکوم وہ غالب حواس ۔ جب ہوئی سردار عقل اے حق شناس

حس ما بخواب خوب اندر کند
غیبت ہا زجاں سر بر زند

جس کو بیداری میں دیتا ہے شفا
غیب سے ہو روح تیری آشنا

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا
ہم زگردوں برکشاید بابہا

خواب دیکھے عالم بیدار میں
آسماں سے تجھ پہ دروازے کھلیں

## ایک شیخ نابینا کا قرآن پڑھنا

دید در ایام آں شیخ فقیر
مصحفے در خانۂ پیرے ضریر

دیکھا ان روزوں میں اک درویش نے
ایک قرآن گھر میں اندھے پیر کے

پیش او مہماں شد او وقت تموز
ہر دو زاہد جمع گشتہ چند روز

اس کا وہ مہمان گرما میں ہوا
دونوں زاہد مل کے بیٹھے اک جا

گفت اینجا اے عجب مصحف چراست
چونکہ نابیناست ایں درویش راست

سوچا ہے قرآن کا اس جا کام کیا
جبکہ نابینا ہے پیر باصفا

اندریں اندیشہ تشویشش فزود
کہ جز او را نیست اینجا باش و بود

فکر اس اندیشے میں اس کی بڑھ گئی
یاں سوا اس کے نہیں رہتا کوئی

اوست تنہا مصحفے آویختہ
من نیم گستاخ یا آمیختہ

وہ ہے تنہا اور قرآن ہے یہاں
میں نہیں گستاخ اور بے باک ہاں

تا بپرسم نے خمش صبرے کنم
تا بہ صبرے بر مرادے بر زنم

تاکہ پوچھوں، صبر کر لوں، چپ رہوں
صبر سے مقصود میں حاصل کروں

صبر کرد و بود چندے در حرج
کشف شد کالصبر مفتاح الفرج

صبر سے تھا کچھ دنوں گو حرج
کھل گیا ہے صبر مفتاح الفرج

صبر گنجست اے برادر صبر کن
تا شفا یابی تو زیں رنج کہن

صبر ہے گنج اے برادر صبر کر
تجھ کو غم سے ہو شفا حاصل گر

صبر سوئے کشف ہر سر رہبر است — صبر تلخ آمد برِ او شکر است

صبر کشف راز میں ہے رہنما — صبر کڑوا - پھل ہے میٹھا بڑا

## حضرت لقمان علیہ السلام کا صبر کرنا

رفت لقمانؑ سوئے داؤدؑ از صفا — دید کو میکرد ز آہن حلقہا

خدمت داؤدؑ میں لقمانؑ گئے — دیکھا حلقے ہیں بناتے لوہے کے

جملہ را با ہمدگر در مے فگند — ز آہن و پولاد آں شاہِ بلند

ایک کو تھے دوسرے میں ڈالتے — وہ بنا کر آہن و فولاد سے

صنعت زرّاد او کم دیدہ بود — در عجب میماند و وسواسش فزود

صنعت ایسی پہلے کی دیکھی نہ تھی — بڑھ گیا وسواس - در حیرت ہوئی

کاں چہ شاید بود وا پرسم ازو — کہ چہ مے سازی ز حلقہ تو بتو

ان سے آخر پوچھنا تو چاہئے — حلقے کیوں رکھتے ہیں یہ اوپر تلے

باز با خود گفت صبر او لٰتر است — صبر با مقصود زود تر رہبر است

پھر کہا - ہے صبر ہی لازم مجھے — صبر ہی مقصود کا رہبر بنے

چوں نپرسی زود تر کشفت شود — مرغِ صبر از جملہ پرّاں تر بود

گر نہ پوچھے - بھید کھل جائے پسر — صبر کا ہے مرغ سب سے تیز پر

ور بپرسی دیر تر حاصل شود — سہل از بے صبریت مشکل شود

اور جو پوچھے - ہو برا اس کا اثر — سہل ہے بے صبری سے ہو دشوار تر

چونکہ لقمانؑ تن بزد و اندر زماں — شد تمام از صنعتِ داؤد آں

چونکہ لقمانؑ نے کیا صبر اس گھڑی — صنعت داؤدؑ پوری ہو گئی

پس زرہ سازید و در پوشید او — پیش لقمانِ حکیم صبر خو

بن چکا جب چلتہ - پھر پہنا اسے — سامنے لقمانؑ صبر انگیز کے

گفت ایں نیکو لباس است اے فتی ۔ در مصاف و جنگ دفع زخم را
بولے یہ پوشش ہے اچھی دیکھ لے ۔ جنگ میں دفع جراحت کے لئے

گفت لقمانؑ صبر نیکو ہمدمیست ۔ کو پناہ و دافع ہر جا غمیست
بولے لقمانؑ۔ صبر بھی ہے ۔ دافع فکر و پناہ و رنج و غم

صبر را با حق قرین کرد اے فلاں ۔ آخر والعصر را آگہ بخواں
صبر ہے نزدیک حق سے اے پسر ۔ آخر والعصر پڑھ اور غور کر

صد ہزاراں کیمیا حق آفرید ۔ کیمیائے ہمچو صبر آدم ندید
گرچہ اکسیریں بہت کی ہیں کیمیا ۔ کیمیائے صبر ہے سب سے سوا

## شیخ نابینا کا باقی قصہ

مرد مہماں صبر کرد و ناگہاں ۔ کشف گشتش حال مشکل در زماں
صبر مہماں نے کیا اور ناگہاں ۔ حال مشکل ہو گیا اس پہ عیاں

نیم شب آواز قرآں را شنید ۔ جست از خواب آں عجائب را بدید
نصف شب آواز قرآں کی سنی ۔ نیند سے چونکا تو حیرت ہو گئی

کز مصحف کور میخواند درست ۔ گشت بے صبر و ز او آں حال جست
کر رہا قرآن زر زر پڑھ رہا ۔ ہو گیا بے صبر۔ پوچھا ماجرا

گفت چوں در چشمہایت نیست نور ۔ چوں ہمی بینی ہمی خوانی سطور
پوچھا۔ آنکھوں میں نہیں جب روشنی ۔ سطریں آتی ہیں نظر کیوں کر انھیں

آنچہ میخوانی بر آں افتادۂ ۔ دستہا بر حرف آں بنہادۂ
تو جو پڑھتا ہے۔ اس پہ ہے نظر ۔ انگلی ہے رکھے ہوئے ہر حرف پہ

لہ یعنی وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ حق کے اور صبر کے ساتھ وصیت کرتے ہیں۔

صنعت در سیر پیدا میکند | کہ نظر بر حرف داری مستند

انگلی کی حرکت سے ظاہر ہے مگر | ٹھیک پڑتی ہے نظر ہر حرف پر

گفت اے گشتہ ز جہل تن جدا | این عجب میداری از صنع خدا

ہو جو جہل تن سے تو جدا | ہے تعجب صنعت خالق میں کیا

من ز حق درخواستم کاے مستعان | بر قرائت من حریصم ہمچو جان

میں نے اپنے حق سے کی تھی التجا | شوق ہے قرآن پڑھنے کا بڑا

نیستم حافظ مرا نورے بدہ | در دو دیدہ وقت خواندن بے گرہ

میں نہیں حافظ مجھے دے روشنی | پڑھتے وقت آنکھیں یہ کھل جائیں گی

باز دہ دو دیدہ ام را آنزماں | کہ بگیرم مصحف و خوانم عیاں

میری آنکھیں پھر مجھے مقسوم کر | تا پڑھوں قرآن میں اے داورگر

آمد از حضرت ندا کاے مرد کار | اے بہر رنجے بما امید وار

آئی خالق کی ندا اے مرد کار | ہم سے تو ہر غم میں ہے امید وار

حسن ظن است و امیدے خوش ترا | کہ ترا گویم بہر دم بر تر آ

حسن ظن ہے اور امید ہے بھلا | تجھ سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھ کر آ

ہر زماں کہ قصد خواندن باشدت | یا ز مصحفہا قرائت بایدت

قصد جب قرآن پڑھنے کا کرے | یا کہ قرات مصحف اللہ سے

من در آں دم وادہم چشم ترا | تا فرو خوانی معظم جوہرا

میں تجھے اس وقت دوں آنکھیں تری | جو ہیں اعظم پڑھے تو کر خوشی

ہمچناں کرد و ہر آنگاہ کہ من | وا کشایم مصحف اندر خواندن

اس نے ایسا ہی کیا۔ جیسا جس گھڑی | کھول کر قرآن پڑھتا ہوں کبھی

آں خبیرے کہ نشد غافل ز کار | آں گرامی بادشاہ و کردگار

جو نہیں بندوں سے غافل وہ خبیر | ہاں وہ سلطان گرامی و بصیر

باز بخشد بینشم آں شاہ فرد — در زماں ہمچوں چراغ شب نورد
بخشتا ہے نور آنکھوں کو مجھے — اس گھڑی جوں شمع شب افروز کے

زیں سبب نبود ولی را اعتراض — ہر چہ بستانند فرستد اعتیاض
معترض کب اولیا ہیں اس لئے — وہ جو لے لے۔ اس کا بدلہ خوب دے

گر بسوزد باغت انگورے دہد — در میان ماتمے سورے دہد
گر جلا دے باغ۔ تو انگور دے — اندر ماتم ہیں جوں مسرور دے

آں شل بیدست را دستے دہد — کان غمہا را دل مستے دہد
ہاتھ بخشے وہ جو اک بے دست کو — مست اس کے رحم سے مغموم ہو

لا نسلم و اعتراض از ما برفت — چوں عوض مے آید از مفقود رفت
اعتراض اس پہ ہمارا ہے فضول — جب مراد دل عوض میں ہو حصول

چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد — راضیم گر آتشش ما را کشد
جبکہ بے آتش مجھے گرمی ملے — ہوں میں راضی۔ آگ اگر میری بجھے

چونکہ بے حشمت بہ بخشد دیدنے — انچنیں کوریست چشم روشنے
جب وہ دے بے آنکھ تجھ کو روشنی — ہے اس اندھے پن میں بینائی بنی

بے چراغے چوں دہد او روشنی — گر چراغت شد چہ افغاں می کنی
بے چراغ اس سے ملے جب روشنی — شمع بجھنے سے ہے پھر کیوں بے کلی

## اولیاء اللہ کا قصہ

بشنو اکنوں قصہ آں رہرواں — کہ ندارند اعتراضے در جہاں
قصہ سن ان رہروؤں کا اب ذرا — جو نہیں ہیں معترض سے باوفا

ز اولیا اہل دعا خود دیگر اند — کہ ہمے دوزند و گاہے میدرند
اولیا کا اک گروہ اہل دعا — جو کبھی سیتا۔ کبھی ہے پھاڑتا

قوم دیگر مے شناسم ز اولیا — کہ دہاں شاں بستہ باشد از دعا
ایسی بھی ہے ایک قوم اولیا — چپ ہے خاموش اور نہیں کرتی دعا

از رضا کہ ہست رام آں کرام — جستن دفع قضا شاں شد حرام
اس رضا سے جو کہ اُن کو ہے تمام — ڈھونڈنا دفع قضا کا ہے حرام

در قضا ذوقے ہمے بینند خاص — کفرشاں آید طلب کردن خلاص
ہے قضا میں بھی انہیں اک ذوق خاص — کفر ہے۔ چاہیں اگر اپنی خلاص

حسن ظنے بر دل ایشاں کشود — کہ نپوشد از غمے جامہ کبود
حسن ظن سے ان کے دل پہ ہے کھلا — نیلا جامہ غم میں وہ رکھیں جدا

ہر چہ آید پیش ایشاں خوش بود — آب حیواں گردد ار آتش بود
سامنے جو آئے۔ خوش ہیں نیک ذات — آگ بھی آئے تو ہو آب حیات

زہر در حلقوم شاں شکر بود — سنگ اندر راہ شاں گوہر بود
زہر اُن کے حلق میں شکر بنے — پتھر اُن کی راہ میں گوہر بنے

جملگی یکساں بود شاں نیک و بد — از چہ باشد ایں ز حسن ظن خود
نیک و بد یکساں ہیں سب اُن کے لئے — حسن ظن سے اُن کو یہ نتیجے ملے

کفر باشد نزد شاں کردن دعا — کاے الٰہ از ما بگرداں ایں قضا
کفر ہے اُن کے لئے ایسی دعا — اے قضا کو پھیر دے ہم سے قضا

## بہلول اور ایک صاحب دل

گفت بہلول آں یکے درویش را — چونی اے درویش واقف کن مرا
پوچھا اک درویش سے بہلول نے — حال کیا ہے کچھ پتہ مجھ کو تو دے

گفت چوں باشد کسے کہ جاوداں — بر مراد او رود کار جہاں
بولا ایسا ہے کہ جیسے جاوداں — ہو تابع پہ کسی کی یہ جہاں

سیل جو یا بر مراد او روند | اختراں زانسا کہ او خواہد شوند
سیل دریا اس کی خواہش پہ چلیں | اور ستارے اس کی مرضی پہ رہیں

زندگی و مرگ سرہنگان او | بر مراد او روانہ کو بکو
اور پیادے زندگی و موت کے | اس کی خواہش پہ ہیں ہر دم پھر رہے

ہر کجا خواہد فرستد تعزیت | ہر کجا خواہد ببخشد تہنیت
وہ جہاں بھی چاہے - بھیجے تعزیت | اور جہاں بھی چاہے - بھیجے تہنیت

سالکان راہ ہم بر گام او | ماندگان راہ ہم در دام او
اس کے قدموں پر ہیں سالک راہ کے | اور واماندہ ہیں پھندے میں پڑے

ہیچ دندانے نخندد در دہان | بے رضا و امر او فرمان روان
دانت بھی ہلتا نہیں منہ میں کوئی | بے رضا و حکم اس کے ہر گھڑی

بے رضائے او نجنبد ہیچ برگ | بے قضائے او نیاید ہیچ مرگ
بے رضا اس کی نہ اک پتہ گرے | بے حکم اس کے نہ کوئی بھی مرے

بے مراد او نجنبد ہیچ رگ | در جہاں ز اوج ثریا تا سمک
بے مراد اس کے نہ کوئی رگ ہلے | اس زمیں تک سے لے کے اوج چرخ سے

گفت اے شہ راست گفتی ہمچنیں | در فریبائے تو پیداست ایں
بولا اے شہ تو نے بالکل سچ کہا | تیری پیشانی سے ہے جلوہ نما

آزمو صد چنداں اے صادق ولیک | شرح کن ایں بیاں کن نیک نیک
ہے اور ایسے سو سخن کہ ہیں مگر | تھوڑی تھوڑی اس بیاں کی شرح کر

آنچنانکہ فاضل و مرد فضول | چوں بگوش او رسد آرد قبول
تاکہ کوئی فاضل اور مرد فضول | گر سنے - کرے اسے وہ قبول

آنچنانش شرح کن اندر کلام | کہ ازاں ہم بہرہ یابد جان عام
اس طرح کر شرح میں اس کی کلام | جس سے بہرہ یاب ہوں سب خاص و عام

تا طبق کاول چو خواں باشے بود — پس سر خوانش ز ہر آشے بود

تا طبق کاول بچھائے خوان اگر — ہر غذا موجود ہو اس خوان پر

گر نماند آسیبی مہماں بے نوا — ہر کسے یابد غذائے خود جدا

وہ نہ جائے کوئی مہماں بے نوا — ہر کوئی پائے غذا اپنی جدا

ہمچو قرآں کہ بمعنی ہفت توست — خاص را و عام را مطعم در وست

سات باطن جیسے ہیں قرآن کے — بہرہ ور سب خاص و عام اس سے ہوئے

گفت ایں باشد یقین شد پیش عام — کہ جہاں در امر یزدانست رام

ہوا اس کا تو یقیں سب کو ہوا — یہ جہاں ہے زیرِ حکمِ کبریا

ہیچ برگے در نیفتد از درخت — بے قضا و حکم آں سلطان بخت

پتہ سے گرتا نہیں بیت کوئی — حکم جب تک دے نہ خود اللہ ہی

از دہاں لقمہ نشد سوئے گلو — تا نگوید لقمہ را حق کادخلوا

منہ سے لقمہ جائے کب سوئے گلو — گر نہ کہے اس سے وہ۔ کہ ادخلوا[1]

میل و رغبت کاں زمام آدمیست — جنبش آں رام امر آں غنی ست

میل و رغبت باگ ہے انسان کی — جنبش و آرام ہے حکمِ غنی

در زمینہا و آسمانہا ذرۂ — پر نجنباند نگردد پرۂ

ایک ذرہ بھی زمین و چرخ پے — اُڑ نہیں سکتا۔ کرے جنبش اگر

جز بفرمان قدیم نافذش — شرح نتواں کرد و جلدی نیست خوش

گر نہ ہو فرمان نافذ کی خوشی — شرح کب ممکن ہے۔ جلدی ہے بری

کہ شمرد برگ درختاں را تمام — بے نہایت کے شود در نطق رام

کون سب پیڑوں کے پتے گن سکے — جو ہے بے حد۔ نطق میں وہ کب گھرے

[1] داخل ہو جاؤ

ایں قدر بشنو کہ چوں کلّی کار — مے نگردد جز بامر کردگار

اس قدر سن لے کہ جملہ کاروبار — ہیں فقط موقوف حکم کردگار

چوں قضائے حق رضائے بندہ شد — حکم اورا بندۂ خواہندہ شد

جب قضائے حق ہے بندے کی رضا — حکم اس کا بندہ کی خواہش بنا

بے تکلف نے پئے مزد و ثواب — بلکہ طبع او چنیں شد مستطاب

بے تکلف۔ ہو نہ کچھ فکر ثواب — ہوتی ہے خود طبع اس کی مستطاب

زندگی خود نخواہد بہر خود — نے پئے ذوق حیات مستلذ

زندگی چاہے نہ خود اپنے لئے — اور نہ ذوق زندگی کے واسطے

ہر کجا امر قدم را مسلکے ست — زندگی و مردگی پیشش یکیست

جس طرح ہے امر حق کا راستا — جینا اور مرنا اسے یکساں ہوا

بہر یزداں مے زید نے بہر گنج — بہر یزداں میرد نز خوف و رنج

حق سے جیتا ہے۔ نہ گنج سے — حق پہ مرتا ہے، نہ خوف و رنج سے

ہست ایمانش برائے خواہ او — نے برائے جنت و اشجار و جو

اس کو ہے ایماں صرف اللہ کا — جنت اور نہروں پھلوں سے کام کیا

ترک کفرش ہم برائے حق بود — نے زبیم آنکہ در آتش شود

ہے برائے حق ہی ترک کفر بھی — آگ کا اس کو نہیں ہے خوف ہی

ایں چنیں آمد ز اصل آں خوئے او — بے ریاضت نے زجست و جوئے او

فطرتاً خوگر ہے وہ اس بات کا — بے ریاضت بے تگ و دو برملا

آنگہاں خندد کہ او بیند رضا — ہمچو حلوائے شکر او را قضا

وہ ہنسے اس وقت جب دیکھے رضا — اور حلوا ہے اسے حکم قضا

بندۂ کش خوئے و خصلت ایں بود — نے جہاں بر امر و فرمانش رود

بندہ جس کی خو و خصلت یہ رہے — کیوں نہ دنیا حکم پہ اس کے چلے

پس چرا لابہ کند او یا دعا | کہ بگرداں اے خداوند ایں قضا

کیوں کرے پھر وہ خوشامد اور دعا | یا الٰہی پھیر دے تو یہ قضا

مرگ او و مرگ فرزندانِ او | بہر حق پیشش چو حلوا در گلو

اس کی موت اور اس کے فرزندوں کی موت | بہر حق ہے مثل حلوا خوش گوار

نزع فرزنداں برآں باوفا | چوں قطائف پیش شیخِ بے نوا

جاں کنی بچوں کی اس کے سامنے | جیسے لوزینہ[1] گدا کے واسطے

پس چرا گوید دعا اِلّا مگر | در دعا بیند رضائے دادگر

پس دعا وہ کیوں کرے کوئی مگر | دیکھے جو اس میں رضائے دادگر

آں شفاعت واں دعا نز رحم خود | میکند آں بندۂ صاحب رشد

وہ شفاعت ہے۔ نہیں ہے یہ دعا | وہ کرے بہر ہدایت بر وہ

رحم خود را او ہماں دم سوختہ است | کہ چراغِ عشق حق افروختہ است

اس نے رحم اپنا جلایا برملا | جب چراغ عشق حق روشن کیا

دوزخ اوصافِ او عشق ست و او | سوختہ مر وصف ہا را مو بمو

عشق دوزخ اس کے ہے اوصاف کی | پھونک ڈالے اس نے اوصاف ایک اک

ہر طروقے ایں فروقے کے شناخت | جز دقوقی کو درایں دولت بتاخت

جانا ہر سالک نے کب اس فرق کو | جس طرح جانا دقوقیؒ نے سنو

## حضرت دقوقیؒ اور ان کی کرامت

آں دقوقی داشت خوش دیباجۂ | عاشق و صاحب کرامت خواجۂ

چہرہ زیبا تھا دقوقیؒ کو بڑا | عاشق و صاحب کرامت تھے کیا

[1] وہ لوزینہ حلوا جس میں بادام پڑتے ہیں۔

بر زمیں میشد چو مہ بر آسماں
شب روان را گشتہ زو روشن رواں

تھے زمیں پر جیسے ماہ و آسماں
اور شب رواں سے تھے روشن رواں

در مقامے مسکنے کم ساختے
کم دو روز اندر دہے انداختے

کم کسی جا کرتے تھے اپنا مقام
گاؤں میں دو دن سے کم رہتے مدام

گفت در یک خانہ گر باشم دو روز
عشق آں مسکن کند در من فروز

کہتے تھے. اک گھر میں گر دو دن رہوں
عشق اس مسکن کا ہو دل میں فزوں

غرۃ المسکن احاذر یا انا
انقلی یا نفس سافر للغنا

ہوں نہ جاؤں اک جگہ کا شیفتا
کر سفر اے نفس تو بہر غنا

لا اعود خلق قلبی بالمکان
کی یکون خالصا فی الامتحان

دل نہ لگنے کا مرا سوئے مکاں
تاکہ ہے خالص یہ وقت امتحاں

روز اندر سیر بد شب در نماز
چشم اندر شاہباز او ہمچوں باز

دن کو پھرتے. رات کو پڑھتے نماز
تھی نظر شہباز پر، وہ مثل باز

منقطع از خلق نے از بدخوئی
منفرد از مرد و زن نے از دوئی

تارک دنیا تھے، خوئے نیک تھی
مرد و زن سے تھے جدا، کیسی دوئی

مشفقے بر خلق نافع ہمچو آب
خوش شفیعے و دعایش مستجاب

مہرباں خلقت پہ نافع مثل آب
تھے شفیق اور تھیں دعائیں مستجاب

نیک و بد را مہرباں و مستقر
بہتر از مادر شہی تر از پدر

نیک و بد پہ مہرباں تھے اور رفیق
ماں سے بہتر، باپ سے بڑھ کر شفیق

گفت پیغمبر شمارا اے مہاں
چوں پدر ہستم شفیق و مہرباں

مصطفیٰ کہتے تھے. میں ہوں بے گماں
باپ کی صورت شفیق و مہرباں

زاں سبب کہ جملہ اجزائے منید
جزو را از کل چرا برمے کنید

کیوں کہ تم ہو میرے اجزا بدن
کیوں جدا کرتے ہو کل سے جز جدا

جزو از کل قطع شد بیکار شد
عضو از تن قطع شد مردار شد

جزو جب کل سے ہٹا بے کار ہے
عضو جب تن سے کٹا مردار ہے

تا نپیوندد بکل بار دگر
مردہ باشد نبودش از جاں خبر

کل سے جا کر پھر نہ وہ جب تک ملے
شکل مردہ بے خبر جاں سے رہے

ور بجنبد نیست خود او را سند
عضو نو ببریدہ ہم جنبش کند

گو کرے جنبش، سند اس کی نہیں
عضو نو کٹتا ہے کٹ کر اینٹھیں

جزو ازیں کل گر برد یکسو رود
ایں نہ آں کل است کو ناقص شود

جزو اس کل سے کٹے تو ہو جدا
یہ نہیں وہ کل جو ناقص ہو گیا

قطع و وصل او نیاید در مقال
چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال

قطع و وصل اس کا ہے بیرون مقال
اس لئے ناقص رہی اس کی مثال

مر علی را بر مثالی شیر خواند
شیر مثل او نباشد گرچہ راند

شیر سے دی ہے علی کو گر مثال
شیر ان کا پا نہیں سکتا کمال

از مثال و مثل و فرق آں بران
جانب قصہ دقوقی باز راں

چھوڑ بھی فرق و مثل کی بحث اب
قصہ خواجہ دقوقی کر بیاں

## حضرت دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

آں دقوقے امام خلق بود
گوئے تقوے از فرشتہ می ربود

وہ جو دقوقے تھے امام خلق تھے
تھے فرشتوں سے بھی تقوے میں بڑھے

آنکہ اندر سیر مہ را مات کرد
ہم ز دینداری او دیں رشک خورد

سیر میں چاند کو بھی دی مات
ان کی دینداری پہ دیں کو رشک تھا

با چنیں تقوے و اوراد و قیام
طالب خاصان حق بودے مدام

باوجود زہد و اوراد و قیام
تھی طلب خاصان حق کی مدام

در سفر معظم مرادش آں بُدے | کردے با بندۂ خاصے زدے

تھا یہ مقصود سفر اُن کے لئے | کوئی خاصان الٰہی سے ملے

ایں ہمے گفتے چو میر فتے براہ | کن قرین خاصگانم اے الٰہ

راستے چلتے۔ تو کرتے تھے دعا | خاص بندوں سے ملا دے اے خدا

یارب آنہا را کہ بشناسد دلم | بندہ و بستہ میان و مجملم

یارب ان کا جن کو دل سے جانتا | جان سے اور دل سے جن بندہ ہوں

و آنکہ نشناسد تو اے یزدان جاں | بر من محجوب شاں کن مہرباں

جن کو پہچانے نہ میرا دل یہاں | اُن کو بھی کر دے تو مجھ پہ مہرباں

حضرتش گفتے کہ اے صدر مہیں | ایں چہ عشقست و چہ استسقاست ایں

ان سے کہتا تھا خدا اے باصفا | مشغلہ کیسی ہے یہ اور عشق کیا

مہر من داری چہ می جوئی دگر | چوں خدا با تست چہ جوئی بشر

میں ہوں تیرا، پھر تلاش غیر کیا | ساتھ ہوں میں، پھر بشر سے واسطہ

او بگفتے یارب اے دانائے راز | تو کشودی در دلم راہ نیاز

وہ یہ کہتے حق سے اے دانائے راز | تو نے دل میں کھول دی راہ نیاز

درمیان بحر اگر بنشستہ ام | طمع در آب سبو ہم بستہ ام

میں گو ہوں دریا میں بیٹھا لے تجھی | طمع مٹکے کی بھی ہے پھر لازمی

ہمچو داؤدم نود نعجہ مراست | طمع در نعجہ حریفم ہم بجاست

عورتیں نوے ہیں، مثل داؤدؑ سا | طمع ہے جفت مقابل کی بجب

حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ | حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ

حرص تیرے عشق میں ہے فخر و جاہ | ماسوا کی حرص ہے شرم و گناہ

شہوت و حرص نراں پیشی بود | و آن حیزاں ننگ و زشتی بود

حرص و شہوت نر کی آگے ہی بڑی | ننگ خواری ملک ہے نامردی کی

حرص مرداں از رہ پیشی بود — در مخنث حرص سوئے پس رود

حرص ہے مردوں کی آگے بے گماں — ہیجڑے کی حرص ہے پیچھے نہاں

آں یکے حرص از کمال مردی است — واں دگر حرص افتضاح و سردی است

حرص پہلی باعث مردانگی — دوسری رسوائی و نامردگی

آہ سرّے ہست اینجا بس نہاں — کہ سوئے خضرے شود موسیٰؑ رواں

اس میں بھی اک بھید تھا بیشک نہاں — خضرؑ کی جانب ہوئے موسیٰؑ رواں

ہمچو مستسقی کز آبش سیر نیست — بر ہر آنچہ یافتی باللہ مایست

جیسے مستسقی نہ ہو پانی سے سیر — جو ملے اس پر نہ ہو قائم بدیر

بے نہایت حضرتست ایں بارگاہ — صدر را بگذار صدر تست راہ

بے حد و پایاں ہے اس کی بارگاہ — صدر کیا ہے تو صرف اس کی ہے راہ

## حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کی راز طلبی

از کلیمؑ حق بیاموز اے کریم — بیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیمؑ

یہ کلیمؑ اللہ سے سیکھو اے کریم — کیسے اک مشتاق ہے ایں یوں کلیمؑ

با چنیں جاہ و چنیں پیغمبری — طالب خضرم ز خود بینی بری

مرتبہ ہے اور یہ پیغمبری — خضرؑ کا طالب ہوں نخوت سے بری

موسیا! تو قوم خود را ہشتۂ — در پئے آں نیکوئے سرگشتۂ

تو نے اپنی قوم چھوڑی موسیا — اک بزرگ نیک کے پیچھے پڑا

کیقبادی رستہ از خوف و رجا — چند گردی چند جوئی تا کجا

تو ہے سلطاں خوف سے چھوٹا ہوا — ڈھونڈتا کب تک پھرے گا جابجا

آں تو با تست و تو واقف بریں — آسمانا چند پیمائی زمیں

اپنا حصہ تو نے پایا بالیقیں — آسماں! کب تک تو ناپے گا زمیں

گفت موسیٰؑ ایں ملامت کم کنید ‏ ‏ آفتاب و ماہ را رہ کم زنید
بولے موسیٰؑ - یہ ملامت کم کرو ‏ ‏ چاند سورج کے نہ تم رہزن بنو

میروم تا مجمع البحرین من ‏ ‏ تا شوم مصحوبِ سلطانِ زمن
مجمع البحرین کی دُھن ہے ہمیں ‏ ‏ بادشاہ خضرؑ کا ہم سے میں

اجعل الخضر لامری سببا ‏ ‏ ذاک او امضی و اسری حقبا
ہے وسیلہ خضر میرے کام کا ‏ ‏ یا کروں سیر و سیاحت سالہا

سالہا پرّم ز پرّ و بالہا ‏ ‏ سالہا چہ بود ہزاراں سالہا
میں جو برسوں سے کے پرّ و بال اڑوں ‏ ‏ برسوں کیسے گو ہزاروں سال اڑوں

میروم یعنی نمے ارزد بداں ‏ ‏ عشقِ جاناں کم مداں از عشقِ ناں
ہے یہ پھرنا عشق سے کم ہے کہیں ‏ ‏ عشقِ جاناں عشقِ ناں سے کم نہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو ‏ ‏ داستانِ آں دقوقیؒ بازگو
کیا ٹھکانا اے اخی اس بات کا ‏ ‏ قصۂ شیخ دقوقیؒ پھر سنا

## قصۂ حضرت دقوقیؒ کی طرف رجوع

آں دقوقیؒ رحمۃ اللہ علیہ ‏ ‏ گفت سافرت مدیٰ فی خافقیہ
کہتے ہیں وہ[1] - ان پہ ہو فضلِ خدا ‏ ‏ مشرق و مغرب میں ہوں برسوں پھرا

سالہا رفتم سفر از عشقِ ماہ ‏ ‏ بے خبر از راہ و حیراں در الٰہ
عشقِ مہ میں ہے کیا برسوں سفر ‏ ‏ تھا میں حیراں راستے سے بے خبر

پا برہنہ رفتہ ام بر خار و سنگ ‏ ‏ زانکہ من حیرانم و بیخویش و دنگ
میں تھا ننگے پاؤں کانٹوں پر رواں ‏ ‏ کیونکہ میں حیراں ہوں اور وارفتہ جاں

[1] یعنی دقوقی علیہ الرحمتہ ۔

تو مبیں ایں پایہا را بر زمیں — زانکہ بر دل میرود عاشق یقیں
تو نہ دیکھ ان پاؤں کو یوں خاک پر — کیونکہ عاشق دل پہ کرتے ہیں سفر

از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز — دل چہ داند کوست مست دلنواز
راہ و منزل اور کوتاہ و دراز — سمجھے کیا دل جو ہے مست دلنواز

ایں دراز و کوتہ اوصاف تن ست — رفتن ارواح دیگر رفتن ست
وصف تن ہے یہ دراز و کم ۔ فقط — روح کا جاتا ہے ۔ جانا دوسرا

تو سفر کردی ز نطفہ تا بعقل — نے بگامے بود منزل نے بنقل
نطفہ سے تو عقل تک آیا چلا — یہ سفر بے نقل اور بے پاؤں سے تھا

سیر جاں بیچوں بود در دور و دیر — جسم ما از جاں بیاموزید سیر
سیر جاں ہے پاک دور و دیر سے — سیر کرنا جاں سے سیکھا جسم نے

سیر جاں ہر کش بیند جان من — لیک سیر جسم باشد در علن
سیر جاں ہوتی ہے جان من نہاں — اور سیر جسم ہوتی ہے عیاں

سیر جسمانہ رہا کرد او کنوں — میرود بیچوں نہاں در شکل چوں
سیر جسمانی کو چھوڑے ناگہاں — شکل چوں میں جائے بیچوں بے گماں

گفت روزے میشدم مشتاق وار — تا ببینم در بشر انوار یار
کہتے ہیں ۔ اک دن چلا مشتاق وار — تا بشر میں دیکھ لوں انوار یار

تا ببینم قلزمے در قطرۂ — آفتابے درج اندر ذرۂ
تا کہ اک قطرے میں دریا دیکھ لوں — ذرے میں شمس کا جلوا دیکھ لوں

چوں رسیدم سوئے یک ساحل بگام — بود بیگہ گشتہ روز و وقت شام
آخر اک ساحل پہ پہنچا شاد کام — ڈھل چکا تھا دن ۔ ہوا تھا وقت شام

؎ یعنی جب تو جسم کی سیر چھوڑ کر روح کی سیر کریگا ۔ تو تجھ سے نہ بچے گا۔

## ساحلِ دریا پر سات شمعوں کا نظر آنا

هفت شمع از دور دیدم ناگہاں — اندراں ساحل شتابیدم بداں
سات شمعیں میں نے دیکھیں ناگہاں — دور سے پہنچا کنارے تک دواں

نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں — بر شدہ خوش تا عنانِ آسماں
روشنی اور شعلہ ہر اک شمع کا — آسماں پہ تھا درخشاں بے خطا

خیرہ گشتم خیرہ گی ام خیرہ گشت — موجِ حیرت عقل را از سر گذشت
تھا میں حیراں، خیرگی حیرت کو تھی — موجِ حیرت عقل کے سر سے بڑھی

کایں چگونہ شمعہا افروختہ ست — ویں دو دیدہ خلق از آنہا دوختہ ست
کس طرح شمعیں یہ روشن ہیں یہاں — اور ہیں لوگوں کی آنکھوں سے نہاں

خلق جویانِ چراغ گشتہ بود — پیشِ آں شمعے کہ بر مہ میفزود
خلق ہے جویا چراغِ گشتہ کی — شمع کو چھوڑا جو مہ سے بڑھ گئی

چشم بندی بُد عجب بر دیدہا — بندشاں میکرد یہدی من یشا
کیا ہے آنکھوں پہ نظر بندی تھا — بند ہے ہر آنکھ، یہدی من یشاء[۱]

## اُن ساتوں شمعوں کا ایک ہو جانا

باز میدیدم کہ میشد ہفت یک — نورِ او بشگافتے جیبِ فلک
مل گئے ساتوں شمع سے پھر اک بنی — چرخ پہ بے حد تھی اس کی روشنی

باز آں یکبار دیگر ہفت شد — مستی و حیرانیِ من زفت شد
سات پھر ہو گئیں عجب رنگ — مستی و حیرت مری حد سے بڑھی

[۱] وہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

اتصالاتے میان شمعہا — کہ نیاید بر زبان و گفتِ ما
اتصال ان شمعوں میں ایسا ہوا — کہ نہیں سکتی زباں جس کو ادا

آنکہ یک شد دیدن کند ادراک آں — سالہا نتواں نمودن از زباں
ایک ہونا ان کا جس پہ ہو عیاں — مدتوں تک بند ہو اُس کی زباں

آنکہ یکدم بیند ادراک و ہوش — سالہا نتواں نمودن آں بگوش
ہوش و ادراک اس کو دیکھیں یکبار — کان تک پہنچے نہ قصہ زینہار

چونکہ پایانے ندارد رو الیک — زانکہ لا احصے ثنا ما علیک
نور بے پایاں ہے اس کا اور بیٹھ — ہو نہیں سکتی صفت اس کی ٹھیک

پیشتر رفتم دواں کاں شمعہا — تا چہ چیز است از نشانِ کبریا
دیکھنے شمعوں کو میں آگے بڑھا — دیکھوں کیا ہے یہ نشانِ کبریا

میشدم مدہوش و بیخویش و خراب — تا بیفتادم ز تعجیل و شتاب
تھا میں مدہوش اور بےخود و خراب — گر پڑا جلدی میں اور دوڑا شتاب

ساعتے بیعقل و بیہوش اندریں — اوفتادم بر سرِ خاک زمیں
اک گھڑی بے ہوش اور بے عقل سا — خاک میں غلطاں زمیں پہ تھا پڑا

باز با ہوش آمدم برخاستم — در روش گوئی نہ سر نہ پاستم
پھر جو ہوش آیا وہاں سے میں اٹھا — بے سر و پا تھا میں گویا چل رہا

## سات شمعوں کا سات مرد بن جانا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد — نورشاں میشد بسقف لاجورد
سات شمعیں ہو گئیں سات آدمی — آسماں تک نور تھا اُن کا اٹھی

پیش آں انوار نورِ روز گرد — از صلابت نور ہا را مے سپرد
آگے ان کے ماند دن کا نور تھا — تیزیوں سے نور تھا پھیلا ہوا

باز حیراں گشتم اندر صنع رب   کایں چنیں چوں شد چگونہ است عجب

صنع رب سے میں بہت حیراں تھا   کیوں ہوا ایسا۔ یہ کیا ہے ماجرا

پیشتر رفتم کہ نیکو بنگرم   تا چہ حالت اینکہ میگردد سرم

دیکھنے کو اور بھی آگے بڑھا   واقعہ کیا ہے۔ کہ سر پھرنے لگا

## پھر اُن سات مردوں کا سات درخت بن جانا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت   چشم از سبزی ایشاں نیک بخت

بن گیا ہر مرد پھر شکل درخت   آنکھ تھی سبزی سے ان کی نیک بخت

زانبہی برگ پیدا نیست شاخ   برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ

پتوں کی کثرت سے شاخیں تھیں نہاں   پتے بھی میووں میں پوشیدہ تھے ہاں

ہر درختے شاخ بر سدرہ زدہ   سدرہ چہ بود از خلا بیروں شدہ

پیڑ کی شاخیں تھیں سدرہ تک رسا   سدرہ کیا۔ تھیں وہ تو بیرون خلا

بیخ ہر یک رفتہ از قعر زمین   زیر تر از گاو و ماہی بد یقین

تھیں جڑیں ان کی سوئے قعر زمیں   گائے اور مچھلی سے نیچے بالیقیں

بیخ شاں از شاخ خنداں روئے تر   عقل از آں اشکالہا زیر و زبر

جڑ تھی شاخوں سے زیادہ پُر بہار   عقل تھی زیر و زبر بے اختیار

میوہ کز بر شگافیدے عیاں   ہمچو آب از میوہ جستے نور آں

جو کہ میوے پھٹ گئے تھے ظاہرا   نور مثل آب جاری اُن سے تھا

## ان درختوں کا مخلوق کی آنکھوں سے پوشیدہ رہنا

آں عجب تر کہ بر ایشاں میگذشت   صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت

پھر تعجب یہ گذرتے رہتے تھے   لوگ لاکھوں صحرا و دشت سے

زار نروئے سایۂ جاں می باختند — از گلیمے سایباں مے ساختند

آرزو سے سایہ میں دیتے تھے جان — تھے وہ کمبل کا بناتے سائباں

سایۂ آں زاغ نے دیدند ہیچ — صد تفو بر دیدہائے ہیچ ہیچ

سایہ اس کا آ نہ سکتا تھا نظر — لعنت ایسے دیدۂ ہیچ ہیچ پہ

ختم کردہ قہر حق بر دیدہا — کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا

ختم ان آنکھوں پہ تھا قہر خدا — تا نہ دیکھیں چاند اور دیکھیں سہا

ذرہ را بیند و خورشید نے — لیک از لطف و کرم نومید نے

ذرہ کو دیکھیں نہ دیکھیں مہر کو — نا امید اس کے کرم سے تھے نہ وہ

کاروانہا بے نوا ویں میوہ ہا — پختہ می ریزد چہ سحرست ای خدا

قافلے مفلس ہیں اور میوے یہاں — پک کے گرتے ہیں، یہ ہے جادو کا سماں

سیب پوسیدہ ہمے چیدند خلق — در ہم افتادہ ز یغما خشک حلق

چن رہی ہے سیب پوسیدہ کو خلق — لوٹ میں سب کا ہوا ہے خشک حلق

گفت ہر برگ و شگوفۂ آں غصون — دم بدم یا لیت قومی یعلمون[1]

کہتے تھے پتے شگوفے سرنگوں — دم بدم "یا لیت قومی یعلمون"

بانگ می آید ز سوئے ہر درخت — سوئے ما آیید[2] خلق شور بخت

ہر درخت سے دیا تھا صدا — شورہ بختو! تم ادھر آؤ ذرا

بانگ مے آید ز غیرت بر شجر — چشم شاں بستیم کلا لا وزر

یہ تھا غیرت سے حق کا ہر شجر کو — کر دیں آنکھیں بند۔ کلا لا وزر

گر کسے میگفت شاں کایں سو روید — تا ازیں اشجار مستسعد شوید

کوئی کہتا تھا اگر دوڑو ادھر — ان درختوں سے رہو تا بہرہ ور

[1] کاش میری قوم مجھے پہچانتی۔

[2] باز آؤ۔ یہ قیامت نہ چھوڑے گی۔

جملہ میگفتند کایں مسکیں ست مست — از قضاء اللہ دیوانہ شد است

سب یہ کہتے تھے کہ یہ مست و گدا — ہے قضائے حق سے پاگل ہو گیا

مغز ایں مسکیں ز سودائے دراز — وز ریاضت گشت فاسد چوں پیاز

مغز میں اس کے ہے سودائے دراز — ہے ریاضت سے سڑا مثل پیاز

او عجب میماند یارب حال چیست — خلق را ایں پردہ و اضلال چیست

دیکھتے حیراں اسے خدایہ حال کیا — ان پہ گمراہی کا ہے یہ جال کیا

خلق گوناگوں باصد رائے و عقل — یک قدم ایں سو نمے آرند نقل

سیکڑوں رائیں ہیں اس مخلوق کی — اس طرف آتی نہیں اک گام بھی

عاقلان و زیرکاں شاں ز اتفاق — گشتہ منکر زیں چنیں باغی و عاق

عاقل و دانا میں کیسا جھگڑا پڑے — منکر اور اس درجہ باغی ہو گئے

یا منم دیوانہ و خیرہ شدہ — دیو بر من غالب و چیرہ شدہ

یا ہوں میں دیوانہ و حیراں ہوا — اور غالب مجھ پہ ہے شیطاں ہوا

چشم میمالم بہر لحظہ کہ من — خواب می بینم خیال اندر زمن

آنکھ ملتا ہوں میں ہر دم خستہ حال — دیکھتا ہوں خواب یا ہے یہ خیال

خواب چہ بود بر درختاں میروم — میوہا شاں میخورم چوں نگروم

خواب کیا جاتا ہوں میں پیڑوں کے پاس — میوے کھاتا ہوں غلط کیوں ہو قیاس

باز چوں من بنگرم در منکراں — کہ ہمے گیرند زیں بستاں کراں

منکروں پر ڈالتا ہوں جب نظر — وہ کنارہ کش ہیں گلشن سے ادھر

باکمال احتیاج و افتقار — ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار

باوجود احتیاج و فقر ال — نصف نصف انگور پہ دیتے ہیں جان

لہ یعنی دقوقی علیہ الرحمۃ ؀

ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت
میزنند این بینوایان آہ سخت
پتوں کا ہے شوق اور حرص درخت
مفلسی میں بھر رہے ہیں آہ سخت

در ہزیمت زین درخت و زین ثمار
این خلائق صد ہزار اندر ہزار
ان پھلوں پیڑوں سے وہ ہیں بھاگتے
لوگ لاکھوں اور کروڑوں دیکھئے

باز میگویم عجب این بے خودم
دست بر شاخ خیالی در زدم
پھر یہ کہتا ہوں کہ ہوں بے خود ہوا
ہاتھ ہے شاخ خیالی پہ مرا

زین بخوان استیاس الرسل ایمو
تا بظنوا انہم قد کذبوا
پڑھو۔ کہ نا امید پیغمبر ہوئے
اپنے کو جھوٹا گمان کرنے لگے

این قرائت خوان بہ تخفیف کذب
این بود کہ خویش بیند محتجب
کذبوا پڑھو ذال کی تخفیف سے
صاف معنی ہیں۔ وہ نادم ہو گئے

در گمان افتاد جان انبیاء
ز اتفاق منکری اشقیا
انبیاء کیا کیا گمان میں پڑ گئے
کافروں کے حیلہ و انکار سے

جاءہم بعد التشکک نصرتنا
ترک شان گو بر درخت جان برآ
آئیں بعد شک ہماری نصرتیں
آ درخت جاں پہ تو اور چھوڑ انہیں

میخورند میوہ بداں کش روزی است
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی است
میوہ وہ کھاتا ہے۔ جو ہے خوش نصیب
سحر آموزی ہے ہر دم اے حبیب!

خلق گویان العجب این بانگ چیست
چونکہ صحرا از درخت و بر تہیست
لوگ کہتے تھے یہ کیسی ہے صدا
دشت تو خالی ہے پیڑوں سے پڑا

۱؎ سورۂ یوسفؑ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حتیٰ اذا استیاس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا۔ الا یعنی جب کافروں کی مہلت اور انکار اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ پیغمبر مایوس ہو گئے اور اپنے جھوٹا ہونے کا گمان کرنے لگے یعنی ان کے عذاب اور سزا سے مایوس ہو کر قیامت کے وعدے میں شک کرنے لگے۔

تنگ گشتم از دم سودائیاں | کز بر نیک شما باغست و خواں

تنگ ہوں، کرتے ہیں سودائی بیاں | ہے تمہارے پاس گلشن اور خواں

چشم می‌مالم کہ اینجا باغ نیست | یا بیابانیست یا مشکل رہیست

آنکھ ملتا ہوں کہ گلشن ہے کدھر | یا ہے جنگل یا ہے مشکل رہگذر

اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا | چوں بود بیہودہ و ہزل و خطا

ہے تعجب۔ ماجرا اتنا بڑا | کس طرح ہو ہزل بیہودہ ہو خطا

من ہمی گویم چو ایشاں اے عجب | ایں چنیں مُہرے چرا زد صنع رب

مثل ان کے میں بھی کہتا ہوں اجی | صنع رب کی مہر ایسی کیوں لگی

زیں تنازعہا محمدؐ در عجب | در تعجب نیز ماندہ بولہب

تھا انہیں جھگڑوں سے احمدؐ کو عجب | اور تعجب میں رہا تھا بولہب

زیں عجب تا آں عجب فرقیست ژرف | تا چہ خواہد کرد سلطان شگرف

اس میں اور اس فرق میں ہے امتیاز | دیکھئے کرتا ہے کیا وہ بے نیاز

اے دقوقی تیز رو در ہیں خموش | چند گوئی چند چوں قحط ست گوش

تیز رو ہے تو دقوقی رہ خموش | کب تک آخر یہ بیاں، ہے قحط گوش

## ساتوں درختوں کا پھر ایک درخت ہو جانا

گفت راندم پیشتر من نیکبخت | باز شد آں ہفت جملہ یک درخت

بولے جب آگے بڑھا میں نیک بخت | ساتوں مل کر ہو گئے پھر اک درخت

ہفت می‌شد فرد می‌شد ہر دمے | من چساں گشتم از حیرت ہمے

سات ہو جاتے تھے پھر ہوتے تھے ایک | دیکھ کر ہی تھا تحیر میں دیک

بعد از آں دیدم درختاں در نماز | صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز

پھر عبادت میں درخت آئے نظر | صف بصف مثل جماعت خاک پر

یک درخت از پیش مانند امام ۔۔۔ دیگراں اندر پس او در قیام

آگے تھا اک پیڑ مانند امام ۔۔۔ کر رہے تھے دوسرے پیچھے قیام

آں قیام و آں رکوع و آں سجود ۔۔۔ از درختاں پس شگفتم مے نمود

ان درختوں کے رکوع و سجدے ۔۔۔ کیا کہوں میں سخت حیرت تھی مجھے

یاد کردم قول حق را آں زماں ۔۔۔ گفت والنجم الشجر را یسجداں

قول حق یاد آگیا مجھ کو ادھر ۔۔۔ سجدہ کرتے ہیں سبھی نجم و شجر

ایں درختاں را نہ زانو نہ میاں ۔۔۔ ایں چہ ترتیب نماز است آنچناں

تھے نہ زانو اور نہ پیڑوں کی کمر ۔۔۔ ایسی ترتیب نماز آئی نظر

آمد الہام خدا کاے با فروز ۔۔۔ مے عجب داری ز کار ما ہنوز

آگیا الہام خدا اے با فروز ۔۔۔ تو مرے کاموں سے حیراں ہے ہنوز

## ان سات درختوں کا سات مرد بن جانا

بعد دیرے گشت آنہا ہفت مرد ۔۔۔ جملہ در قعدہ پئے یزدان فرد

بعد ازاں وہ ہوگئے سات آدمی ۔۔۔ کرتے تھے قعدہ میں یاد اللہ کی

چشم مے مالم کہ آں ہفت ارسلاں ۔۔۔ تا کیانند و چہ دارند از جہاں

آنکھ ملتا تھا کہ یہ ساتوں جواں ۔۔۔ کون ہیں رہتے ہیں پہنچے ہیں کہاں

چوں بنزدیکی رسیدم من ز راہ ۔۔۔ کردم ایشاں را سلام از انتباہ

جب میں پہنچا پاس ان کے لا کلام ۔۔۔ با ادب ہو کر کیا میں نے سلام

قوم گفتندم جواب آں سلام ۔۔۔ اے دقوقی مفخر و تاج کرام

بولے کر کے وہ ادا بھی بار سلام ۔۔۔ اے دقوقی ہم فقیروں کے امام

گفتم آخر چوں مرا بشناختند ۔۔۔ پیش ازیں بر من نظر ننداختند

پوچھا میں نے ۔ مجھے پہچانا ۔۔۔ اس سے پہلے تو نہ دیکھا تھا مجھے

از ضمیرِ من بدانستند زود — یکدگر را بنگریدند از فرود
وہ ضمیر اور حالِ دل پہچان کے — پھر لگے اک دوسرے کو دیکھنے

پاسخم دادند کاے جانِ عزیز — چون بپوشیده‌ست اینها بر تو نیز
یوں دیا مجھ کو جواب اے باصفا — تجھ پہ بھی یہ راز پوشیدہ ہے کیا

بر دلے کو در تحیّر با خداست — کے شود پوشیدہ رازِ چپ و راست
ایسے دل پر، ہے جو حیرانِ خدا — راز پوشیدہ ہے کوئی کب رہا

گفتم از سوئے حقایق بشکفید — چون ز نام و حرفِ رسمی واقفید
بولا میں، اے آنکھ حقیقت کے کہو — تم جو اسم و رسم سے آگاہ ہو

گفت اگر اسمے شود غیب از ولی — آن ز استغراق دان نز جاہلی
بھولے کوئی نام اگر بھولے ولی — وہ ہے استغراق، کب ہے جاہلی

بعد از آن گفتند ما را آرزوست — اقتدا کردن بتو اے پاک دوست
پھر وہ سب بولے۔ ہمیں ہے آرزو — مقتدی بننے کی اے فرخندہ خو

گفتم آرے لیکے ساعت کہ من — مشکلاتے دارم از دورِ زمن
میں یہ بولا، اس گھڑی ٹھہرو ذرا — ہے ابھی مجھ مشکلوں کا سامنا

تا شود آن حل بصحبتہائے پاک — کہ بصحبت روید انگورے ز خاک
تا وہ حل ہوں آ کے قربِ پاک سے — اگتے ہیں انگور بھی کہ خاک سے

دانۂ پرمغز با خاکِ دژم — خلوتی و صحبتی کرد از کرم
دانۂ پرمغز کو بھی خاک نے — اپنا ہم صحبت بنایا لطف سے

خویشتن در خاک کلی محو کرد — تا نماندش رنگ و بوئے سرخ و زرد
خاک میں جب محو بالکل ہو گیا — رنگ و بو کی قید سے ہیں وہ چھٹا

از پس آن محو قبض او نماند — پر گشاد و بست شد مرکب براند
ہو گیا پھر قبض اس کا وہ فنا — وہ گشاد و بست سے تھا آشنا

پیش اصل خویش چوں بیخویش شد — رفت صورت جلوۂ معنیش شد

آگے اپنی اصل کے بے خود ہوئے — مٹ گئی صورت ، تو پھر معنی کھلے

سر چنیں کردند ہیں فرماں تراست — تف دل از آں سر چنیں کردن بخاست

سر ہلا کر سب یہ بولے ۔ ہے بجا — دل کی گرمی بجھ گئی جب سر ہلا

ساعتے با آں گروہ مجتبے — چوں مراقب گشتم و از خود جدا

اس گروہ باصفا میں اے فتا — ہو گئے بے خود جب مراقب ہوا

ہم ز آں ساعت ز ساعت رست جاں — زانکہ ساعت پیر گرداند جواں

جاں ساعت سے ہوئی میری جدا — کیونکہ ساعت سے جواں بوڑھا ہوا

جملہ تلوینہا ز ساعت خاستہ است — رست از تلویں کہ از ساعت برست

ہیں یہ سب ساعت سے گوناگونیاں — جب چھٹا ساعت سے پھر تلویں کہاں

چوں ز ساعت ساعتے بیروں شوی — چوں نماند محرم بیچوں شوی

جبکہ تو ساعت سے اک ساعت چھٹا — محرم اسرار بیچوں ہو گیا

ساعت از بے ساعتی آگاہ نیست — زانکہ آں سو جز تحیر راہ نیست

ساعتی ہے ساعتی سے بے خبر — جز تحیر کون ہے اس راہ پر

ہر نفر را بر طویلہ خاص او — بستہ اند اندر جہاں جستجو

ہر نفر کو اک طویلہ خاص پر — جستجو سے وہ ہے رکھتا باندھ کر

منتصب بر ہر طویلہ رائضے — جز بدستورے نیاید رائضے

ہر طویلے میں ہے اک چابک سوار — بے اجازت کچھ نہیں ہوتا ہے کار

از ہوس گر از طویلہ بگسلد — در طویلہ دیگرے اندر شود

گر ہوس میں اک طویلے سے وہ جائے — دوسرے دیکھے طویلے میں پھر آئے

در زماں آخر چیاں چست و خوش — گوشۂ افسار او گیرند و کش

مستعد داروغے پھر آئیں وہاں — باگ ڈور اس کی وہ کھینچیں بے گماں

حافظاں را گر نہ بینی اے عیار — اختیارت را ببیں بے اختیار

گر نگہبانوں سے بھولا اے ضمیر دیدار — اختیار آئیں نظر بے اختیار

اختیارے می کنی و دست و پا — بر کشادہ دستت چرا حبسی چرا

ہے جو تجھ میں اختیار اور دست و پا — کھول ہاتھ اپنے، مقید کیوں ہوا

## دقوقیؒ کا اس جماعت کی امامت کرنا

روئے در انکار حافظ بردہ — نام تہدیدات نفسش کردہ

تو نگہبانوں سے ہے منکر ہوا — نام ہے تہدید نفس اس کا رکھا

ایں سخن پایاں ندارد تیز رو — ہیں نماز آمد دقوقیؒ پیش شو

یہ سخن لمبا ہے چل جلدی ذرا — اے دقوقیؒ پڑھ نماز آگے تو آ

اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گزار — تا مزین گردد از تو روزگار

اے یگانہ کر دوگانہ تو ادا — تا کہ عالم تجھ سے ہو آراستہ

اے امام چشم روشن، الصلا — چشم روشن باید اندر پیشوا

اے امام چشم روشن، الصلا — پیشوا کو چشم روشن ہے روا

در شریعت ہست مکروہ اے کیا — در امامت پیش کردن کور را

ہے شریعت میں یہ مکروہ و خطا — اندھے کو کرنا امامت میں کھڑا

گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ — چشم روشن بہ اگر باشد سفیہ

گرچہ وہ حافظ ہو اور چست و فقیہ — آنکھ والا چاہئے گو ہو سفیہ

کور را پرہیز نبود از قذر — چشم باشد اصل پرہیز و حذر

کب نجاست سے بچے کور اے اخی — آنکھ ہی تو اصل ہے بچنے کی

او پلیدی را نہ بیند در عبور — زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور

گندگی کو دیکھے چلنے میں نہ کور — جس کا فعل و قول ہے محروم نور

کور ظاہر در نجاست ظاہر است — کور باطن در نجاسات سرست

کور ظاہر کی نجاست ظاہری — کور باطن کی نجاست باطنی

ایں نجاست ظاہر از آبے رود — واں نجاست باطن افزوں می‌شود

ظاہرا ناپاکی پانی سے مٹے — اور مگر ناپاکی باطن کی بڑھے

جز بآب چشم نتواں شستن آں — چوں نجاسات بواطن شد عیاں

آنکھ کے پانی بغیر دھل سکتی کہاں — باطنی جب ہر نجاست ہو عیاں

چوں نجس خواندست کافر را خدا — آں نجاست نیست در ظاہر ورا

جب نجس کہتا ہے کافر کو خدا — وہ نجاست اس کی کب ہے ظاہرا

ظاہر کافر ملوث نیست زیں — آں نجاست ہست در اخلاق و دیں

ظاہر کافر نہیں اس سے بُرا — ہے نجس اخلاق و دیں میں وہ بُرا

ایں نجاست بویش آید بیست گام — واں نجاست بویش از ری تا بشام

اس نجاست کی ہے بدبو بیس گام — اور اس کی بو چلے ہے تا بہ شام

بلکہ بویش آسمانہا بر رود — بر دماغ حور و رضواں بر شود

بلکہ جائے آسماں تک اس کی بو — تا دماغ حور و رضواں تو بتو

آنچہ میگویم بقدر فہم تست — مُردم اندر حسرت فہم درست

وہ بقدر فہم ہے باتیں مری — فہم کامل کی مجھے حسرت رہی

فہم آبست و وجود تن سبو — چوں سبو بشکست ریزد آب او

فہم پانی ہے۔ وجود تن سبو — جب سبو ٹوٹے بہے پانی سبو بسو

ایں سبو را پنج سوراخست ژرف[1] — اندرو نے آب ماند خود نہ برف

اس سبو میں پانچ ہیں سوراخ ژرف — پانی ٹھہرے گا نہ اس میں اور نہ برف

[1] سخت اور گہرے ۔

| | |
|---|---|
| امر غضوا[1] غضوا ابصارکم | ہم شنیدی راست ننہادی قدم |
| بند کر لو آنکھو - حق نے کر دیا | اس کو سن کر بھی نہ قدم سنبھلے ذرا |
| از دہانت نطق فہمت را بُرد | گوش چوں نگشت فہمت را خورد |
| نطق منہ سے لے جائے فہم کو | کان نقش زنگ کھائے فہم کو |
| ہمچنیں سوراخہائے دیگرت | میکشاند آب فہم مضمرت |
| اس طرح سوراخ جو ہیں دوسرے | فہم کا پانی بہاتے ہیں ترے |
| گر ز دریا آب را بیروں کنی | بےعوض آں بحر را ہاموں کنی |
| پانی دریا سے جو تو باہر کرے | لاجرم دریا کو جنگل بنجر کرے |
| بیگہ است ارنہ بگویم حال را | مدخل اعواض را و ابدال را |
| ہوتا موقع تو میں کرتا بیاں | مدخل[2] اعواض وابدال اے جواں |
| کاں عوضہا واں بدلہا بحر را | از کجا آید ز بعد خرجہا |
| وہ عوض اور وہ بدل اس بحر کے | خرچ کے بعد آتے ہیں کس سمت کے |
| صد ہزاراں جانور زو می چرند | ابرہا ہم از برونش میبرند |
| سیر ہو جاتے ہیں لاکھوں جب تو | ابر لے جاتے ہیں پانی کھینچ کر |
| باز دریا آں عوضہا میکشد | از کجا دانند اصحاب رشد |
| پھر ہے وہ دریا عوض کو کھینچتا | جو ہے نیکوکار۔ اسے ہے جانتا |
| قصہا آغاز کردیم از شتاب | ماند بے مخلص درون ایں کتاب |
| کر دیئے آغاز قصے زود تر | تنگی میں رہ گئے وہ مختصر |
| اے ضیاء الحق حسام الدین راد | کہ فلک و ارکاں چو تو شاہے نزاد |
| اے ضیاء الحق حسام الدین سخی | کب فلک نے دی کسی کو یہ خوشی |

[1] اپنی آنکھوں کو بچاؤ ۔

[2] یعنی عوض اور تبدیلیوں کے مدخل کا بیان کرتا ۔

تو بنا در آدمی در جان و دل — اے دل و جان از قدوم تو خجل

اے تو ہی تو ہے بنانے جان و دل — جان و دل ہیں تیرے جلووں سے خجل

چند گویم مدح قوم ماضیہ — قصد من ز آنہا تو بودی ز اقتضا

اگلی قوموں کی جو میں نے مدح کی — مقتضا سے قصد تیری ذات تھی

خانہ خود را شناسد خود دعا — تو بنام ہر کہ خواہی کن ثنا

اپنا گھر پہچانتی ہے خود دعا — جا ہے جس کے نام سے تو کر ثنا

بہر کتمان مدیح از نامحل — حق نہاد است ایں حکایات و مثل

مدح بے جا کے چھپانے کے لئے — دیں حکایات و مثل اللہ نے

حق پذیرد کسرۂ دارد معاف — گر دو دیدہ کور دو قطرہ کتاں

کرتا ہے خالق شکستہ کو قبول — ہو جو کور آنکھوں سے اگر کو فعل

گرچہ آں مدح از تو ہم آمد خجل — لیک بپذیرد خدا جہد المقل

تو بھی ہے مجھ سے خود مدح تجھے — ہے قبول حق مگر سعی تھی

مرغ ویرانی داند آں ابہام را — گر ستودم مجمل ایں خوش نام را

مرغ ویرانی جانیں اس ابہام کو — مجملا میں نے سراہا نام کو

تا بروید آہ حسوداں کم زند — تا خیالش را بدنداں کم گزند

حاسدوں کو کم ہو مرغ آہ کا — ولانت ہو تحقیق کا اس سے بچا

خود خیالش را کجا یابد حسود — در وثاق موش طوطی کے غنود

کب خیال اس کا حسود زار پائے — طوطا کب سوراخ میں چوہے کے جائے

آں خیالِ او بود از احتیال — موئے ابروئے ولیست آں نے ہلال

خود حیلے سے ہے وہ اس کا ہر خیال — بال کب ہے اس کے ابرو کا ہے بال

در حقیقت مادح ماہست او    گرچہ جہل او بعکسش کردہ رو
اصل میں مداح وہ ماہ کا    جہل سے ہے عکس کی جانب پھرا
مدح او مر ماہ راست نے آں عکس را    کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
چاندکی ہے مدح ۔ کب ہے عکس کی    کفر ہے کھایا جو دھوکا اے اخی
کز شقاوت گشت گمرہ آں دلیر    مہ بہ بالا بود آں پنداشت زیر
ہوگیا گمرہ شقاوت سے دلیر    مہ چاند تھا اوپر وہ سمجھا اس کو زیر
زیں بتاں خلقاں پریشاں می شوند    شہوتے رانندہ پشیماں مے شوند
ان بتوں سے لوگ حیراں ہوگئے    جوش شہوت سے پشیماں ہوگئے
زانکہ شہوت با خیالے راندہ اند    در حقیقت دور ترو ماندہ اند
کیونکہ شہوت ہے خیالوں سے پسرا    وہ حقیقت سے پڑے ہیں دور تر
با خیالے میل تو چوں پر بود    تا بداں پر بر حقیقت بر شود
میل ہے جوں پر خیالوں سے تجھے    تاکہ اس پر سے حقیقت تک اڑے
چوں بہ راندی شہوتے پرت بریخت    لنگ گشتی و آں خیال از تو گریخت
بس بری شہوت، ترا پر گر گیا    ہوگیا لنگڑا خیال ابتر ہوا
پر نگہدار و چنیں شہوت مراں    تا پر میلت برد سوئے جناں
پر بچائے رہ، نہ پھر شہوت میں اڑ    تاکہ لے جائے یہ پر سوئے جناں
خلق پندارند عشرت میکنند    بر خیالے پر خود بر میکنند
خلق کو ہے اپنی عشرت کا گماں    اس گماں پر نوچتا ہے پر یہاں
وام دار شرح ایں نکتہ شدم    مہلتم دہ معسرم زاں تن زدم
اس بیاں کی شرح کا ہوں قرضدار    دے کے مہلت بخش مفلس ہوں نہ خوار
باز گردم زانکہ قصہ شد دراز    وقت تنگ و خلق موقوف نماز
پھرتا ہوں کیونکہ ہے قصہ دراز    وقت تنگ اور خلق مشتاق نماز

لہ تنگی

# دقوقی کے پیچھے اس جماعت کا مقتدی ہونا

پیش در شد آں دقوقیؒ در نماز ۔۔۔ قوم ہمچوں اطلس آمد او طراز

پس امام ان کے دقوقیؒ ہو گئے ۔۔۔ قوم تھی اطلس وہ اس پہ نقش تھے

اقتدا کردند آں شاہاں قطار ۔۔۔ در پئے آں مقتدائے نامدار

اقتدا کی باندھ کر سب نے قطار ۔۔۔ مقتدا کے پیچھے جو تھا نامدار

چونکہ با تکبیرہا مقروں شدند ۔۔۔ ہمچوں قرباں از جہاں بیروں شدند

جو کہ جب تکبیر وہ باہم ملے ۔۔۔ جیسے قرباں دہر سے باہر ہوئے

معنی تکبیر اینست اے امیم ۔۔۔ کاے خدا پیش تو ما قرباں شدیم

معنی تکبیر یہ ہیں اے فتیٰ ۔۔۔ تجھ پہ ہم ہوتے ہیں قرباں اے خدا

وقت ذبح اللہ اکبر مے کنی ۔۔۔ ہمچنیں در ذبح نفس کشتنی

وقت ذبح اللہ اکبر تو کہے ۔۔۔ ایسے ہی جب نفس کو قرباں کرے

گوئی اللہ اکبر و ایں شوم را ۔۔۔ سر ببر تا وارہد جاں از عنا

اور کہے اللہ اکبر ۔ نفس کا ۔۔۔ کاٹ سر ۔ تا جان غم سے ہو رہا

تن چو اسمٰعیلؑ و جاں ہمچوں خلیلؑ ۔۔۔ کرد جاں تکبیر بر جسم نبیل

جسم اسمٰعیلؑ جان مثل خلیلؑ ۔۔۔ جان نے کی تکبیر تن پہ اے جمیل

گشت کشتہ تن ز شہوتہا و آز ۔۔۔ شد بہ بسم اللہ بسمل در نماز

ہو گیا تن کشتہ حرص و آز ۔۔۔ ہو گئے بسم اللہ سے بسمل در نماز

چوں قیامت پیش حق صفہا زدہ ۔۔۔ در حساب و در مناجات آمدہ

چوں قیامت پیش حق باندھیں صفیں ۔۔۔ پھر مناجات اور حسابوں میں پڑیں

ایستادہ پیش یزداں اشک ریز ۔۔۔ بر مثال راست خیز رستخیز

سامنے خالق کے روتے ہوں کھڑے ۔۔۔ ہو قیامت جس طرح دن حشر کے

سر برآرد او دگر رہ شرمسار
اندر افتد باز در رو ہمچو مار

سر اٹھائے پھر وہ اپنا شرمسار
منہ کے بل پھر گر پڑے مانند مار

باز گوید سر برآر و باز گو
کہ بپرسم حجت از تو مو بمو

پھر کہے ہو سر اٹھا اور کر بیاں
کہ میں استفسار کرتا ہوں یہاں

رکعت دیگر بیارد ہمچنین
از نہیب سہم یزداں بود امیں

دوسری رکعت بھی ایسے ہی پڑھے
خوف خالق کی امانت کے لئے

چوں خطاب آمد کہ بارہ گو تمیز
تا چہ کردی تا زباں بکشائے تیز

جب دوبارہ حکم آئے ہو کھڑا
کیا کیا تو نے۔ بیاں کر برملا

قوت پا ایستادن نبودش
کز خطاب ہیبتے برجاں زدش

اب کھڑے ہونے کی قوت ہو کہاں
جاں پہ ہو ہیبت تخاطب کی گراں

پس نشیند قعدہ زاں بار گراں
حضرتش گوید سخن گو با بیاں

قعدہ میں بیٹھے وہ پھر اس بار سے
کر بیاں کیا حال ہے پھر حق کہے

نعمتت دادم بگو شکرت چہ بود
دادمت سرمایہ ہیں بنمائے سود

دی جو نعمت شکر کیا اس کا کیا
جو دیا سرمایہ۔ سود اس کا دکھا

چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود
شافعے خواہد کہ آرد عذر زود

سود و سرمایہ نہ جب دیکھے وہاں
ہو شفاعت کے طلبگار و حیراں

## سیدھے ہاتھ کی طرف سلام پھیرنا

رو بدست راست آرد در سلام
سوئے جان انبیاء و آں کرام

پھیرے سیدھے ہاتھ کی جانب سلام
یعنی سوئے انبیاء ذی اکرام

یعنی اے شاہان شفاعت کایں لئیم
سخت در گل ماندش پا اے کریم

اور کہے میری شفاعت کیجئے
سخت حاجت ہے عنایت کیجئے

انبیا گفتند روز چارہ رفت — چارہ آنجا بود و دست افزار زفت

وہ کہیں تدبیر کا دن تو گیا — چارہ تھا دنیا میں اب ہو تا ہے کیا

مرغ بے ہنگامی اے بدبخت رو — ترک ما گو خون ما اندر مشو

جا کہ اب تو مرغ بے ہنگام ہے — چھوڑ ہم کو، ہم سے اب کیا کام ہے

رو بگرداند بسوئے دست چپ — در تبار و خویش گویندی کرب

منہ جو بائیں سمت پھیرے، اقربا — قوم کو ہو منکر، بولیں الغرا

این جواب خویش گویا کردگار — ما گرایم اے خواجہ دست از ما بدار

دے جواب اللہ کو اے نابکار — کریں آہ، ہم، کہ نہ ہم سے ہو بار

نے ازیں سو نے ازاں سو چارہ شد — جان آں بیچارہ دل صد پارہ شد

ہر طرف سے جب ہوئیں مایوسیاں — دل ہوا ٹکڑے ہوئی مغموم جاں

از ہمہ نومید گردد آں دغا — پس برآرد ہر دو دست اندر دعا

سب سے نا امید جب ہوئے وہ — ہاتھ اٹھا کر پڑھتا ہے لئے وہ

کز ہمہ نومید گشتم اے خدا — اوّل و آخر توئی و منتہا

میں ہوں اب مایوس سب سے ایخدا — اول و آخر ہے تو اور منتہا

در نماز ایں خوش اشارتہا ببیں — تا بدانی کایں بخواہد شد یقیں

دیکھ اشارے یہ نمازوں میں عیاں — ایسا ہونا ہے یقیں کر بے گماں

## دقوقیؒ کا اہل کشتی کی فریاد سننا

بچہ بیروں آر از بیضہ نماز — سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز

بچہ اس بیضہ سے کر لے آشکار — مرغ نا کارہ کی صورت سر نہ مار

آں دقوقیؒ در امامت کرد ساز — اندر آں ساحل در آمد در نماز

کی دقوقیؒ نے امامت باشتاب — ساحل دریا پہ پڑھنے لگے نماز

وانجماعت در پئے او در قیام
اینت زیبا قوم و بگزیدہ امام

ان کے پیچھے تھا جماعت کو قیام
خوب اچھا کب تھا یہ امام

ناگہاں چشمش سوئے دریا فتاد
چوں شنید از سوئے دریا داد و داد

ناگہاں آنکھ ان کی دریا پر پڑی
آئیں دریا سے صدائیں شور کی

درمیان موج دیداو کشتیے
در قضا و در بلا و زشتیے

موج میں آئی انہیں کشتی نظر
جو قضا میں اور بلا میں تھی ادھر

ہم شب و ہم ابر و ہم موج عظیم
آں سہ تاریکی و از غرقاب بیم

رات تھی، بادل تھے اور طوفان تھا
تینوں اندھیرے اور پھر ڈر غرق کا

تند بادے ہمچو عزرائیل خاست
موجہا آشوفت اندر چپ و راست

تھیں ہوائیں مثل عزرائیل تیز
موجیں ہر سو اٹھ رہی تھیں شور خیز

اہل کشتی از مہابت کاستہ
نعرہ و واویلہا برخاستہ

کشتی والے خوف سے تھے ناتواں
کر رہے تھے شور اور آہ و فغاں

دستہا در نوحہ بر سر میزدند
کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند

ہاتھ سر پر مارتے تھے نوحہ خواں
کافر و ملحد ہوئے تھے ہم زباں

با خدا با صد تضرع آں زماں
عہدہا و نذرہا کردہ بجاں

عاجزی کرتے تھے سب اللہ سے
عہد کرتے، اور نذریں مانتے

سر برہنہ در سجود آنہا کہ ہیچ
روئے شاں قبلہ ندید از پیچ پیچ

تھے برہنہ سر وہ سب سجدے میں پڑے
قبلہ دیکھا ہی نہ تھا بس جہل سے

گفت کہ بیفائدہ است ایں بندگی
واں زماں دیدہ دراں صد زندگی

تھی ندائے حق، عبث ہے بندگی
تم تو جب تھے پائی صد زندگی

از ہمہ امید ببریدہ تمام
دوستان و خال و عم بابا و مام

منقطع سب سے امیدیں ہو گئیں
رشتہ دار اور دوستوں سے بایقیں

زاہد و فاسق شدہ آندم متقی
ہیچ در ہنگام جاں کندن شقی

زاہد و فاسق بنے سب متقی
کیسے وقت نزع ہو کوئی شقی

نے ز چپشاں چارہ بود نے ز راست
حیلہا چوں مرد ہنگام دعاست

دائیں بائیں سے کوئی چارہ نہ تھا
مٹ گئے حیلے تو یاد آئی دعا

در دعا ایشاں و در زاری و آہ
بر فلک زیشاں شدہ دود سیاہ

سب دعا کرتے تھے اور زاری و آہ
آسماں پر چھا گیا دود سیاہ

دید آندم از عداوت تیز بیں
بانگ زد کاے سگ ستان لعیں

دیکھا شیطان نے عداوت سے ورا
اور کہا اے سگ پرستو۔ بے وفا

مرگ و جسک اے اہل انکار و نفاق
عاقبت خواہد بدن ایں اتفاق

موت و رنج اے اہل انکار و نفاق
ایک دن بس ہوگا ایسا اتفاق

چشم تاں تر باشد از بعد خلاص
کر شوید از بہر رشوت دیو خاص

تم تمہاری آنکھیں ہوں بعد خلاص
اور بنو تم بہر رشوت دیو خاص

یاد تاں ناید کہ روزے در خطر
دستتاں بگرفت یزداں از قدر

کیا نہیں ہے یاد۔ اک دن تھا خطر
ہاتھ پکڑا تھا خدا نے دوڑ کر

ایں ہمے آمد ندا از دیو لیک
ایں سخن را نشنود جز گوش نیک

دیو سے آتی تھی یہ پیہم ندا
لیکن اس کو کوئی سنتا ہی نہ تھا

راست فرمودست با ما مصطفےٰ
قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا

کہ ہے یہ قول جناب مصطفےٰ
قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت
عاقلاں بینند ز اول مرتبت

دیکھے گا جاہل جو کچھ انجام میں
عاقل اس کو ابتدا میں دیکھ لیں

کارہا ز آغاز از غیبست و سر
عاقل اول دید و آخر آں مصر

ابتدائی کام غیب و راز کے
عاقل اول دیکھے، غافل بعد سے

اولش پوشیدہ باشد و آخر آں ۔ عاقل و جاہل بہ بیند در عیاں

ابتدا ہوتی ہے نہاں اس کی نہاں ۔ عاقل و جاہل پہ آخر ہو عیاں

ور نہ بینی واقعۂ غیب اے عنود ۔ حزم را سیلاب کے اندر ربود

واقعات غیب اگر آئیں نظر ۔ حزم کو کب سیل بہا لے جائے پھر

حزم چہ بود بد گمانی در جہاں ۔ دمبدم بیند بلائے ناگہاں

حزم کیا ہے بد گمانی جہاں ۔ دیکھتا ہر دم بلائے ناگہاں

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید ۔ مرد را بدرید و در بیشہ کشید

ہیں اچانک جس طرح اک شیر آئے ۔ مرد کو لے پھاڑ جنگل لے کے جائے

او چہ اندیشد در آں بردن ببیں ۔ تو ہماں اندیش اے استاد دیں

اس کو لے جانے میں اندیشہ ہو کیا ۔ تو بھی سوچ ایسا ہی اے مرد خدا

## مردِ حازم[1] کے تصوّرات

می کشد شیر قضا در بیشہ ہا ۔ جان ما مشغول کار و پیشہ ہا

کھینچتا ہے جنگل میں شیر قضا ۔ کام میں مشغول ہیں ہم بے بلا

آنچناں کز فقر می ترسند خلق ۔ زیرِ آب شور رفتہ تا بحلق

ایسے ہی یہ فقر سے ڈرتی ہے خلق ۔ کھاری پانی میں ہے ڈوبی تا بہ حلق

گر بترسیدے ازاں فقر آفریں ۔ گنجہاشاں کشف گشتے در زمیں

ہو کبھی فقر آفریں سے خوف گر ۔ گنج ان کو خاک میں آئے نظر

جملہ شاں از خوف غم در عین غم ۔ در پئے ہستی دویدہ در عدم

خوف غم سے عین غم میں ہیں پڑے ۔ ہے عدم کی سیر ہستی کے لئے

[1] حزم و حازم کی تعریف دفتر سوم میں پہلے کی جا چکی ہے ۔

# دقوقیؒ کا دعا کرنا

چون دقوقیؒ آن قیامت را بدید
رحم او جوشید و اشک او دوید

حشر جب دیکھا دقوقیؒ نے بپا
رو دیئے وہ ۔ رحم جوش کر آ گیا

گفت یا رب منگر اندر فعلشان
دستشان گیر اے شہ نیکونشان

بولے ۔ دیکھو اُن کے نہ فعلوں کو خدا
دستگیری کر کہ تو ہے کبریا

خوش سلامتشان بساحل باز بر
اے رسیده دست تو در بحر و بر

خیریت سے لا کنارے پر انہیں
بحر و بر دونوں ہیں تیرے ہاتھ میں

اے کریم و اے رحیم سرمدی
درگذار از بدسگالان این بدی

اے کریم اور اے رحیم سرمدی
درگزر کر ان عصیاں کی بدی

اے بداده رایگاں صد چشم و گوش
بے ز رشوت بخش کرده عقل و ہوش

مفت ہی تو نے دیئے سو چشم و گوش
اور بے رشوت کے بخشے عقل و ہوش

پیش از استحقاق بخشیده عطا
دیده از ما جملہ کفران و خطا

حق سے پہلے ہی کرتا ہے عطا
دیکھ کر ہم سب کے کفران و خطا

اے عظیم از ما گناہان عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

ہم سے ہوتے ہیں گنہ اکثر بڑے
عفو کر سکتا ہے تو اکرام سے

ما ز حرص و آز خود را سوختیم
وین دعا را ہم ز تو آموختیم

حرص سے ہم نے لیا خود کو جلا
تو نے ہی ہم کو سکھائی ہے دعا

حرمت آں کہ دعا آموختی
در چنیں ظلمت چراغ افروختی

صدقہ تعلیم دعا کا اے خدا
شمع کر دی ایسی ظلمت میں عطا

دستگیر و رہنما توفیق دہ
جرم بخش و عفو کن بکشا گره

دستگیر و رہنما توفیق دے
حل مشکل کر خطائیں بخش کے

همچنیں میرفت بر لطفش دعا | آں زماں چوں مادراں باوفا

اس طرح سے کر رہے تھے وہ دعا | جس طرح کرتی ہیں مائیں باوفا

اشک میرفت از دو چشمش و آں دعا | بیخود از وے می بر آمد بر سما

آنکھ سے آنسو رواں تھے، اور دعا | بے خودی میں جاتی تھی سوئے سما

آں دعائے بیخوداں خود دیگر است | آں دعا زو نیست گفتِ داور است

بے خودوں کی یہ دعا ہے اور شے | یہ سخن ان کا نہیں۔ اللہ کا ہے

آں دعا حق میکند چوں او فناست | آں دعا و آں اجابت از خدا است

وہ دعائے حق ہے۔ وہ امی ہے فنا | وہ دعا مقبول کرتا ہے خدا

واسطہ مخلوق نے اندر میاں | بیخبر زاں لابہ کردن جسم و جاں

واسطہ کوئی نہیں ہے درمیاں | بے خبر ہیں التجا سے جسم و جاں

بندگانِ حق رحیم و بردبار | خوئے حق دارند در اصلاحِ کار

حق کے بندے ہیں رحیم و بردبار | خوئے حق رکھتے ہیں اور اصلاح کار

مہرباں بے رشوتاں یاری گراں | در مقامِ سخت و در روزِ گراں

ہوتے بے رشوت کے ہیں وہ مہرباں | جب ہو سختی اور ہو روزِ گراں

ہیں بجو ایں قوم را اے مبتلا | ہیں غنیمت دار شاں پیش از بلا

ڈھونڈھ تو اس قوم کو اے مبتلا | اور غنیمت جان انہیں پیش از بلا

رست کشتی از دمِ آں پہلواں | واہلِ کشتی را بجہدِ خود گماں

ان کی برکت سے ہوئی کشتی رہا | اہلِ کشتی کو گماں کوشش کا تھا

کہ مگر بازوئے ایشاں در حذر | بر ہدف انداخت تیرے از ہنر

یعنی ان کے بازوؤں نے کھینچ کر | تیر مارا ہے ہدف پہ کارگر

پا رہاند روبہاں را در شکار | واں ز دُم دانند روباہاں غرار

پاؤں سے اک وحشی ہو رستگار | اور سمجھے دُم ہوئی کشاف کار

اے چو خر بندہ حریف کون خر ۔ بوسہ گاہے یافتی با راہبر

مثل احمق اے حریف کون خر ۔ بوسہ گر پائی اسی کو چاہ کر

چوں نداوت بندگی دوست دست ۔ میل شاہی از کجایت خاستست

بندگی دوست جب یاور نہیں ۔ میل شاہی پھر ہے کیوں اٹھتے تجھیں

در ہوائے آنکہ گویندت زہے ۔ بستۂ بر گردن جانت رہے

جی میں اس کی کہ سب اچھا کہیں ۔ راستہ ڈھونڈا ہے اپنی جان میں

روبہا این دم حیلت را بہل ۔ وقف کن دل بر خداوندان دل

لومڑی اے چھوڑ اس پھندے کو چھوڑ ۔ رشتہ اپنے دل کا اہل دل سے جوڑ

در پناہ شیر کم ناید کباب ۔ روبہا تو سوئے جیفہ کم شتاب

کیا پناہ شیر میں کم ہیں کباب ۔ از پئے مردار تو مت ہو خراب

تو دلا منظور حق آنگہ شوی ۔ کہ چو جزوی سوئے کل خود روی

مرگا تو منظور حق اس دم دلا ۔ جب ملے گا کل سے مثل جزو جا

حق ہمے گوید نظرمان بر دلست ۔ نیست بر صورت کہ آن آب و گلست

حق یہ کہتا ہے ۔ دلوں پہ ہے نظر ۔ آب و گل صورت ہے، کیوں دیکھوں ادھر

تو ہمے گوئی مرا دل نیز ہست ۔ دل فراز عرش باشد نے بپست

تو کہے دل پاس ہے میرے مگر ۔ عرش پہ ہے دل، نہیں ہے فرش پر

در گل تیرہ یقین ہم آب ہست ۔ لیک زاں آبت نشاید آبدست

مٹی میں پانی یقیناً ہے و لے ۔ آب دست اس سے دینا چاہیے

زانکہ گر آبست مغلوب گلست ۔ پس دل خود را مگو کاین ہم دلست

کیونکہ پانی ہے گو مغلوب گل ۔ اس لئے دل کو نہ کہہ تو ہے یہ دل

لے حاشیہ صفحہ گذشتہ: چار سے عناصر اربعہ پانچ سے حواس خمسہ اور شش سے شش جہت مراد ہیں

آندلے کز آسمانہا برتر است
آن دلِ ابدال یا پیغمبر است

آسماں سے بڑھ کے جس کا حال ہے
وہ دل پیغمبر و ابدال ہے

پاک گشتہ آں ز گِل صافی شدہ
در فزونی آمدہ وافی شدہ

مٹی سے وہ پاک ہوکر، ہے صفا
پائی افزونی، نہایت بڑھ گیا

ترکِ گِل کردہ سوئے بحر آمدہ
رستہ از زندانِ گِل بحری شدہ

چھوڑ کر مٹی سوئے دریا چلا
چھوٹا قیدِ خاک سے بحری بنا

آبِ ما محبوسِ گِل ماندست ہیں
بحرِ رحمت جذب کن ما را ز طین

قید ہے مٹی میں پانی اس لئے
بحرِ رحمت! کھینچ ہم کو خاک سے

بحر گوید من ترا در خود کشم
لیک مے لافی کہ من آبِ خوشم

بحر کہتا ہے، تجھے میں کھینچ لوں
پر تو کہتا ہے: میں آبِ صاف ہوں

لافِ تو محروم مے دارد ترا
ترکِ آں پنداشت کن در من درا

لاف نے محروم ہے تجھ کو رکھا
چھوڑ دے پندار اور مجھ میں سما

آبِ گِل خواہد کہ در دریا رود
گِل گرفتہ پائے او را مے کشد

سوئے دریا آبِ گِل کی ہے خوشی
پاؤں کو اس کے ہے مٹی کھینچتی

گر رہاند پائے خود از دستِ گِل
گِل بماند خشک و او شد مستقل

دستِ گِل سے پاؤں گر وہ لے چھڑا
خشک گِل رہ جائے، اور وہ ہو سوا

آں کشیدن چیست از گِل آب را
جذبِ تو نقل و شرابِ ناب را

کھینچنا کیا ہے وہ گِل سے آب کا
جذب ہے نقل و شرابِ ناب کا

ہمچنیں ہر شہوتے اندر جہاں
خواہ مال و خواہ آب و خواہ ناں

بس یوں ہی جتنی ہیں شہوات جہاں
خواہ مال اور خواہ آب اور خواہ ناں

خواہ باغ و مرکب و تیغ و مجن
خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن

خواہ گھوڑا، باغ، تلوار اور سپر
خواہ فرزند و زن اور ملک اور گھر

هر یکے زآنہا ترا مستے کند — چوں نیابی آں خمارت مے کشند

ان میں سے ہر ایک مستی دے تجھے — گر نہ پائے تو خمار اس کا رہے

ایں خمارِ غم دلیلِ آں شدست — کہ بداں مفقود مستی ات بُدست

ہے خمارِ غم، دلیل اس بات کی — تجھ کو بس مفقود مستی اس سے تھی

جز باندازہ ضرورت زیں مگیر — تا نگردد غالب و بر تو امیر

بے ضرورت سے نہ زائد با یقیں — تجھ پہ وہ غالب نہ ہو جائے کہیں

سرکشیدی تو کہ من صاحب دلم — حاجتِ غیرے ندارم واصلم

بولے سرکش ہو گئے، اہل دل ہوں میں — غیر کی حاجت نہیں، واصل ہوں میں

آنچنانکہ آب در گل سرکشد — کہ منم آب و چرا جویم مدد

آب مٹی میں کرے جوں سرکشی — خود ہوں پانی، کیوں مدد لوں غیر کی

دل تو ایں آلودہ را پنداشتی — لاجرم دل زاہلِ دل بر داشتی

دل تو سمجھا ہے اس آلودہ کو ہاں — اہل دل سے، دل اٹھایا ہے گماں

خود روا داری کہ آں دل باشد ایں — کہ بود در عشق شیر و انگبیں

خود ہی کر انصاف۔ یہ دل ہے کہیں — جو محبت میں ہو شیر و انگبیں

لطفِ شیر و انگبیں عکسِ دلست — ہر خوشی را آں خوش از دل حاصلست

لطفِ شیر و شہد عکسِ دل میں ہے — حاصلِ ہر عیش اس حاصل میں ہے

پس بود دل جوہر و عالم عرض — سایۂ دل چوں بود دل را غرض

دل ہے جوہر اور ہے عالم عرض — سایۂ دل ہو کہاں دل کی غرض

آں دلے کو عاشقِ مالست و جاہ — یا زبونِ ایں گل و آبِ سیاہ

ہے جو دل سرشار و مستِ حُبِّ جاہ — یا وہ ہے وقفِ گل و آبِ سیاہ

یا خیالاتے کہ در ظلمات او — مے پرستد شاں برائے گفتگو

یا خیال ایسے کہ ظلمت میں انھیں — پوجتا ہے تاکہ وہ باتیں کریں

دل نباشد غیر آں دریائے نور ‌‌ ‌ ‌ دل نظرگاہِ خدا و آنگاہ کور
کیا ہے دل، یہ دل ہے دریا نور کا ‌ ‌ ‌ ‌ کور کیوں کر ہو نظرگاہ خدا

نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام ‌ ‌ ‌ ‌ در یکے باشد کدامست آں کدام
دل نہیں ہے لاکھوں خاص و عام میں ‌ ‌ ‌ ‌ ایک میں ہے ڈھونڈ اسے کر کوششیں

ریزۂ دل را بہل دل را بجو ‌ ‌ ‌ ‌ تا شود آں ریزہ چوں کوہے ازو
ریزۂ دل چھوڑ۔ ڈھونڈ اس قلب کو ‌ ‌ ‌ ‌ تاکہ وہ ریزہ مثالِ کوہ ہو

دل محیط است اندریں خطۂ وجود ‌ ‌ ‌ ‌ زر ہمے افشاند از احسان و جود
دل محیط اس جسم کے ہے خطے میں ‌ ‌ ‌ ‌ زر فشانی ہے اسی کے حصے میں

از سلامِ حق سلامت ہا نثار ‌ ‌ ‌ ‌ میکند بر اہلِ عالم زاختیار
ہے سلامِ حق پہ اس کو اختیار ‌ ‌ ‌ ‌ اہل عالم پر وہ کرتا ہے نثار

ہر کرا دامن درست است و معد ‌ ‌ ‌ ‌ آں نثارِ دل بر آں کس میرسد
جس کے دامن کو فراخی کچھ ملے ‌ ‌ ‌ ‌ فیض اس دل کا وہی حاصل کرے

دامنِ تو آں نیاز است و حضور ‌ ‌ ‌ ‌ ہیں منہ در دامن آں سنگِ فجور
تیرا دامن ہے نیاز اور ہے حضور ‌ ‌ ‌ ‌ اپنے دامن میں نہ رکھ سنگِ فجور

تا ندرد دامنت زاں سنگہا ‌ ‌ ‌ ‌ تا بدانی نقد را از رنگہا
پھٹ نہ جائے ان سے یہ دامن ترا ‌ ‌ ‌ ‌ فرق نقد و رنگ سمجھے بر وہ

سنگ پُر کردی تو دامن از جہاں ‌ ‌ ‌ ‌ ہم ز سنگِ سیم و زر چوں کودکاں
بھر لئے دامن میں پتھر رول کر ‌ ‌ ‌ ‌ عقل بچوں کی کے سنگ سیم و زر

آں خیالِ سیم و زر چوں زر نبود ‌ ‌ ‌ ‌ دامنِ صدقت درید و غم فزود
وہ خیالِ سیم و زر تھا۔ زر نہ تھا ‌ ‌ ‌ ‌ صدق کا دامن پھٹا، غم بڑھ گیا

کے نماید کودکاں را سنگ سنگ ‌ ‌ ‌ ‌ تا نگیرد عقل دامن شاں بچنگ
بچوں کو پتھر ہو کب پتھر بھلا ‌ ‌ ‌ ‌ عقل سے جب سمجھ نہ ہوں وہ آشنا

پیر عقل آمد نہ آں موئے چو شیر | موئے نے گنجد در ینجا اے فقیر
عقل ہے پیر اور وہ مو مثل شیر | شعر کی گنجائش نہیں یاں اے فقیر

## اس جماعت کا دقوقیؒ کی دعا سے انکار

چوں رسید آں کشتی و آمد بکام | شد نماز آں جماعت ہم تمام
جب وہ کشتی ہوئی اے نیک نام | پڑھ چکے تھے یہ نماز اپنی تمام

فجفجے افتاد شاں با ہمدگر | کیں فضولی نیست از ما بدر
چہ چا آپس میں وہاں ہونے لگا | واقعہ ہم سے نہیں ایسا ہوا

ہر یکے با یک دگر گفتند سر | از پس پشت دقوقیؒ مستتر
چپکے چپکے کہ رہے تھے سربسر | یوں پس پشت دقوقیؒ بیٹھ کر

گفت ہر یک من نکردستم کنوں | ایں دعائے از بروں نے اندروں
کہتا تھا ہر اک نہ یہ میں نے کیا | اور نہ مانگی ظاہر و باطن دعا

گفت مانا کیں امام ما ز درد | بوالفضولانہ مناجاتے بکرد
بولے تحقیق اس امام پاک نے | کی دعا نے بوالفضولانہ ۔ ارے

گفت آں دیگر کہ اے یار قریں | مر مرا ہم می نماید ایں چنیں
دوسرا بولا کہ اے یار قریں | مجھ کو بھی ایسا ہی ہوتا ہے یقیں

او فضولے بودہ است از انقباض | کرد بر مختار مطلق اعتراض
ہے فضولی سے جو اس کو انقباض | کر دیا مختار کل پہ اعتراض

چوں نگہ کردم سپس تا بنگرم | کہ چہ می گویند آں اہل کرم
پیچھے پھر کر میں نے جب ڈالی نظر | کہ رہے ہیں کیا یہ سب عالی گہر

یک از ایشاں را ندیدم در مقام | رفتہ بودند از مقام خود تمام
ایک کو میں نے نہ دیکھا پھر وہاں | ہو چکے تھے اس جگہ سے سب رواں

نے چپ و نے راست نے بالا و زیر | چشم تیز من نشد بر قوم خیر
دائیں بائیں تھے۔ نہ اوپر اور نہ زیر | تیز نظریں میری جا کر تھیں دلیر

ذرہ ہا بودند گوئی آب گشت | نے نشان پائے نے گرد بہ دشت
تھے وہ جیسے ذرے کہ پانی ہو گئے | دشت میں ان کے نشان پا نہ تھے

در قباب حق شدند آندم ہمہ | در کدامیں روضہ رفتند آں رمہ
حق کے قبوں میں ہو گئے وہ سب نہاں | کون سے روضے میں پہنچے شادماں

در تحیر ماندہ ام کایں قوم را | چوں بپوشانید حق از چشم ما
اس جماعت سے میں حیراں رہ گیا | کیوں لیا اللہ نے ان کو چھپا

آنچناں پنہاں شدند از چشم او | مثل غوطہ ماہیاں در آب جو
اس طرح وہ آنکھ سے پنہاں ہوئے | جیسے مچھلی مار کر غوطہ چھپے

سالہا در حسرت ایشاں بماند | عمرہا در شوق ایشاں اشک راند
سالہا حسرت میں وہ ان کی رہے | مدتوں روتے رہے اس شوق سے

تو نگوئی مرد حق را در نظیر | کے در آید با خدا ذکر بشر
مرد حق دیکھے۔ بشر مت کہہ پھر | کب خدا کے ساتھ ہو ذکر بشر

خر ازیں میخندد وانجاہلے فلاں | کہ بشر دیدی تو ایشاں را نہ جاں
تجھ پہ ہنستا ہے گدھا بھی اے فلاں | بس بشر دیکھا، نہ دیکھی تو نے جاں

کارہا زیں ویراں شدست اے مرد خام | کہ بشر دیدی تو ایشاں را چو عام
کام یاں ابتر ہوا اے مرد خام | ان کو تو سمجھا بشر مانند عام

تو ہماں دیدی کہ ابلیس لعیں | گفت من از آتشم آدم ز طیں
تو نے دیکھا۔ جوں کہا ابلیس نے | آگ سے میں ہوں۔ اور آدم خاک سے

چشم ابلیسانہ را یکدم ببند | چند بینی صورت آخر چند چند
چشم ابلیسی کو اپنی کر لے بند | دیکھے گا ظاہر کی جانب تا بہ چند

اے دقوقی[1] با دو چشم ہمچو جو
ہیں مبر امید وایشاں را بجو

اے دقوقی رو نہ ہوں نا امید جو
ہو نہ مایوس اور ان کو ڈھونڈ تو

ہیں بجو کہ رکن دولت جستن است
ہر گشادے در دل اندر بستن است

ڈھونڈ تو، جھکیں دولت ڈھونڈنا
دل لگانے میں فراغی ہے فنا

از ہمہ کارِ جہاں پرداختہ
کو و کو می گو بجاں چوں فاختہ

چھوڑ کر دنیا کے کاموں کو ذرا
دل سے کو کو کرتا پھر جوں فاختہ

نیک بنگر اندریں اے محتجب
کہ دعا را بست حق بر استجب[2]

غور کر دل میں ذرا اے محتجب
ہے دعاؤں کو تو مدِ استجب

ہر کرا دل پاک شد از اعتلال
آں دعائش میرود تا ذوالجلال

علتوں سے پاک جب دل ہو گیا
جاتی ہے بے اشک خدا تک ہر دعا

# بے محنت طالب روزی کا قصہ

یادم آمد آں حکایت کاں فقیر
روز و شب میکرد افغان و نفیر

یاد آئی وہ حکایت اک فقیر
روز و شب تھا آہ و نالہ میں اسیر

از خدا میخواست روزی حلال
بے شکار و رنج و کسب و انتقال

چاہتا تھا حق سے روزی حلال
وہ بغیر کسب و محنت بے ملال

پیش ازیں گفتیم بعضے حال او
لیک تعویق آمد و شد پنج تو

پہلے ہم نے حال کچھ اس کا کہا
دیر اس میں ہو گئی اور رہ گیا

ہم بگوئیمش کجا خواہد گریخت
چوں ز ابر فضل حق حکمت بریخت

میں کہوں۔ وہ قصہ جائے گا کہاں
فضل حق کا ابر ہے حکمت فشاں

---

[1] پشیمان ہو۔ [2] قولہ تعالیٰ عزوجل۔ ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے دعا کرو یا مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

صاحب گاوش بدید و گفت ہین
اے بظلمت گاو من گشتہ رہین

گائے والے نے کہا بس واقعی
گائے میری ظلم میں تیرے پھنسی

ہین چرا کشتی بگو گاو مرا
ابلہ طرار انصاف اندر آ

تو نے کیوں مارا ہے میری گائے کو
بیوقوف اب مانگ انصاف ہو

گفت من روزی ز حق میخواستم
قبلہ را از لابہ مے آراستم

بولا میں حق سے تھا روزی مانگتا
تھا خوشامد سے دعائیں کر رہا

سالہا بودست کارِ من دعا
تاکہ بفرستاد گاوے را خدا

سالہا مانگی جو میں نے یوں دعا
گائے بھیجی تھی خدا نے بے بہا

چوں بدیدم گاو را برخاستم
روزی من بود کشتش میخواستم

گائے کو میں نے جو دیکھا تو اٹھا
میری روزی تھی جو تھا میں چاہتا

آں دعائے کہنہ ام شد مستجاب
روزی من بود کشتم نک جواب

تھیں پرانی وہ دعائیں مستجاب
میری روزی تھی یہ ہے کشتن کے جواب

او ز خشم آمد گریبانش گرفت
چند مشتے زد بروئش ناشگفت

اس نے پھر پکڑا گریباں غصہ سے
چند گھونسے اس کے منہ پر جڑ دیئے

## دونوں مدعیوں کا حضرت داؤدؑ کے پاس جانا

میکشیدش تا بداؤدِ نبیؑ
کہ بیا ایں ظالم گیج غبی

پاس چل داؤدؑ کے اس نے کہا
چل ادھر او ظالم حیلہ باف

حجت بارد رہا کن اے دغا
عقل در تن آور و در خویش آ

کر نہ بے معنی دلیلیں پر دغا!
عقل سے لے کام اور آ ہوش میں

ایں چہ میگوئی دعا چہ بود مخند
بر سر و ریش من و خویش اے لوند

کیا تو کہتا ہے دعا، خندہ نہ کر
اپنی میری ریش کو رسوا نہ کر

گفت من با حق دعاہا کردہ ام ۔۔۔ اندریں لابہ بسے خوں خوردہ ام
بولا میں نے کی ہے خالق سے دعا ۔۔۔ خونِ دل ہے اس خوشامد میں پیا

من یقیں دارم دعا شد مستجاب ۔۔۔ سر بزن بر سنگ اے منکر خطاب
ہے یقیں میری دعا تھی مستجاب ۔۔۔ مار سر پتھر پہ تو خانہ خراب

گفت گرد آئید ہیں اے مسلمیں ۔۔۔ ژاژ بینند و فشارِ ایں لعیں
بولا دوڑو اے مسلمانو! چلو ۔۔۔ اس لعیں کی بکی باتیں دیکھ لو

اے دعا تا چند خائی ژاژ را ۔۔۔ حجتِ قاطع بگو چہ بود دعا
اے فریبی بیہودہ گوئی ہے کب ۔۔۔ لا دلیل اچھی کوئی۔ کیا ہے دعا

اے مسلماناں دعا مالِ مرا ۔۔۔ چوں از آنِ او کند بہرِ خدا
مال میرا موشو کیسے کر دعا ۔۔۔ اس کا کر دے گی۔ کہو بہر خدا

گر چنیں بودے ہمہ عالم بدیں ۔۔۔ یک دعا املاک بردے مہر چیں
ایسا ہی ہوتا اگر۔ فہو المراد ۔۔۔ سب دعا سے چھین لیتے جائیداد

گر چنیں بودے گدایانِ ضریر ۔۔۔ محتشم گشتہ بدندے و امیر
ایسا گر ہوتا۔ تو یہ سارے فقیر ۔۔۔ بنتے دولت والے اور ہوتے امیر

روز و شب اندر دعا و اندر ثنا ۔۔۔ لابہ گویاں کہ تو دہ مال اے خدا
روز و شب جو کرتے رہتے ہیں دعا ۔۔۔ دے ہمیں تو مال و دولت اے خدا

تا تو ندہی ہیچ کس ندہد یقیں ۔۔۔ اے کشایندہ تو بکشا بندِ ایں
تو نہ دے تو کون دے گا بالیقیں ۔۔۔ کھول اے مشکل کشا عقدہ کہیں

مکسبِ کوراں بود لابہ و دعا ۔۔۔ جز لبِ نانے نیابند از عطا
سب اندھوں کا خوشامد اور دعا ۔۔۔ صرف روٹی ان کو ہوتی ہے عطا

قوم گفتند ایں مسلمانست کوست ۔۔۔ دیں فروشندہ دعاہا ظلم جوست
قوم بولی یہ مسلماں بھی نہیں ۔۔۔ ہے فروشندہ دعا کا بالیقیں

ایں دعا کے باشد از اسباب جلب — کے کشد ایں را شریعت خود طلب

یہ دعا ہرگز سبب کب جلب کا — ہے شریعت میں کہاں یہ قاعدا

بیع و بخشش یا وصیت یا عطا — یا ز جنس ایں شود ملکے ترا

بیع و بخشش یا وصیت یا عطا — یا ہو اس کی جنس ہے قابو ترا

در کدامیں دفتر است ایں شرع نو — گاؤ را تو باز دہ یا حبس رو

کون سے دفتر میں ہے یہ شرع ہاں — قید ہو یا گائے واپس دے یہاں

اندر آ در حبس و در زندان او — ورنہ گاؤش را بدہ حجت مگو

قید ہو۔ چل سوئے زندان جلد کر — ورنہ اس کی گائے دے بک بک نہ کر

او بسوئے آسماں میکرد رو — کاے خداوند کریم لطف خو

وہ یہ کہتا دیکھ کر سوئے سما — اے کریم لطف خو۔ اے کبریا

من دعا ہا کردہ ام زیں آرزو — واقفی مارا کہ داند غیر تو

تھا دعاؤں میں یہ میرا مدعا — کون جانے واقفہ تیرے سوا

در دل من آں دعا انداختی — صد امید اندر دلم افراختی

تو نے میرے دل میں ڈالی وہ دعا — جس نے ڈالی سو امیدوں کی بنا

من نمے کردم گزافہ آں دعا — ہمچو یوسف دیدہ ام من خوابہا

میں نے بیہودہ نہ کی تھی وہ دعا — مثل یوسف خواب میں دیکھا کیا

دید یوسف آفتاب و اختراں — پیش او سجدہ کناں چوں چاکراں

دیکھا۔ یوسف نے کہ نجم و آفتاب — چاکروں کی طرح ساجد ہیں شتاب

اعتمادش بود بر خواب درست — در چہ و زنداں جز آں را نجست

خواب پہ اچھے بھروسہ ان کو تھا — چاہ و زنداں میں خیال اس کا رہا

ز اعتماد او نبودش ہیچ غم — از غلامی و ز ملامت بیش و کم

اس بھروسے سے نہ تھا کچھ اس کو غم — اس غلامی اور ملامت کا [illegible]

اعتمادے داشت او بر خواب خویش ‌‌ ‌ که چو شمعے می فروزیدش ز پیش
اعتماد ان کو تھا اپنے خواب پر ‌ ‌ شمع کے مانند آگے تھا نظر

چون درافگندند یوسفؑ را بچاہ ‌ ‌ بانگ آمد سمع او را از الٰہ
چاہ میں یوسفؑ کو ڈالا جس گھڑی ‌ ‌ تو انہوں نے یہ ندائے حق سنی

کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان ‌ ‌ تا بمالی این جفا بر روئے شان
ایک دن تو شاہ ہوگا اے جواں ‌ ‌ لے گا بدلہ اس جفا کا بے گماں

قائل این بانگ ناید در نظر ‌ ‌ لیک دل بشناخت قائل از اثر
کہنے والا کو نہ آتا تھا نظر ‌ ‌ قلب میں لیکن تھا قائل کا اثر

قوتے و راحتے و مسندے ‌ ‌ در میان جان فتادش زان ندے
اعتماد اور قوت اور آرام سا ‌ ‌ اس ندا سے روح کو ان کی ملا

چاہ شد بر وے بدان بانگ جلیل ‌ ‌ گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل
اس صدا سے تھا کنواں شاداب تر ‌ ‌ آگ جوں گلشن خلیل اللہ پہ

ہر جفا کو بعد از آنش میرسید ‌ ‌ او بدان قوت بشادی میکشید
بعد اس کے جو پہنچتی تھی جفا ‌ ‌ وہ بدلتی تھی خوشی سے برملا

ہمچنانکہ ذوقِ آن بانگِ الست ‌ ‌ در دل ہر مومنے تا حشر ہست
جس طرح سے ذوق آوازِ الست ‌ ‌ حشر تک رکھے گا ہر مومن کو مست

تا نباشد در بلاشان اعتراض ‌ ‌ نے ز امر و نہی حقشان انقباض
تا نہ ہو ان کو بلا سے اعتراض ‌ ‌ ہو نہ امر و نہی حق سے انقباض

لقمۂ تلخے چو شکر مے شود ‌ ‌ خار ریحان سنگ گوہر میشود
تلخ لقمہ جس سے ہو جائے شکر ‌ ‌ خار گل ہو اور پتھر ہو گہر

ف "بلٰے" سے مشابہ وہ لفظ جو "الست بربکم" کے جواب میں کیا گیا تھا۔

لقمہ حکمے کہ تلخی مے نہد — گل شکر آں را گوارش میدہد

علم کے حصے ہیں جو تلخیاں — کرتا ہے گلقند انہیں ہضم بیاں

گل شکر آں را کہ نبود مستند — لقمہ را ز انکار او قے میکند

ہو نہ اس گلقند پر تکیہ جسے — لقمہ کھا بھی لے تو قے ہی کرے

ہر کہ خوابے دید از روز الست — مست باشد در رہِ طاعات مست

جس نے دیکھا خواب یہ مخمور الست — طاعتِ حق سے رہا ہر وقت مست

میکشد چوں اشتر مست ایں جوال — بے فتور و بے گماں و بے ملال

کھینچتا ہے بار مانند اونٹ کے — بدگمانی ہے نہ سستی ہے اسے

کفک تصدیق او گرد پوز او — شد گواہ مستی و دلسوز او

اس کے منہ میں جھاگ ہیں تصدیق کے — مستی دل سوز کے شاہد بنے

اشتر از قوت چو شیر نر شدہ — زیر ثقلِ بار اندک خور شدہ

اونٹ قوت سے جو شیر نر ہوا — بوجھ بھاری تھا تو کم کھانے لگا

ز آرزوئے ناقہ صد فاقہ برو — بنماید کوہ پیشش تارِ مو

اونٹنی کے شوق میں فاقے ہوئے — کوہ آتا ہے نظر جوں بال کے

در الست آنکو چنیں خوابے ندید — اندریں دنیا نشد بندہ مرید

خوابِ ازل میں جس نے یہ دیکھا نہ تھا — وہ نہ دنیا میں مرید آ کر ہوا

ور بشد اندر تردد صد دلہ — یک زماں شکرستش و سالے گلہ

جو ہوا بھی تو تردد میں رہا — اک گھڑی کا شکر۔ برسوں کا گلہ

پائے پیش و پائے پس در راہِ دیں — مے نہد با صد تردد بے یقیں

راہِ دین میں آگے پیچھے وہ قدم — رکھتا ہے بے حد تردد سے بہم

وام دارِ شرح اینم تنگ گرو — ور شتابت از الم نشرح شنو

ہوں گرو اور قرضدار اس شرح کا — گر ہے جلدی۔ سن الم نشرح ذرا

چوں ندارد شرح ایں معنی کراں ۔۔۔ خر بسوئے مذبحِ گاو دراں

شرح اس معنی کی تو بے کراں ۔۔۔ مذبحِ گاؤ کا پھر کر بیاں

گفت کورم خواند زاں مجرم آں دغا ۔۔۔ پس بلیسانہ قیاس ست ایں دغا

کہتا تھا۔ کہتا ہے پہلے اندھا مجھے ۔۔۔ جیسے بلیسانہ ہیں اس کے وسوسے

من دغا کور از شے کردہ ام ۔۔۔ جز بحاجت گدیئے آوردہ ام

میں نے کب کوراد کی تھی وہ دغا ۔۔۔ جبکہ کسی سے مانگی تھی بجز خدا

کور از خلقاں طمع دارد ز جہل ۔۔۔ من ز تو کز تست ہر دشوار سہل

کور کو ہے طمع خلق از روئے جہل ۔۔۔ اور مجھے تجھ سے، کہ ہر مشکل ہو سہل

آں یکے کورم ز کوراں بشمرید[1] ۔۔۔ او نیاز جان و اخلاصم ندید

خود ہے اندھا کور جو سمجھے مجھے ۔۔۔ وہ نیاز اخلاص کب جانے مرے

کوری عشق ست ایں کوری من ۔۔۔ حب[2] یعمی و یصم ست اے حسن

عشق کی کوری ہے یہ کوری مری ۔۔۔ عشق کردے اندھا بہرا واقعی

کورم از غیر خدا بینا بدو ۔۔۔ مقتضائے عشق ایں باشد نگو

غیر سے اندھا ہوں بینائے خدا ۔۔۔ عشق کا بیشک یہی ہے مقتضا

تو کہ بینائی ز کورانم مدار ۔۔۔ دائرم[3] بر گرد لطفت اے مدار

تو ہے بینا مت بنا اندھا مجھے ۔۔۔ گھومتا ہوں گرد میں اس لطف کے

آنچناں کہ یوسفِ صدیق را ۔۔۔ خواب بنمودی و گشتش متکا

یوسفِ صدیق کو جس طرح تھا ۔۔۔ خواب پر اک اعتماد اے کبریا

[1] یعنی وہ شخص کہتا تھا جس نے گائے کو ذبح کر ڈالا تھا۔

[2] یعنی مذکور بالا اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ حبک الشئی یعمی و یصم یعنی کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔

[3] یعنی اے خدا! میں تیرے ہی گرد گھومتا ہوں۔

مر مرا لطفِ تو ہم خوابے نمود　　آں دعائے بیحدم بازی نبود
لطف نے تیرے دکھایا مجھ کو خواب　　کھیل کب تھی وہ دعائے بے حساب

مے نداند خلق اسرارِ مرا　　ژاژ مے دانند گفتارِ مرا
بھید میرے خلق ہے کب جانتی　　بیہودہ سمجھی ہے وہ باتیں مری

حق نہانست و کہ داند رازِ غیب　　غیر علامِ سر و ستارِ عیب
حق نہاں ہے کون جانے رازِ غیب　　ہاں مگر خالق جو ہے ستارِ عیب

خصم گفتش زو بمن کن حق بگو　　رو چہ سوئے آسماں کردی عمو
بولا دشمن ادھر دیکھ اور سچ بتا　　دیکھتا ہے آسماں کی سمت کیا

شید مے آری غلط مے افگنی　　لافِ عشق و لافِ قربت میزنی
مکر کر کے دھوکا دیتا ہے مجھے　　زعم میں ہے اپنے قرب و عشق کے

با کدامیں روئے چوں دل مردۂ　　روئے سوئے آسمانہا کردۂ
تو ہے دل مردہ تو کس منہ سے بتا　　آسماں کی سمت تو نے رخ کیا

غلغلے در شہر افتادہ ازیں　　آں مسلماں می نہد رو بر زمیں
اس کا سارے شہر میں چرچا ہوا　　سر بسجدہ اک مسلماں ہے پڑا

کاے خدا ایں بندہ را رسوا مکن　　گر بدم من سرِ من پیدا مکن
کر رہا ہے ۔ اے خدا رسوا نہ کر　　ہوں جو بد، میرا یہ راز افشا نہ کر

تو ہمے دانی و شب ہائے دراز　　کہ ہمے خواندم ترا با صد نیاز
جانتا ہے تو کہ راتیں تھیں دراز　　میں دعائیں کر رہا تھا با نیاز

پیشِ خلق ایں را اگر خود قدر نیست　　پیشِ تو ہمچوں چراغِ روشنیست
قدر اس کی خلق کر سکتی نہیں　　نور تیرے آگے ہے روشن یہیں

گاو میخواہند از من اے خدا　　چوں فرستادی نکردم من خطا
گائے مجھ سے مانگتے ہیں اے خدا　　تو نے بھیجی تھی، ہے میری کیا خطا

# حضرت داؤدؑ کا مدعیوں کے بیانات سننا

چونکہ داؤدؑ نبی آمد بروں / گفت ایں چہ گفت ایں احوالہا

باہر آئے جب کہ داؤدؑ نبی / پوچھا ان سے کیا ہے حال واقعی

مدعی گفت اے نبی اللہ داد / گاؤ من در خانۂ او اوفتاد

مدعی بولا کہ فریاد اے نبیؑ / گائے میری اس کے گھر میں گھس گئی

کشت گاؤم را بپرسش کہ چرا / گاؤ من کشت او بیان کن ماجرا

ذبح اس نے گائے کو میری کیا / پوچھئے اس سے کہ کیا تھا ماجرا

گفت داؤدؑ بگو اے بوالکرم / چوں تلف کردی تو ملک محترم

بولے داؤدؑ اس سے بول اے نیک دم / کیوں تلف کی تو نے ملک محترم

ہیں پراگندہ مگو حجت بیار / تا بیک سو گردد ایں دعوے و کار

دے ثبوت اور بات کر سلجھی ہوئی / تا ہو اس دعوے سے حاصل یکسوئی

گفت اے داؤدؑ بودم ہفت سال / روز و شب اندر دعا و اندر سوال

بولا اے داؤدؑ میں نے سات سال / رات دن حق سے کیا تھا یہ سوال

ایں ہمے جستم ز یزداں کاے خدا / روزیے خواہم حلال و بے عنا

چاہتا تھا میں خدا سے اے خدا / رزق بے محنت تو مجھ کو کر عطا

مرد و زن بر نالۂ من واقف‌اند / کودکاں ایں ماجرا را واصف‌اند

میرے رونے سے ہیں واقف مرد و زن / بچے بھی آگاہ ہیں عنہ و من

تو بپرس از ہر کہ خواہی ایں خبر / تا بگوید بے شکنجہ بے ضرر

جس سے چاہیں - پوچھ لیں اس کی خبر / وہ گواہی دے گا اس کی بے خطر

ہم ہویدا پرس و ہم پنہاں ز خلق / کز چہ میگفت ایں گدائے ژندہ دلق

ظاہر و باطن کا لے لیجے پتہ / گدڑی والا کرتا تھا فریاد کیا

بعد ازیں جلد دعا وایں فغاں — گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں

کر چکا جب یہ دعا اور یہ فغاں — گائے میں نے گھر میں دیکھی ناگہاں

چشم من تاریک شد نے بہر قوت — شادی آں کہ قبول آمد قنوت

تھی نہ تاریکی وہ بہر قوت کی — خوشی تھی میری التجا قبول ہوئی

کشتم آں را تا دہم در شکر آں — کہ دعائے من شنید آں غیب داں

شکر کرنے کے لئے مارا اسے — اس دعا میری سنی اللہ نے

## فقیر کو حضرت داؤد علیہ السلام کا حکم سنانا

گفت داؤد ایں سخنہا را بشو — حجت شرعی دریں دعوے بگو

بولے داؤد اب یہ باتیں چھوڑ تو — حجت شرعی بیاں کر مو بمو!

تو روا داری کہ من بے حجتے — بنہم اندر شرع باطل سنتے

غیر حجت تو روا رکھتا ہے کیا! — شرع میں دوں کھول باطل بات

ایں کہ بخشیدت خریدی وارثی — ریع را چوں میستانی حارثی

کس نے بخشی۔ اس کا تو وارث ہے کیا — تو جو حاصل لیتا ہے حارث ہے کیا!

کسب را ہمچوں زراعت داں عمو — تانکاری دخل نبود آں تو

کسب ہے مثل زراعت اے اخی — جب نہ بوئے وہ ملک ہو کیسے تری

آنچہ کاری بدروی آں آن تست — ورنہ ایں بیداد بر تو شد درست

تو جو بوئے اور کاٹے۔ ہے ترا — ورنہ بیشک ظلم ہے یہ اے خدا

رو بدہ مال مسلماں کژ مگو — رو بجو وام و بدہ باطل مجو

پھیرے مال مسلماں کا جلد جا — قرض لے کر دے اسے، بکتا ہے کیا

گفت اے شہ تو ہم ایں میگوئیم — کہ ہمے گویند اصحاب ستم

بولا اے شہ تو نے بھی وہ ہی کہا — ظلم والوں نے کہا جو ہے یہ

# فقیر کا خدا کے سامنے زاری کرنا

پس ز دل آہے برآورد و بگفت ۔ اے خدائے ہر کجا طاق[1] و جفت

دل سے اک آہ اس نے کھینچی اور کہا ۔ طاق ہے اور جفت ہے تو اے خدا

سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز ۔ در دل داؤد انداز آں فروز

سجدہ کر کے بولا اے دانائے راز ۔ کر دل داؤد پہ افشا یہ راز

در دلش نہ آنچہ تو اندر دلم ۔ اندر افگندی بہ راز اے مستقل

جو میرے دل کو دیا اس کو بھی دے ۔ مجھ میں جو پیدا کیا اس راز سے

ایں بگفت و گریہ در شد ہائے ہائے ۔ تا دل داؤد بیروں شد ز جائے

ہائے ہائے کر کے جب رونے لگا ۔ حضرت داؤد کا دل ہل گیا

گفت ایں امروز اے خواہان گاو ۔ مہلتم دہ ایں دعاوی را مکاو

بولا اس کو آج تو اے مدعی! ۔ دیدے مہلت مجھ کو کر دعوی ابھی

تا روم سوئے خلوت در نماز ۔ پرسم ایں احوال از دانائے راز

تا پڑھوں خلوت میں جا کر میں نماز ۔ پوچھوں کیا ہے راز اے دانائے راز

خوئے دارم در نماز آں التفات ۔ معنی[2] قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

ہے نماز میں میری ایسی مجھے نیاز ۔ روشنی ہے میری آنکھوں کی نماز

روزن جانم گشاد است از صفا ۔ میرسد بے واسطہ نامہ خدا

روزن جاں ہے صفائی سے کھلا ۔ آتی ہے بے واسطہ وحی خدا

نامہ و باران نور از روزنم ۔ میفتد در خانہ ام از معدنم

چاندنی انوار کی مینہ نور کا ۔ میرے گھر میں ہے برستا برملا

[1] یعنی اے خدا تو سب سے علیحدہ بھی ہے اور سب کے ساتھ بھی ۔

[2] نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے ۔

دوزخ است آں خانہ کاں بے روزن است | اصلِ دیں اے بندہ روزن کردن است

ہو نہ روزن جس میں دوزخ ہے وہ گھر | اصل دیں روزن بناتا ہے پسر

تیشہ در ہر بیشۂ کم زن بیا | تیشہ زن در کندن روزن ہلا

ہاں تو کر جنگل میں کم تیشہ گری | تیشہ سے روزن بنا کر مردمی

یا نمی‌دانی کہ نورِ آفتاب | عکسِ خورشید برونست از حجاب

کیا نہیں سمجھا؟ کہ نورِ آفتاب | عکس اُس سورج کا ہے بیرونِ حجاب

نورِ آں دانی کہ حیواں دید ہم | پس چہ کرمنا بود بر آدم

دیکھے جو حیواں، کہے تو اس کو نور | کیوں ہے کرمنا سے آدمؑ کا ظہور

من چو خورشیدم درونِ نور غرق | می ندانم خویش را از نور فرق

نور میں ہوں صورتِ خورشید غرق | میں نہ پاؤں خود میں اور نور میں فرق

رفتنم سوئے نماز و آں خلا | بہرِ تعلیم ست رہ مر خلق را

جانا یہ خلوت میں اور سوئے نماز | خلق کی تعلیم کو گویا ہے راز

کژ نہم تا راست گردد ایں جہاں | حرب خدعہ ایں بود اے پہلواں

میں ہوں ٹیڑھا تاکہ سیدھا ہو جہاں | ہے یہی "الحرب خدعة" اے جواں

نیست دستورے وگر نہ ریختم | گرد از دریائے راز انگیختم

کب اجازت ہے مجھے ورنہ فتا | راز کے دریا سے دیتا گرد اڑا

ہمچنیں داؤد می‌گفت ایں نسق | خواست گشتن عقل خلقاں محترق

اس طرح کہتے تھے داؤدؑ نبی | عقل جس سے جل گئی محترق کی

پس گریبانش کشید از پس یکے | کہ ندارم دیدے ایں من شکے

پیچھے سے کھینچا گریباں ایک نے | ہیں نہیں اک بات میں بھی شک مجھے

لہ یعنی ہم نے بزرگی دی ۔ لہ لڑائی دھوکا ہے ۔

# حضرت داؤدؑ کا خلوت میں تشریف لے جانا

باخود آمد گفت را کوتاہ کرد　　لب ببست و عزمِ خلوت گاہ کرد
ہوش میں آئے گفتگو ختم کی　　اور خلوت کو چلے داؤدؑ نبی

در فرو بست و برفت آنگہ شتاب　　سوئے محراب و دعائے مستجاب
بند دروازہ کیا ، اندر گئے　　اور دعا محراب میں کرنے لگے

حق نمودش آنچہ بنمودش تمام　　گشت واقف بر سزا و انتقام
دکھانا تھا حق نے دیا دکھا　　کے بدلے اور عوض سے آشنا

دید احوالے کہ کس واقف نبود　　رازِ پنہانے کہ حیرانی فزود
دیکھا وہ ۔ جس سے کوئی واقف نہ تھا　　راز پنہاں جس سے دل حیراں ہوا

روز دیگر جملہ خلقاں آمدند　　پیش داؤدِ پیمبر صف زدند
دوسرے دن جمع پھر خلقت ہوئی　　پیش داؤدِ پیغمبر صف بھی

ہمچنیں ایں ماجرا ہا باز رفت　　زود زد آں مدعی تشنیع رفت
پھر وہی قصے وہاں ہونے لگے　　مدعی نے طعن پھر اس کو دیئے

زود گاوم را بدہ اے نابکار　　از خدائے خویشتن شرمے بدار
جلد میری گائے دے اے نابکار　　اور ہو اپنے خدا سے شرم سار

ایں چنیں ظلمِ صریح ناسزا　　کی رود در عہدِ پیغمبرؑ ہلا
یہ کھلے ظلم اور باتیں ناسزا　　عہدِ پیغمبرؑ میں کیونکر ہیں روا

گاؤ کشتہ خوردہ بے ترس و وہم　　در جواب افزودہ تزویر آں لئیم
گائے ماری ۔ ہو گیا کھا کر نڈر　　یوں جواب اس کا دیا اس نے مکر

گرچہ چندیں سال بودم در دعا　　من طلب کردم ز حق داد او مرا
مدتوں سے میں تو کرتا تھا دعا　　میں نے جو مانگا ۔ مجھے حق نے دیا

اے رسولِ حق چنیں باشد روا — ظلم من بد گاؤ چوں دادش خدا

اے رسولِ حق بھلا یہ ہے روا — گائے میری کیونکر اس کو دے خدا

## گائے والے کا حضرت داؤدؑ کو طعنہ دینا

گفت داؤدش خمش کن رو بہل — ایں مسلمان راز گاوت کن بحل

مدعی سے بولے داؤدؑ نبی — کر معاف اس مردِ مومن کو اخی

چوں خدا پوشیدہ بر تو اے جواں — رو خمش کن حق ستاری بداں

جب چھپاتا ہے خدا رازِ نہاں — حق ستاری سے رہ خاموش ہاں

گفت واویلا چہ حکمست ایں چہ داد — از پئے من شرع نو خواہی نہاد

بولا۔ واویلا یہ کیا انصاف ہے — شرع تو ہے اور نیا انصاف ہے

رفتہ است آوازۂ عدلت چناں — کہ معطر شد زمین و آسماں

ایسی تیرے عدل کی شہرت ہے ہاں — جس سے مہکے ہیں زمین و آسماں

بر سگانِ کور ایں ستم نہ رفت — زیں تعدی سنگ و کہ بشکافت رفت

اندھے کتوں پر بھی جبر ایسا نہیں — ظلم سے بھاگیں نہ سنگ و کہ کہیں

ہمچنیں تشنیع میزد بر ملا — کالصلا ہنگامِ ظلمست الصلا[1]

طعنے وہ ایسے ہی کچھ دیتا رہا — الصلا ہے ظلم مجھ پہ الصلا

ایں چنیں ظلم و جفا بر من مکن — یا نبی اللہ مگو زیں ساں سخن

اس قدر جور و جفا مجھ پہ نہ کر — یا نبی اللہ اس سے در گذر

[1] یعنی اے لوگو! ؂

نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار
کہ بہ بینیدم منم اصحاب نار

نفس سے اُڑتے ہیں تیرے سو شرار
دیکھ لیں سب، ہیں ہمیں اصحاب نار

جزو نارم سوئے کل خود روم
من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم

سوئے کل جاتا ہوں جزو نار ہوں
نور ہوں تو جانب خالق بڑھوں

ہمچناں کایں ظالم حق ناشناس
بہر گاوے کرد چندیں التباس

جس طرح یہ ظالم نا آشنا
گائے کی خاطر سے شبہوں میں پڑا

او از و صد گاو برد و صد شتر
نفس نیست اے پدر از وے ببر

اونٹ اس نے سو گائے بھی
چھوڑ اس کو، نفس ہے یہ اے اخی

نیز روزے با خدا زاری نکرد
یا ربے نامد از و روزے بدرد

رو یا پیش حق نہ اک دن یہ کبھی
اور ندا یارب کی بھولے سے نہ دی

کاے خدا خصم مرا خوشنود کن
گر منش کردم زیاں تو سود کن

تو مرے دشمن کو خوش کر اے خدا
گر برا میں نے کیا تو کر بھلا

گر خطا گفتم دیت بر عاقلہ است
عاقلہ جانم تو بودی از الست

کی خطا تو عاقلہ پر خوں بہا
عاقلہ تو ہے ازل سے اے خدا

سنگ میگردد باستغفار دُر
ایں بود از انصاف نفس ایجان حُر

سنگ، استغفار سے موتی بنے
ہو یہ سب کچھ نفس کے انصاف سے

## لوگوں کا اُس درخت کی طرف جانا

چوں بروں رفتند سوئے آں درخت
گفت دستش را ببندید سخت

جب وہ باہر پیڑ کی جانب گئے
بولے باندھو ہاتھ اُس کے پیچھے سے

تا گناہ و جرم او پیدا کنم
تا لوائے عدل بر صحرا زنم

تاکہ میں اُس کا گنہ پیدا کروں
عدل اپنا ظاہر صحرا کروں

گفت اے سگ چوں ایں را کشتہ؛ تو غلامی خواجہ زیں رو گشتہ؛

بولے اے سگ اس کے بچہ کو مار کر بنے سے خواجہ بنا تو بے خطر

خواجہ را کشتی و بُردی مالِ او کرد یزداں آشکارا حالِ او

مار کر خواجہ کو دولت لوٹ لی حق نے خود آخر عیاں یہ بات کی

آں زنت او را کنیزک بودہ است با ہمیں خواجہ جفا بنمودہ است

ہے کنیز اسکی جو ہے بیوی تری ہے جفا تو نے اسی خواجہ پہ کی

ہرچہ زو زائید مادہ یا کہ نر ملک وارث باشد آنہا سربسر

اس سے جو پیدا ہوا مادہ کہ نر ملک وارث کی ہے وہ کیں سربسر

تو غلامی کسب و کارت ملک اوست شرع جستی شرع بستاں رَو کہ اوست

تو غلام، اور ملک اسکی کسب و کار چاہتا تھا شرع، یہ ہے شرع یار

خواجہ را کشتی باستم زار زار ہم بریں خواجہ گویاں زینہار

ظلم کرکے قتل خواجہ کو کیا "الاماں" خواجہ بہت کہتا رہا!

کارد را از شتاب کردی زیر خاک از خیالے کہ بدیدی سہمناک

خاک میں تو نے چھری کردی نہاں تھا تردد سے جو تجھ کو خوف جاں

نک سرش با کارد زیر زمیں باز کاوید ایں زمیں را ہمچنیں

ہے یہاں سر اور چھری زیرِ زمیں اس زمیں کو کھود، نکلیں گے یہیں

نام ایں سگ ہم نوشتہ کارد بر کرد با خواجہ چنیں مکر و ضرر

ہے چھری پر کندہ اس کا نام بھی رکھے ہی ایسی دغا خواجہ سے کی

ہمچنیں کردند چوں بشگافتند در زمیں آں کارد با سر یافتند

سب نے ایسا ہی کیا کھودی زمیں وہ چھری اور سر ملا ان کو وہیں

ولولہ در خلق افتاد آں زماں ہر یکے زنار ببرید از میاں

شور و غل مخلوق میں اُس دم ہوا تھا ہر اک زنار اپنی توڑتا

وانگہے سوئے درخت آورد رو — گفت زیں حالت چہ میدانی بگو

کر کے رخ پھر پیڑ کی جانب کہا — اس تعلق میں ہے تو کیا جانتا

در زماں از شاخ و برگ آں درخت — آمد از صنع خدا آواز سخت!

بول اٹھیں وہ شاخیں اور برگ درخت — آئی شان حق سے اک آواز سخت

کاے رسول حق ہمہ گفتی تو راست — صانع عالم بریں گفتت گواست

اے رسول حق یہ تم نے سچ کہا — اور شاہد اسکا خود ہے وہ خدا

خواجہ را ایں سگ بکشت بیچارہ کشت — از فولاد کے دشنہا بودش بدست

خواجہ کو اس شخص نے مارا یہاں — تھی چھری فولاد کی ہاتھوں میں ہاں

جملہ از داؤدؑ گشتہ عذر خواہ — زانکہ بد ظن گشتہ بودند و تباہ

وہ ہوئے داؤدؑ سے سب عذر خواہ — کیونکہ اپنی بد ظنی سے تھے تباہ

# حضرت داؤدؑ کا خونی سے بدلہ لینا

بعد ازیں گفتش بیا اے داد خواہ — داد خود بستاں تو ازیں رو سیاہ

پھر یہ فرمایا کہ آ اے داد خواہ — داد اپنی لے کہ ہے یہ رو سیاہ

ہم بداں تیغش بفرمود او قصاص — کے کند مکرش ز علم حق خلاص

اس چھری سے لے لیا بدلہ اسی — مکر علم حق سے کب دے مخلصی

حلم حق گرچہ مواسا ہا کند — چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

گو رعایت حلم خالق کا کرے — حد سے جب جائے گذر رسوا کرے

خوں نخسپد در فتد در ہر کسے — میل جست و جوے و کشف مقتضے

کب چھپے خون بلکہ ہر دل میں پڑے — جستجو کی خواہش اور رغبت بڑھے

اقتضائے داوری رب دیں — سر برآرد از ضمیر آن و ایں

اقتضائے داوری اسے درد مند — سر کرے اپنا ضمیروں سے بلند

کاں فلاں خواجہ چہ شد حالش چہ گشت ۔ ہمچنانکہ چو شد از گلزار گشت

کیا ہوا وہ خواجہ حال اسکا ہے کیا ۔ جیسے سبزہ جوش میں ہو باغ کا

جوشش خون باشدش واجستہا ۔ خارشِ دلہا و بحث و ماجرا

جوش خوں ہوتی ہے ایسی جستجو ۔ دل میں خارش اور بحث و گفتگو

چونکہ پیدا گشت سِرِ کارِ او ۔ معجزِ داؤدؑ شد فاش و دو تو

بھید جب اس کام کا سب پہ کھلا ۔ معجزہ داؤدؑ سے ظاہر ہوا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند ۔ سر بسجدہ بر زمینہا میزدند

سر برہنہ دوڑی وہ خلقت تمام ۔ گر پڑے سجدوں میں سارے خاص و عام

ما ہمہ کوران اصلی بودہ ایم ۔ وآنچہ میفرمودۂ نشنودہ ایم

اور کہا در اصل ہم اندھے رہے ۔ آپ کے فرمان ہم نے کب سنے

وز تو ما صد گوں عجائب دیدہ ایم ۔ لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم

سیکڑوں دیکھے عجائب آپ سے ۔ اپنے اندھے پن سے ہم معذور تھے

سنگ با تو در سخن آمد شہیر ۔ کز برائے غزو طالوتم بگیر

اے نبیؑ! کیں تم سے باتیں سنگ نے ۔ لو مجھے تم رزم کو طالوت کے لئے

تو بسہ سنگ و فلاخن آمدی ۔ صد ہزاراں خصم را برہم زدی

تین پتھر ایک گوپھن ساتھ تھا ۔ لاکھوں ہی اعداد کو برہم کر دیا

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد ۔ ہر یکے مر خصم را خونخوارہ شد

پتھروں کے لاکھوں ٹکڑے ہو گئے ۔ خون دشمن کا پیا ہر ایک نے

آہن اندر دست تو چوں موم شد ۔ چوں زرہ سازی ترا معلوم شد

موم دست پاک میں لوہا ہوا ۔ جب زرہ سازی ہوئی دست آشنا

لہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گذرا ہے +

کوہ با تو رسائل شد شکور — با تو میخواند چوں مقری زبور

کوہ تھے سب آپ کے شاکر فرود — مثل قاری ساتھ پڑھتے تھے زبور

صد ہزاراں چشم دل بکشادہ شد — از دم تو غیب را آمادہ شد

تم نے لاکھوں دل کی آنکھیں کھولدیں — ہے تمہیں سے غیب کا انکو یقیں

واں قوی تیر از ہمہ کان دائم است — زندگی بخشے کہ سرمد قائم است

ہے وہی دائم جو سب سے ہے قوی — زندگی بخش اور قائم سرمدی

جان جملہ معجزات اینست خود — کہ بہ بخشد مردہ را جان ابد

جان سارے معجزوں کی ہے یہی — جاودانی زندگی مردوں کو دی

کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد — ہر یکے از ما خدا را بندہ شد

جب مرا ظالم جہاں زندہ ہوا — حق کا ہم میں سے ہر اک بندہ بنا

## نفس خونی ہے

نفس خود را کش جہانے زندہ کن — خواجہ را کشتہ است او را بندہ کن

نفس کو مار اپنے دنیا کو جلا — قاتل خواجہ ہے بندہ لے بنا

مدعی گاو نفس تست ہیں! — خویشتن را خواجہ کردہ است و مہیں

نفس تیرا مدعی ہے گائے کا — اور بنا ہے اپنے کو خواجہ بنا

آں کشندہ گاو عقل تست رو — بر کشندہ گاو تن منکر مشو

عقل نے تیری ہے مارا گائے کو — تو کشندہ گاو سے منکر نہ ہو

عقل اسیر است و ہمے خواہد ز حق — روزئی بے رنج و نعمت بر طبق

عقل قیدی ہے خدا سے مانگتی — روزی بے رنج اور نعمت طبق

روزئی بے رنج او موقوف چیست — آنکہ بکشد گاو را کاصل بدیست

روزی بے رنج کیا ہے اے اخی — گائے کا مرنا جو ہے اصل بدی

نفس گوید چونکہ کشتی گاوِ من ‌ ‌ ‌ زانکہ گاوِ نفس باشد نقشِ تن

گائے ماری، نفس کرتا ہے سخن ‌ ‌ ‌ گائے کیا ہے نفس کی ہے نقشِ تن

خواجہ زادہ عقل ماندہ بینوا ‌ ‌ ‌ نفسِ خونی خواجہ گشت و پیشوا

خواجہ زادہ عقل، ہے بس بینوا ‌ ‌ ‌ نفسِ خونی خواجہ بن بیٹھا ہے

روزئی بے رنج میدانی کہ چیست ‌ ‌ ‌ قوتِ ارواح است و ارزاقِ نبیست

روزئی بے رنج کیا ہے اے فتا ‌ ‌ ‌ رزقِ نوری اور روحوں کی غذا

یک موقوفست بر قربانِ گاو ‌ ‌ ‌ گنج اندر گاو داں اے گنج کاو

گائے کی قربانی پہ ہے منحصر ‌ ‌ ‌ گائے میں ہے گنج اے جویائے راز

دوش چیزے خوردہ ام ورنہ تمام ‌ ‌ ‌ دادمے در دست فہمِ تو زمام

کھا لیا کچھ میں نے کل ورنہ تمام ‌ ‌ ‌ تیرے دستِ فہم میں دیتا لگام

دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است ‌ ‌ ‌ ہر چہ مے آید ز پنہاں خانہ است

کل جو کچھ کھایا۔ وہ ہے افسانہ سا ‌ ‌ ‌ راز کے پردے سے ہے بس برملا

چشم بر اسباب از چہ دوختیم ‌ ‌ ‌ گر ز خوش چشماں کرشم آموختیم

آنکھیں میں نے بند کیں اسباب سے ‌ ‌ ‌ اچھی آنکھوں سے کرشمے سیکھ کے

ہست بر اسباب اسبابے دگر ‌ ‌ ‌ در سبب منگر دراں افگن نظر

کچھ سبب ہیں، اور ان اسباب پہ ‌ ‌ ‌ اس سبب کو چھوڑ، اُن پہ غور کر

انبیا در قطعِ اسباب آمدند ‌ ‌ ‌ معجزاتِ خویش بر کیواں زدند

انبیاء قطعِ سبب کو آئے تھے ‌ ‌ ‌ آسمان تک جن کے پہنچے معجزے

بے سبب مر بحر را بشگافتند ‌ ‌ ‌ بے زراعت چاشِ گندم یافتند

بے سبب دریا کو ٹکڑے کر دیا ‌ ‌ ‌ صاف غلّہ بے زراعت لے لیا

لہ یعنی میں نے روزِ ازل میں عشق کی کچھ نعمت کھائی ہے۔ اس لئے بھید نہیں کہہ سکتا۔ ورنہ تجھ پر ظاہر کر دیتا ؀

ریگہا ہم آرد شد از سعی شاں ... پشم بد ابریشم آمد کش شاں
ریت انکی سعی سے آٹا ہوئی ... اُون ریشم بن گئی ہر بھیڑ کی

جملہ قرآں ہست در قطع سبب ... عزِ درویش و ہلاکِ بولہب
مقصدِ قرآں ہے بس قطعِ سبب ... عزتِ فقر اور ہلاکِ بولہب

## مثال

مرغ بابیلے دو سہ سنگ افگند ... لشکرِ زفتِ حبش را بشکند
وہ ابابیل ایک دو کنکر ہی سے ... سخت لشکر کو حبش کے توڑ دے

پیل را سوراخ سوراخ افگند ... سنگ مرغے کو بہ بالا بر زند
جسم کو ہر فیل کے چھلنی بنائے ... مرغ اک پتھر جو اوپر سے گرائے

دُمِ گاو کشتہ بر مقتول زن ... تا شود زندہ ہمانِدم در کفن
گاؤ مردہ کی جو دُم مقتول پہ ... ماردیں تو جی اُٹھے وہ سربسر

حلق ببریدہ جہد از جائے خویش ... خونِ خود جوید ز خونِ پالائے خویش
سر بریدہ پھر ہو زندہ برملا ... اپنے قاتل سے وہ مانگے خوں بہا

ہمچنیں ز آغازِ قرآں تا تمام ... رفضِ اسباب است و علت والسلام
اوّل قرآن سے یوں ہی تا تمام ... ترکِ اسباب و علل ہے والسلام

کشفِ ایں از عقل کارافزا شود ... بندگی کن تا ترا پیدا شود
کشف اسکا عقل سے ممکن نہیں ... بندگی کرتا تو سمجھے بالیقیں

بندِ معقولات آمد فلسفی ! ... شہسوارِ عقلِ عقل آمد صفی
قید معقولات میں ہے فلسفی ... شہسوار عقل ہیں لیکن ولی

عقلِ عقلت مغز و عقلِ تست پو ... معدۂ حیواں ہمیشہ پوست جو
مغز عقلِ عقل ہے اور عقل پوست ... معدۂ حیواں ہے محوِ پوست دوست

مغز چون از پوست وا رست و ضلال — مغز نغز آمد ز حلال آمد حلال

مغز جو کو پوست سے بھی نہ ملا — اور مغز نادر اس کو ہے حلال

چونکہ قشر عقل صد برہان دہد — عقل کل کے گام بے ایقان نہد

عقل کا چھلکا دلیلیں لا کے دے — عقل کل کا ہے یقیں کب چھوڑ کے

از سیاہی وز سپیدی فارغ است — نور ماہش بر دل و جاں بازغ است

وہ سیاہی اور سپیدی سے ہے دور — ہے دل و جاں پر درخشاں اس کا نور

ایں سیاہ و آں سپید ار قدر یافت — زاں شب قدر ست کاختر وار تافت

ہے سیاہی اور سپیدی قدر کی — ہے ضیا دونوں میں شام قدر کی

قیمت ہمیان و کیسہ از زر است — بے زرے ہمیان و کیسہ ابتر است

کیسہ کی وقعت بھلا ہے زر سے کیا — کیسہ بے زر ہے ناقص اے فتا

ہمچنانکہ قدر تن از جاں بود — قدر جاں از پرتو جاناں بود

جس طرح تو قدر تن کی جان سے ہے — جان کی قیمت پر تو جاناں سے ہے

گر بدے جاں زندہ بے پرتو کنوں — ہیچ گفتے کافراں را میتوں

زندہ رہتی جو جان بے پرتو اگر — کافروں کو مردہ کہتا کون پھر

ہیں بگو کہ ناطقہ جو مے کند — تا بقرنے بعد ما آبے رسد

یوں کہو جو نہر کھودے ناطقہ — ہم سے قرنوں بعد پانی آئے گا

گرچہ ہر قرنے سخن آرے بود — لیک گفتہ سالفاں یارے بود

گو کہ ہوں اہل سخن ہر قرن کے — اگلوں کی باتیں انہیں امداد دیں

نے کہ ہم توریت و انجیل و زبور — شد گواہ صدق قرآں اے شکور

کیا نہیں توریت و انجیل و زبور — صدق قرآں کے گواہ اے شکور

روزیٔ بے رنج جو و بے حسیب — کز بہشت آورد جبریلؑ سیب

روزی بے رنج ڈھونڈو بے حساب — سیب جنت لایا جبریلؑ اب شتاب

بلکہ رزقے از خداوند بہشت / بے صداع باغباں بے رنج کشت

بلکہ روزی خالق فردوس دے / کرکے فارغ باغباں و کلفت سے

چونکہ نفع نان دراں نان داد اوست / بدہدت آں نفع بے توسیط پوست

دکھاتا روٹی میں اسی سے فائدہ / فائدہ دیگا وہی بے واسطہ

ذوق پنہاں نقش نان چوں سفرہ ایست / نان بے سفرہ ولی را بہرہ ایست

ذوق پنہاں نفس، جوں سفرہ شکل / نان بے خواں اولیا کو ہے یہاں

رزق جانی کے بری با سعی و جست / جز بعدل شیخ کو داد و درست

رزق روحی سعی سے ہے حاصل کہاں / غیر مرشد جو کرے ہے داد و داں

نفس چوں با شیخ بیند کام تو / از بن دنداں شود او رام تو

شیخ سے وابستہ جب دیکھے تجھے / نفس تیرا رام ہو، بندہ بنے

صاحب ایں گاو رام آنگاہ شد / کز دم آں گاو او آگاہ شد

گائے والا بس گھڑی بندہ بنا / جب دم اس گاؤ کے سے واقف ہوا

عقل گاہے غالب آمد در شکار / بر سگ نفست کہ باشد شیخ یار

عقل غالب آئے گی وقت شکار / نفس کے کتے پہ جب ہو شیخ یار

نفس اژدرہاست با صد زور و فن / روئے شیخ او را زمرد دیدہ کن

نفس تیرا، مکر کا ہے اژدہا / تو زمرد روئے مرشد کا دکھا

گر تو خواہی ایمنی از اژدہا / دستش از داماں مکن یکدم رہا

اژدہے سے ہو اگر بچنا تجھے / چھوڑ تو دامن نہ اس کا ہاتھ سے

خاک شو در پیش شیخ با صفا / تا ز خاک تو بروید کیمیا

خاک ہو جا سامنے تو شیخ کے / کیمیا پیدا ہو تیری خاک سے

گر تو صاحب گاو را خواہی زبون / چوں خراں چابک کن ای سخت حرون

چاہیے رسوائی جو صاحب گاؤ کی / جوں خراں تو چوٹ کھا اور اس کی لات

چون بنزدیک ولی الله شود ۔۔۔ آن زبان صد گزش کوته شود

جائے جب آگے ولی اللہ کے ۔۔۔ تو زباں سو گز کی بھی چھوٹی رہے

صد زبان و هر زبانش صد لغت ۔۔۔ زرق و دستانش نیاید در صفت

سو زباں اس کی، ہر زباں میں سو لغت ۔۔۔ مکر و حیلہ اُن کا بیرون از صفت

مدعی گاو نفس آمد فصیح ۔۔۔ صد هزاران حجت آرد ناصحیح

مدعی گاؤ ہے گویا فصیح ۔۔۔ سو دلیلیں دے بالکل ناصحیح

شهر را بفریبد الا شاه را ۔۔۔ ره نتاند زد شه آگاه را

دے یہ دھوکا شہریاں شاہ کو ۔۔۔ پر نہ دے دھوکا شہ آگاہ کو

نفس را تسبیح و مصحف در یمین ۔۔۔ خنجر و شمشیر اندر آستین

نفس کے ہاتھ تسبیح قرآں کی یمیں ۔۔۔ ہے مگر تلوار زیر آستیں

مصحف و سالوس او باور مکن ۔۔۔ خویش با او همسر و همراز مکن

مصحف اُس کے مکر کا باور نہ کر ۔۔۔ اس کو تو ہمراز اور ہمسر نہ کر

سوی حوضت آورد بهر وضو ۔۔۔ واندر اندازد ترا در قعر جو

حوض پر لائے وضو کے واسطے ۔۔۔ ڈال دے پھر قعر دریا میں تجھے

عقل نورانی و نیکو طالب است ۔۔۔ نفس ظلمانی بر او چون غالب است

عقل نورانی ہے طالب نیک کی ۔۔۔ نفس ظلمانی ہے کیوں غالب ابھی

زانکه او در خانه عقل تو غریب ۔۔۔ بر در خود سگ بود شیر مهیب

وہ ہے گھر میں، عقل ہو کیوں گھر والے ۔۔۔ ہوتا ہے کتا بھی اپنے گھر پہ شیر

باش تا شیران سوی بیشه روند ۔۔۔ وین سگان کور آنجا بگروند

صبر کر تا شیر سوئے دشت جائیں ۔۔۔ اندھے کتے اس جگہ پھر غل مچائیں

مکر نفس و تن نداند عام شهر ۔۔۔ او نگردد جز به وحی القلب قهر

نفس و تن کے مکر کب جانیں عوام ۔۔۔ جو بیدار ہی دل نہیں ہوتا وہ رام

| | |
|---|---|
| ہر کہ جنس اوست یار او شود | جز کہ گمرہ اوفتد؎ کہ شقیت بود |
| جو ہے جس کی جنس وہ اُس کا یار ہو | ہاں مگر وہ جو کہ ہے شقی جو |
| کو مبدل گشت و جنس تن نماند | ہر کرا حق در مقام خود نشاند |
| ہو مبدل اور نہ جنس تن رہے | جس کو نائب اپنا خود مولا کرے |
| خلق جملہ علتے اند از کمین | یار علت میشود علت یقین |
| اک جہاں علت ہے اور اندر کمیں | یار علت کی ہو علت با یقیں |
| ہر خسے دعوائے داؤدی کند | ہر کہ بے تمییز کف در وے زند |
| خاک و خس دعوے داؤدی کرے | جو کہ ہو بے عقل اس کو مان لے |
| از صیادے بشنود آواز طیر | مرغ ابلہ میکند آن سوے سیر |
| مرغ کی سن کر صدا صیاد سے | مرغ ناداں اس طرف رخ پھیرے |
| نقد را از قلب نشناسد غویست | ہین ازو بگریز اگرچہ معنویست |
| جو نہ جانے اصل و نقل اب ہے غوی | بھاگ اس سے گرچہ ہو وہ معنوی |
| رستہ و بربستہ پیش او یکیست | گر یقین دعوی کند او در شکیست |
| قیدی اور آزاد دونوں ایک اُسے | شک میں ہے دعوی یقیں کا جو کرے |
| اینچنین کس گر ذکی مطلق ست | چونکہ ایں تمییز نبود احمق ست |
| ایسا انساں گو ذکی مطلق ہے وہ | جب نہیں اس کو تمیز احمق ہے وہ |
| ہین ازو بگریز چون آہو ز شیر | سوئے او مشتاب اے دانا دلیر |
| بھاگ اس سے جیسے آہو شیر سے | گر ہے عاقل، جا نہ اُس کے سامنے |

۱؎ گمراہ ۔

# حضرت عیسیٰؑ کا بھاگ کر پہاڑ پر چڑھنا

عیسیٰؑ مریمؑ بکوہے میگریخت ــ شیر گوئی خون او میخواست ریخت

عیسیٰ مریمؑ گئے اک کوہ پر ــ بھاگ کر۔ تھا شیر گویا عقب در

آں یکے در پے دوید و گفت خیر ــ در پیت کس نیست چہ گریزی چو طیر

پیچھے پیچھے دوڑ کر اک نے کہا ــ کون ہے پیچھے جو یوں ہے بھاگتا

با شتاب او آنچناں میتاخت جفت ــ کز شتاب خود جواب او نگفت

تیز تھے وہ بھاگتے ہیں اس قدر ــ بات پھر اس سے نہ کی۔ بھاگے مگر

یکدو میدان در پے عیسیٰؑ براند ــ پس بجد و جہد عیسیٰؑ را بخواند

کھیت دو کھیت ان کے پیچھے وہ گیا ــ بعد صد کوشش پر اس نے دی صدا

کز پے مرضات حق یک لحظہ بیست ــ کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست

ٹھہرو اک لحظہ خدا کے واسطے ــ بھاگنا اب حضرت مشکل ہے مجھے

از کہ ایں سو میگریزی اے کریم ــ نہ پیت شیر و نہ خصم و خوف و بیم

کس سے یوں بھاگے ہوئے ہو اے کریم ــ شیر ہے پیچھے نہ ہے دشمن کا بیم

گفت از احمق گریزانم برو ــ میرہانم خویش را بندم مشو

بولے میں ہوں احمقوں سے بھاگتا ــ چھوڑ دے سدِ راہ ، چھوڑ دے رہ

گفت آخر آں مسیحا نہ توئی ــ کہ شود کور و کر از تو مستوی

بولا۔ ہو تم نہ مسیحا برملا ــ اندھے بہرے تم سے پاتے ہیں شفا

گفت آرے گفت آں شہ نیستی ــ کہ فسون غیب را ماویستی

بولے ہاں ہاں۔ بولا ہے وہ شاہ تو ــ ہے فسون غیب ہے ماوا

چوں بخوانی آں فسوں بر مردۂ ــ بر جہد چوں شیر صید آوردۂ

جب تو پڑھتا ہے فسوں بے جان پر ــ شیر کی صورت ہے اٹھتا جھوم کر

گفت آرے آں منم گفتا کہ تو — نے زگل مرغان کنی اے خوبرو
بولے ہاں وہ میں ہوں پھر بولا کہ تو — مٹی سے چڑیاں بنائے خوبرو

بردمی بروے سبک تا جاں شود — در ہوا اندر زماں پراں شود
دم جو پھونکے اُن پہ تا جان حاصل کرے — اور ہوا میں دفعتاً اڑنے لگیں

گفت آرے گفت پس اے روحِ پاک — ہرچہ خواہی میکنی از کیست باک
بولے۔ ہاں۔ بولا کہ پھر اے جانِ پاک — کر جو چاہے۔ اب تجھے ہے کس سے باک

با چنیں برہاں کہ باشد در جہاں — کہ نباشد مر ترا از بندگاں
ہے جہاں میں کون اتنا مستند — جو نہیں بندہ ترا اے معتمد

گفت عیسیٰؑ کہ بذاتِ پاکِ حق — مبدعِ تن خالقِ جاں در سبق
بولے عیسیٰؑ ہے قسم اللہ کی — جان و تن کا ہے جو خالق واقعی

حرمتِ ذات و صفاتِ پاکِ او — کہ بود گردوں گریباں چاکِ او
ہاں قسم اس ذات کی جو پاک ہے — آسمان جس کا گریبان چاک ہے

کاں فسون و اسمِ اعظم را کہ من — بر کر و بر کور خواندم شد حسن
وہ فسوں وہ اسمِ اعظم جب پڑھا — اندھوں بہروں کو بھی حاصل تھا

بر کہِ سنگیں بخواندم شد شگاف — خرقہ را بدرید بر خود تا بناف
جب پڑھا کہسار پر۔ وہ پھٹ گیا — خرقہ کو تا ناف پھاڑا برملا

بر تنِ مردہ بخواندم گشت حی — بر سرِ لاشے بخواندم گشت شے
جب پڑھا مردے پہ مردہ بھی اٹھا — جو نہ تھا کچھ۔ دفعتاً کچھ ہو گیا

خواندم آں را بر دلِ احمق بوُد — صد ہزاراں بار و درمانے نشد
دوستی سے دل پہ احمق کے پڑھا — لاکھوں بار و در پر اسکا نہ تھا

سنگِ خارا گشت و زاں خو برنگشت — ریگ شد کز وے نروید ہیچ کشت
سنگ بدلا خو نے احمق تھی وہی — ریت تھی۔ جس سے نہ کوئی شے اگی

| | |
|---|---|
| گفت حکمت چیست کانجا امرِ حق | سود کرد ایں جا نبود آں را سبق |
| پوچھا کیا حکمت تھی جو حکم خدا | تھا وہاں کامل، یہاں بے سود تھا |
| آں ہماں رنجست و ایں رنجے چرا | او نہ شد آں را و ایں را شد دوا |
| یہ بھی ہے وہ بھی مرض پھر کس لئے | اس کو نقصان، فائدہ پہنچا اُسے |
| گفت رنجِ احمقی قہرِ خداست | رنج کوری نیست قہر آں ابتلاست |
| روگ ہے یہ احمقی قہرِ خدا | اندھا پن تو ہے فقط اک ابتلا |
| ابتلا رنجیست کاں رحم آورد | احمقی رنجیست کاں زخم آورد |
| ابتلا کا رنج لاتے رحمتیں | احمقی کے رنج میں ہوں زحمتیں |
| آنچہ داغِ اوست مُہر او کردہ است | چارہ بر وے نیارد برد دست |
| داغ اس کا مہر ہے اس پہ لگی | اب علاج اس کا نہیں ممکن کوئی |
| ز احمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت | صحبتِ احمق بسے خونہا بریخت |
| احمقوں سے مثلِ عیسیٰؑ بھاگ جا | خون ہوگا ان کی صحبت میں روا |
| بر سر آرد زخم رنجِ احمقی | زخم نبود چارہ جوئے آں شقی |
| سر کرے مجروح رنجِ احمقی | ہو نہ رحمت چارہ جُو اس شوم کی |
| اندک اندک آب را دزدد ہوا | واں چنیں دزدد ہم احمق از شما |
| تھوڑا تھوڑا پانی لے جیسے ہوا | اس طرح احمق بھی لیتا ہے چُرا |
| آں گریزِ عیسوی نز بیم بود | ایمنست او آں پئے تعلیم بود |
| بھاگنا عیسیٰؑ کا تھا کب خوف سے | تھا مگر تعلیم ہی کے واسطے |
| زمہریر ار پُر کند آفاق را | چہ غم آں خورشید با اشراق را |
| چھا گئے باد سرد اگر آفاق پر | اس سے کیا خورشید کو پہنچے ضرر |

واں دگر عور و برہنہ لاشہ تاز
تیسرا بالکل برہنہ قسم تھی

لیک دامنہائے جامہ او دراز
دامن اُن کے تھے دراز سے تھی

گفت کور اینک گروہے می رسند
بولے اندھے، ایک قوم آگئی ہے اب

من ہمے بینم کہ چہ قومند و چند
دیکھتا ہوں میں ہم گروہ کتنے ہیں سب

گفت کر آرے شنیدم بانگشاں
بولے بہرے، ہاں سنی آگئی صدا

کہ چہ می گویند پیدا و نہاں
ظاہر و باطن تھا وہ کہتے ہیں کیا

آں برہنہ گفت ترساں زاں منم
بولے ننگے، ہے یہ اندیشہ ہمیں

کہ ببرند از درازے دامنم
وہ نہ دامن کو ہمارے پھاڑ دیں

کور گفت اینک بنزدیک آمدند
اندھے بولے، وہ نزدیک آگئے

خیز بگریزیم پیش از زخم و بند
بھاگ کر نقصان سے بچ جایئے

کر ہمے گوید کہ آرے مشغلہ
بولے بہرے ٹھیک ہے یہ ملا

میشود نزدیک تر یاراں ہلہ
شور و غل نزدیک ہم سے ہو گیا

آں برہنہ گفت آوہ دامنم
وہ برہنہ بولے، دامن سے ڈر

از طمع بُرّند و من ناایمنم
پھاڑ پھینکیں گے اسے وہ بے خبر

شہر را ہشتند بیروں آمدند
چھوڑ کر سب شہر باہر آگئے

در ہزیمت در دہے اندر شدند
اور سب اک گاؤں میں جا کر بچے

اندر آں دہ مرغ فربہ یافتند
گاؤں میں اک مرغ موٹا سا ملا

لیک ذرہ گوشت بر وے نے نژند
گوشت جس میں ایک ذرہ بھی نہ تھا

کور دید و آں کر آوازش شنید
کور نے دیکھا، سنی کر نے صدا

عور بگرفت و بدامن درکشید
اور لیا دامن میں ننگے نے اٹھا

مرغ مردہ خشک وز زخم کلاغ
زخم سے کوے کے مردہ مرغ تھا

استخوانہا زار گشتہ چوں پناغ
ہڈیاں تھیں تار تار سے با صفا

پس طلب کردند دیگے یافتند — بے سر و بے بن یکے بشکافتند

ڈھونڈ کر وہ دیگ لائے اک وہاں — تھا نہ پیندا اور نہ سر تھا بیگماں

بر سر آتش نہادند آں سہ تن — مرغ فربہ را بدیگ اندر زتن

چل کے پھر تینوں نے رکھا آگ پر — دیگ میں اس مرغ فربہ کو دھر

آتشش کردند چنداں اے پسر — کاستخواں شد جدا گوشتش بے خبر

پھر جلائی آگ اتنی اے پسر — گوشت کچا ہڈیاں تھیں بجتی تر

زاں بخوردند چوں زصید شیر — ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر

کھایا پھر جوں شیر کھاتا ہے شکار — سیر آئے کھا کے جیسے وہ فیل وار

ہر سہ زاں خوردند بس فربہ شدند — چوں سہ پیل بس بزرگ و مہ شدند

تینوں اس کو کھا کے موٹے ہوگئے — تین ہاتھیوں کی طرح فربہ ہوئے

آنچناں کز فربہی ہر یک جواں — در نگنجیدے ز زفتی در جہاں

مرغ کھا کر اتنے پھولے وہ جواں — بس سما سکتے نہ تھے دنیا میں ہاں

با چنیں گبزی و ہفت اندام زفت — از شکاف در بروں جستند و رفت

تھے اگرچہ موٹے اور اتنے بڑے — لیکن اک سوراخ سے باہر ہوگئے

راہ مرگ خلق ناپیدا رہیست — در نظر ناید کہ آں بیجا رہیست

خلق کے مرنے کا ہے رستہ نہاں — بے شگاف ہے۔ نظر آئے کہاں

نک پیاپے کاروانہا مقتفی — زیں شگاف در کہ ہست آں مختفی

آگے پیچھے قافلے سب ہیں رواں — اس شگاف در سے جو ہے بس نہاں

بر در ار جوئی نیابی آں شگاف — سخت ناپیدا و زو چندیں زفاف

در پہ ڈھونڈے تو نہ پائے درز بھی — ہے بہت پوشیدہ قافلوں میں یہی

اے ضیاء الحق حسام الدین عیاں — باز باید گفت شرح ایں بیاں

اے ضیاء الحق حسام الدین یہاں — شرح اس کی چاہیے کرنی بیاں

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست — آشنا را روئے در بیگانہ نیست

مختصر ہر بات افسانہ نہیں — آشنا مثل بیگانہ نہیں

## اندھے بہرے اور ننگے کی تشریح

کر امل را داں کہ مرگ ما شنید — مرگ خود نشنید و نقل خود ندید

بہری ہے امید موت اگر سنی — اور نہ مرگ و نقل اپنی سن لی

حرص نابیناست بیند مو بمو — عیب خلقاں و بگوید قاش او

حرص نابینا ہے دیکھے مو بمو — عیب خلقت اور کھولے ہو بہو

عیب خود یک ذرہ چشم کور او — مے نہ بیند گرچہ ہست او عیب جو

عیب اپنا اس کی چشم کور کو — کچھ نہ سوجھے ہے گرچہ وہ ہے عیب جو

عور می ترسد کہ دامانش برند — دامن مرد برہنہ کے درند

ننگا ڈرتا ہے نہ دامن پھاڑ دیں — دامن مرد برہنہ کیا چھینیں

مرد دنیا مفلس ست و ترسناک — ہیچ او را نیست از دزداں شو باک

مرد دنیا مفلس اور ہے خوفناک — کچھ نہیں اسکو مگر چوروں سے باک

او برہنہ آمد و عریاں رود — وز غم دزدش جگر خوں می شود

ننگا آیا ہے وہ ننگا جائے گا — غم سے چوروں کے جگر ہے خون سا

وقت مرگش کہ بود صد نوحہ بیش — خندہ آید جانش را زیں ترس خویش

وقت مرنے کے جو ماتم ہو سوا — ہنستی ہے جان اسکی اس ڈر پر فدا

آں زماں داند غنی کش نیست زر — ہم ذکی داند کہ بود او بے ہنر

جب غنی سمجھے کہ ہے محروم زر — اور ذکی جانے کہ ہے وہ بے ہنر

چوں کنار کودکے پر از سفال — کو بداں لرزاں بود چوں رب مال

گود میں بچوں کے جیسے ٹھیکرے — مال اپنا وہ سمجھتے ہیں اسے

گر ستانی پارۂ گریاں شود ‏ پارہ گر بازش دہی خنداں بود

چھین لے کوئی تو وہ رونے لگیں ‏ اور کرے واپس تو پھر وہ سب ہنسیں

چوں نباشد طفل را دانش دثار ‏ گریہ و خندہ اش ندارد اعتبار

عقل بچوں کو نہیں ہوتی ہے یار ‏ رونے ہنسنے کا نہیں کچھ اعتبار

محتشم چوں عاریت را ملک دید ‏ پس بر آں مال دروغیں مے طپید

ملک سمجھا عارضی دولت امیر ‏ حرص میں ہے مال باطل کی اسیر

خواب مے بیند کہ او را ہست مال ‏ ترسد از دزدے کہ بر باید جوال

دیکھتا ہے خواب میں مال و منال ‏ چوروں سے ڈرتا ہے بچائیں نہ مال

چوں ز خوابش بر کشاید گوش گش ‏ پس ز ترس خویش تسخر آیدش

آنکھ جب اس کی کھلے گی خواب سے ‏ پھر ہنسی اس ڈر پہ آئے گی اسے

ہمچنیں ترسانیِ ایں عالماں ‏ کہ بود شاں عقل و علم ایں جہاں

عالموں کا بھی ہے ڈرنا ایسا ہی ‏ جن کو علم اور عقل ہے اس دہر کی

از پئے ایں عاقلان ذو فنون ‏ گفت ایزد در نبی لا یعلمون

ہیں انہیں کے واسطے ذو فنون ‏ قول حق قرآں میں ہے لا یعلمون

ہر کسے ترساں ز دزدے کسے ‏ خویشتن را علم پندارد بسے

ہر کوئی چوری سے ہے سہما ہوا ‏ اپنے کو عالم بڑا ہے جانتا

گوید او کہ روزگارم مے برند ‏ خود ندارد روزگار سودمند

کہتا ہے دشمن سے ہے دنیا گزند ‏ خود نہیں اس کا زمانہ سودمند

گوید از کارم بر آوردند خلق ‏ غرق بیکاریست جانش تا بحلق

کہتا ہے عاجز سے دنیا بیوقوف ‏ غرق بیکاری ہے سر سے پاؤں تک

عور ترساں کہ منم دامن کشاں ‏ چوں رہانم دامن از چنگال شاں

ننگا ڈرتا ہے کہ دامن ہے بڑا ‏ ہاتھ سے کس طرح چھوٹے ان کے دا

صد ہزاراں فضل داند از علوم ‏ ‏ ‏ جان خود را مے نداند از ظلوم
لاکھ علم و فضل وہ ہے جانتا ‏ ‏ ‏ ظلمت جاں سے نہیں ہے آشنا

داند او خاصیت ہر جوہرے ‏ ‏ ‏ در بیان جوہر خود چوں خرے
جانے ہر جوہر کی خاصیت ضرور ‏ ‏ ‏ اپنے جوہر کے بیاں میں بے شعور

کہ ہمے دانم یجوز و لا یجوز ‏ ‏ ‏ خود ندانی تو یجوزی یا عجوز
کہتا ہے جانوں یجوز[۱] و لا یجوز ‏ ‏ ‏ تو نہ جانے اس کو ہرگز اے عجوز[۲]

ایں روا وآں ناروا دانی ولیک ‏ ‏ ‏ خود روا یا ناروائی ہیں تو نیک
تو روا اور ناروا جانے ہے ‏ ‏ ‏ خود روا یا ناروا ہے۔ دیکھ لے

قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست ‏ ‏ ‏ قیمت خود را ندانی احمقیست
دام ہر ساماں کے تو ہے جانتا ‏ ‏ ‏ اپنی قیمت خود نہ جانے احمقا

سعد ہا و نحس ہا دانستہ ‏ ‏ ‏ ننگری سعدی تو یا ناشستہ
سعد بھی تو جانتا ہے۔ نحس بھی ‏ ‏ ‏ اپنی بھی دیکھی کبھی نیکی بدی

جان جملہ علمہا اینست ایں ‏ ‏ ‏ کہ بدانی من کیم در یوم دیں
جان ہے بس سارے علموں کی یہی ‏ ‏ ‏ حشر میں پہچانے خود کو آپ ہی

آں اصول دیں بدانستی ولیک ‏ ‏ ‏ بنگر اندر اصل خود کو ہست نیک
تو اصول دیں تو سمجھا ہے مگر ‏ ‏ ‏ خود کو بھی اپنی حقیقت پہ بھی کر

از اصولینت اصول خویش بہ ‏ ‏ ‏ کہ بدانی اصل خود اے مرد بہ
ہے اصولی سے اصول اپنا بھلا ‏ ‏ ‏ تا تو اپنی اصل سے ہو آشنا

[۱] جائز اور نا جائز ۔

[۲] بڑھیا ۔

# اہل سبا کی خوشی اور ناشکری

اصل شان بد بود آں اہل سبا — میرمیدندے ز اصحاب لقا
اصل ہی اہل سبا کی تھی بڑی — بھاگتے تھے انبیاء سے دور ہی

داد شان چندین ضیاع و باغ و راغ — از چپ و از راست از بہر فراغ
مرحمت انکو ہوئے تھے دشت و باغ — ہر طرف سے انکو حاصل تھا فراغ

بسکہ مے افتاد از پُری ثمار — تنگ مے شد معبرہ بر رہگذار
میوے افزونی سے گرتے بے شمار — تنگ تھی رہگیر پر ہر رہگذار

آں نثار میوہ رہ را میگرفت — از پُری میوہ رہرو در شگفت
راہ میووں کی نچھاور سے تھی بند — راہرو کی حیرت تھا دوچند

سلہ بر سر در درختستان شدن — پُر شدے ناخواست از میوہ فشاں
جاتے سر کر ساتھ جب پیڑ کے — خود بخود میووں سے بھرتے ٹوکرے

باد آں میوہ فشاندے بے کسے — پُر شدے زاں میوہ دامنہا بسے
میووں کو ٹپکاتی رہتی تھی ہوا — میووں سے بھرتے تھے دامن برملا

خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ — بر سر و رُوئے روندہ میزدہ
جھوم کر جھکتے تھے جب خوشے بڑے — منہ پہ لگتے تھے وہ راہگیر کے

مرد گلخن تاب از پُری زر — بستہ بودے بر میاں زرّیں کمر
صاحب اموال بھٹ جھونکا بھی تھا — وہ بھی تھا پٹکا سنہری باندھتا

سگ کلیچہ کوفتے در زیر پا — تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا
کتے کے پاؤں میں کلیچے پڑتے — بھیڑیا بیمار ہو بد ہضمی سے

گشتہ ایمن شہر و دہ از دزد و گرگ — بز نترسیدے ہم از گرگ سترگ
شہر و دہ محفوظ دزد و گرگ سے — بھیڑ ڈرتی تھی نہ ہرگز گرگ سے

جامۂ ایشاں اگر چرکیں شدے — آتش سوزندہ شاں صابوں بُدے

ان کے کپڑے میلے ہو جاتے اگر — آگ بن جاتی انہیں صابون تو

در تنورے انداختندے جامہ را — بعد یکساعت شدے خوش باصفا

کپڑوں کو تنور میں وہ ڈالتے — صاف ہوتے بعد تھوڑی دیر کے

گر بگویم شرح نعمتہائے قوم — کز زیادت مے شد آں یوماً فیوم

گر کروں میں شرح نعمتہائے قوم — جو زیادہ ہوتی تھی یوماً فیوم

مانع آید از سخنہائے مہم — انبیا بردند امر فاستقم

تو مرا مقصد یونہی رہ جائے گا — انبیاء وہ تھے فاستقم[1] اُن سے کہا

## سبا میں تیرہ پیغمبروں کا آنا

سیزدہ پیغمبر آنجا آمدند — گمرہاں را جملہ رہبر مے شدند

تیرہ پیغمبر وہاں نازل ہوئے — گمرہوں کی رہبری کے واسطے

کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر کو — مرکب شکر ار بخسپد حرّکو

شکر افزونیٔ نعمت کا کرو — شکر کا گھوڑا جو سوئے ایڑ دو

شکر منعم واجب آمد در خرد — ورنہ بکشاید در خشم ابد

شکر حق ادا ہوا عقل سے روا — ورنہ پھر غصّے کا در کھل جائیگا

ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند — کز چنیں نعمت بشکرے بس کند

دیکھئے یہ انعام اور ایسا کرے — شکر کم کون ایسی نعمت کا کرے

سر بہ بخشد شکر خواہد سجدۂ — پا بہ بخشد شکر خواہد قعدۂ

سر دیا ہے، شکر کا سجدہ کرو — پاؤں بخشے، شکر میں قعدہ کرو

[1] استقامت کرو

| | |
|---|---|
| شکر نعمت نعمتت افزوں کند | صد ہزاراں گل زخارے سر زند |
| شکر نعمت، نعمتوں کو دے بڑھا | لاکھوں گل اک خار سے نکلیں [illegible] |

# قوم کا انبیاؑ کو جواب دینا

| | |
|---|---|
| قوم گفتہ شکر ما را برد غول | ما شدیم از شکر و ز نعمت ملول |
| قوم بولی لے گیا شکر اپنا غول | ہو گئے ہم شکر و نعمت سے ملول |
| نعمتے چہ سیر شد جان ما ازیں | شکر چہ گوئیم بر گو ثنا ہیں |
| کہاں ہے نعمت اسیر ہم اس سے ہوئے | شکر اب کس کا کریں فرمایئے |
| پیش ما ایں نعمت آمد محنتے | شکر محنت کس نگفتہ ست اے فتے |
| اب تو یہ نعمت بھی محنت ہو گئی | شکر محنت کون کرتا ہے کبھی |
| ما چناں پژمردہ گشتیم از عطا | کہ نہ طاعت ماں خوش آید نے خطا |
| ہم عطا سے اسقدر ناخوش ہوئے | اب خطا میں ہے نہ طاعت میں مزہ |
| ما نمی خواہیم نعمتہا و باغ | ما نمی خواہیم اسباب فراغ |
| اب نہیں ہم کو گوارہ نعمت و باغ | اب نہیں منظور اسباب فراغ |

# انبیاؑ کا قوم کو جواب دینا

| | |
|---|---|
| انبیا گفتند در دل علتے ست | کہ ازاں در حق شناسی آفتے ست |
| دل میں اک علت ہے بولے انبیاؑ | حق شناسی کے لئے جو ہے بلا |
| نعمت از وے جملگی علت شود | طعمہ در بیمار کے قوت شود |
| ساری نعمت اس سے بن علت گئی | کھانے سے قوت ہو کیا بیمار کو |
| چند خوش پیش تو آمد اے مصر | جملہ ناخوش گشت و صافش شد کدر |
| آئیں کتنی خوشیاں سامنے تیرے اگر | ناخوشی سب ہو گئیں اے بے حذر |

تو عدوے ایں خوشی ہا آمدی — گشت ناخوش ہر چہ بروے کف زدی

اپنی خوشیوں کا تو ہے دشمن بنا — پایا جو کچھ اس سے تو ناخوش ہوا

ہر کہ او شد آشنا و یار تو — شد حقیر و خوار در دیدار تو

جو کوئی تیرا ہوا یار آشنا — خوار وہ تیری نظر میں ہو گیا

ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم — پیش او تو بس مہست و محترم

تجھ سے بیگانہ رہا جو بیش و کم — دور رہا تیری نظر میں محترم!

ایں ہم از تاثیر آں بیماریست — زہر او در جملہ خلقاں ساریست

ہاں اثر ہے یہ اسی بیماری کا — زہر اس کا سب میں ہے دوڑا ہوا

دفع آں علت بباید کرد زود — کہ شکر با آں حدث باشد چو دود

چاہئے علت یہ کرنا جلد دور — شکر پیدا چاہئے کرنا ضرور

ہر خوشی کآید بتو ناخوش بود — آب حیواں گر رسد آتش شود

خوشی جو کچھ کو ملے ہو ناخوش — آب حیواں آگ ہووے تو بھی

کیمیائے مرگ و جسک است آں صفت — مرگ گردد زاں حیات عاقبت

کیمیائے رنج و غم ایسی ہے یار — زندگی بھی موت ہو انجام کار

بس غذائی کزوے دل زندہ شد — چوں بیامد در تن تو گندہ شد

تو غذا سے اس سے دل زندہ ہیں — جب وہ آئی جسم میں، گندہ ہوا

بس عزیزے کہ بناز اشکار شد — چوں شکار تو شد او خوار شد

ہو گیا جو ناز کا تیرے شکار — پاس رہ کر وہ ہوا آخر کو خوار

آشنائی عقل با عقل از صفا — چوں شود ہر دم فزوں باشد ولا

آشنائی عقل کی ہو عقل سے — دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے

آشنائی نفس با ہر نفس پست — تو یقیں میداں کہ دم دم کمتر است

آشنائی نفس کو سو نفس سے — تو یقیں کر لے سو وہ ہر لحظہ گھٹے!

زانکہ نفش گرد علت مے تند ۔ معرفت را زود فاسد مے کند
گرد علت کے نفس اسکا پھرے ۔ معرفت کو جلد تر فاسد کرے

گر نخواہی دوست را فردا نفیر ۔ دوستی با عاقل و با عقل گیر
گر نہ چاہے تو تنفر دوست کا ۔ عقل اور عاقل سے ربط اپنا بڑھا

از سموم نفس چوں با علتی ۔ ہر چہ گیری تو مرض را آلتی
نفس کی گرمی سے ہے بیمار تو ۔ اس لئے ہے آلۂ آزار تو

گر بگیری گوہرے سنگے شود ۔ گر بگیری مہر دل جنگے شود
تو جو موتی لے تو وہ پتھر بنے ۔ لے محبت دل کی جھگڑے میں پڑے

ور بگیری نکتۂ بکر لطیف ۔ بعد درکت گشت بے ذوق و کثیف
نکتۂ نادر لے جو تو لطیف ۔ بعد آگاہی ہو بے ذوق و کثیف

کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد ۔ چیز دیگر گو بجز آں اے عضد
یہ سنا ہے اسے بہت کہنہ ہوا ۔ اب بتا اور کچھ اسکے سوا

چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر ۔ باز فردا زو شوی سیر و نفیر
دوسری چیز اک اچھوتی گر لے ۔ دوسرے دن اس سے پھر نفرت بڑھے

دفع علت کن چو علت خوش شود ۔ ہر حدیث کہنہ پیشت نو شود
دفع علت کر کہ علت دور ہو ۔ پھر نیا کر دے پرانی بات کو

تا کہ از کہنہ برآرد شاخ نو ۔ بشکفد صد خوشہ ز یک حبہ جو
کہنہ نئی شاخ سے نکلے نئی ۔ تاک سے پھوٹیں کئی خوشے ابھی

ما طبیبانیم شاگردان حق ۔ بحر قلزم دید ما را فانفلق
ہیں طبیب اور ہم ہیں شاگرد خدا ۔ دیکھ قلزم نے جو ہم کو پھٹ گیا

آں طبیبان طبیعت دیگرند ۔ کہ بدل از راہ نبضے بنگرند
دوسرے ہیں وہ طبیب کے طبیب ۔ دل کی حالت نبض سے دیکھیں عجیب

ما بدل بے واسطہ خوش بنگریم ۔ کز فراست ما با علی منظریم

دیکھتے ہیں بے واسطہ دل پر نظر ۔ ہم تو ہیں دانائی سے اعلیٰ نگر

آں طبیبان غذا اند و ثمار ۔ جان حیوانی بدیشاں استوار

جو غذا ہے آں طبیبوں کا مدار ۔ جان حیوانی ہے ان سے استوار

ما طبیبان فعالیم و مقال ۔ ملہم ما پرتو نور جلال

اور ہیں قول و فعل کے ہم چارہ گر ۔ ملہم حق ہم کو دیتا ہے خبر

کاینچنیں فعلے ترا نافع بود ۔ وآنچناں فعلے زرہ قاطع شود

یعنی ہوگی منفعت اس کام سے ۔ اور پھر وہ کام رہ کے راستے

اینچنیں قولے ترا پیش آورد ۔ وآنچناں قولے ترا نیش آورد

ہوگا ایسے قول سے تو بہرہ ور ۔ اور ایسا قول ہوگا نیشتر

آنچنان و ایں چنیں از نیک بد ۔ پیش تو بنہیم و بنمائیم جد

ایسا ویسا اور سب اچھا برا ۔ آگے رکھ کر ہم ہیں کوشش میں [illegible]

گر تو خواہی ایں گزیں خواہی آں ۔ زہر و شکر گر تو پر شد عیاں

چاہیے یہ اور چاہے وہ کر اختیار ۔ زہر و شکر ہو گئی پھر آشکار

آں طبیبان را بود بولے دلیل ۔ ویں دلیل ما بود وحی جلیل

ان طبیبوں کے لئے بول اک دلیل ۔ اور دلیل اپنی ہے بس وحی جلیل

دست مزدے مے نخواہیم از کسے ۔ دست مزد ما رسد از حق بسے

حق محنت کچھ نہیں ہم چاہتے ۔ ہم کو مزدوری ملی اللہ سے

ہیں صلا بیماری ناسور را ۔ دارو ئے ما یک بیک رنجور را

آؤ اے بیماری ناسور سے ۔ دیکھو دوا ہم اس کو جو رنجور ہے

# اس قوم کا پیغمبروں سے معجزہ طلب کرنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی
کو گواہ علم طب و نافعی!

قوم بولی اے گروہ مدعی
ہے تمہاری طب کا شاہد بھی کوئی

چوں شما بستہ ہمیں خواب و خورید
ہمچو ما باشید در دہ مے چرید

تم بھی خود ہو خواب و خور میں مبتلا
جس طرح ہم لوگ ہیں ہیں برملا

چوں شما در دام ایں آب و گلید
کے شما صیاد سیمرغ دلید

جبکہ تم بھی ہو اسیر آب و گل
کون ہے صیدی سیمرغ دل

حب جاہ و سروری دارد براں
کہ شمارد خویش از پیغمبراں

سب یہ جاہ و سروری ہے اس لئے
یعنی پیغمبر ہو خود کو جانتے

ما نخواہیم اینچنیں لاف و دروغ
کردن اندر گوش و افتادن بدوغ

جھوٹی باتیں ایسی ہم سنتے نہیں
پڑ نہ جائیں یوں کہ شامت میں کہیں

انبیا گفتند کایں زاں علت است
مایۂ کوری حجاب رویت است

انبیاء بولے یہ علت سے وہی
کوری ہے رویت کا خود پردہ بھی

دعوی ما را شنیدید و شما
مے نہ بینید ایں گہر در دست ما

تم ہمارے دعوے سنتے ہو مگر
ہاتھ میں گوہر نہیں آتا نظر

امتحان است ایں گہر مر خلق را
ما ش گردانیم گرد چشمہا

امتحاں ہے یہ گہر مخلوق کا
سامنے آنکھوں کے ہے رکھا ہوا

ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست
کو نمے بیند گہر حس عماست

گفتگو اس کی ہے خود اس کا گواہ
وہ نہ دیکھے اس کی بینائی تباہ

آفتابے در سخن آمد کہ خیز
کہ بر آمد روز برجہ کم ستیز

کہہ رہا ہے سورج کہ اے لوگو اٹھو
دن نکل آیا - لڑائی چھوڑ دو

گفت افزوں را تو بفروش و بخر — بذل جان و بذل جاہ و بذل سر

کہا کہ سب ہبہ کو [illegible] دے — بذل: جان و جاہ و سر کو یوں دے

تا ثنائے تو بگوید فضل ہو — کہ حسد آرد فلک بر جاہ او

تاکرے تیری ثنا فضل خدا — آسماں کو ہو حسد اس جاہ کا

چوں طبیباں را نگہدارید دل — خود ببینید و شوید از خود خجل

یوں ہی خاطر سے طبیبوں کا اگر — خود خجل ہو جاؤ گے تم دیکھ کر

دفع ایں کوری بدست خلق نیست — لیک اکرام طبیباں از ہدیست

دست خلقت میں یہ اندھاپن نہیں — کہ طبیبوں کی ہدایت کا یقیں

ایں طبیباں را بجاں بندہ شوید — تا بمشک و عنبر آگندہ شوید

ان طبیبوں کا تو دل سے ہو غلام — تاکہ مہکے مشک و عنبر سے مشام

## قوم کا انبیاء پر تہمت لگانا

قوم گفتند ای گروہ زرق و مکر — کہ خدا نائب کند از زید و بکر

قوم بولی یہ ہے حیلہ اور مکر — ہوں جو نائب یوں خدا کے زید و بکر

ہر رسول شاہ باید جنس او — آب و گل کو خالق افلاک کو

شاہ کا قاصد ہو اس کی جنس کا — آب و گل سے اور خدا سے میل کیا

مغز خر خوردیم تا ما چوں شما — پشہ را داریم ہمراز ہما

مغز خر کھایا تمہاری طرح کیا — جانیں کیوں مچھر کو ہمراز ہما

کو ہما کو پشہ کو گل کو خدا — ز آفتاب چرخ چہ بود ذرہ را

کیا ہما مچھر، کہاں گل اور خدا — ذرے کو سورج سے کیا نسبت بھلا

؎ خرچ کرنا - دے ڈالنا ◆

ماہ مے گوید کہ اے پیلاں روید — چشمہ آں ماست زاں یکسو شوید
چاند کہتا ہے کہ اے فیلو بڑھو — ہے ہمارا چشمہ اس کو چھوڑ دو

ورنہ من تاں کور گردانم ستم — گفتم از گردن بروں انداختم
ورنہ سب کو کور کر دوں ظلم سے — کر دیا اب کچھ نہیں ذمے مرے

ترک ایں چشمہ بگوئید و روید — تا ز زخم تیغ من ایمن شوید
چھوڑ دو چشمے کو اور آگے بڑھو — تاکہ زخم تیغ سے ایمن رہو

نک نشاں آنست کاندر چشمہ ماہ — مضطرب گردد ز پیل آب خواہ
یہ نشانی ہے کہ اس چشمے میں ماہ — مضطرب ہو جب ہو ہاتھی آب خواہ

آں فلاں شب حاضر آ اے شاہ پیل — تا درون چشمہ یابی آں دلیل
آ وہاں اس رات کو اے شاہ پیل — تاکہ تو چشمے میں پائے یہ دلیل

چونکہ ہفت و ہشت از مہ بگذرید — شاہ پیل آمد ز چشمہ مے چرید
ساتویں یا آٹھویں تھی چاند کی — آیا اس چشمے میں پانے یہ دلیل

چونکہ زد خرطوم پیل آں شب در آب — مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
سونڈ پانی میں جو ماری بے حجاب — چاند کا پانی میں دیکھا اضطراب

پیل باور کرد از وے آں خطاب — چوں درون چشمہ مہ کرد اضطراب
فیل کو آیا یقین پیغام کا — مضطرب جب چاند چشمے میں ہوا

ترس ترساں باز گشتہ آں ہمہ — بعد ازاں نامے کہ زد ایشاں ہمہ
ڈر گئے ہاتھی ہوئے سب بے خبر — پھر وہاں آیا نہ کوئی بھول کر

ما ز آں پیلاں نہ ایم اے گروہ — کاضطراب ماہ آرد ماں شکوہ
ہم تو وہ ہاتھی نہیں ہیں اے گروہ — چاند سے جو ہو ہمیں خوف و شکوہ

کم فضولی کن تو در حکم قدر — در خور آمد شخص خر با گوش خر

اس قدر کے حکم میں تجویز نہ کر — جسم خر ہے بس مناسب گوش خر

شد مناسب عضوہا و ابدانہا — شد مناسب وصفہا با جانہا

ہیں مناسب سارے، اعضا جسم کے — ہے مناسب جان کو اوصاف سے

وصف ہر جانے مناسب شدش — بیگماں جانیکہ حق بنگاشتش

وصف ہوتا ہے مناسب جان کے — بیگماں حق جس طرح ترتیب دے

چوں صفت با جاں قرین کرد است او — پس مناسب دانکش ہمچوں چشم و رو

جب قرین جاں صفت کو کر دیا — چشم و رخ سے ہے مناسب بر ملا

شد مناسب وصفہا در خوب و زشت — شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت

ہیں مناسب وصف خوب و زشت کے — ہیں مناسب حرف جو حق نے لکھے

دیدہ و دل ہست بین الاصبعین — چوں قلم در دست کاتب اے حسین

دیدہ و دل انگلیوں کے درمیاں — دست کاتب میں قلم جیسے رواں

اصبع لطف است و قہر اندر میاں — کلک دل با قبض و بسطے زیں بنان

انگلیوں میں قہر کی اور لطف کی — بہ دل قبض کلک دل ہے اے اخی

اے قلم بنگر گر اجلالیستی — کہ میان اصبعین کیستی

اے قلم! کر غور اگر ہے کچھ صفا — انگلیوں میں کس کی مسکن ہے ترا

جملہ قصد و جنبشت زیں اصبع است — فرق تو بر چار راہ مجمع است

انگلیوں میں قصد و جنبش ہے تری — اور چوراہے پہ سر ہے دائمی

ایں حروف حالہات از نسخ اوست — عزم و فسخت ہم ز عزم و فسخ اوست

ہیں حروف حال اس کے نسخ سے — عزم و فسخ اسکے ہے عزم و فسخ سے

۱؎ ارادہ کرنا اور ارادہ کو توڑ دینا ۔

چوں نیاز و جز تضرع را نہ ایست — زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست

گریہ زاری کے سوا چارہ نہیں — ہر قلم آگاہ و گردش سے نہیں

ایں قلم داند ولے بر قدر خود — قدر خود پیدا کند در نیک و بد

یہ قلم ہے قدر اپنی جانتا — ڈھونڈے اپنے لئے اچھا برا

## ہر کسی کو گوشمال دینے کا حق نہیں

آنچہ در خرگوش و پیل آویختند — تا ازل را با حیل آمیختند

قصہ میں خرگوش کے اور پیل کے — دی ازل کو حیلے ہیں ملا کے

کے رسد تاں ایں مثلہا ساختن — سوئے آں درگاہ پاک انداختن

یہ مثل دنیا بھلا کب چاہیے — سامنے درگاہ والا جاہ کے

آں مثل آوردن آں حضرت است — کہ بعلم سر و جہر او آیتست

ہاں مثل کہنا خدا کو ہے روا — ظاہر و باطن کو جو ہے جانتا

تو چہ دانی سر چیزے تا تو کل — تا بہ زلفے یا برخ آری مثل

تو نگاہیں کو بھید کیا ہے جانتا — زلف و رخ کی جو مثل کہنے لگا

موسیٰؑ آں را عصا دید و نبود — اژدہا بد سر او لب بر گشود

دیکھا موسیٰؑ نے عصا اور وہ نہ تھا — بھید جب ظاہر ہوا تھا اژدہا

چوں چناں شاہے نداند سر چوب — تو چہ دانی سر ایں دام و حبوب

بھید لکڑی کا نہ جب ان پہ کھلا — دام و دانہ کا تو کیسے بھید کیا

چوں غلط شد چشم موسیٰؑ در مثل — چوں شود موشے فضولے مدخل

چشم موسیٰؑ سے مثل میں بھی خطا — موش کی بیہودہ ہے جو دخل کیا

آں مثالت را چو اژدرہا کند — تا بپاسخ جزو جزوت بر کند

جب مثل کو تیری وہ اژدر کرے — ٹکڑے ٹکڑے میں جواب اس کا کرے

این مثل آورد ابلیس لعین — تا کہ شد ملعون حق تا یوم دین
یہ مثل لایا تھا ابلیس لعین — ہو گیا مردود حق تا یوم دین

این مثال آورد قارون از لجاج — تا فرو شد در زمین با تخت و تاج
اک مثل لایا جو قارون ضد سے — دھنس گیا مٹی میں گنج و زر لئے

این مثال آورد نمرود جہول — تا کہ پشہ مغز سر خوردش بہول
اک مثل نمرود لایا بے حیا — مغز اک مچھر نے اس کا کھا لیا

این مثال اندیش گشتہ قوم عاد — کاستخواں شاں خرد و مرد آمد بباد
اک مثال ایسی ہی لائی قوم عاد — ہڈیاں تک کر گئی ہے باد باد

این مثال آورد شداد لئیم — تا کہ شد محروم از ہر دو نعیم
اک مثل شداد لایا دہر میں — اور دو پائیں اس سے دونوں جنتیں

این مثال آورد فرعون از غلط — تا کہ اندر آب دریا شد سقط
اک مثل فرعون کا لایا ہے وہ — غرق وہ دریا میں آ کر ہو گیا

این مثال آورد ہر بدبخت دون — تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگون
الغرض جس نے بھی دی ایسی مثال — وہ جہنم میں گیا ہے گشتہ حال

این مثالست چو زاغ و بوم دان — کز ازیشاں پست شد صد خانداں
اس مثل کو ایسی زاغ و بوم جان — جس سے آ کر مٹ گئے سو خاندان

## قوم نوح کا مثالیں دینا

نوح اندر بادیہ کشتی بساخت — صد مثل گو از پئے تسخر بتاخت
نوح نے کشتی بنائی دشت میں — ان کی تسخر سے مثالیں سنوائیں

در بیابانے کہ چاہ و آب نیست — میکنند کشتی چہ نادان ابلہیست
اس بیابان میں جہاں پانی نہیں — احمق ہے کشتی بنانا بالیقیں

آں یکے میگفت ایں کشتی جہاز
واں یکے میگفت پُر تن ہم جہاز

ایک کہتا تھا کہ یاں کشتی چلا
ایک کہتا تھا کہ اس میں بچہ لگا

آں یکے میگفت نبالش کژ راست
واں یکے میگفت پاشش کژ و مروارست

ایک کہتا تھا۔ ہے یہ پچھلا سرا
ایک کہتا تھا۔ کہ ہے نا سرا

آں یکے میگفت بالائش کجاست
واں یکے میگفت پائش کژ چراست

ایک کہتا تھا کہ بالاں ہے کہاں
ایک کہتا تھا۔ ہے ٹیڑھا پاؤں یہاں

واں یکے میگفت پُر شکش تہی است
واں یکے میگفت ایں خو بر جہیست

ایک کہتا تھا یہ ہے مشک تہی
ایک کہتا تھا۔ یہ ہے کس کی گدھی

آں یکے میگفت چوبی چوں بیخود
ورنہ یارت کے بجنزل میبرد

ایک کہتا تھا یہ کیونکر کھا گئی
ورنہ کیونکر بوجھ بھرے جا سکی

آں یکے میگفت بیکاری مگر
یا شدی فرتوت و عقلت شد بسر

ایک کہتا تھا۔ تو ہے بیکار بھی
یا ہے بڈھا۔ عقل سے جاتی رہی

او یکے گفت ایں بفرمان خداست
آں یکے پرسید تحو بر گشت کاست

وہ یہ کہتے تھے، خدا کے حکم سے
ہے یہ سب کچھ۔ دل لگی سے کیا گئے

# ایک چور کی کہانی

ایں مثل بشنو کہ شب دزد عنید
در بن دیوار حفرہ مے برید

یہ مثل سن۔ ایک دزد دل قوی
نقب زن تھا جو ایک دیوار کی

نیم بیدارے کہ او رنجور بود
طقطق آہستہ اش را میشنود

نیم بیدار ایک وہاں بیمار تھا
کھٹ کھٹ آہستہ سے وہ سنتا رہا

رفت بر بام و فرو آویخت سر
گفت او را در چہ کاری اے پدر

کوٹھے پر جا کر جھکایا اس نے سر
پوچھا یہ کیا کر رہا ہے اے پدر

خیر باشد نیم شب چہ می کنی
خیر باشد، نصف شب، کیا کرتا یہاں
تو کہ گفتہ دہل زن اے سنی
بولا میں ہوں ڈھول والا بے گماں

در چہ کاری گفت میکوبم دہل
پیٹتا ہوں ڈھول میں اے متقی
گفت کو بانگِ دہل اے بوالجہل
بولا آوازیں کہاں ہیں ڈھول کی

گفت فردا بشنوی ایں بانگ را
بولا کل سن لے گا تو اس کی صدا
نعرۂ یا حسرتا وا ویلتا
نعرۂ وا حسرتا - وا حسرتا

من چو در رفتم بشنوی بانگِ دہل
جب میں جاؤں گا سنے گا تو صدا
آنزماں واقف شوی بر جزو کل
پھر سمجھ میں تیری سب کچھ آئیگا

آں ورود سست و کژ و بر ساختہ
جھوٹ تھا وہ تھی بناوٹ برملا
سرِ آں کژ را تو ہم نشناختہ
بھید اس کا بھی نہ تجھ پر کھل سکا

در غلط افتادۂ اے نیم خام
بھول میں تو ہے پڑا اے نیم خام
پختہ شو در آتش او والسلام
آگ میں اس کی ہو پختہ - والسلام

سرِ آں خرگوش داں دیوِ فضول
مان بے خرگوش، شیطاں کو فضول
کہ بہ پیشِ نفسِ تو آمد رسول
بن کے آیا نفس کے آگے رسول

تا کہ نفسِ گول را محروم کرد
کر دیا محروم تیرے نفس کو
ز آبِ حیوانے کہ ازوے خضر خورد
آبِ حیواں سے خضر پیتے تھے جو

## منکروں کی خرگوش والی مثل کا جواب

واژگونہ کردۂ معنیش را
تو نے معنی اس کے الٹے کئے
کفر گفتی مستعد شو بیش را
کفر بولا ہے سزا تیرے لئے

اضطرابِ ماہ گفتی در زلال
چاند کو پانی میں لرزتے پڑھ کے
کہ بترسانید پیلاں را شغال
اور ڈرایا پیلوں کو خرگوش نے

قصہ خرگوش دِتی اِیں آری و آب
یعنی کو قصے میں خرگوش کے

خشیت چیاں زمرو اضطراب
تو ڈرانے اضطراب ماہ سے

ایں چہ باشد آخرائے کوران خام
کیا ہے اس سامنے ماہ و تمام

باشئے کر شد ازو نقش خاص و عام
جس سے ہیں معلوم یہ سب خاص و عام

چہ مہر و چہ آفتاب وچہ فلک
چاند کیا کیا آفتاب اور کیا فلک

چہ عقول وچہ نفوس وچہ ملک
کیا ہے عقلیں اور کیا نفس و ملک

چہ وحوش وچہ طیور وچہ جماد
کیا وحوش اور کیا طیور اور کیا جماد

چہ ملوک وچہ گدا چہ کیقباد
کیا ملوک اور کیا گدا کیا کیقباد

چہ بلاد وچہ جبال وچہ بحار
کیا یہ ودیا، شہر کیا، کیا کوہسار

چہ مہ وچہ سال چہ لیل و نہار
کیا مہینے سال، کیا لیل و نہار

چہ تراب و آب چہ باد و نار
کیا یہ خاک و آب اور کیا باد و نار

چہ خریف و صیف چہ دے چہ بہار
سردی گرمی کیا، خزاں کیا، کیا بہار

جملہ اندر حکم وے در فرمان او
سب اُسی کے حکم اور فرمان ہیں

ہمچو گوئی در خم چوگان او
گیند کی صورت ہیں اس چوگان میں

آفتاب و آفتاب آفتاب
آفتاب آفتاب آفتاب

اینچنے گویم مگر ہستم بخواب
کیا کہا میں نے اگر ہوں محوِ خواب

صد ہزاراں شہر را خشم شہاں
لاکھوں ہی شہروں کو اُسکے خشم نے

سرنگوں کرد آسمانے ہو گواہاں
کر دیا برباد، یہ ہیں دیکھ لے

کوہ بر خود میشکافد صد شگاف
سو جگہ سے کوہ ہیبت سے پھٹے

آفتابے چوں غریبے در طواف
اور سورج مثل بھکاری کے پھرے

خشم مرداں خشک گرداند سحاب
غصہ مردوں کا سکھاتا ہے سحاب

خشم مرداں کرد عالم را خراب
غصہ مردوں کا کرے دنیا خراب

خاصہ خشمِ شاہ آں شاہِ شہاں | گردد از وے ریزہ ریزہ آسماں
خاص کر وہ غصۂ شاہِ شہاں | ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو یہ آسماں

جنگ ہائے مردگان بے حظوظ | چو سیاستگاہ شہرستانِ لوط
دیکھو تم اے بے حیا مردہ دو | اس سیاست گہ میں قومِ لوط کو

پیل خود چہ بود کہ سہ مرغ پیل | کوفتند آں پیلگان را تحوں
فیل کیا - تین اڑنے والے مرغوں نے | ہاتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے

ضعفِ مرغاں را ابابیلست داد | پیل را بدرید و غیبہ در فتو
ہے ابابیل ایک چھوٹا جانور | دکھ دیا ہاتھی کو اس نے پھاڑ کر

کیست کو نشنید آں طوفانِ نوح | یا مصافِ لشکرِ فرعون و روح
ہے سنا کس نے نہیں طوفانِ نوح | یا وہ جنگِ لشکرِ فرعون و روح

روحِ شاں بشکست اندر آب ریخت | ذرہ ذرہ آبِ شاں برہم بیخت
روح کے توڑ - دیا ان کو بہا | ذرہ ذرہ ان کو پانی نے کیا

کیست کو نشنید احوالِ ثمود | وانکہ صرصر عادیاں را مے ربود
اور سنا کس نے نہیں حالِ ثمود | عادیوں کا نہ تھی آندھی وجود

چشم باری در چناں پیلاں کشا | کہ بدے پیل کش اندر وغا
دیکھو تو ان ہاتھیوں کو بھی ذرا | پیل کش تھے جو وغا میں بہا

آنچناں پیلاں و شاہانِ ظلوم | زیرِ خشمِ دل ہمیشہ در رجوم
ایسے ہاتھی اور ظالم شہریار | دل کے غصے سے ہوئے ہیں سنگسار

تا ابد از ظلمتے در ظلمتے | میروند و نیست غوثے رحمتے
تا ابد ہیں ظلمت و ظلمات میں | اور نہیں ان کی معاون رحمتیں

۱؎ حضرت موسیٰ ۔

نام نیک و بد مگر نشنیدہ اید
جملہ دیدند و شما نادیدہ اید

نام نیک و بد نہیں ہے کیا سنا
سب نے دیکھا۔ تم نہیں ہو آشنا

دیدہ را نادیدہ مے آرید لیک
چشمتاں را وا کشاید مرگ نیک

دیکھ کر انجان بنتے ہو مگر
موت کھولے گی یہ آنکھیں بے خبر

گرد عالم پر بود خورشید و نور
چوں روی در ظلمتے مانند کور

دونوں عالم پُر ہیں مہر و نور سے
تو مثالِ کور ظلمت میں پڑے

بے نصیب آئی ازآں نور عظیم
بستہ روزن باشی از ماہِ کریم

بے نصیب اس نور سے آخر ہے
بند روزن ہو خدا کے چاند سے

تو درون چاہ رفتستی زکاخ
چہ گناہ دارد جہانہائے فراخ

محل سے تو خود کنویں میں ہے گرا
اس میں بحر و تبا کی ہے تقصیر کیا

جاں کہ اندر وصفِ گرگے ماند او
چوں بہ بیند روئے یوسف را نکو

جان جس میں بھیڑیے کا گن بھرا
روئے یوسف کس طرح دیکھے بھلا

لحن داؤدی بسنگ و کہ رسید
گوش آں سنگیں دلانش کے شنید

سنگ و کہ تک لحن داؤدی گیا
لیکن ان سنگیں دلوں نے کب سنا

آفریں بر عقل و بر انصاف باد
ہر زماں واللہ اعلم بالرشاد

آفریں اس عقل پر اے بد نہاد
ہر گھڑی - واللہ اعلم بالرشاد

صدقوا رسلاً کراماً یا سبا
صدقوا روحاً سباہا من سبا

انبیاء کو جانو سچ اہل سبا
روح رہبر کو بھی مانو بے ملا

صدقوا ہم ہم شموس طالعۃ
یؤمنوکم من مخازی القارعۃ

ہاں کرو تصدیق مہر ضو فشاں
جو قیامت سے تمہیں دیگا اماں

صدقوا ہم ہم بدور زاہرہ
قبل ان یلقوکم بالساہرہ

لب کشا ہو بدر کی تصدیق میں
پیشتر اس کے کہ موت آئے تمہیں

صدقوا ہم ہم مصابیح الدجی ۔ اکرموا ہم ہم مفاتیح الرجا
شمع ہیں یہ - لازم ہے - تصدیق مزید ۔ قدر جانو، ہیں اُمیدوں کی کلید

صدقوا من لیس یہوی خیرکم ۔ لاتضلوا لاتصدوا غیرکم
کب اُمید اُن کو تمہاری خیر کی ۔ چھوڑو ضد - ورنہ تم ہو اوروں کی بھی

پارسی گوئیم ہیں تازی بہل ۔ ہندوئے آں ترک باش از جان و دل
فارسی گو ہوں یہ عربی چھوڑ دے ۔ ہو غلام ترک دل اور جان سے

## حزم کے معنی اور صاحب حزم کی مثال

ہیں گواہ ہمسایہ شاہاں بشنوید ۔ بگرویدند آسمانہا بگروید
اب گواہی بادشاہوں کی سنو ۔ آسماں مانے ہیں، تم بھی مان لو

یا بحال اولیناں بنگرید ۔ یا سوئے آخر بحزمے بر پرید
حال دیکھو اولی مخلوق کے ۔ یا اُڑو پچھلوں کی جانب حزم سے

حزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط ۔ از دو آں گیری کہ دور است از خباط
حزم کیا ہے، احتیاط و سعی یار ۔ کرنا دو چیزوں سے اک کو اختیار

آں یکے گوید دریں رہ ہفت روز ۔ نیست آب و ہست ریگ پائے سوز
ایک کہتا ہے کہ سات دن اس راہ میں ۔ ہے نہ پانی پاؤں ریتے سے جلیں

آں دگر گوید دروغ است ایں بتاز ۔ کہ بہر شب چشمۂ بینی رواں!
دوسرا بولا کہ یہ ہے جھوٹ ہاں ۔ روز و شب کو چشمہ اک دیکھے رواں

حزم آں باشد کہ برگیری تو آب ۔ تا رہی از ترس و باشی در صواب
حزم یہ ہے پانی کو لو ساتھ سے ۔ تا بہ آسانی رہا ہو خوف سے

گر بود در راہ آب ایں را بریز ۔ ور نباشد وائے بر مرد ستیز
گر ملے پانی تو اس کو پھینک دے ۔ ورنہ ہو تو اس سے آخر کام لے

اے خلیفہ زادگاں دادے کنید — حزم بہر روز میعادے کنید

اے خلیفہ زادو، عدل اب تم کرو — حزم محشر کے لئے سب تم کرو

آں عدوئے کز پدرتاں کیں کشید — سوئے زندانش ز علییں کشید

وہ عدو، دشمن تمہارے باپ کا — خلد سے زنداں میں لایا برملا

آں شہِ شطرنجِ دل را مات کرد — از بہشتش سخرۂ آفات کرد

یا اس سے شاہِ شطرنجِ دلی — خلد سے لا کر اذیت اسکو دی

چند جا بندش گرفت اندر نبرد — تا بکشتی درفگندش روئے زرد

جالیں اس کی بند کر لیں چند جا — کشتی ایسی دی کہ چہرہ فق ہوا

اینچنیں کردست با آں پہلواں — سست سستش منگرید او دیگراں

ہے وہ ایسا ہی بہادر پہلواں — سست تم اس کو نہ جانو بیگماں

مادر و بابائے آں را حسود — تاج و پیرایہ بچالاکی ربود

باپ ماں سے وہ ہمارے یوں چلا — تاج اور خلعت سب اُن سے چھین گیا

کردشاں آنجا برہنہ و زار و خوار — سالہا بگریست آدم زار زار

کر دیا ننگا انہیں اور زار و خوار — روئے برسوں تک پھر آدم زار زار

کہ ز اشکِ چشمِ او روئید نبت — کہ چرا اندر جریدۂ لاست ثبت

آنسوؤں سے اُن کے ہیں سبزہ اُگا — ”دفتر لا“ میں تھا کیوں لکھا گیا

تو قیاسے گیر طراریش را — کہ چناں سرور کند زو ریش را

اس کی چالاکی تو بھی غور کر — انکی طاقت کو گھٹایا کس قدر

الحذر اے گل پرستاں از شرش — تیغِ لاحولی زنید اندر سرش

گل پرستو اس کے شر سے تم ڈرو — تیغِ لاحول اسکے سر پر مار دو

---

۱؎ شیطان کی طرف اشارہ ہے ۔

کم ہے بند شمار از کسیں — کرشما اور اے بینو رہیں
دیکھتا رہتا ہے تم کو گھات سے — تم مگر اس کو نہیں ہو دیکھتے

دانہا صیاد ریزد دانہا — دانہ پیدا باشد و پنہاں دغا
ڈالتا صیاد دانے ہے سدا — دانہ ظاہر اور پوشیدہ دغا

ہر کجا دانہ بدیدی الحذر — تا نہ بندد دام بر تو بال و پر
تو جہاں بھی دانہ دیکھے کر حذر — تا نہ باندھے دام تیرے بال و پر

چوں کہ دیدی دانہ بگریز اے حمام — ورنہ چوں خوردی ز پا افتادی بدام
اے کبوتر بھاگ، دانہ ہو جہاں — دام میں ورنہ پھنسے گا ناگہاں

شاد مرغے کو بترک دانہ گفت — وز ریاض قدس بہرش گل شگفت
مرغ وہ خوش ہے جو دانہ چھوڑ دے — قدس کے باغوں میں پھول اسکا کھلے

ہم بداں قانع شد و از دام رست — ہیچ دامے پر و بالش را نہ بست
اس پہ قانع ہو کے چھوٹا دام سے — بال و پر اسکے نہ پھندے میں پھنسے

# غیر محتاط مرغ کا حال

باز مرغے فوق دیوارے نشست — دیدہ سوئے دانہ و دامے ببست
مرغ اک بیٹھا کسی دیوار پہ — دام اور دانے پہ تھی اسکی نظر

یک نظر او سوئے صحرا میکند — یک نظر حرصش بدانہ میکشد
جانب صحرا تھی اسکی اک نظر — اک نگاہ و حرص اس کی دانے پہ

ایں نظر با آں نظر چالیش کرد — ناگہانے از خرد خالیش کرد
اس نظر اور اس نظر میں جنگ تھی — ناگہاں عقل اسکی رخصت ہو گئی

رفت دانہ خورد و اندر دام ماند — صاحبش گشت و بجوز و گام راند
جونہی دانہ کھایا پھندے میں پھنسا — مارا، کھایا اور شکاری چل دیا

| | |
|---|---|
| باز مرغے کاں تردد را گذاشت | زاں نظر برکند و در صحرا گماشت |
| دوسرا مرغ (جو) اس تردد سے چھوٹا | پھیر کر نظریں، سوئے صحرا گیا |
| شاد پر و بال او بخاً لہ | تا امام جملہ آزاداں شد او |
| بال و پر اُس کے بچے۔ وہ خوش ہو | ہو گیا سردار ہر آزاد کا |
| ہر کہ او را مقتدا سازد برست | در مقام امن و آزادی نشست |
| جس نے کی تقلید اُس کی۔ وہ بچا | امن و آزادی میں مسکن ہو گیا |
| زانکہ شاہ حازماں آمد دلش | تا گلستان و چمن شد منزلش |
| کیونکہ سکا دل تھا سلطان حزم کا | باغ گلشن اس کی منزل بن گیا |
| حزم ازو راضی و او راضی ز حزم | اینچنیں کن گر کنی تدبیر و عزم |
| حزم اس سے خوش۔ وہ راضی حزم سے | کر یوں ہی، عزم و تدبر گر کرے |
| بارہا در دام حرص افتادۂ | حلق خود را در بریدن دادۂ |
| حرص کے پھندے میں تو اکثر پھنسا | اور اپنے آپ کٹوایا گلا! |
| بازت آں تواب لطف آزاد کرد | توبہ پذرفت و شمارا شاد کرد |
| پھر کیا آزاد رحمت نے تجھے | توبہ کی مقبول خوش کر کے تجھے |
| گفت ان عدتم کذا عدنا کذا | نحن زوجنا الفعال بالجزا |
| بولا تم مجھ سے پھرو تو میں پھروں | ساتھ ہی فعل و جزا کا تو ہوں |
| چونکہ جفتے را بہ بر خود آورم | آید آں جفتش روانہ لاجرم |
| پس جب اپنے بلاؤں ایک کو | دوسرا آنے کو پھر مجبور ہو |
| جفت کردیم ایں عمل را با اثر | چوں رسد جفتے رسد جفت دگر |
| ہے عمل جوڑا اثر کا برملا | ایک جب پہنچے تو پہنچے دوسرا |
| چوں رباید غارتے زوج شوے | جفت ماندے آید و جستے جوئے |
| نر اگر جوڑے سے ہو جائے جدا | مادہ اپنے نر کو ڈھونڈے برملا |

# کتوں کی کہانی

| | |
|---|---|
| سگ زمستاں جمع کردہ استخوانش | زحمِ سرما خرد گرداند جانش |
| کتا جاڑے میں سکڑ کر رہ گیا | جاڑے کی شدت نے چھوٹا کر دیا |
| گو بگو بید کایں قدر تن کہ منم | خانہ از سنگ باید کردنم |
| کہتا تھا اس مختصر تن کے لئے | گھر تو پتھر کا بنانا چاہئے |
| چونکہ تابستان بیاید من بچنگ | بہر سرما خانہ سازم زسنگ |
| گرمیوں کا اب جو موسم آئے گا | بہر سرما گھر بناؤں سنگ کا |
| چوں کہ تابستان بیامد از گشاد | استخوانہا پہن گردد پوست شاد |
| بعد ازاں جب گرمیوں کی فصل ہے | ہڈیاں پھیلیں جان آرام پائے |
| زفت گردد پا کشد در سایۂ | کاہلے سیرے غرے خودرائے |
| پھول جائے اور سائے میں گھسے | سست کاہل اور تن آسان بنے |
| گوید او چوں زفت بیند خویش را | در کدامیں خانہ گنجم اے کیا |
| خود کو فربہ دیکھ کر دے یہ صدا | کون سے گھر میں سماؤں اے خدا |
| گویدش دل خانہ سازم اے عمو | گوید او در خانہ کے گنجم بگو |
| دل کہے اس سے کہیں تو گھر بنا | وہ کہے گھر میں سماؤں گا میں کیا |
| استخوان حرص تو در وقت درد | در ہم آید خرد گردد در نورد |
| درد میں تیری ہوس کی ہڈیاں | چھوٹی ہو جائیں سمٹ کر بیگمان |
| گوئی از توبہ بسازم خانہ | در زمستان باشدم کاشانہ |
| تو کہے توبہ کا وہاں گھر بنا | ہو مرا جاڑوں میں کاشانہ بنا |
| چوں بشد درد و شد آں حرص زفت | ہمچو سگ سودائے خانہ از تو رفت |
| جب گیا درد اور ہوس دونی ہوئی | مثلِ سگ رہ فکر گھر کی بھی گئی |

شکر نعمت خوشتر از نعمت بود ۔۔۔ شکر بارہ کے سوئے نعمت رود

شکر نعمت بہتر از نعمت رہے ۔۔۔ شکر کرنے والا خواری کب ہے

شکر جان نعمت و نعمت چو پوست ۔۔۔ زانکہ شکر آرد ترا تا کوئے دوست

جان نعمت شکر ہے نعمت ہے پوست ۔۔۔ کیونکہ لائے شکر تجھ کو سوئے دوست

نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ ۔۔۔ صید نعمت کن بدام شکر شاہ

شکر ہوش، اور شکر نعمت جان لے ۔۔۔ صید کر نعمت کو دام شکر سے

نعمت شکرت کند پرچشم و میر ۔۔۔ تا کنی صد نعمت ایثار فقیر

شکر کی نعمت تجھے کر دے امیر ۔۔۔ دے تو مال و زر اگر مانگے فقیر

سیر نوشی از طعام و نقل حق ۔۔۔ تا رود از تو شکم خواری و دق

ہو غذا سے حق سے پھر سیری تجھے ۔۔۔ اور شکم خواری و دق جاتی رہے

نعمت وہاب را شکرے کنید ۔۔۔ تا سیر شو بیں خود را کافر کنند

شکر نعمت کا کرو اللہ کی ۔۔۔ اور توڑو اپنا پندار خودی

شکر جذب نعمت او فر کند ۔۔۔ کفر نعمت مرد را کافر کند

نعمتوں کو شکر دیتا ہے بڑھا ۔۔۔ کفر نعمت دیتا ہے کافر بنا

## منکروں کا انبیا کو نصیحت سے جبریانہ منع کرنا

قوم گفتند اے نصوحاں بس بود ۔۔۔ آنچہ گفتید ار دریں دہ کس بود

قوم بولی ہے یہ کافی پند اگر ۔۔۔ گاؤں میں ہو سننے والا اک بشر

قفل بر دلہائے ما بنہاد حق ۔۔۔ کس نداند برد بر خالق سبق

دل پہ قدرت نے دیئے تالے لگا ۔۔۔ ہے پہ غالب کون آتا ہے بھلا

لہ گدائی ۔

نقش ما ایں کرد آں تصویر گر — ایں نخواہد شد بگفت و گو دگر

نقش جب نقاش نے ایسا کیا — گفتگو سے اس میں تبدیلی ہو گیا

سنگ را صد سال گوئی لعل شو — کہنہ را صد بار گوئی باش نو

سو برس پتھر سے کہہ، ہو جا لعل — کہنہ سے سو بار کہہ، پھر روپ بھر

خاک را گوئی صفات آب گیر — آب را گوئی عسل شو یا کہ شیر

خاک سے کہنا کہ مثل آب ہو — دودھ ہو یا شہد کہنا آب کو

نار را گوئی کہ نور محض شو — پشتہ را گوئی کہ سوئے باد رو

نور ہو جا نور، کہنا نار سے — پشتے سے کہنا کہ آندھی میں اڑے

قلب را گوئی کہ زر پاک شو — پاک اکسیرے شود چالاک شو

کھوٹے سے کہنا کہ سونا ہو کھرا — پاک تو اکسیر ہو جا بے بہا

ہیچ از آں اوصاف تغییری شوند — آب کے گردد عسل اے ارجمند

ان کے بدلیں گے مگر اوصاف کیا — شہد پانی کس طرح ہو اے فتا

خالق افلاک ہم افلاکیاں — خالق آب و تراب و خاکیاں

خالق افلاکی و افلاک نے — خالق انسان و آب و خاک نے

آسمان را داد دوران و صفا — آب و گل را تیرہ روئی و نما

آسماں کو دی صفا، گردش بھی دی — آب و گل کو تیرگی، پالیدگی

کے تواند آسماں دُردی گزید — کے تواند آب و گل صفوت خرید

آسماں کب تیرگی حاصل کرے — اور صفائی آب و گل کب لے سکے

قسمتے کردہ است ہر یک را رہے — کے کُہے گردد بجہدت چوں کَہے

سب کو اک راہ ہے تقسیم کی — کاہ کب کوشش سے پہاڑی کر سکی

# انبیا کا جبریوں کو جواب

انبیا گفتند کآرے آفرید — وصفہائے کش نتاں زاں سر کشید
انبیا بولے کہ ہاں حق نے دیا — وصف سب کو ورنہ کوئی پھر سکا

وآفرید او وصفہائے عارضی — کہ کسے مبغوض میگردد رضی
وصف کچھ اس نے دیئے ہیں عارضی — ہے کبھی وہ خشمگیں راضی کبھی

سنگ را گوئی کہ زر شو بیہدہ ست — مس را گوئی کہ زر شو راہ ہست
کہنا پتھر سے کہ ہو زر ہے ناروا — تانبے سے کہنا کہ زر ہو ہے بجا

ریگ را گوئی کہ گل شو عاجز ست — خاک را گوئی کہ گل شو جائز ست
ریت سے کہنا کہ گل ہو ناروا — خاک سے کہنا کہ گل ہو ہے بجا

رنجہا داد است کاں را چارہ نیست — آں بسان گنگی[1] و فطس[2] و عمیست
دکھ ہیں بعض ایسے نہیں جن کی دوا — گنگ ہونا۔ فطس یا کوری تھا

رنجہا داد است کاں را چارہ ہست — آں بسان لقوہ و درد سرست
بعض تکلیفوں کا چارہ ہے مگر — جیسے لقوہ اور جیسے درد سر

ایں دواہا ساختہ بہر ائتلاف[3] — نیست ایں درد و دواہا از گزاف
یہ دوائیں ہیں بنائے ائتلاف — کب ہیں یہ درد و دوا الاف و گزاف

بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست — چوں بجد جوئی بیابی آں بدست
بلکہ اغلب درد دکھ کا ہے علاج — ڈھونڈے کوشش سے تو پائے آج

---

[2] چوڑی ناک والا ہونا ۔

[3] الفت کرنا ۔

خود گرفتم کز شما سنگین تر شدید
ہم نے مانا۔ تم بہت سنگین ہوئے

قفلہا بر گوش و بر دل ہم زدید
قفل کانوں اور دل پر ہیں لگے

ہیچ ما را با قبولے کار نیست
ہم کو منوانے سے حاصل ہے فراغ

کار ما تسلیم و فرمان کردنیست
ہے ہمارا کام تسلیم و بلاغ

او بفرمودستمان این بندگی
فرض کی ہے اس نے ہم پر بندگی

نیست ما را از خود این گوینگی
ہم کب کہتے ہیں اپنے آپ کی

جان برائے امر او فدا کنیم ما
جان ہے احکام کی تعمیل کو

گر بمیرے گوید او کاریم ما
وہ کہے۔ تو ریت میں [illegible] بو

امر حق را ما گرو دے ریا
حکم حق جو کچھ ہے۔ وہ اب ہے دیا

میرسانیم این رسالت با شما
ہم تمہیں پہنچاتے ہیں ایلچی سا

غیر حق جان نخو را یار نیست
غیر حق سے کون یار اپنا

با قبول و ردتان کار نیست
خلق کی ہاں اور نہیں سے کام کیا

مزد تبلیغ رسالات از دوست
اس رسالت کا عوض دیگا وہی

زشت و دشمن رو شدیم از بہر دوست
دوست کی خاطر ہے سب سے دشمنی

ما بریں درگہ ملولان نیستیم
نہ گئے اس درگاہ سے کب ہے امیں

تا ز بعد راہ ہر جا بیستیم
گو ہے راہ و دور پھر جا کیوں رکیں

دل فرو بستہ و ملول آنکس بود
دل گرفتہ وہ رہے اسے دوسکو

کو فراق یار در محبس بود
جو فراق یار سے زنداں میں ہو

دلبر و مطلوب با ما حاضر است
دلبر و مطلوب جب سے ہمکنار

در نثار رحمتش جان شاکر است
جان نثار اسکی رحمت پر نثار

در دل ما لالہ زار و گلشنست
ہے ہمارے دل میں باغ و لالہ زار

پیری و پژمردگی را راہ نیست
پیری و پژمردگی سے دور کنار

واں تو تازہ و جوانیم و لطیف ‌‌ | ‌‌ تازه و شیرین و خندان و ظریف

ہم ہمیشہ نوجواں ہیں اور لطیف ‌‌ | ‌‌ تازہ ہیں شیریں ہیں خنداں اور ظریف

پیش ما صد سال و یکساعت یکیست ‌‌ | ‌‌ که دراز و کوته از ما منفکیست

ایک ہیں ساعت صدی ہم کو فقط ‌‌ | ‌‌ ہیں درازی کوتہی ہم سے جدا

آں دراز و کوتهی در جسمهاست ‌‌ | ‌‌ خود دراز و کوته اندر جاں کجاست

ہے درازی کوتہی بس جسم کی ‌‌ | ‌‌ جان میں کب ہے درازی کوتہی

سیصد و نه سال آن اصحاب کهف ‌‌ | ‌‌ پیش شان یک روز بے اندوه و لهف

تین سو نو سال بے رنج و جفا ‌‌ | ‌‌ ایک دن تھے کہف والوں کو فقط

وانگهی بنمودشان یک روز هم ‌‌ | ‌‌ که به تن باز آمد ارواح از عدم

ہو نہ تھا اس وقت تک دن بھی نہیں ‌‌ | ‌‌ روح لوٹ آئی عدم سے جسم میں

چوں نباشد روز و شب یا ماه و سال ‌‌ | ‌‌ کے بود سیری و پیری و ملال

کچھ نہ ہوں جب روز و شب اور ماہ و سال ‌‌ | ‌‌ کب بھلا ہوں گی سیری پیری ملال

در گلستان عدم چوں بیخودیست ‌‌ | ‌‌ مستی از سغراق لطف ایزدیست

اس گلستان عدم کی ہے بیخودی ‌‌ | ‌‌ ساری مستی ہے مئے اللہ کی

لم یذق لم یدر هر کس کو نخورد[۱] ‌‌ | ‌‌ کے بوهم آرد جعل[۲] انفاس ورد

جس نے چکھا اور نہ جانا اسے فقط ‌‌ | ‌‌ وہ جعل ہے بوئے گل کب پا سکا

نیست موہوم ار بدے موہوم آں ‌‌ | ‌‌ همچو موهومان شدے معدوم آں

وہ نہیں موہوم ہے، ہو موہوم اگر ‌‌ | ‌‌ صورت موہوم ہو معدوم تو

دوزخ اندر وهم چوں آرد بهشت ‌‌ | ‌‌ هیچ تابیده ست خوب از خوک زشت

وہم میں دوزخ کے کب خلد آ سکے ‌‌ | ‌‌ دیکھا کب چمکے خوک سے خوب زشت سے

[۱] اُس نے نہیں چکھا اور نہیں معلوم کیا ◆

[۲] گوہ کا کیڑا ◆

ہیں گلوئے خود مبند اے مہاں
آنچنیں لقمہ رسیدہ تا دہاں

تم گلا اپنا نہ کاٹو برملا
ایسا لقمہ جب ہے منہ تک آگیا

راہ ہائے صعب پایاں بردہ ایم
رہ بر اہل خویش آساں کردہ ایم

سخت رستہ ہم نے آسان کر دیا
سہل اپنوں پر اسے ہاں کر دیا

ہیں بجوئید از نجوم سعد راہ
زانکہ در ظلمت در افتد قعر چاہ

سعد جو تارے ہیں ڈھونڈو ان سے راہ
جاؤ گے یوں تاریکیوں میں سوئے چاہ

ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
از عذاب نار و در جنت نشست

جس نے کی دل سے ہماری پیروی
بچ گیا دوزخ سے وہ جنت ملی

وانکہ نشنید از شقاوت پند ما
در عذاب جاوداں شد مبتلا

اور شقاوت سے سنی جس نے نہ پند
ہے عذاب جاوداں میں آہ بند

## قوم کا انبیا پر پھر اعتراض کرنا

قوم گفتند ار شما سعد خودید
نحس ماشید و ضدید و مرتدید

قوم بولی تم ہو نیک اپنے لئے
نحس و مرتد ہو ہمارے واسطے

جان ما فارغ بد از اندیشہا
در غم انگندید مارا و عنا

جان فکروں سے ہماری تھی رہا
تم نے ہم کو غم میں ڈالا برملا

ذوق جمعیت کہ بود و اتفاق
شد ز فال زشت تاں صد افتراق

ذوق جمعیت جو ہم میں تھا بھرا
بدشگونی سے وہ ابتر ہو گیا

طوطی نقل و شکر بودیم ما
مرغ مرگ اندیش گشتیم از شما

ہم تو سب تھے طوطی نقل و شکر
مرغ مرگ اندیش ہیں تم سے مگر

ہر کجا افسانۂ غم گستریست
ہر کجا آوازۂ مستنکریست

ہے جہاں افسانۂ غم گستری
ہے جہاں شہرت بری جاتی ہوئی

ہر کجا اندر جہاں فال بدیست ۔۔۔ ہر کجا مسخے نکالے موخذیست

فال بد کا جس جگہ مذکور ہے ۔۔۔ اور بد بختی کا جس جا شور ہے

در مثال قصہ و فال شماست ۔۔۔ در غم انگیزی شمارا مشتہاست

ہے تمہارے قصہ کی گو یا مثال ۔۔۔ ہے غم انگیزی میں سے تم کو کمال

## انبیا کا انہیں پھر جواب دینا

انبیا گفتند فال زشت و بد ۔۔۔ از میان جان تاں دارد مدد

انبیا بولے کہ یہ فالیں بڑی ۔۔۔ ہیں اعانت سے تمہاری جان کی

گر تو جائے خفتہ باشی با خطر ۔۔۔ اژدہا در قصد تو آید ز سر

تو کہیں سویا ہوا ہو بے خطر ۔۔۔ اژدہا آئے تری جانب بسر

مہربانے مر ترا آگاہ کرد ۔۔۔ کہ بجہ زود ورنہ اژدہا خورد

مہربان آگاہ اک تجھ کو کرے ۔۔۔ بھاگ ورنہ اژدہا کاٹے تجھے

تو بگوئی فال بد چوں میزنی ۔۔۔ فال چہ بر جہ ببیں در روشنی

تو کہے کیوں ہے یہ بد فالی میاں ۔۔۔ فال کیا، سب کچھ ہے روشن وہ میاں

از میان فال بد من خود ترا ۔۔۔ میبرانم سے برم سوئے سرا

فال بد سے خود میں کرتا ہوں رہا ۔۔۔ امن میں لے جاؤں تا ۔ مرو خدا

چوں نبی آگہ کنندست از نہاں ۔۔۔ کو بدید آنچہ ندید اہل جہاں

سب نبی ہیں واقف راز نہاں ۔۔۔ دیکھتے ہیں جو نہ دیکھے اک جہاں

گر طبیبے گوید ت غورہ مخور ۔۔۔ کہ چنیں رنجے بیارد شور و شر

کھا نہ تو انگور کہ دے چارہ گر ۔۔۔ کیونکہ اس سے ہوگا تجھ کو شور و شر

تو بگوئی فال بد چوں میزنی ۔۔۔ پس تو ناصح را مؤثم میکنی

تو کہے کیوں فال دیتا ہے بڑی ۔۔۔ کرتا ہے ناصح کو مجرم اے اخی

ور منجم گویدت امروز مکن : آنچناں کارے مکن اندیشہ کن :

ایک منجم تجھ سے یوں کہہ دے اگر / کام ایسا آج کے دن تو نہ کر

زانکہ نیکو نیست روز امروز را / تا نگردی نادم و خاسر دراں

کیونکہ دن یہ آج کا اچھا نہیں / ہو نہ تو شرمندہ و نادم کہیں :

صد رہ ار بینی دروغ اختری / یکدو بارہ راست آید مشتری

جھوٹ سو بار اس کا تو پائے نجوم / گر ہو پورا اک بار۔ مانے اے ظلوم

ایں نجوم ما نشد ہرگز خلاف / صحتش چوں ما نماز تو دو غلاف

اور نجوم اپنا نہیں جھوٹا کبھی / اس کی صحت تم سے آخر کیوں چھپی

آں طبیب آں منجم از گماں / میکنند آگاہ و ما خود از عیاں

اس طبیب اور اس نجومی کا گماں / کرتا ہے آگاہ، ہم ہیں خود عیاں

دود مے بینیم و آتش از کراں / حملہ مے آرد بسوئے منکراں

دیکھتے ہیں ہم کہ آتش اور دھواں / حملہ ور ہیں منکروں پہ بے گماں

تو ہمے گوئی خمش کن زیں مقال / کز زیان ماست فال شوم فال

تم یہ کہتے ہو کہ چھوڑ دو یہ مقال / اس سے ہے نقصان یہ ہے شوم فال

اے کہ نصح ناصحاں را نشنوی / فال بد با تست ہر جا میروی

تو نہیں سنتا ہے پند ناصحاں / فال بد ہے ساتھ جائے گا جہاں

افعی بر پشت تو بر میرود / او ز بالے بینت آگہ کند

اژدہا چلتا ہے تیری پیٹھ پہ / وہ بچے کو کوٹھے سے دیتا ہے خبر

گوئیش خاموش غمگینم مکن / گو بیاد خوش باش خود فتاں مکن

تو کہے خاموش رہ غمگیں نہ کر / وہ کہے۔ تیری خوشی اے بے خبر

چوں زند افعی دہاں بر گردنت / تلخ گردد جملہ شادی کردنت

سو جب گردن پہ مارے اژدہا / تلخ ہوں سب تیری خوشیاں برملا

پس بدو گوئی چنیں بود اے فلاں | چوں بہ بند وی گریباں و فغاں

تو کہے اس سے یہ تھا یہ واقعہ | کیوں نہ تو نے مجھ سے چلا کر کہا

یا ز بالا یم تو سنگے میزدی | تا مرا از جہد نمودے آں بدی

تو مجھے اوپر سے پتھر مارتا | تاکہ میں پہچان جاتا وہ بلا

او بگوید نے کہ بے آزردۂ | تو بگوئی نے کہ شادم کردۂ

وہ کہے - آزردہ تھا تو ہو گیا | تو کہے - تو نے ہی مجھ کو خوش کیا

گفت من کردم چو افسردی و چند | تا رہانم من ترا زیں چنگ بند

وہ کہے - کی تھی جو افسردی و چند | تاکہ تو ڈروں میں یہ تھا چنگ بند

از لئیمی حق آں نشناختی | مائدہ ایذا و طغیاں ساختی

حق لئیمی سے نہ پہچانا مگر | اور رکھا الزام ایذا کے مجھے

ایں بود خوئے لئیماں دنی | بد کنند با تو چو نیکوئی کنی

ہے لئیموں کی یہاں عادت یہی | تو کرے نیکی - تو وہ تجھ سے بدی

نفس را زیں صبر میکن منحنیش | کہ لئیم است و نسازد نیکوئیش

صبر سے کمزور کر نفس اے اخی | نیکی کب اس کے موافق آئے گی

با کریمے گر کنی احساں سزد | ہر یکے را او عوض ہفصد دہد

ہو بھلوں پہ گر کبھی احساں ہے بھلا | سات سو ہوں ایک کے بدلے عطا

با لئیمے چوں کنی قہر و جفا | بندہ گردد ترا بس با وفا

جب لئیموں پہ کرے قہر و جفا | بندے بن جائیں ترے اور باوفا

کافراں کارند در نعمت جفا | باز در دوزخ ندا شاں ربنا

کرتے ہیں کفار نعمت میں جفا | پھر کہیں وہ دوزخ میں جا کر ربنا

کہ لئیماں در جفا صافی شوند | چوں وفا بینند خود جافی شوند

پاک ہوں - بدکار دل اور جب ہو جفا | ظلم کرتے ہیں وہ - جب دیکھیں وفا

# عقبیٰ کی دوزخ اور دنیا کا زندان

مسجد طاعات شاں خود دوزخ آمد[1] — پائے چند مرغ بیگانہ فخ است
ان کی مسجد ہے سقر سے خوش خصال — ہے وہی اس مرغ بیگانہ کو جال

ہست زنداں صومعۂ دو لیئم — کاندر آں ذاکر شود حق را نعیم
ہے عبادت گاہ زنداں چور کی — تا کرے خالق کی اس میں بندگی

چوں عبادت بود مقصود از بشر — شد عبادت گاہ گردنکش سقر
بندگی تھی چونکہ مقصود بشر — ہے عبادت گاہ کافر کی سقر

آدمی را ہست در ہر کار دست — لیک ازو مقصود ایں خدمت بدست
یوں تو ہر اک کام کا تھا آدمی — خدمت اس میں ہے مگر مقصود تھی

ما خلقت الجن و الانس ایں بخواں — جز عبادت نیست مقصود از جہاں
ما خلقت الجن والانس ، پڑھو — مقصد خلقت عبادت جان تو

گرچہ مقصود از کتاب آں فن بود[2] — گر تواش بالش کنی ہم می شود
گرچہ صرف اک فن ہو مقصود کتاب — اس پہ گر تکیہ کرے ہو کامیاب

لیک ازو مقصود ایں بالش نبود — علم بود و دانش و ارشاد و سود
تکیہ کرنا گو نہ تھا مقصد فقط — علم تھا، دانائی تھی ارشاد تھا

گر تو میخے ساختی شمشیر را — برگزیدی بر ظفر ادبیر را
میخ اگر تو نے کیا تلوار کو — فتح پر غالب کیا ادبار کو

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن و انسان کو صرف عبادت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔

[2] یعنی ہر کتاب کا مقصد تو کسی فن یا علم کا سکھانا ہے۔ لیکن اگر تو کتاب سے صرف تکیہ کا کام بھی لیتا جائے تو وہ یہ کام بھی دے گی۔ حالانکہ کتاب کا مقصود بالذات یہ نہیں۔

گرچہ مقصود از بشر علم و ہدیست / لیک ہر یک آدمی را معبدیست

گو ہے مقصود بشر علم و ہدیٰ / ہے مگر ہر شخص کا معبد جدا

معبد مرد کریم اکرمتہ / معبد مرد لئیم اسقمتہ

ہے سعادت معبد مرد کریم / ہے شقاوت معبد مرد لئیم

مر لئیماں را بزن تا سر نہند / مر کریماں را بدہ تا بر دہند

دے لئیموں کو سزا تا جھک رہیں / کر کریموں پہ عطا تا پھل دیں

لاجرم حق ہر دو مسجد آفرید / دوزخ آنہا را و اینہا را مزید

اس لئے خالق نے دیں دو مسجدیں / دوزخیں ان کو اور ان کو جنتیں

## حق تعالیٰ کا سرکشوں کو مطیع کرنا

ساخت موسیٰ قدس را باب صغیر[1] / تا فرود آرند سر قوم زحیر

چھوٹا موسیٰ نے کیا در قدس کا / سر جھکائے تا کہ قوم بے وفا

زانکہ جباراں بدند و سرفراز / دوزخ آں باب صغیرست و نیاز

کیونکہ وہ تھے بڑے جبار اور سرفراز / تھا وہ چھوٹا در انہیں دوزخ طراز

آنچنانکہ حق ز گوشت و استخواں / از شہاں باب صغیرے ساخت ہاں[2]

اس طرح خالق نے ہڈی گوشت سے / چھوٹے دروازے بنائے شاہ کے

اہل دنیا سجدۂ ایشاں کنند / چونکہ سجدۂ کبریا را دشمن اند

اہل دنیا اُن کے سجدوں میں گرے / سجدۂ خالق کے وہ دشمن جو تھے

ساخت سرگیں دانکے محرابشاں / نام آں محراب میر و پہلواں

گُل سرگیں دیں یہ محرابیں بنا / نام اُن کا شاہ و سلطاں رکھ دیا

---

[1] یعنی بیت المقدس ۔

[2] یعنی بادشاہوں کو ہڈی اور گوشت کے چھوٹے دروازے کی طرح پیدا کیا ۔

ہست طاقی بیگرہ زریں قبا
ہیں یہ اک سرور زریں قبا
ہست شاہ رخت صاحب عبا
اور شاکر خستہ دل کہنہ عبا

شکر کے رو پیدا ز املاک و نعم
شکر کب پیدا ہو ملک و مال سے
شکر میرود زبلوا و سقم
شکر ہے پیدا دکھوں میں رنج درد سے

## خالی دسترخوان اور صوفی

صوفیے بر میخ روزے سفرہ دید
خواں اک صوفی نے دیکھا میخ پر
چرخ میزد جامہا را میدرید
رقص میں اور وجد میں تھا سر بسر

بانگ میزد کین نواے بینوا
کہتا تھا سامان بے ساماں ہے یہ
قحط و درد و رنج را اینک دوا
قحط کا اور درد کا درماں ہے یہ

چونکہ دود و سوز او بسیار شد
جبکہ اس کا درد و غم افزوں ہوا
ہر کہ صوفی بود با او یار شد
تھا جو صوفی غمگسار اس کا بنا

کخ کخے و ہاے ہوے میزدند
چیختے اللہ ہو کرتے تھے وہ
تا کہ چندیں مست و بیخود میشدند
مست و بیخود اس طرح ہوتے تھے

بوالفضولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک نادان نے یہ صوفی سے کہا
سفرہ آویختہ از ناں تہیست
خواں ہے یہ ناں سے لٹکا ہوا

گفت رو رو نقش بے معنیستی
بولا جا جا نقش بے معنی ہے تو
بجز از خویش و عاشق نیستی
کب ہے بیخود اور کب شیدا ہے تو

عشق ناں بے ناں غذاے عاشق است
عشق ناں بے ناں کرے عاشق …
بند ہستی نیست ہر کو صادق است
قید ہستی میں نہیں صادق ہے وہ

عاشقاں را کار نبود با وجود
عاشقوں کو کام کیا ہے جسم سے
عاشقاں را ہست بے سرمایہ سود
نفع ہے ان کو تو بے سرمایہ کے

بال نے وگرد عالم بے پر شد
دست نے وگوز میداں میبرند

پر نہیں اڑتے ہیں وہ گرد جہاں
گیند لے جاتے ہیں بے ہاتھوں کے یاں

آں فقیرے کو ز معنی بو نیافت
دست ببریدہ ہمے زنبیل بافت

بوئے معنی پائی جب درویش نے
بنتا تھا زنبیل وہ بے ہاتھ کے

عاشقاں اندر عدم خیمہ زدند
چوں عدم یکرنگ نفس واحدند

ہیں عدم میں سب یہ عاشق خیمہ زن
اور ہیں مثل عدم سب ایک تن

شیرخوارہ کے شناسد ذوق لوت
مر پری را بوئے باشد لوت پوت

کھانے کی لذت نہ جانے شیرخوار
اور خوشبو ہے غذا پریوں کی یار

آدمی کے بو برد ز بوئے او
چونکہ خوئے اوست ضد خوئے او

اس کی بو پائے بھلا کب آدمی
اس کی خو ہے اس کی خو کی ضد ہوئی

پیش قبطی خوں بود آں آب نیل
آب باشد پیش سبطی جمیل

قبطیوں کے حق میں ہے خون آب نیل
سبطیوں کے سامنے آب جمیل

جادہ باشد بحر ز اسرائیلیاں
غرق گہ باشد ز فرعون عواں

بحر اسرائیلیوں کو راہ دے
غرق بحر فرعونیوں کو وہ کرے

باد بر عادیاں گرز و تبر
لیک بر ہود و بر قومش ظفر

عادیوں کو ہو ہوا گرز و تبر
اور قوم ہود کو فتح و ظفر

گلستاں باشد بلا براہیمؑ نار
لیک بر نمرود باشد زہر مار

گلستاں ہو نار ابراہیمؑ پہ
اور ہو نمرود پہ زہر سے بھی

بر سمندر[۱] باشد آتش خانماں
لیک باشد بد گر مرغاں دیاں

آگ مسکن ہو سمندر کے لئے
دوسری چڑیوں کو وہ نقصان دے

[۱] ایک کیڑے کا نام ہے جو آگ میں رہتا ہے۔

زردِ عاشق دردو غم حلوا بود
دردو غم حلوا ہے عاشق کے لئے

لیک حلوا بر خساں بلوا بود
تلخ ہے لیکن یہ فاسق کے لئے

## حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا عشق

آنچہ یعقوبؑ از رخ یوسفؑ بدید
دیکھا یوسفؑ میں جو کچھ یعقوبؑ نے

وآنچہ او از بوئے او در اندر کشید
اور جو بو اُن کو آتی دُور سے

وآنچہ دردے بود واندر دے بُد
وہ انہی کے واسطے مخصوص تھی

خاص او بُد آں با خواں کے رسید
بھائیوں کو ان کے کب حاصل ہوئی

وِیل ز عشقش خویش در چہ میکند
چاہ میں ان کی کشش تھا یہ گرے

وان بکینش از برائے او چہ میکند
اور وہ کینے سے کنواں ان کے کھودتے

سفرۂ او پیش این از نان تہی
خوان ان کا ان کے آگے تھا تہی

پیش یعقوبست پُر گر مشتہی است
سامنے یعقوبؑ پُر تھا یہی

روئے ناشستہ نبیند روئے حور
زشت رو کس طرح دیکھے روئے حور

لا صلوٰۃ گفت الا با حضور[1]
بے نماز اس کی پڑھے جو با حضور

عشق باشد لوت و پوت جانہا
عشق ہی قوت و غذا ہے روح کی

جوع ازیں رو دلیست قوت جانہا
قوت جاں اس واسطے ہے بھوک ہی

جوع یوسفؑ بود مر یعقوبؑ را
بھوک یوسفؑ تھی جو تھی یعقوبؑ کو

بوئے نانش میرسید از دور جا
دُور سے پہنچی تھی ان کو ان کی بو

آنکہ بشد پیرہن را شتافت
تھا جو ان کا پیرہن لے کر چلا

بوئے پیراہان یوسفؑ مے نیافت
بوئے یوسفؑ کا نہ تھا اسکو پتا

[1] حدیث شریف: لا صلوٰۃ الا بحضور القلب - یعنی نماز صرف حضورِ قلب سے ہوتی ہے +

وآنکہ صد فرسنگ زآں سو بُرد او — چونکہ بُد یعقوبؑ می بوئید بو
اور جو یوسفؑ سے کوسوں دور تھے — یعنی یعقوبؑ، اس کی بو سونگھ سکے

اے بسا عالم ز دانش بے نصیب — حافظِ علم است آنکس نے حبیب
ہیں جو عالم عقل میں ناکامیاب — علم کے حافظ ہیں وہ بھی بے حساب

مستمع از وے ہمی یابد مشام — گرچہ باشد مستمع از جنسِ عام
سننے والا آگئی بو سے سونگھتا — عام کوئی سننے والا ہو تو کیا

زانکہ پیراہن بدستش عاریہ ست — چوں بدستِ آں نخاسے جاریہ ست
ہاتھ میں آ سکے ہے کرتا عارضی — جیسے لونڈی دستِ بائع میں لگی

جاریہ پیشِ نخاسے سرسریست — در کفِ او از برائے مشتریست
عارضی لونڈی ہے بائع کے لئے — کیونکہ وہ ہے مشتری کے واسطے

قسمتِ حق است روزی خواہ را — ہر یکے را سوئے دیگر راہ نے
قسمتِ حق ہے در روزی خواہ کی — ایک کو کب دوسرے کی رہ ملی

یک خیالے نیک باغ آں شدہ — یک خیالے زشت راہش را زدہ
ہے خیالِ نیک باغ اس کے لئے — بدخیالی راہ اس کی مار دے

آں خیالے از فرِ باغے شدہ — وآں خیالے عالمے را ہم زدہ
اک خیال اپنی وجہ سے باغ تھا — ایک دنیا ہی کو یہ ہم کر گیا

آں خدائے کز خیالے باغ ساخت — وز خیالے دوزخ و جائے گداخت
کر سکے گلشن بنا سکے جو خدا — اور دوزخ سے خیالوں سے بنا

پس کہ داند راہِ گلشنہائے او — پس کہ داند جائے گلخنہائے او
کون جانے راہ اس کے باغ کی — راہ کس کو اس کے گلخن کی ملی

دیدہ بانِ دل نہ بیند در مجال — کز کدامیں رکنِ جاں آید خیال
پاسبانِ دل ہے مجبور مجال — کون سی ترکیب سے آئے خیال

اندریں معنی بگویم قصۂ — گوش بگشا تا بری زاں حصۂ

ایک قصہ میں سناتا ہوں تجھے — کان کھول اور اپنا حصہ اس سے لے

# ایک امیر اور اس کے غلام کی حکایت

داد ماے بود امیرے از کرام — بود سنقر نام او را یک غلام

تھا جہاں میں اک امیر نیک نام — اور سنقر نامی اس کا تھا غلام

میر شد محتاج گرمابہ سحر — بانگ زد سنقر ہلا بردار سر

سحر کو حاجت تھی اس کو غسل کی — بولا اے سنقر تو جلدی آ ابھی

طاس و مندیل و گل از التوں بگیر — تا بگرمابہ رویم اے ناگزیر

لگن مٹی اور کنگھی لونڈی سے لو — تا چلیں ہم جلد تر حمام کو

سنقر آمد طاس و مندیل نکو — برگرفت و رفت با او دو بدو

سنقر اٹھا لے کے لنگی اور کنگھی — ساتھ اس کے وہ چلا پیچھے سخن

مسجدے در رہ بد و بانگ صلا — آمد اندر گوش سنقر پر ملا

مسجد اک رستے میں تھی۔ بانگ اذان — گوش سنقر میں وہ آئی بیگمان

بود سنقر سخت مولع در نماز — گفت اے میر من اے بندہ نواز

تھا جو سنقر کو بہت شوق نماز — بولا اے سردار اے بندہ نواز

تو بریں دکاں زمانے صبر کن — تا گزارم فرض و خوانم لم یکن

تو ذرا کر صبر اس دکان پہ ! — میں نماز فرض پڑھ لوں اور ذکر

رفت سنقر میر بر دکاں نشست — منتظر از بادۂ پندار مست

بیٹھا وہ دکان پہ سنقر گیا — منتظر وہ بے خبر در اس کا راز

میر از بہر دل آں زندہ جان — کرد یکساعت توقف بر دکاں

خواجہ نے سنقر کی خاطر برملا — اک گھڑی تک صبر دکاں پہ کیا

چوں امام و قوم بیروں آمدند | از نماز و ورد وا فارغ شدند
جب امام و قوم سب باہر ہوگئے | ہوگئے فارغ اس نماز و ورد سے

سنقر آنجا ماند تا نزدیک چاشت | میر سنقر را زمانے چشم داشت
چاشت تک سنقر وہیں ٹھہرا رہا | اک گھڑی تک خواجہ کی نظروں میں تھا

گفت اے سنقر چرا نائی بروں | گفت مے نگذاردم اے ذو فنوں
بولا اے سنقر تو آتا کیوں نہیں | بولا ہاں یہ چھوڑ سکتا ہے کہیں

صبر کن نک آمدم اے روشنی | نیستم غافل کہ در گوشِ منی
صبر کر خواجہ ابھی آتا ہوں ابھی | میں نہیں غافل ضرورت سے تری

ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد | تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد
سات بار اس نے یوں ہی آواز دی | جان اس نخرے سے عاجز آگئی

پاسخش ایں بود مے نگذاردم | تا بروں آیم ہنوز اے محترم
تھا جواب اس کا - نہیں یہ چھوڑتا | تا ابھی میں باہر آؤں اے فتا

گفت آخر مسجد اندر کس نماند | کیست وا میداردت آنجا کہ ماند
بولا مسجد میں نہیں کوئی رہا | کون ہے جس نے وہیں تجھ کو رکھا

گفت آنکہ بستہ استت از بروں | بستہ است او ہم مرا از اندروں
بولا باہر جس نے روکا ہے تجھے | روکتا ہے اب وہی اندر سے مجھے

آنکہ نگذارد ترا کائی دروں | مے نگذارد مرا کآیم بروں
مجھ کو آنے دیتا جو اندر نہیں | مجھ کو جانے دیتا وہ باہر نہیں

آنکہ نگذارد کزیں سو پا نہی | او بدیں سو بست پائے ایں رہی
جو تجھے آنے نہیں دیتا وہاں | میرے پاؤں باندھے ہیں اسنے یہاں

ماہیاں را بحر نگذارد بروں | خاکیاں را بحر نگذارد دروں
مچھلیوں کو باہر آنے دے نہ بحر | خاکیوں کو اندر آنے دے نہ بحر

اصل ماہی ز آب حیواں گِل است
مچھلی پانی سے ہے۔ حیواں خاک سے

حیلہ و تدبیر ایں جا باطل است
حیلہ و تدبیر اس جا کیا چلے

قفل زفت است و کشائندہ خدا
تالا محکم۔ کھولنے والا خدا

دست در تسلیم زن اندر رضا
اختیار اسے دوست کر صبر و رضا

ذرہ ذرہ گر شود مفتاحہا
ذرے ذرے سے اگر کنجی بنے

ایں کشائش نیست جز از کبریا
قفل یہ بغیر خدا کب کھل سکے

چوں فراموشت شود تدبیر خویش
بھول جائے اپنی جب تدبیر تو

یابی آں بخت جواں از پیر خویش
پیر سے پھر پائے اپنی آبرو

چوں فراموش خودی یادت کنند
وہ دلادیں یاد اگر بھولا ہے تو

بندہ گشتی آنگہ آزادت کنند
اور کریں آزاد اگر بندا ہے تو

گر تو خواہی حری و دل زندگی
چاہے آزادی اگر اور زندگی

بندگی کن بندگی کن بندگی
بندگی کر۔ بندگی کر۔ بندگی

از خودی بگذر کہ تا یابی خدا
تو خودی کو چھوڑ تا پائے خدا

فانی حق شو کہ تا یابی بقا
اس میں فانی ہو تو مل جائے بقا

گر ترا باید وصال راستیں
آرزو گر ہے حقیقی وصل کی

محو شو واللہ اعلم بالیقیں
محو ہو واللہ اعلم اے اخی

## انبیا کا کافروں سے نا امید ہونا

انبیا گفتند با خاطر کہ چند
انبیا سب دل ہی دل یوں کہتے تھے

می دہیم ایں را و آں را وعظ و پند
پند کرتے رہیں اسے ہم اور اسے

چند کوبیم آہن سردے زغے
ٹھنڈے لوہے کو کوٹے کب تک رہیں

در دمیدن در قفس ہیں تا بکے
دم جان - اس پنجرے میں ہم کیوں پھونکیں

جنبش خلق از قضا و وعدہ است ‏— تیزی دنداں ز سوز معدہ است

ہوتی ہے حرکت قضا و وعدہ سے ‏— تیزی دنداں ہے سوز معدہ سے

عقل اول راند بر عقل دوم ‏— ماہی از سر گندہ گردد نے ز دُم

عقل ثانی پہ ہے عقل اول رواں ‏— مچھلی سر سے گندی ہے دُم سے نہیں

یک ہمہ میدان فرو میراں چو تیر ‏— چونکہ بلغ[1] گفت حق شد ناگزیر

تو گیا اپنا بھگا مانند تیر ‏— حق نے بلغ جب کہا ہے ناگزیر

تو نمیدانی کہ آخر کیستی ‏— جہد کن چندانکہ دانی چیستی

کون ہے آخر۔ نہیں تو جانتا ‏— سعی کر اور پھر سمجھ تو خود ہے کیا

چوں نہی بر پشت کشتی بار را ‏— بر توکل میکنی آں کار را

بار جب تو پشت کشتی پہ رکھے ‏— تو توکل اپنے مولا پہ کرے

تو نمے دانی کہ از ہر دو کئی ‏— غرقۂ اندر سفر یا ناجئی

یہ نہیں معلوم۔ ہوا انجام کیا ‏— غرق ہو یا پار ہو بیڑا ترا

گر بگوئی تا ندانم من کیم ‏— در نخواہم تاخت بر کشتی و یم

گر کہے جب تک نہ جانوں کون ہوں ‏— جانب کشتی و دریا کیوں چلوں

من دریں رہ ناجیم یا غرقہ ام[2] ‏— کشف گرداں کز کدامیں فرقہ ام

مجھ کو اب بچنا ہے یا ہے ڈوبنا ‏— کھول دے مجھ پر کہ اب ہونا ہے کیا

من نخواہم رفت ایں رہ با گماں ‏— بر امید خشک ہمچوں دیگراں

میں گماں پر راہ چل سکتا نہیں ‏— خشک کر کے مثل اوروں کے یقین

ہیچ بازرگانیے ناید ز تو ‏— زانکہ در غیب است سر ایں دو رو

تو تجارت کچھ نہ تجھ سے ہو سکے ‏— غیب میں یہ راز دونوں ہیں چھپے

[1] تبلیغ کر۔ پیغام پہنچا ۔

[2] یعنی ڈوبنے والا ہوں یا نجات پانے والا ۔

تا چو ترسندہ طمع شیشہ جاں — در طلب نے سود دارد نے زیاں

تاجر خائف جو ہے اور شیشہ جاں — بے طلب ہیں تارک سود و زیاں

بل زیاں مے آورد کہ محروست خوار — نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار

بلکہ وہ نقصان اٹھائے خوار ہو — نور وہ پائے جو شعلہ خوار ہو

چونکہ بر بوکست جملہ کار ہا — کار دیں اولیٰ کز آں یابی رہا

حصر امیدوں پہ ہے جب ہر کام کا — کار دیں بہتر ہے، تا ہو تو رہا

نیست دستورے دریں جا قرع باب — جز امید اللہ اعلم بالصواب

کوئی ہوتا ہی نہیں یاں کامیاب — بے امید، اللہ اعلم بالصواب

## مقلد کا ایمان خوف و رجا ہے

واجبی ہر پیشہ امید است و بوک — گرچہ گردن شاں ز کوشش شد چو دوک

ہے ہر اک پیشہ یہاں امید سے — گرچہ گردن سعی سے تنکا سے ہے

بامداداں چوں سوئے دکاں رود — بر امید و بوک روزی میدود

ہو روانہ صبحدم سوئے دکاں — اور روزی کی توقع پہ دواں

بوک روزی نبودت چوں میروی — خوف حرماں ہست تو چونی قوی

جائے کیوں، شاید نہ ہو روزی تری — خوف حرماں ہے تو پھر کیوں ہے قوی

خوف حرمان ازل در کسب تو — چوں نگردی سست اندر جستجوت

کسب میں ہے خوف حرمان ازل — ہو نہ جائے سست کیوں تیرا عمل

گوئی ہر چہ خوف حرمان ہست پیش — ہست اندر کاہلی ایں خوف بیش

تیرے گو خوف حرماں ہے سوا — کاہلی میں اور بھی ہے بڑھ گیا

ہست در کوشش امیدم بیشتر — دارم اندر کاہلی افزوں خطر

کوششوں میں ہیں امیدیں بیشتر — کاہلی میں ہے زیادہ کچھ خطر

پس چرا در کار دین اے بدگماں ‏— دامنت میگیرد ایں خوف زیاں
کار دیں میں پھر یہ کیوں تو ہے بدگماں ‏— تیرا دامنگیر ہے خوف زیاں

یا ندیدی کاہل ایں بازارہا ‏— در چہ سودند انبیا و اولیا
یا نہ دیکھا حال اس بازار کا ‏— سود میں ہیں انبیا و اولیا

زیں دکاں خلق چہ کاں شاں شدہ(؟) ‏— اندریں بازار چہ بستند سود
کیا ملی شاں اُن کو اس دکان سے ‏— کیا اٹھائے فائدے بازار کے

آتش ایں را رام چوں خلخال شد ‏— بحر ایں را رام چوں حمال شد
آگ جوں پازیب ہے کیسی [illegible] ‏— بحر ہے حمال کی صورت غلام

از دم آں مردۂ زندہ شدہ ‏— ابر آں را سایہ بانے آمدہ
مُردے اُن کے دم سے زندہ ہو گئے ‏— اُن کے سر پہ ابر بنے سائے گئے

آہن آں را رام ہمچوں موم شد ‏— باد آں را بندہ و محکوم شد
وہ ہوا موم اُن کے آگے سے ہو گیا ‏— ہو گئی محکوم پھر ان کی ہوا

شد ورا ادرع دشمن چو بند ‏— عنکبوتے شد مر آں را پردہ دار
تھا عصا و تیغ عدو کو قتل مار ‏— مکڑی اُن کے واسطے تھی پردہ دار

## اولیاء اللہ پوشیدہ ہیں

قوم دیگر سخت پنہاں میروند ‏— شہرۂ خلقاں ظاہر کے شوند
دیتی ہے پوشیدہ قوم اک دوسری ‏— سامنے خلقت کے ظاہر کب ہوئی

ایں ہمہ دارند و چشم ہیچکس ‏— بر نیفتد بر کیا شاں یک نفس
ان میں سب کچھ ہے مگر پھر بھی نظر ‏— ان کی عظمت پہ نہیں پڑتی ذرا

ہم کرامت شاں ہم ایشاں در حرم ‏— نام شاں را نشنوند ابدال ہم
ہیں حرم میں وہ بھی اُن کے فیض بھی ‏— کب انہیں ابدال تک جانے کوئی

یا نمیدانی کہ مہماں خدا | کوترا میخواند اینسو کہ بیا
کیا نہیں تو جانتا لطفِ خدا | جو بلاتا ہے تجھے اس سمت آ

شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست | ہر طرف کہ بنگری اعلام اوست
شش جہت میں ہیں اسکے اکرام و ولا | جس طرف دیکھے اسی کا ہے ظہور

گر بگویدت آتش در آ | اندر آ زود و مگر سوز و مرا
گر کہے تجھ سے کہ آ آتش میں آ | جلد جا اور یہ نہ کہ جل جاؤنگا

کو ز آتش نرگس و نسرین کند | وز میانش غنچہا سر بر زند
آگ کو وہ نرگس و نسرین کرے | اس میں سے غنچے نکالے پھول کے

در حقیقت آتش ز ہیبت چو آب | گازر دستارخوان انبیاست
خوف سے ہے آگ پانی اے فتا | دھوتی ہے اکثر وہ خوان انبیا

## حضرت انسؓ بن مالک کا دسترخوان

از انس فرزند مالک آمدہ است | کہ بمہمانی او شخصے شدہ است
ہے انسؓ فرزند مالک کا بیان | آن کے گھر میں آیا تھا اک میہماں

او حکایت کرد کز بعدِ طعام | دید انسؓ دستارخوان را زرد فام
کہتا ہے وہ۔ کھا چکے جب ہم طعام | دیکھا دسترخوان انسؓ نے زرد فام

چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ | اندر افکن در تنورش یکدمہ
دیکھ کر میلا یہ باندی سے کہا | ڈال اسے تنور میں تو برملا

در تنور پر ز آتش در فکند | آن زمان دستارخوان را ہوشمند
آگ کے تنور میں ڈالا دیا | اس نے دسترخوان کو اے مرد فہیم

جملہ مہمانان در آن حیران شدند | انتظار دود و کندوری بدند
جتنے تھے مہمان۔ حیران رہ گئے | تھے دھوئیں کے منتظر بیٹھے ہوئے

بعد یکساعت برآورد از تنور | پاک و اسپید و ازاں وسخ دور

پھر نکالا خوان کو تنور سے | تھا سفید اور صاف تاباں نور سے

قوم گفتند اے صحابی عزیز | چوں نسوزید و منقی گشت نیز

لوگ بولے اے صحابی نبی | کیوں نہ وہ جھلسا جو کیا کیوں پاک بھی

گفت زانکہ مصطفےٰ دست و دہاں | بس بمالید اندریں دستار خواں

بولے اچھا ہاتھ منہ خیر الوریٰ | مل چکے تھے اس سے پھر حیرت ہے کیا

اے دل ترسندہ از نار و عذاب | با چناں دست و لبے کن اقتراب

اے دل آخر نار سے ہے خوف کیا | ایسے دست و لب سے رکھ تو واسطہ

چوں جمادی را چنیں تشریف داد | جان عاشق را چہا خواہد کشاد

جبکہ دسترخوان کو یہ عزت ملی | جان عاشق پھر نہ کیا کیا پائے گی

مر کلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد | خاک مرداں باش اے جاں بہر درد

خاک کو کعبے کی قبلہ کر دیا | خاک اُن مردوں کی ہو جانے میں بنا

بعد ازاں گفتند با آں خادمہ | تو نگوئی حال خود با ایں ہمہ

خادمہ سے پھر یہ لوگوں نے کہا | تو بھی کہہ کچھ حال، تو بھی تو بتا

چوں فگندی زود ایں گفت و گو | گیرم او بُد ناسۂ اسرار ہو

تو نے کیوں پھینکا تھا اُن کے کہتے ہی | فرض کر اُن کو خبر تھی بھید کی

ایں چنیں دستار خوان قیمتی | چوں فگندی اندر آتش اے ستی

ایسا دسترخوان ، اتنا قیمتی | آگ میں کیوں تو سمجھ کر ڈالتی

گفت دارم از کریماں اعتمید | از عباد اللہ دارم بس امید

بولی امیدوں پہ بھروسہ تھے | ہیں اُمیدیں طلب کو کیا ڈر ہے

میزرے چہ بود اگر او گویدم | در روم اندر عین آتش بے ندم

یہ تو اک رومال تھا کہتے اگر | کود پڑتی آگ میں اے بے خبر

اندر افتم از کمالِ اعتقید ‌ ‌ نیستم زاں کرام ایشاں ناامید

اعتقاد اُن کو دو پڑتی میں دیں ‌ ‌ نا امیدی اُن کی عظمت سے نہیں

سرو را اندازم ایں شناخوان ‌ ‌ زاعتقاد بہر کریم را زوال

ڈال دوں میں سر بھی، دستر خوان کو ‌ ‌ اہلِ باطن پہ بھروسا ہے بڑا

اے برادر خود بریں اکسیر زن ‌ ‌ کم نباید صدقِ مرد از صدقِ زن

اے برادر! تو بھی رکھ اس پر قدم ‌ ‌ کیوں ہو صدقِ مرد اک عورت سے کم

آں دلِ مردے کہ از زن کم بود ‌ ‌ آں دلے باشد کہ کم ز اشکم بود

مرد کا دل ہو اگر عورت سے کم ‌ ‌ پیٹ سے بھی کم اسے کہتے ہیں ہم

## آنحضرتؐ کا قافلہ عرب کی فریادرسی کرنا

اندر آں وادی گروہے از عرب ‌ ‌ خشک شد از قحط باراں شاں قِرب

ایک وادی میں عرب کی قوم تھی ‌ ‌ قحط سے تھی خشک بھی سوکھی پڑی

درمیانِ آں بیاباں ماندہ ‌ ‌ کاروانے مرگ بر خود خواندہ

وہ بیاباں میں تھے درماندہ پڑے ‌ ‌ اور سب طالب تھے اپنی موت کے

ناگہانے آں مغیثِ ہر دو کون ‌ ‌ مصطفیٰؐ پیدا شد از رہ بہرِ عون

ناگہاں کونین کے فریادرس ‌ ‌ مصطفیٰ پہنچے وہاں اک روز ہیں

دید کانجا کاروانے بس بزرگ ‌ ‌ بر تفِ ریگ و رہِ صعب و سترگ

دیکھا اس جا اک بڑا سا قافلہ ‌ ‌ گرم ریتی پڑا ہے بے نوا

اشتراں شاں را زباں آویختہ ‌ ‌ خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ

سب کے زباں ہر اونٹ کی نکلی ہوئی ‌ ‌ ریت پہ مخلوق تھی لیٹی ہوئی

رحمش آمد گفت ہیں زو تر روید ‌ ‌ چند یارے سوئے آں کثباں دوید

رحم آیا اور فرمایا کہ ہاں ‌ ‌ جاؤ اُس ٹیلے کی جانب بیگماں

کرد یابے بر شترِ مشک آورد | سوئے میر خود بزودی می‌برد

ایک زنگی مشک پر لاتا ہے آب | جاتا ہے آقا کی جانب وہ شتاب

آں شتربان سیہ را با شتر | سوئے من آرید با فرمانِ مُر

سارباں کو ساتھ اس کے اونٹ کے | لاؤ میرے پاس میرے حکم سے

سوئے کثباں آمدند آں طالباں | بعد یکساعت بدیدند آنچناں

آئے اس ٹیلے کی جانب کچھ جواں | بعد اک ساعت کے دیکھا بیگماں

بندہ مے شد سیہ با اشترے | راویہ پُر آب چوں ہدیہ برے

ایک زنگی اونٹ پر تھا جا رہا | جیسے ہدیہ مشک بھر کر ہے چلا

پس بدو گفتند مے خواند ترا | ایں طرف فخر البشر خیر الوریٰ

پس کہا اس سے بلاتے ہیں تجھے | اس طرف سردار وہ کونین کے

گفت من نشناسم او را کیست او | گفت او آں ماہ روئے قند خو

بولا میں اُن کو نہیں پہچانتا | بولے وہ ہیں ماہرو شیریں لقا

سیدِ و سرور محمد نورِ جاں! | مہتر و بہتر شفیعِ مجرماں

سید و سرور محمد نورِ جاں! | بہتر و افضل شفیعِ عاصیاں

نوع‌ہا تعریف کردندش کہ ہست | گفت ماناں او مگر آں ساحر است

مختلف کیں اُن کی تعریفیں بڑی | بولا شاید وہ جادوگر کوئی

کہ گروہے را زبوں کرد او بسحر | من نیایم جانبِ او نیم شبر

جس نے اُس نے کیا لوگوں کو خوار | اس کی جانب میں نہ جاؤں زینہار

کشکشانش آوریدند آں طرف | او فغاں برداشت با تشنیع و تف

اس کو لے آئے وہاں وہ کھینچ | شور و غل کرتا تھا وہ تشنیع سے

چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز | گفت نوشید آب و بردارید نیز

سامنے لائے جو حضرت کے شتاب | بولے بھروا لو پی لو خوب آب

جملہ را زاں مشک او سیراب کرد | اشتراں و ہر کسے زاں آب خورد

سب کو پانی دے دیا اس مشک سے | اونٹ اور سب سیر اس سے ہو گئے

بادیہ پر گرد مشک از مشک او | ابر گردوں خیرہ ماند از رشک او

مشک مشکیزے بھرے اس مشک سے | ابر کو حیرانیاں تھیں رشک سے

ایں کسے دیدہ است کز یک مشک او | سرد گردد سوز چندیں بادیہ

یہ بھی دیکھا ہے کہیں اک مشک سے | پیاس اتنی دور خوں کی بجھ سکے

ایں کسے دیدہ است کز یک مشک آب | گشت چندیں مشک پر بے اضطراب

یہ کہیں دیکھا کہ صرف اک مشک آب | اتنی مشکیں کو بھرے بے اضطراب

مشک خود روپوش بود و موج فضل | میرسید از امر او از بحر اصل

مشک کی صورت ہیں موج فضل تھی | حکم رب سے بحر سے جو تھی ملی

آب از جوشش ہمی گردد ہوا | واں ہوا گردد ز سردی آب ہا

جوش سے ہو جاتا ہے پانی ہوا | اور ہوا سردی سے پانی بنا

بلکہ بے اسباب بیروں زیں حکم | آب رویانید تکوین از عدم

بلکہ بے اسباب۔ بے تدبیر کے | پانی کو ہستی میں لایا نیست سے

تو ز طفلی چوں سببہا دیدہ | در سبب از جہل بر چفسیدہ

تو نے دیکھے ہیں لڑکپن سے سبب | اس لئے تجھ کو سبب کی ہے طلب

با سببہا از مسبب غافلی | سوئے ایں روپوشہا زاں مائلی

ہے سبب رو کیں مسبب سے تجھے | مائل اس روپوش پہ ہے اس لئے

چوں سببہا رفت بر سر میزنی | ربنا و ربنا ہا میکنی

جب گئے اسباب۔ پھر پیٹے گا سر | ربنا آئے گا لب پہ بے خطر

رب میگوید برو سوئے سبب | چوں ز صنعم یاد کردی اے عجب

رب کہے گا۔ جا سوئے اسباب جا | یاد کیوں صنعت سے تھا مجھ کو کیا

گفت زیں پس من ترا بینم ہمہ | ننگرم سوئے سبب و آں دمدمہ

[illegible] سبب کو [illegible] | اب سبب پر [illegible]

گر بمیرش رُدُّوا لعادوا کار تست — اے تو اندر توبہ و میثاق سست

وہ ہے "رُدُّوا لَعَادُوا" تیرا کام — عہد اور توبہ میں تو ہے سست و خام

لیک من آں ننگرم رحمت کنم — رحمتم پُر است بر رحمت تنم

میں نہ کچھ دیکھوں، مگر رحمت کروں — ہوں میں راحم، میری رحمت ہے فزوں

ننگرم عہد بدت بدہم عطا — از کرم ایں دم چو میخواہی مرا

عہد بد کو میں نہ دیکھوں، دوں عطا — کیا ہے تو میرے کرم سے مانگتا

از من آید جملہ احسان و وفا — وز تو بد عہدی و نسیان و خطا

مجھ سے ہیں یہ سارے احسان و وفا — تجھ سے بد عہدی ہے نسیاں اور خطا

حاصل آنکہ در سبب پیچیدۂ — لیک معذوری ہمیں را دیدۂ

مختصر یہ، ہے سبب میں مبتلا — ہے مگر معذور، دیکھا پر خطا

قافلہ حیراں شد از کار او — یا محمد چیست ایں اے بحر خو

قافلہ اس بات سے حیران ہوا — یا محمد ہے عجب یہ ماجرا

کردۂ روپوش مشکِ خُرد را — غرقہ کردی ہم عرب ہم کُرد را

کر گئے پنہاں ایک مشکِ خُرد را — غرق کر ڈالا عرب اور کُرد کو

## رسولؐ خدا کا معجزہ

اے غلام اکنوں تو پُر بیں مشکِ خود — تا نگوئی در شکایت نیک و بد

اے غلام اب اپنا مشکیزہ بھی بھر — تا نہ ہو شکوہ تجھے اس بات پر

آں سیہ حیراں شد از برہان او — مے دمید از لامکاں ایمان او

وہ سیہ اس برہان سے حیرت میں تھا — لامکاں سے اس کو ایماں مل گیا

لہ اگر تمہیں دُنیا میں لوٹائیں تو تم انہی منہیات کی طرف پھر لوٹ جاؤ۔

ٹہ دلیل۔ معجزہ۔

چشمۂ دید از ہوا ریزاں شدہ ۔۔۔ مشکہائے روپوش فیض آں شدہ

دیکھا اک چشمہ ہوا سے ہے رواں ۔۔۔ مشک کو ہے فیض اس سے بیکراں

آں نظر روپوشہا ہم بر درید ۔۔۔ تا معین چشمۂ غیبی رسید

پھاڑ دی ہے وہ نظر سارے حجاب ۔۔۔ غیب کے چشمے تلک ہے کامیاب

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام ۔۔۔ شد فراموشش ز خواجہ وز مقام

رو دیا با چشم پر نم وہ غلام ۔۔۔ بھولا وہ خواجہ کو اور اپنا مقام

دست و پایش ماند از رفتن براہ ۔۔۔ زلزلہ افگند در جانش الٰہ

راستہ چلنے سے عاجز ہو گیا ۔۔۔ زلزلہ سا جان میں اسکی پڑا

باز بہر مصلحت بازش کشید ۔۔۔ کہ بخویش آ باز رو اے مستفید

مصلحت سے ہوش میں اسکو کیا ۔۔۔ اور کہا آ پے میں آ منزل کو جا

وقت حیرت نیست حیرت پیش تست ۔۔۔ ایں زماں در رہ درآ چالاک و چست

ہو نہ حیراں ہے یہ حیرت سامنے ۔۔۔ مستعد ہو اور اپنی راہ لے

دستہائے مصطفیٰ بر رو نہاد ۔۔۔ بوسہائے عاشقانہ بس بداد

ہاتھ منہ پر شاہ والا کے رکھے ۔۔۔ عاشقوں کی طرح بوسے دیئے

مصطفیٰ دست مبارک بر رخش ۔۔۔ آں زماں مالید و کرد او فرخش

مصطفیٰ نے ہاتھ چہرے پر ملے ۔۔۔ شادماں اس کو کیا الطاف سے

شد سپید آں زنگی و زادۂ حبش ۔۔۔ ہمچو بدر و روز روشن شد شبش

رنگ اس زنگی کا گورا ہو گیا ۔۔۔ نور اس کی شب نے پایا چاند کا

یوسفے شد در جمال و در دلال ۔۔۔ گفتش اکنوں رو بدہ وا گوئے حال

مثل یوسف حسن اس کا ہو گیا ۔۔۔ بولے اب جا اور بیاں کر ماجرا

او ہمے شد بے سر و بے پا و دست ۔۔۔ پائے می نشناخت در رفتن ز دست

جا رہا تھا بے سر و پا مست سا ۔۔۔ پاؤں کو وہ بھر تھا چلتا راستا

پس بیاید باد مشکِ چیدہ واں | سوئے خواجہ از نواحی کارواں

دو بھری مشکیں وہ زنگی لے چلا | جانب خواجہ، جو چھوڑا تھا قافلہ

خواجہ بر رہ منتظر بنشستہ بود | کاں غلامش دیر آمد نزد زود

منتظر بیٹھا تھا رہ میں خواجہ بھی | وہ غلام آیا نہ اب تک - دیر کی

## خواجہ کا غلام کو نہ پہچاننا

خواجہ از دورش بدید و خیرہ ماند | از تحیر اہل آں دہ را بخواند

خواجہ نے دیکھا تو حیران ہو گیا | اور بلایا سب گاؤں والوں کو بلا

راویہ ما اشتر ما ہست ایں | پس کجا شد بندۂ زنگی جبیں

ہے ہماری مشک بھی اور اونٹ بھی | بندۂ زنگی نہیں ہے اور ہی

ایں یکے بدریست مے آید ز دور | مے زند بر نور روز از روش نور

چاند ہے اک دور سے آتا نظر | غالب اس کا نور نور روز پر

کو غلام ما مگر سرگشتہ شد | یا بدو گرگے رسید و کشتہ شد

ہو گیا بے راہ شاید وہ غلام | گرگ نے یا کام کر ڈالا تمام

یا مگر اورا بکشت ایں بدگہر | اشترش آورد اینجا از قدر

یا کیا قتل اسکو اس بدذات نے | اونٹ اس کا لایا یہ تقدیر سے

چوں بیامد پیش گفتش کیستی | از یمن زادے و یا ترکیستی

جب وہ آیا - کی یہ اس سے گفتگو | ترک ہے تو یا یمن زادہ ہے تو

گو غلام را چہ کردی راست گو | گر بکشتی وا نما حیلت مجو

کیا ہوا میرا غلام اب سچ بتا | صاف تو کہہ دے - قتل اگر اس کو کیا

گفت گر کشتم بتو چوں آمدم | چوں بپائے خود دریں خوں آمدم

بولا کیوں آتا یہاں گر مارتا | پاؤں سے اپنے میں ہوتا مبتلا

گفت نے نے در نگر و ماشنت　　راست با پدر گفت سرّ ایں قنت

بولا- یوں کب خلاصی پائیگا تو　　سچ بتا جو بات ہو اے حیلہ جو

گو غلامم من بگفت اینک منم　　گر ز دست فضل یزداں روشنم

میرا بندہ ہے کہاں - میں ہوں کہا　　فضل خالق نے مجھے روشن کیا

دیدہ ام صدرے و بدرے گشتہ ام　　صاحب فضلے و قدرے گشتہ ام

بدر ہوں اک صدر کو میں دیکھ کر　　ہوں میں اہل فضل و قدر اے خوش سیر

ہی چہ میگوئی غلام من کجاست　　ہیں بگو اہی ست ازمن ہیچ سست

ہے کہاں بردہ مرا - اُس نے کہا　　میں نہ چھوڑونگا تجھے - کہہ سچ بتا

گفت اسرار ترا با آں غلام　　جملہ وا گویم یکا یک من تمام

بولا تیرے بھید اور حال غلام　　میں بیاں اب تجھ سے کرتا ہوں تمام

زاں زمانے کہ خریدی تو مرا　　تا با کنوں باز گویم ماجرا

جس گھڑی تو نے خریدا تھا مجھے　　میں سناؤں حال اب تک کے تجھے

تا بدانی کہ ہمانم در وجود　　گرچہ از شبدیز من صبحے کشود

تا یقیں آئے کہ ہوں تو میں وہی　　بن گئی ہے صبح رنگت رات کی

رنگ دیگر شد ولیکن جان پاک　　فارغ از رنگ ست و از ارکان خاک

رنگ کو بدلا - وہی ہے جان پاک　　دور اس سے رنگ اور ارکان خاک

تن شناسان زود ما را گم کنند　　آب نوشاں ترک مشک و خم کنند

مجھ کو کھو بیٹھے ہیں جو ہیں تن شناس　　مشک چھوڑیں - جن کی بجھ جاتی ہے پیاس

جاں شناساں از عدد ہا فارغند　　غرق دریائے بیچونند و چند

جاں شناس اعداد سے فارغ رہیں　　غرق خود کو بحر بیچوں میں کریں

١ یعنی غلام نے کہا +

جاں شو و از راہِ جاں جاں را شناس ۔ یارِ بینش شو نہ فرزندِ قیاس

جان ہو جا اور راہِ جان سے جاں شناس ۔ یارِ بینش بن، نہ فرزندِ قیاس

چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند ۔ بہرِ حکمت را دو صورت گشتہ اند

ایک ہے منبع ملک اور عقل کا ۔ حکمتاً دو صورتیں ہیں برملا

آں ملک با عقل از یک گوہرند ۔ در پئے ہم ہمچو دنبال و سرند

ہیں ملک اور عقل دونوں ہم گہر ۔ آگے پیچھے ہیں مثالِ دُم و سر

آں ملک چوں مرغ بال و پر گرفت ۔ ویں خرد بگذاشت پر و فر[1] گرفت

بال اور پر اُن فرشتوں کو ملے ۔ عقل نے پر چھوڑے فر کے واسطے

لاجرم ہر دو مناصر آمدند ۔ ہر دو خوش رو پشتِ ہمدیگر شدند

اس لئے دونوں معاون بن گئے ۔ کر کے آپس میں مدد شاداں ہوئے

ہم ملک ہم عقل حق را واجدے ۔ ہر دو آدمؑ را معین و ساجدے

ہے ملک اور عقل کو حق کا یقیں ۔ دونوں ہیں آدمؑ کے ساجد اور معیں

نفس و شیطاں بودہ ز اوّل واحدے ۔ بودہ آدمؑ را عدو و حاسدے

نفس و شیطاں بھی ازل سے ایک تھے ۔ دشمن و حاسد جو آدمؑ کے تھے

آنکہ آدمؑ را بدن دید او رمید ۔ وآنکہ نورِ مؤتمن دید او خمید

جس نے آدمؑ کو بدن سمجھا - پھرا ۔ نور کا جس نے یقیں دیکھا، جھکا

آں دو دیدہ روشناں بودہ ز دیں ۔ ویں دو را دیدہ ندیدہ غیرِ طیں

وہ دو آنکھیں اس سے روشن ہوگئیں ۔ ان کو خاک آئی نظر اور کچھ نہیں

ایں بیاں اکنوں چو خر بر یخ بماند ۔ چوں نشاید بر جہود انجیل خواند

[illegible] یہ قصہ مثلِ خر [illegible] پھنسا ۔ نہ دو انجیل اب یہودی کو سنا

[1] عظمت اور دبدبہ

کے تواں با شیعہ گفتن از عمرؓ — کے تواں بربط زدن در پیش کر

کیا عمرؓ کا حال کہنے شیعوں سے — سامنے بہرے کے بربط کیا بجے

لیک گر در دہ بگوشہ یک کس است — ہائے و ہوئے در دہ آور دم بس است

پر جو گاؤں کے بیچ کونے میں کوئی — ہاؤ ہو کافی ہے یہ میں نے جو کی

مستحق شرح را سنگ و کلوخ — ناطقے گردد مشرح با رسوخ

مستحق شرح کو سنگ و کلوخ — ناطق و شارح ہیں گویا با رسوخ

ایں نیاز مریمیؑ بود است و درد — کہ چناں طفلے سخن آغاز کرد

ہو نیاز و درد مریمؑ سے اگی — دی شہادت بچے نے اور بات کی

جزو او بے جزو او برائے او بگفت — جزو جزوت گفت دارد در نہفت

اس کے جز نے اس کی خاطر جو کہا — نطق رکھ پنہاں رکھے جز جز ترا

دست و پا شاہد شوندت اے رہی — منکری را چند دست و پا نہی

ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں ترے — منکری آخر کہاں تک تو کرے

ور نباشی مستحق شرح و گفت — ناطقہ ناطق ترا دید و بخفت

مستحق اس شرح کا گر تو نہیں — تجھ کو گویا ناطقہ چپ ہو رہی

## خدا نے سب کچھ مطابق حاجت پیدا کیا

ہر چہ روئید از پئے محتاج رست — تا بیابد طالبے چیزے کہ جست

جو اگا محتاج کی خاطر اگا — تا ملے طالب کو جو ہے ڈھونڈتا

حق تعالیٰ کایں سمٰوات آفرید — از برائے رفع حاجات آفرید

حق تعالیٰ نے فلک پیدا کئے — خلق کی حاجت برآری کے لئے

؎ مضبوطی سے +

هر که جویا شد بیابد عاقبت — مایهٔ درد است اصل مرحمت

جس نے ڈھونڈا - آخر پایا عاقبت — درد ہی گویا ہے وجہ مرحمت

هر کجا دردے دوا آنجا رود — هر کجا فقرے نوا آنجا رود

درد ہو جس جا - دوا جائے وہاں — بھوک ہو جس جا - غذا جائے وہاں

هر کجا مشکل جواب آنجا رود — هر کجا پستی ست آب آنجا رود

ہو جہاں مشکل - جواب آئے وہاں — ہے جہاں پستی - وہاں پانی رواں

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست

پانی کم ڈھونڈ، کر لے پیدا تشنگی — تا کہ جوش آب رحمت ہو ابھی

تا نزاید طفلک نازک گلو — کے روان گردد ز پستان شیر او

ہو نہ پیدا بچہ جب تک دیکھ ہاں — چھاتیوں سے دودھ کیونکر ہو رواں

رو بدیں بالا و پستیہا بدو — تا شوی تشنہ و حرارت را گرو

نیچے اوپر دوڑ کر تو ڈھونڈ اسے — تا ہو تشنہ اور تری گرمی بڑھے

بعد ازاں از بانگ زنبور ہوا — بانگ آب جو بنوشی اے کیا

بعد ازاں تو ہو ہوا کے ساز سے — نہر کی آواز بے پردہ سنے

حاجت تو کم نباشد از حشیش — آب را گیری سوئے او میکشیش

تیری حاجت کم نہ ہوگی گھاس سے — پانی کو لے آئے گا تو کھینچ کے

گوش گیری آب را تو میکشی — سوئے زرع خشک تا یابد خوشی

کان پکڑے، کھینچ کر پانی کو لائے — خشک کھیتی کی طرف، وہ جی پائے

زرع جان را کش جواہر مضمر است — ابر رحمت پر ز آب کوثر است

جان کی کھیتی میں جو ہر ہیں نہاں — آب کوثر ابر رحمت میں نہاں

تا سقاہم ربہم آید خطاب — تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب

تا سقاہم ربہم آئے خطاب — تشنہ رہ - واللہ اعلم بالصواب

لہ قولہ تعالیٰ - سقاہم ربہم شراباً طہورا یعنی ان کے رب نے انہیں شراب طہور پلائی ﴿

# ایک کافرہ کا حضورؐ کی خدمت میں آنا

هم ازاں دہ یک زنے از کافراں | سوئے پیغمبر دواں شد ز امتحاں
کافرہ عورت ایک اس گاؤں کی | امتحاناً آئی نزدیک نبیؐ

پیش پیغمبرؐ در آمد با خمار | کودکے دو ماہہ زن را در کنار
چادر اوڑھے آئی تھی وہ کافرہ | گود میں بچہ تھا اک دو ماہ کا

گفت کودک سلّم اللہ علیک | یا رسول اللہ قد جئنا الیک
بولا بچہ۔ آپ پہ حق کا سلام | یا رسول اللہ، حاضر ہے غلام

مادرش از خشم گفتش ہیں خموش | کیت افگند ایں شہادت را بگوش
ماں نے خاموش اس کو غصے سے کیا | جب گواہی اس کو یوں دیتے سنا

ایں کیت آموخت اے طفل صغیر | کہ زبانت گشت در طفلی جریر
یہ سکھایا کس نے اے طفل صغیر | جو زبان طفلی میں ہے یوں نطق گیر

گفت حق آموخت وانگہ جبرئیل | در بیاں با جبرئیلم من رسیل
بولا حق نے معرفت جبریلؑ کی | ہم سخن جبریلؑ مجھ سے تھے ابھی

گفت کو گفتا کہ بالائے سرت | مے نہ بینی کن بہ بالا منظرت
بولی کس جا ہے۔ کہا سر پہ ترے | گو نظر آئیں نہ وہ سر پہ سجے

ایستادہ بر سر تو جبرئیل | مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
سر پہ ہیں جبریلؑ وہ تیرے کھڑے | سیکڑوں راہیں چلاتے ہیں مجھے

گفت مے بینی تو گفتا کہ بلے | بر سرت تاباں چو بدر کاملے
بولی۔ آتا ہے نظر! بولا کہ ہاں | تیرے سر پہ چاند بن کر ہیں عیاں

یعنی اے اللہ کے رسولؐ! تم پہ اللہ کا سلام ہو۔ بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں +

می بیاموزد مرا وصف رسول — بر علوم می رساند زیں سفول

ہیں سکھاتے مجھ کو وصف مصطفیٰ — لاتے اسفل سے مجھے سوئے علا

پس رسولش گفت اے طفل رضیع — چیست نامت بازگو و شو مطیع

مصطفیٰؐ بولے کہ طفل شیر خوار! — کیا ہے تیرا نام کر دے آشکار

گفت نامم پیش حق عبد العزیز — عبد عزیٰ پیش ایں یک مشت حیز

بولا میرا نام ہے عبد العزیز — عبد عزیٰ پیش قوم بے تمیز

من ز عزیٰ پاک و بیزار و بری — حق آنکہ دادت ایں پیغمبری

پاک ہوں عزیٰ سے شاہ بے نظیر — آپ کو جس نے ہے پیغمبر کیا

کودکِ دو ماہہ ہمچوں ماہ بدر — درس بالغ گفتہ چوں اصحاب صدر

دو مہینے کا وہ بچہ مثل بدر — گفتگو کامل کرے جیوں اہل صدر

پس حنوط آمد ہم از جنت رسید — تا دماغ طفل و مادر بو کشید

آئی خوشبو اس گھڑی فردوس سے — بچے نے اور ماں نے لی سونگھ اسے

ہر دو می‌گفتند کز خوف سقوط[1] — جاں سپردن بہ بریں بوئے حنوط

دونوں کہتے تھے کہ خوف مرگ سے — جان اس خوشبو پہ دینی چاہیے

آنکہ تعریفش شہنشہ خود کند — جامد و نامیش صد مروق زند

جس کی تعریفیں شہنشہ خود کرے — اور سب مخلوق آ کے تحسیں کہے

آں کسے را کہ معرف حق بود — جامد و نامیش صد صدق بود

پس جو کوئی عارف اللہ ہو — اس کی سب تصدیق کرتے ہیں سبھی

آں کسے را کش خدا حافظ بود — مرغ و ماہی مر ورا حارس شود

جس کا حافظ ہو خدائے انس و جاں — مرغ و ماہی سب ہوں اس کے پاسباں

[1] یعنی اس خوف سے کہ یہ خوشبو آتے آتے بند نہ ہو جائے۔

# ایک عقاب کا موزہ رسولؐ کو لے جانا

اندریں بودند کآواز صلا — مصطفیؐ بشنید از سوئے علا

تھے یہی باتیں کہ آواز صلا — آسماں سے آئی سوئے مصطفیؐ

خواست آبے و وضو را تازہ کرد — دست و رو را شست او زاں آب سرد

پانی مانگا اور وضو تازہ کیا — ہاتھ منہ پانی سے دھویا برملا

ہر دو پا شست و بموزہ کرد رائے — موزہ را بربود یک موزہ ربائے

پاؤں دھو کر قصد موزے کا کیا — اور موزہ لے گیا موزہ ربا

دست سوئے موزہ برد آں خوش خطاب — موزہ را بربود از دستش عقاب

سوئے موزہ ہاتھ حضرتؐ کا بڑھا — اک عقاب آیا وہ موزہ لے گیا

موزہ را اندر ہوا برد او چو باد — پس نگوں کرد و ازاں مارے فتاد

وہ ہواؤں پہ جو موزہ لے اڑا — جبکہ الٹا سانپ اس میں سے گرا

در فتاد از موزہ یک مارے سیاہ — زاں عنایت شد عقابش نیکخواہ

موزے میں سے سانپ اک کالا گرا — نیک خواہی جانور کی دیکھنا

پس عقاب آں موزہ را آورد باز — گفت ہیں بستاں و رو سوئے نماز

لایا پھر موزہ عقاب با نیاز — اور بولا لیجئے، پڑھئے نماز

از ضرورت کردم ایں گستاخیے — من ز ادب دارم شکستہ شاخیے

تھی یہ گستاخی ضرورت سے مگر — میں ہوں شرمندہ ادب سے سربسر

وائے کو گستاخ پا مے نہد — بے ضرورت کش ہوا فتوے دہد

وائے وہ گستاخ جو پاؤں رکھے — بے ضرورت اور ہوس کے حکم سے

پس رسولش شکر کرد و گفت ما — ایں جفا دیدیم و خود بود آں وفا

شکر کرکے مصطفیؐ نے یوں کہا — گو جفا تھی وہ، مگر خود تھی وفا

موزہ بربودے ومن درہم شدم — تو غمم بردی ومن در غم شدم

لے گیا تو موزہ۔ میں غصّے ہوا! — تھا مجھے غم اور تو غمخوار تھا

گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود — دل درآں لحظہ بخود مشغول بود

دی خدا نے گو کہ غیبوں کی خبر — دل تھا مشغول اس گھڑی خود میں مگر

گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست — دیدنم آں غیب را ہم عکس تست

بولا تم سے دور۔ یہ غفلت کہاں — تھا جو پایا عکس تجھ پہ ضو فشاں

مار در موزہ بہ بینم در ہوا — نیست از من عکس تست اے مصطفیٰ

سانپ موزے میں نظر آیا مجھے — مجھ میں کیا ہے۔ عکس تیرے پاک کے

عکس نورانی ہمہ روشن بود — عکس ظلمانی ہمہ گلخن بود

عکس نورانی ہے روشن سربسر — عکس ظلمت کا ہے گلخن سربسر

عکس عبد اللہ ہمہ نوری بود — عکس بیگانہ ہمہ کوری بود

عکس عبد اللہ کا نوری ہوا — عکس بیگانہ ہے کوری اے فتا

عکس ہر کس را بداں اے جاں ہمیں — پہلوئے جنسے کہ خواہی می نشیں

عکس سب کا دیکھ لے اے باوفا — چاہے جس کے پہلو میں بیٹھ جا

## اس حکایت میں ایک عبرت ہے

عبرت ست ایں قصہ اے جاں مر ترا — تا شوی راضی تو در حکم خدا

عبرت اس قصّے میں ہے تیرے لئے — تا ہو راضی حکم سے اللہ کے

تاکہ زیرک باشی و نیکو گماں — چوں ببینی واقعہ بد ناگہاں

تاکہ تو دانا رہے اور خوش گماں — واقعہ جب ہو بُرا اک ناگہاں

دیگراں گردند زرد از بیم آں — تو چو گل خنداں گہ سود و زیاں

دوسرے ہوں زرد اس کے خوف سے — نفع یا نقصان جب ہو تو ہنسے

زانکہ گل گر برگ برگش میکنی — خندہ نگزارد نگردد منثنی
پتی پتی پھول کی توڑے جو تو — ہو نہ پژمردہ۔ نہ جائے رنگ و بو

گوید از خارے چرا افتم بہ غم — خندہ را من خود ز خار آوردہ ام
یوں ہے کانٹے سے بھلا کیوں غم کروں — خود ہنسی کو خار سے میں لا رہا ہوں

ہر چہ از تو یاوہ گردد از قضا — تو یقیں دان کہ خریدت از بلا
تجھ سے لے لے کچھ اگر دستِ قضا — کر یقیں۔ گویا بلاؤں سے چھٹا

ما التصوف قال وجدان الفرح — فی الفؤاد عند اتیان الترح
ہے تصوف صرف وجدان و سرور — دل میں جب اندوہ کا دیکھے وفور

آں عقابش را عقابے داں کہ او — در ربود آں موزہ را زاں نیکخو
اُس بلا کو جان لے تو اک عقاب — لے گیا جو موزہ متقی تاب!

تا رہاند پاش را از زخم مار — اے خنک عقلے کہ باشد بے غبار
پاؤں اُن کا سانپ کی زد سے بچا — عقل وہ جس میں نہ لغزش ہو ذرا

گفت لا تاسوا علی ما فاتکم — ان اتی السرحان و اردی شاتکم
فوت کچھ ہو جائے تو غمگیں نہ ہو — بھیڑیا لے جائے چاہے بھیڑ کو

لیک ہر جا آں فوت شد غمگیں مشو — زانکہ گر شد کہنہ آید باز نو
فوت ہونے والی شے کا غم ہے کیا — کہنہ ساماں جب گیا۔ آیا نیا

گر بلا آید ترا اندہ مبر — ور زیاں بینی غم ادرا مخور
گر بلا آئے کوئی۔ ماتم نہ کر — اور تجھے نقصان ہو۔ تو غم نہ کر

کاں بلا دفع بلاہائے بزرگ — واں زیاں منع زیانہائے سترگ
وہ بلا ہے سو بلاؤں کی فنا — وہ زیاں دے سو زیانوں سے بچا

راحت جاں آمد ایجاں فوت مال — مال چوں جمع آمد ایجاں شد وبال
جان کی راحت ہے ایجاں فوت مال — مال جب ہو جمع ہے جی کا وبال

# حضرت موسیٰ سے ایک شخص کی استدعا

گفت موسیٰؑ را یکے مرد جوان
کہ بیاموزم زبان جانوراں

بولا یہ موسیٰؑ سے اک مرد جواں
جانوروں کی مجھ کو سکھلا دو زبان

تا بود کز بانگ حیوانات و دد
عبرتے حاصل کنم در دین خود

تاکہ میں آواز حیوانات سے
عبرتیں حاصل کروں ہر بات سے

چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
در پئے آب است و نان و دمدمہ

کیونکہ یہ انساں کی ساری بولیاں
روٹی پانی کے لئے ہیں بیگماں

بو کہ حیوانات را درد دگر
باشد از تدبیر ہنگام گذر

درد حیوانوں میں ہو شاید دوسرا
جس میں ہو تدبیر ہنگام فنا

گفت موسیٰؑ رو گذر کن زیں ہوس
کایں خطر دارد بسے در پیش و پس

بولے موسیٰؑ - اس ہوس کو چھوڑ دے
کیونکہ اس میں ہیں نہاں خطرے بڑے

عبرت و بیداری از یزداں طلب
نز کتاب و از مقال و حرف و لب

عبرت و بیداری مانگ اللہ سے
نہ کتاب و حرف و لب سب چھوڑ دے

گرم تر شد مرد زاں منعش کہ کرد
گرم تر گردد ہمے از منع مرد

منع کرنے سے وہ کچھ برہم ہوا
منع کرنے سے ہے غصہ بڑھتا

گفت اے موسیٰؑ چو نور تو بتافت
ہر چہ چیزے یافت از تو جزو یافت

بولا اے موسیٰؑ جو چمکا تیرا نور
تجھ سے پایا جس نے پایا کچھ شعور

مر مرا محروم کردن زیں مراد
لائق لطفت نباشد اے جواد

کر نہ محروم اپنے مقصد سے مجھے
کب ہے لائق تیرے لطف و جود کے

ایں زماں قائم مقام حق توئی
یاس باشد گر مرا مانع شوی

اب ہے تو قائم مقام اللہ کا
یاس ہوگی۔ منع گر مجھ کو کیا

گفت موسیٰؑ یارب ایں مرد سلیم — سخرہ کردستش مگر دیو رجیم
بولے موسیٰؑ کہتا ہے یارب یہ کیا — اس پہ کیا شیطان غالب ہو گیا

گر بیاموزم زباں کارش بود — ور نیاموزم دلش بد مے شود
گر سکھا دوں تو اسے ہو گا زیاں — ورنہ ہو جائے گا بد دل بے جواں

گفت اے موسیٰؑ بیاموزی کرما — رد نکردیم از کرم ہرگز دعا
دی ندا حق نے کہ موسیٰؑ دو سکھا — رد نہیں کرتے کسی کی ہم دعا

گفت یارب او پشیمانی خورد — دست خاید جامہا را بردرد
بولے وہ ہو گا پشیماں اے خدا — ہاتھ چبائے گا تو کپڑے پھاڑے گا

نیست قدرت ہر کسے را سازوار — عجز بہتر مایۂ پرہیزگار
راس قدرت ہر کسی کو کب ہوئی — عجز ہے سرمایۂ ہر متقی!

فقر زیں رو فخر آمد جاوداں — کہ بہ تقوے ماند دستش جاوداں
اس لئے ہے فقر فخر جاوداں — ہاتھ تقوے میں ہے اسکا بیگماں

زاں غنا وزاں غنی مردود شد — کہ ز قدرت صبر ہا بدرود شد
یوں ہیں مردود اب غنی اور یہ غنا — صبر ہے مقدور سے جاتا رہا

آدمی را عجز و فقر آمد اماں — از بلائے نفس پُر حرص و غماں
عجز اور فقر آدمی کی ہے اماں — نفس کی حرص اور بلاؤں سے یہاں

آں غم آمد ز آرزوہائے فضول — کہ بداں خو کردہ است آں صید غول
ہیں فضول امیدیں ساری غم فزا — جس کا خوگر ہے حریص بیوفا

آرزوئے گل بود گل خوارہ را — گلشکر نگوارد آں بیچارہ را
خواہش گل ہوتی ہے گل خوار کو — گلشکر ناگوار اس کو کہاں گلشکر ہو

# حضرت موسیٰؑ کو وحی آنا

بعد ازاں وحی آمد از حضرت بہ او
ہر چہ میگوید بلطف خود شنو

وحی پھر آئی کہ اے موسیٰ اخی
وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اُسے سنو لطف سے خود

گفت یزداں کہ بدہ بالیست او
برکشاد او اختیار آں دست او

علم حق تھا۔ اس کے لائق اسکو دو
قدرت اُس کو اختیاروں پر ہے

اختیار آمد عبادت را نمک
ورنہ میگردد بنا خواہ ایں فلک

ہے عبادت کا نمک یہ اختیار
چرخ کی گردش تو بے خواہش ہے یار

گردش او را نہ اجر و نے عقاب
کاختیار آمد ہنر وقت حساب

اجر ہی ہے اور نہ گردش پہ عذاب
دیکھتے ہیں بس ہنر وقت حساب

جملہ عالم خود مسبح آمدند
نیست زآں تسبیح جبری سودمند

ساری دنیا ہے یہاں تسبیح خواں
نفع جبری کو مگر اس سے کہاں

تیغ در دستش نہ از عجزش بکن
تا کہ غازی گردد او یا راہزن

گر نہ عاجز تیغ دیدے بے سخن
تا کہ وہ غازی بنے یا راہزن

زانکہ کرمنا شد آدم ز اختیار
نیم زنبور عسل شد نیم مار

چونکہ کرمنا کا بخشا اختیار
نیم شہد اور ہو گیا وہ نصف مار

مومناں کان عسل زنبور وار
کافراں خود کان زہرے ہمچو مار

سارے مومن شہد میں پیارے اخی
اور کافر کان زہر مار کی

زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات
تا چو نحلے گشت ریق او حیات

کھائی ہے مومن نے جو بہتر نبات
تھوک اسکا شہد اور آب حیات

باز کافر خورد شربت از صدید
ہم ز قوتش زہر شد در وے پدید

کافروں نے شربت گندہ پیا
اس نے اُن میں زہر پیدا کر دیا

اہل الہام خدا عین الحیات | اہل تسویل و ہوا سم الممات
اہل الہام خدا ، عین حیات | اہل تاویل و ہوس ، زہر ممات

در جہاں این مدح و شاباش و زہی | ز اختیار است و حفاظ و آگہی
مدح - تحسین آفریں اس دہر کی | اختیاری ہے بشرطِ آگہی

جملہ رنداں چونکہ در زنداں شوند | متقی و زاہد و حق خواں شوند
رند زنداں کو چلے جائیں اگر | متقی زاہد بنیں سب سر بسر

چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل | ہیں کہ تا سرمایہ نستاند اجل
جب گئی قدرت ، ہوا کاسد عمل | دیکھ سرمایہ نہ لے جائے اجل

قدرتت سرمایۂ سود است ہیں | وقتِ قدرت را نگہ دار و ببیں
سود کا سرمایہ ہے قدرت تری | اپنی قدرت کو نگہ رکھ اے اخی

آدمی بر خنگِ کرّمنا[۱] سوار | در کفِ درکش عنانِ اختیار
اسپ کرّمنا پہ ہے انساں سوار | ہاتھ میں اُسکے عنانِ اختیار

باز موسیٰؑ داد پند او را بمہر | کہ مرادت زود خواہد کرد چہر
پھر یہ موسیٰؑ نے محبت سے کہا | جلد پائیگا تو اپنا مدعا

ترکِ این سودا بگو و ز خود بترس | ور بود دستت برائے مکر دست
کھا ترس اپنے پہ ، سودا ترک کر | مکر سے ابلیس کے تو کر حذر

ہیں برو دردِ سر و دو کم طلب | کاین مرادت افگند در صد تعب
طلب تو خود نہ کر یہ دردِ سر | ڈالے تجھ کو رنج میں یہ سر بسر

گفت بارے نطقِ سگ کو بر در است | نطقِ مرغِ خانگی کاہل پر است
بولا کتے کی زبان مجھ کو بتاؤ | مرغِ خانہ کی مجھے بولی سکھاؤ

۱ ہم نے اسے بزرگیاں دی ہیں ۔

## مردِ طالب کا مرغ اور کتے کی بولی سیکھنا

گفت موسیٰؑ ہیں تو دانی رو رسید
بولے موسیٰؑ ۔ اب نہ ہو تو دلفگار

نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید
نطق دان دونوں کا ہو گا آشکار

بامداداں آں برائے امتحاں
امتحانا جب سویرا ہو گیا

ایستاد او منتظر بر آستاں
اپنے در پہ منتظر تھا وہ کھڑا

خادمہ سفرہ بیفشاند و فتاد
خادمہ نے خوان جھاڑا تو گرا

پارۂ نان بیات آثار زاد
روٹی کا ٹکڑا جو تھا شکو بچا

در ربود آنرا خروسے چوں گرو
مرغ وہ ٹکڑا اٹھا کر لے گیا

گفت سگ کردی تو برما ظلم رو
بولا کتا ! ظلم یہ ہم پہ کیا

دانۂ گندم توانی خورد و من
تو تو کھا سکتا ہے دانہ گیہوں کا

عاجزم در دانہ خوردن در وطن
اور میں دانہ کھا نہیں سکتا ذرا

گندم و جو را و باقی حبوب
گیہوں اور جو اور دانے بالیقیں

تو توانی خورد و من نے اے طروب
تو ہے کھا سکتا ، میں کھا سکتا نہیں

ایں لب نانے کہ قسم ماست آں
روٹی کا ٹکڑا ہے قسمت میں لکھا

می ربائی ایں قدر را از سگاں
وہ بھی یوں کتوں سے تو ہے چھینتا

## مرغ کا کتے کو جواب دینا

پس خروسش گفت تن زن غم مخور
مرغ بولا ۔ صبر اور غم نہ کھا

کہ عوض بدہد خدا ازیں بہ دگر
تجھ کو بھی اسکا عوض دیگا خدا

اسپ ایں خواجہ سقط خواہد شدن
گھوڑا اس خواجہ کا کل مر جائیگا

روز فردا سیر خور کم کن حزن
کل ملے گا پیٹ بھر کر ۔ غم نہ کھا

مر سگاں را عید باشد مرگ اسب ۔ روزیِ وافر بود بے جہد و کسب

مرنا گھوڑے کا ہے کتوں کی عید ۔ رزق مل جاتا ہے بے سعی مزید

اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد ۔ پیش سگ شد آں خروس روے زرد

بیچا گھوڑا ۔ جب یہ خواجہ نے سنا ۔ مرغ اس کتے سے شرمندہ ہوا

روز دیگر ہمچناں ناں را ربود ۔ آں خروس و سگ ولب بکشود

دوسرے دن پھر وہ روٹی لے چلا ۔ مرغ سے جھنجھلا کے کتے نے کہا

کاے خروس عشوہ دہ چند ایں دروغ ۔ ظالمی و کاذبی و بے فروغ

اے فریبی مرغ کب تک یہ دروغ ۔ تو ہے ظالم اور جھوٹا بے فروغ

اسپ کش گفتی سقط گردد کجاست ۔ کور اختر گوئی محرومی زناست

گھوڑا جو مرنے کو تھا وہ ہے کہاں ۔ تو نجومی کور ہے اور بد زباں

گفت اورا آں خروس باخبر ۔ کہ سقط شد اسپ او جائے دگر

بولا اس سے مرغ، تھا جو باخبر ۔ دوسری جا ہے گیا گھوڑا وہ مر

اسپ را بفروخت جست او از زیاں ۔ آں زیاں انداخت او بر دیگراں

گھوڑے کو بیچا - تو نقصاں سے بچا ۔ دوسرے پر بار نقصان کا پڑا

لیک فردا اشترش گردد سقط ۔ مر سگاں را باشد ایں نعمت فقط

کل مگر اس کا شتر مر جائے گا ۔ کتوں کو ہوگا وہ نعمت برملا

زود اشتر را فروشید آں حریص ۔ یافت از غم وز زیاں آندم محیص

اونٹ کو بھی بیچ آیا آدمی ۔ یوں زیان و غم سے پھر فرصت ملی

روز ثالث گفت سگ با آں خروس ۔ اے امیر کاذباں با طبل و کوس

تیسرے دن مرغ سے سگ نے کہا ۔ اک گپوڑا جھوٹوں کا تو ہے بادشاہ

تا بکے گوئی دروغ اے بے فروغ ۔ دو شئی اے نا اہل و شئی دو دروغ

جھوٹ تو بولے گا کب تک بے فروغ ۔ دو شئی ہے نا اہل تو اگلی ہی دروغ

شہ دیکھو صفحہ ۳۵۵

گفت او بفروخت اشتر را شتاب — لیک فردا پیش غلام آید مصاب

بولا۔ اس نے اونٹ کو بیچا شتاب — اس کے خادم پہ ہے لیکن کل عذاب

چوں غلامِ او بمیرد ناگہاں — بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا

وہ مریگا تو بکیں گی بوٹیاں — ڈالینگے کتوں کو روٹی میہماں

ایں شنید و آں غلامش را فروخت — رست از خسران و رخ را بر فروخت

یہ سنا تو اس نے بیچا وہ غلام — بچ گیا نقصان سے پھرا کلام

شکرہا میکرد و شادیہا کہ من — رستم از سہ واقعہ اندر زمن

شکر کرتا تھا خدا کا اور خوشی — جان میری تین جھگڑوں سے بچی

تا زبانِ مرغ و سگ آموختم — دیدۂ سوء القضا را دوختم

میں نے مرغ و سگ کی جب سیکھی زباں — بند کی آنکھیں قضا کی بے گماں

## مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روزِ دیگر آں سگِ محروم گفت — کاے خروسِ ژاژ خا کو طاق و جفت

روز تیسرے دن بولا کتا مرغ سے — ہوگئے کیا اب وہ کل بڑ بول ترے

چند چند آخر دروغ و مکر تو — خود نپرد جز دروغ از وکرِ تو

جھوٹ اور مکاری آخر تا کجا — آشیاں سے جھوٹ لے کر ہے اڑا

گفت حاشا از من و از جنسِ من — کہ بگردیم از دروغے ممتحن!

بولا مجھ سے یا مرے ہم جنس سے — غیر ممکن ہیں بہانے جھوٹ کے

ما خروساں چوں مؤذن راستگو — ہم رقیبِ آفتاب و وقت جو

مرغ ہیں مثل مؤذن راست گو — ہیں رقیبِ آفتاب اور وقت جو

لہ حاشیہ سطر گذشتہ۔ یعنی تو مٹھا ہی مٹھا ہے۔ نمکین تجھ میں نام نہیں

پاسبان آفتابیم از درون — گر کنی بالائے ما طشتے نگوں

پاسبان سورج کے ہم ہیں برملا — گرچہ تو دے طشت میں ہم کو چھپا

پاسبان آفتاب اند اولیا — در بشر واقف ز اسرار خدا

پاسبان سورج کے ہیں سب اولیاء — ہیں بشر میں واقفِ رازِ خدا

اصل ما را حق پئے بانگ نماز — داد ہدیہ آدمی را در جہاز

حق اذاں کے لئے ہمیں حق نے دیئے — نوحؑ کی کشتی میں انسان کے لئے

گر بنا ہنگام سہو از ما رود — در افزاں آں مقتل ما میشود

ہم اگر بے وقت دے بیٹھیں اذاں — سو رہے۔ تو مارے جائیں بیگماں

گفت نا ہنگام حی علی الفلاح — خون ما را میکند خوار و مباح

کہنا بے ہنگام حی علی الفلاح — خوں ہمارا کرتا ہے بالکل مباح

آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط — از خروس وحی جاں آمد فقط

جو ہے معصوم اور گنہ سے پاک ہے — مرغ وحی جاں وہ اے بیباک ہے

آں غلامش مرد پیش مشتری — شد زیان مشتری آں یکسری

مشتری کے پاس جا کر وہ غلام — مر گیا۔ نقصان ہوا اس کا تمام

او گریزانید مالش را ولیک — خون خود را ریخت آں یابید نیک

مال کو اپنے لیا اس نے بچا — یہ سمجھ اس کو۔ کہ خون اپنا کیا

یک زیاں دفع زیانہا میشدے — جسم و مال ماست جانہا را فدے

اک زیاں دافع ہے سو نقصان کا — مال و تن صدقہ ہیں بیشک جان کا

پیش شاہان در سیاست گستری — میدہی تو مال و سر را میخری

بادشہ دیتے ہیں جب تجھ کو سزا — مال دے کر جان لیتا ہے بچا

اعجمی چوں گشتۂ اندر قضا — میگریزانی ز داور مال را

کیوں قضا کے باب میں ناداں ہوا — کیوں خدا سے مال رکھتا ہے بچا

# مرغ کا خواجہ کی موت کی اطلاع دینا

لیک فردا خواہد او مردن یقین ❊ گاؤ خواہد کشت وارث در حنین

کل مگر خواجہ بھی خود مر جائے گا ❊ گائے سب وارث پکائیں برملا

صاحب خانہ بخواہد مرد و رفت ❊ روز فردا نیک بسیار اوت زفت

صاحب خانہ جو کل مر جائے گا ❊ باعزہ کھانا بہت سا آئے گا

پارہائے نان و لالنگ و طعام ❊ در میان کوئے یابد خاص و عام

پارہ نان اور خیرات و طعام ❊ پائیں گے اس کی گلی میں خاص و عام

گاو قربانی و نانہائے تنک ❊ بر سگان و سائلان ریزد سبک

گائے کا گوشت اور پتلی روٹیاں ❊ سب فقیر اور کتے پائیں گے یہاں

مرگ اسپ و اشتر و مرگ غلام ❊ بد قضا گردان این مغرور خام

موت گھوڑے اور غلام اور اونٹ کی ❊ موت اس نافہم کی تھی رد کئی

از زیان مال و درد آن گریخت ❊ مال افزون کرد و خون خویش ریخت

مال کے نقصان سے گو بچ گیا ❊ مال کے لالچ میں خون اپنا کیا

این ریاضتہائے درویشان چراست ❊ کان بلا بر تن بقائے جانہاست

کرتے ہیں درویش کیوں یہ محنتیں ❊ تا بلائے جسم سے جانیں بچیں!

تا بقائے خود نیابد سالکے ❊ چون کند تن را سقیم و ہالکے

ہو نہ حاصل جبکہ سالک کو بقا ❊ کیوں بدن کو وہ گھلا دیتے یا دغا

دست کے جنبد پے ایثار و عمل ❊ تا نہ بیند دادہ را جانش بدل

ہاتھ کب ہوں صرف ایثار و عمل ❊ دینے والا جب نہ کچھ دیکھے بدل

آنکہ بدہد بے امید سودہا ❊ آن خدا است آن خدا است آن خدا

بے امید سود ہے جس کی عطا ❊ بس خدا ہے وہ خدا ہے وہ خدا

یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت ❊ نور گشت و تابش مطلق گرفت

یا ولی حق کہ خوئے حق ملے ❊ نور بن کر تابش مطلق ملے!

او غنی است و جز او جملہ فقیر ۔۔۔ کے فقیرے بے عوض گوید بگیر

وہ غنی ۔ اس کے سوا سارے فقیر ۔۔۔ بے عوض کہتا ہے کب ، بندہ فقیر

تا نہ بیند کودکے کہ سیب ہست ۔۔۔ او پیاز گندہ را ندہد ز دست

جب تک آں بچہ نہ دیکھے سیب کو ۔۔۔ وہ پیاز گندہ کیوں چھوڑے کہو

ایں ہمہ بازار بہر ایں غرض ۔۔۔ بر دکانہا نشستہ بہر ایں عوض

ہے یہ سب بازار بہرِ غرض ۔۔۔ اور ہر دکاں پہ رکھا ہے عوض

صد متاع خوب عرضہ میکنند ۔۔۔ و اندرون دل عوضہا می تنند

اچھا اچھا مال کرتے ہیں عیاں ۔۔۔ ہے عوض کی آرزو دل میں نہاں

یک سلامے نشنوی اے مرد دیں ۔۔۔ کہ نگیرد آخرت آں آستیں

اک سلام ایسا نہ تو ہرگز سنے ۔۔۔ جو نہ آخر آستیں ہی تھام لے

بے طمع نشنیدہ ام از خاص و عام ۔۔۔ من سلامے اے برادر والسلام

میں نہیں سنتا سلام خاص و عام ۔۔۔ بے غرض کے اے برادر والسلام

جز سلام حق تو ہیں آں را بجو ۔۔۔ خانہ خانہ جا بجا و کو بکو

جز سلام حق بس اس کو ڈھونڈ تو ۔۔۔ جا کے گھر گھر جا بجا اور کو بکو

از دہان آدمی خوش مشام ۔۔۔ ہم پیام حق شنیدم ہم سلام

آدمی کے منہ سے جو ہے خوش کلام ۔۔۔ میں پیام حق ہوں سنتا اور سلام

ویں سلام باقیاں بر بوئے آں ۔۔۔ من ہمے نوشم بدل خوشتر ز جاں

میں سلام ان باقیوں کا بھی میاں ۔۔۔ جان و دل سے سن رہا ہوں شادماں

زاں سلام او سلام حق شدہ است ۔۔۔ کآتش اندر دودمان خود زدہ است

ہے سلام اُن کا سلام حق ہوا ۔۔۔ آگ میں پھونکا ہے ساماں برملا

مردہ است از خود شدہ زندہ برب ۔۔۔ زاں بود اسرار حقش در دو لب

خود مرے اور ذات میں زندہ ہوئے ۔۔۔ اس لئے واقف ہیں وہ اسرار سے

مردن تن در ریاضت زندگیست — رنج این تن روح را پایندگیست

تن ریاضت میں مرے ہے زندگی — رنج ہے تن کا اقامت جان کی

## اُس شخص کا حضرت موسیٰؑ کی طرف دوڑنا

گوش بنهاده بد آن مرد خبیث — می‌شنود او از خروس آن را حدیث

تھا لگائے کان وہ مرد خبیث — سن رہا تھا مرغ کی ساری حدیث

چون شنید اینها دوان شد تیز و تفت — بر در موسیٰ کلیم الله رفت

جب سنی یہ بات تو بھاگا ہوا — آستان پاک موسیٰؑ پہ گیا

رو همی مالید بر خاک او ز بیم — که مرا فریاد رس زین ای کلیم

خاک پر ملتا تھا منہ وہ خوف سے — سن مری فریاد اے موسیٰؑ مرے

گفت رو بفروش خود را و بره — چونکه استا گشته‌ای بر جه ز چه

بولے بیچ اپنے کو تو اور چھوٹ جا — تو ہے استاد اب کنوئیں سے باہر آ

بر مسلمانان زیان انداز تو — کیسه و همیانها را کن دو تو

تو مسلمانوں کو اب پہنچا زیاں — بھر لے اپنے کیسے اور ہمیانیاں

من درون خشت دیدم این قضا — که در آئینه عیان شد مر ترا

اینٹ میں دیکھی ہے میں نے وہ قضا — تو نے آئینے سے لی جس کی ضیا!

عاقل اول بیند آخر را بدل — اندر آخر بیند از دانش مقل

پہلے سوچے عاقل آخر کا بدل — دیکھے صرف آخر میں احمق بے عقل

باز زاری کرد کای نیکو خصال — مر مرا در سر مزن در رو ممال

اس نے پھر رو کر کہا اے خوش خصال — دے نہ دھکے مجھ کو اور غم میں نہ ڈال

از من آن آمد که بودم ناسزا — ناسزایم را تو ده حسن الجزا

ہو گیا ایسا کہ نالائق میں تھا — ناسزا کو دیجئے اچھی جزا!

گفت تیرے جست از شست ای پسر — نیست سنت کاید او واپس دگر

بولے۔ چھوٹا تیر شست سے تیر ایسا — یہ نہیں فطرت کہ آ سکے لوٹ کر

لیک درخواہم ز نیکو داوری — تا کہ ایمان آں زمان با خود بری

ہاں میں خالق سے کرونگا یہ دعا — مرتے دم ایمان کرے تجھ کو عطا

چونکہ ایمان بردہ باشی زندۂ — چونکہ با ایمان روی پایندۂ

ساتھ ایمان کے مرے زندہ ہے تو — ہے جو با ایمان، پائندہ ہے تو

سجدہ کرد و گفت رو کیں بابے سخن — من ندیدم خویش را از تیغ و بن

بولا جھک کر۔ ایسا نہ کر دیجئے — میں نے جڑ کاٹی ہے اپنے ہاتھ سے

گفت موسیٰؑ کاے بدان حق کرم — چنگ در دامان فضل او زنم

بولے موسیٰؑ عون حق سے یہ کروں — دامن اس کے فضل کا میں تھام لوں

آں دم او را حال بر خواجہ بگشت — تا دلش شوریدہ آوردند طشت

حال خواجہ کا جو بگڑا دفعتاً — دل نے گھبراہٹ سی کی، لائے طشت

شورش مرگست نے ہیضہ طعام — قے چہ سودت دارد اے بدبخت خام

موت کی شورش ہے یہ ہیضہ نہیں — فائدہ ہو سکتا ہے قے سے کہیں

چار کس بردند تا سوئے وثاق — ساق می‌مالید او بر پشت ساق

لے گئے چار آدمی پھر اس کو گھر — پاؤں وہ ملتا تھا اپنے پاؤں پر

پند موسیٰؑ نشنوی شوخی کنی — خویشتن بر تیغ فولادی زنی

پند موسیٰؑ کی نہ شوخی سے سنی — مار لی تلوار تو نے آپ ہی

شرم ناید تیغ را از جان تو — آن تست این اے برادر آن تو

تیغ کو تجھ سے نہیں شرمندگی — خاصیت ہے تیری وہ اے بھائی تری

# حضرت موسیٰؑ کا دعا کرنا

موسیٰؑ آمد در مناجات شب سحر ۔۔۔ کای خدا ایماں ازو ستاں مبر
کی دعا موسیٰؑ نے یوں وقت سحر ۔۔۔ یا رب اس کا خاتمہ با خیر کر

بادشاہی کن برو بخشا کہ او ۔۔۔ سہو کرد و خیرہ روئی و غلو
بادشاہی کر تو اس کو بخش دے ۔۔۔ اس نے یہ گستاخیاں کیں سہو سے

گفتمش ایں علم نے درخورد تست ۔۔۔ دفع پنداریدہ قولم را و سست
کہتا تھا تو علم کے لائق نہیں ۔۔۔ ٹال سمجھا میرا کہنا بالیقیں

دست را بر اژدہا آنکس زند ۔۔۔ کو عصا را دستش اژدہا کند
اژدہے پہ ہاتھ وہ مارے بھلا ۔۔۔ جو عصا کو خود بنا لے اژدہا

سر غیب آنرا سزد آموختن ۔۔۔ کوز گفتن لب تواند دوختن
چاہیئے اسرار اس کو سیکھنے ۔۔۔ جو نہ ہونٹوں سے انہیں ظاہر کرے

در خور دریا نشد جز مرغ آب ۔۔۔ فہم کن واللہ اعلم بالصواب
لائق دریا فقط ہے مرغ آب ۔۔۔ غور کر واللہ اعلم بالصواب

او بدریا رفت و مرغابی نبود ۔۔۔ گشت غرقہ دست گیرش اے ودود
وہ گیا دریا میں مرغابی نہ تھا ۔۔۔ ڈوبتا ہے ہاتھ تھام اے کبریا

# اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کرنا

کرد اجابت آں دعا را کردگار ۔۔۔ رحم فرمودش بہ عجز و افتقار
کی قبول اس کی دعا اللہ نے ۔۔۔ رحم آیا عجز اس کا دیکھ کے

گفت بخشیدم باو ایماں نعم ۔۔۔ ور تو خواہی ایں زماں عودش کنم
دی ندا ہم نے اسے ایمان دیا ۔۔۔ اور تم چاہو تو دیں اس کو جلا

بلکہ جملہ مردگانِ خاک را — زندہ سازیم ایں زماں بہرِ تو ما

بلکہ مٹی میں ہیں مُردے جس قدر — زندہ ہم کر دیں ابھی چاہو اگر

گفت موسیٰ ایں جہانِ مردن است — آں جہاں انگیز کانجا روشن است

بولے موسیٰ یہ تو ہے دارِ فنا — کر وہاں زندہ جو ہے ملکِ بقا

ایں فنا جا چوں جہانِ بود نیست — بازگشتِ عاریت بس سود نیست

دارِ ہستی جبکہ ہے دارِ فنا — مُردوں کے لوٹنے سے فائدہ

رحمتے افشاں بر ایشاں ہم کنوں — در نہاں خانہ لدینا محضروں[1]

اُن پہ بھی رحمت کر ابھی اے کریم — جو کہ ہیں درگاہ میں تیری مقیم

تا بدانند ایں زیانِ جسم و مال — سودِ جاں باشد رہاند از وبال

تا کہ سمجھیں یہ زیانِ جسم و مال — سودِ جاں تھا چھوٹ گیا جس سے وبال

پس ریاضت را بجاں شو مشتری — چوں سپردی تن بخدمت جاں بری

پس ریاضت کا ہو دل سے مشتری — ہو گیا جاں بر جو خدمت تو نے کی

ور ریاضت آیدت بے اختیار — سر بنہ شکرانہ دہ اے کامیار

گر ریاضت پائے تو بے اختیار — سجدۂ شکرانہ کر اے کامگار

چوں حقت داد ایں ریاضت شکر کن — تو نکردی آں ریاضت ز امرِ کن

حق نے دی جب یہ ریاضت شکر کر — کی نہ تو نے اس نے بھیجی ہے مگر

ایں حکایت بشنو و وعظے شمر — تا نگردی خستہ از نقص و ضرر

یہ حکایت سن اور اس کو وعظ جان — تا نہ ہو نقص و ضرر سے خستہ جان

[1] یعنی وہ لوگ ہماری بارگاہ میں حاضر ہیں۔

# ایک عورت کی کہانی

آں زنے ہر سال زائیدے پسر ‏ ‏ ‏ ‏ بیش از شش مہ نبودے عمر ور

تھی اک عورت کے ہوتا ہر برس ‏ ‏ ‏ ‏ چھ مہینے تک جیا کرتا تھا بس

یا سہ مہ یا چار مہ گشتے تباہ ‏ ‏ ‏ ‏ نالہ کرد آں زن کہ افغاں اے الٰہ

تیسرے چوتھے مہینے بھی کبھی ‏ ‏ ‏ ‏ مرتا تھا، عورت نے یوں فریاد کی

نہ مہم بار است و سہ ماہم فرح ‏ ‏ ‏ ‏ نعمتم زوتر رود از قوسِ قزح

نو مہینے بار، فرحت تین ماہ ‏ ‏ ‏ ‏ نعمتیں[1] جلدی کی دھنک سے ہوں تباہ

پیش مرداں خدا کردے نفیر ‏ ‏ ‏ ‏ ایں شکایت آں زن از اندہ نذیر

کرتی تھی فریاد اہل اللہ سے ‏ ‏ ‏ ‏ اور شکایت اس غم جانکاہ سے

بیست فرزندش چنیں در گور رفت ‏ ‏ ‏ ‏ آتشے در جانِ او افتاد تفت

بیس لڑکے دفن تھے یوں ہی ہوئے ‏ ‏ ‏ ‏ آگ دل میں پڑ گئی تھی سوز سے

تا شبے بنمود او را جنتے ‏ ‏ ‏ ‏ باغے سبزے خوشے بے سنتے

دیکھی اک شب اس نے جنت کی فضا ‏ ‏ ‏ ‏ سبز و شاداب اک چمن بے مثل تھا

باغ گفتم نعمت بے کیف را ‏ ‏ ‏ ‏ کاصلِ نعمتہاست مجمع باغہا

باغ نعمت کو ہے میں نے کہہ دیا ‏ ‏ ‏ ‏ جو ہے اصل باغ و نعمت برملا

ورنہ لا عین رات چہ جائے باغ ‏ ‏ ‏ ‏ گفت نورِ غیب را یزداں چراغ

ورنہ نادیدہ[2] ہے وہ کیا ذکر باغ ‏ ‏ ‏ ‏ حق ہے نورِ غیب کو کہتا چراغ

مثل نبود آں مثال آں بود ‏ ‏ ‏ ‏ تا برد بو آنکہ او حیراں بود

وہ نہیں ہے مثل اور مثال اس کا ہے ‏ ‏ ‏ ‏ تاکہ جو حیران ہو وہ پاسکے پتا

[1] یعنی کہ دھنک بہت جلد چھپ جاتی ہے۔ مگر میری نعمت اس سے بھی جلد چھین جاتی ہے۔ [2] کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔

حاصل آں زن بود آنزا مست شد ‏ زاں تجلی آں ضعیف از دست شد
دیکھتے ہی مست عورت ہو گئی ‏ اس تجلی سے وہ خود بیخود کھو گئی
دید در قصرے نبشتہ نام خویش ‏ آن خود دانستش آں محجوب کیش
دیکھا نام اپنا لکھا اک قصر پے ‏ اس کو اپنی ملک سمجھی خوش ہے
بعد از آں گفتند کایں نعمت وراست ‏ کو بجاں بازی بجز صادق نخواست
یہ ہے ملک اس کی فرشتوں نے کہا ‏ وہی جانبازی میں جو صادق رہا
خدمت بسیار میبایست کرد ‏ مر ترا تا بر خوری زیں چاشت خورد
چاہئے طاعت بہت کرنا تجھے ‏ تا کہ اس نعمت کا پھل تجھ کو ملے
چوں تو کاہل بودی اندر التجا ‏ آں مصیبتہا عوض دادت خدا
التجا کرنے میں تو کاہل رہی ‏ یہ مصیبت اس کے بدلے حق نے دی
گفت یا رب تا بصد سال و فزوں ‏ اینچنینم دہ بریز از من تو خون
بولی یا رب سو برس تک یا سوا ‏ خون بہا میرا مگر یہ کر عطا
اندر آں باغ او چو آمد پیش پیش ‏ دید سوئے جملہ فرزندان خویش
باغ میں جس وقت وہ داخل ہوئی ‏ اپنے سب بچوں کو دیکھا واقعی
گفت از من گم شد از تو گم نشد ‏ بے دو چشم غیب کس مردم نشد
بولی تو نے پائے مجھ سے تھے نہاں ‏ بے دو چشم غیب مرد حق کہاں
تو نکردی فصد از بینی دوید ‏ خون افزوں تا ز تب جانت رہید
تو نے فصد اور تیری ناک سے ‏ خون نکلے اور تب جاتی رہے
مغز ہر میوہ بہست از پوستش ‏ پوست تن را دان و مغز آمد دوستش
مغز ہر میوہ ہے بہتر پوست سے ‏ پوست ہے تن مغز مطلب دوست ہے
مغز نغزے دارد آخر آدمی ‏ یکدمے آں را طلب گر زادمی
مغز نادر ہے بھلا انسان کو ‏ آدمی ہے تو طلبگار اس کا ہو

# حضرت امیر حمزہؓ کا بے زرہ جنگ میں آنا

در جوانی حمزہ عمِّ مصطفیٰ | با زرہ میشد مدام اندر وغا
جب جواں تھے حمزہؓ عمِّ مصطفیٰ | با زرہ جاتے تھے کرنے کو وغا

اندر آخر حمزہ چوں در صف شدے | بے زرہ سرمست در غزو آمدے
آخری پہر عمر کے اوقات میں | بے زرہ لڑتے تھے وہ غزوات میں

سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش | در فگندے در صفِ شمشیر خویش
آگے آگے تن کھلا، سینہ کھلا | لڑاتے تھے شمشیرے کر برملا

خلق پرسیدند کاے عمِّ رسولؐ | اے ہزبرِ صف شکن شاہِ فحول
پوچھا لوگوں نے کہ عمِّ مصطفیٰ | اے دلیر صف شکن ! شیرِ وغا

نے کہ لا تلقوا بایدیکم الی | تہلکہ خواندی ز پیغامِ خدا
بچ ہلاکت سے ہے قولِ خدا | کیا نہیں تم نے یہ قرآں میں پڑھا

پس چرا تو خویش را در تہلکہ | مے دراندازی چنیں در معرکہ
پڑتے ہو پھر تہلکے میں کس لئے | جاتے ہو تم جب وغا کے واسطے

چوں جواں بودی و زفت و سخت رو | تو نمی رفتی سوئے صف بے زرہ
تم جواں تھے جبکہ اور مضبوط تھے | بے زرہ لڑنے نہ ہرگز تھے گئے

چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی | پردہ ہائے لاابالی میزنی
جب ہوئے پیر اور ضعیف اور منحنی | کیوں طبیعت لاابالی ہو گئی

لاابالی وار با تیغ و سناں | مے نمائی دار و گیر و امتحاں
لاابالی ہو کے تم تیغ و سناں | کیوں چلاتے ہو یہ کرتب ! امتحاں

؎ وغا - لڑائی +
؎ اپنے ہاتھ ہلاکت کی طرف نہ بڑھاؤ +

تیغ حرمت مے ندارو بیم را ، کے بود تمیز تیغ و تیر را

تیغ سے حرمت نہیں کچھ بیر کو ، کب وہ جانے تیغ کو اور تیر کو

کے روا باشد کہ شیرے چوں تو ، کشتہ گردو راست در دست عدو

کب روا ہے تم سا اک شیر وغا ، قتل ہو دشمن کے ہاتھوں بھلا

زیں نسق غمخوارگاں بے خبر ، پند مے دادند اورا از عبر

اس طرح وہ غمگسار بے خبر ، اُن کو عبرت سے تھے دلاتے بیشتر

## حضرت حمزہؓ کا جواب

گفت حمزہؓ چونکہ بودم من جواں ، مرگ میدیدم وداع ایں جہاں

کہتے تھے حمزہؓ کہ جب میں تھا جواں ، موت تھا میرے لئے ترک جہاں

سوئے مردن کس برغبت کے رود ، پیش اژدرہا برہنہ کے شود

کون رغبت موت کی جانب کرے ، کون جائے اژدہے کے سامنے

لیک از نور محمدؐ من کنوں ، نیستم ایں شہر فانی را زبوں

اب یہ ہے اعجاز نور مصطفےٰ ، میں نہیں مغلوب دنیائے فنا

از بروں حس لشکرگاہ و شاہ ، پُر ہمے بینم ز نور حق سپاہ

خیمۂ شاہی ہے باطن سے ملا ، نور حق کی فوج سے دیکھوں بھلا

خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب ، شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب

خیمہ میں خیمہ طناب اندر طناب ، شکر ہے اب ہو چکا ہے ختم خواب

آنکہ مردن پیش چشمش تہلکہ ست ، امر لا تلقوا بگیرد او بدست

جس کو مرنا تہلکہ جیسا ہے تنا ، حکم لا تلقوا ہے اسکو بھلا

آنکہ مردن پیش او شد فتح باب ، سارعوا آید مر او را در خطاب

موت جس کے واسطے ہے فتح باب ، سارعواؐ ہے شبہ ہے اسکو خطاب

| | |
|---|---|
| الحذر اے مرگ بینان ارجعوا | العجل اے حشر بینان سارعوا |
| مرگ بینو! یاں ذرہ پیچھے ہٹو | حشر بینو! یاں بہت جلدی کرو |
| الصلا اے لطف بینان افرحوا | البلا اے قہر بینان اترحوا |
| الصلا اے لطف بینو شاد ہو | حسرتا اے قہر بینو! غم کرو |
| ہر کہ یوسف دید جاں کردش فدا | ہر کہ گرگش دید برگشت از ہدیٰ |
| جس نے یوسف کو دیکھا جاں کر دی فدا | گرگ دیکھا جس نے رستے سے پھرا |
| مرگ ہر یک اے پسر ہمرنگ اوست | آئنہ صافی یقیں ہمرنگ روست |
| موت ہر اک کی ہے اس سے ہم نوا | منہ سے ہے ہم رنگ ہر صاف آئنا |
| پیش ترک آئینہ را خوش رنگیست | پیش زنگی آئنہ ہم زنگیست |
| پیش ترکی آئنہ خوش رنگ ہے | پیش زنگی آئنہ بھی زنگ ہے |
| ایکہ مے ترسی ز مرگ اندر فرار | آں ز خود ترسانی اے جاں ہوشدار |
| موت سے ڈر کر جو کرتا ہے فرار | خوف اپنی ذات سے ہے ہوشیار |
| زشت روئے تست نے رخسار مرگ | جان تو ہمچوں درخت و مرگ برگ |
| زشت رو تو ہے۔ نہیں رخسار مرگ | جان تیری ہے درخت اور موت برگ |
| از تو رستست ار نکویست ار بدست | ناخوش و خوش ہم ضمیرت از خودست |
| تجھ سے اگتی ہے ہر اک نیکی و بدی | ہے ضمیروں سے خوشی اور ناخوشی |
| گر بخارے خستۂ خود کشتۂ | ور حریر و قز دری خود رشتۂ |
| خار غم ہے خود ترا بویا ہوا | اور جو ریشم میں ہے۔ تو ہے خود بنا |
| لیک نبود فعل ہمرنگ جزا | ہیچ خدمت نیست ہمرنگ عطا |
| ہے مگر کب فعل ہم رنگ جزا | اور کب خدمت ہے ہم رنگ عطا |
| مزد مزدوراں نمی ماند بکار | کاں عرض ویں جوہرست و پائدار |
| اُجرت مزدور کب ہے مثل کار | وہ عرض ہے یہ ہے جوہر پائدار |

آں ہمہ سختی و زور ست و عرق
ویں ہمہ سیمینہ و زرینہ طبق

وہ ہے سختی اور طاقت اور عرق ؎
یہ ہے چاندی اور سونے کا طبق

گر ترا آید ز جائے تہمتے
کردہ مظلومت دعا در محنتے

گر کوئی تہمت سے تجھ پہ آ گئی
اور ہو وہ بد دعا مظلوم کی

تو ہمے گوئی کہ من آزادہ ام
بر کسے من تہمتے ننہادہ ام

تو یہ کہتا ہے کہ ہوں آزاد ہی
میں نے تہمت کب کسی پہ ہے رکھی

تو گناہے کردۂ شکل دگر
دانہ کشتی دانہ کے ماند بہر

ہے خطا کاری تری شکل دگر
دانہ بویا کب وہ ہو مثل ثمر

او زنا کرد و جزا صد چوب بود
گو بیداد من کے زدم کس را بعود

ہو سو گر ایک زانی کے لگے
وہ کہے لکڑی سے مارا تھا کسے

نے جزائے آں زنا بود ایں بلا
چوب کے ماند زنا را در جزا

یہ بلا کب اس زنا کی تھی سزا
چوب تو ہرگز نہیں مثل زنا

مار کے ماند عصا را اے کلیم
درد کے ماند دوا را اے حکیم

سانپ کب مثل عصا ہے اے کلیم
درد کب مثل دوا ہے اے حکیم

تو بجائے آں عصا آب منی
چوں بیفگندی شد آں شخص سنی

تو عصا کے بدلے جب آب منی
ڈالے تو پیدا ہو اس سے آدمی

یار شد یا مار شد آں آب تو
زاں عصا چوں ست ایں اعجاب تو

یار ہو یا مار ہو پانی ترا
اس عصا سے پھر تعجب کیوں ترا

ہیچ ماند آب آں فرزند را
ہیچ ماند نیشکر مر قند را

پانی اور بچے سے پھر نسبت بھلا
قند گنے سے نہیں ملتی ذرا

؎ پسینہ -

| | |
|---|---|
| چوں سجودے یا رکوعے مرد کشت | شد در آں عالم سجود او بہشت |
| جب رکوع و سجدہ انساں نے کیا | سجدہ اس عالم میں جنت ہو گیا |
| چونکہ پرید از دہانش حمد حق | مرغ جنت ساختش رب الفلق |
| حمد خالق منہ سے تیرے جب اڑی | مرغ جنت حکم رب سے بن گئی |
| حمد و تسبیحت نماند مرغ را | گرچہ نطفہ مرغ باد است و ہوا |
| ہو مشابہ مرغ سے تسبیح گیا | ہے اگرچہ مرغ کا نطفہ ہوا |
| چوں ز دستت رفت ایثار و زکات | گشت ایں دست آں طرف نخل و نبات |
| تو کرے ہاتھوں سے ایثار و زکات | اس طرف اس سے اگے نخل و نبات |
| آب صبرت آب جوئے خلد شد | جوئے شیر خلد مہر تست و ود |
| صبر کا پانی ہے نہر جناں | اور محبت جوئے شیر خلد یاں |
| ذوق طاعت گشت جوئے انگبین | مستی و شوق تو جوئے خمر بین |
| ذوق طاعت نہر ٹھہرے شہد کی | شوق و مستی جوئے بادہ اے اخی |
| ایں سببہا آں اثرہا را نماند | کس نداند چونش جائے آں نشاند |
| ہیں سبب کب مثل ان آثار کے | کون جانے یہ عوض ہیں کیوں بنے |
| ایں سببہا چوں بفرمان تو بود | چار جو ہم مر ترا فرماں نمود |
| یہ سبب فرمان ہیں تیرے جو تھے | خلد کی نہریں ہوئیں تابع ترے |
| ہر طرف خواہی روانش میکنی | آں صفت چوں بد چناں شاں میکنی |
| جس طرف چاہے رواں اسکو کرے | جو صفت تھی نہر بھی ویسے ہوئے |
| چوں منی تو کہ در فرمان تست | نسل تو در امر تو آیند چست |
| جیسے تیرے حکم میں تیری منی | نسل بھی تابع ہے تیرے حکم کی |
| میدود در امر تو فرزند تو | کہ منم جزوت کہ کردی اش گرو |
| حکم تیرا سے تجھے فرزند پہ | میں ترا ہی جزو ہوں رہن اے پدر |

آں صفت در امر تو بود اے جہاں — ہم در امر تست آں جوہا رواں

وہ صفت تھی حکم میں تیرے یہاں — بس یونہی وہ آبجوئیں ہیں رواں

آں درختاں مر ترا فرماں برند — کاں درختاں از صفاتت بابرند

تابع فرماں ہیں وہ پیڑ اب ترے — پھل درختوں میں ہیں تیرے وصف کے

چوں بامر تست اینجا ایں صفات — پس بامر تست آنجا آں جہات

حکم میں تیرے یہ صفتیں ہیں یہاں — حکم میں تیرے جو ان کی وہاں

چوں ز دستت زخم بر مظلوم رست — آں درختے گشت از آں زقوم رست

زخمی جب مظلوم کو تو نے کیا — وہ تھوہر کا پیڑ فوراً بن گیا

چوں ز خشم آتش تو در دلہا زدی — مایۂ نار جہنم آمدی

آگ کی غصہ کی جب دل میں لگا — مایۂ نار جہنم آگ ہوا

آتشت اینجا چو آدم سوز بود — آنچہ از وے زاد مرد افروز بود

آگ اس جا تیری آدم سوز تھی — اس کی پیداوار مرد افروز تھی

آتش تو قصد مردم مے کند — نار کز وے زاد بر مردم زند

آگ تیری موت ہے انسان کی — آدمی سوز اس کے شعلے ہیں ابھی

آں سخنہائے چو مار و کزدمت — مار و کزدم گشت و میگیرد دمت

سانپ بچھو سی ہیں جو باتیں تری — سانپ بچھو بن کے کاٹیں گی یہی

اولیا را داشتی در انتظار — انتظار رستخیزت گشت کار

دوستوں کو منتظر تو نے رکھا — ایسا کرنا تجھ کو دوزخ ہو گیا

وعدۂ فردا و پس فردائے تو — انتظار حشرت آمد وائے تو

وعدہ کل کا اور پرسوں کا ترا — انتظار حشر ہے وا حسرتا

منتظر مانی در آں روز دراز — در حساب و آفتاب جاں گداز

منتظر تو بھی رہے روز دراز — زیر خورشید و حساب جاں گداز

کآسماں را منتظر میداشتی — تخم فردا رہ روم میکاشتی
آسماں کو منتظر رکھتا تھا تو — تخم کل کے واسطے بوتا وہ تھا تو

چشم تو تخم سعیر و دوزخ است — ہین بکش او را کہ زخت را کان فخ است
آنکھ تیری بیج دوزخ کا ہے یار — جال ہے یہ، ہاں بجھا دے اسکی نار

کشتن این نار نبود جز بنور — نورک اطفا نارنا نحن الشکور
آگ یہ کب بجھ سکے بے نور کے — ہاں بجھا دے آگ اپنے نور سے

گر تو بے نورے کنی خاکے بدست — آتش زندہ است زیر خاکستر است
ہاتھ میں گر خاک ہے بے نور کے — آگ خاکستر میں چھوڑ دہکا کے

آں تکلف باشد و روپوش ہیں — نار را نکشد بغیر نور دیں!
ہے وہ پردہ اور تکلف بالیقیں — ہے بجھاتا آگ کو بس نور دیں

تا نہ بینی نور دیں ایمن مباش — کآتش پنہاں شود یکروز فاش
ہو نہ جب تک نور بے پردہ نہ ہو — بھڑکے گی اک دن ہے پنہاں آگ جو

نور آبے دان و ہم بر آب چفس — چونکہ داری آب از آتش مترس
نور پانی ہے۔ حفاظت اس کی کر — پانی ہے جب پاس آتش سے نہ ڈر

آب آتش را کشد آتش بجو — سے بسوزد نسل فرزندان او
ہاں نہ ڈھونڈ آتش کو پانی دے بجھا — نسل فرزندوں کی دیتا ہے جلا

سوئے آں مرغابیاں رو چند ہم — تا ترا در آب حیوانے کشند
چند دن مرغابیوں کے پاس جا — آب حیواں میں تجھے کھینچیں وہ تا

مرغ خاکی مرغ آبی ہم تنند — لیک ضد اند و آب و روغنند
مرغ خاکی مرغ آبی ہم جمال — ضد ہیں لیکن آب و روغن کی مثال

لہ تیرا انور ہماری آگ بجھا دے۔ کہ ہم تیرے شکر کرنے والوں میں سے ہیں +

ہر یکے بر اصلِ خود دانندہ اند ‏ ‏ احتیاطے کن بہم مانندہ اند

اپنی اپنی اصل پر یہ ہیں رواں ‏ ‏ دیکھ آپس میں ہیں یکساں بیگماں

ہمچنانکہ وسوسہ و وحی الست ‏ ‏ ہر دو معقولند لیکن فرق ہست

جس طرح وحی الست اور وسوسے ‏ ‏ دونوں ہیں معقول لیکن فرق ہے

ہر دو دلّالانِ بازارِ ضمیر ‏ ‏ رختہا را مے ستانند اے امیر

دونوں ہیں دلّال بازارِ ضمیر ‏ ‏ لیتے ہیں اسباب و ساماں اے امیر

گر تو صرّاف دلِ فکرت شناس ‏ ‏ فرق کن سرّ دو فکرت چوں نخاس

گر نہیں صرّاف اور فکرت شناس ‏ ‏ فرق دو فکروں میں کر مثلِ نخاس

ور ندانی ایں دو فکرت از گمان ‏ ‏ لا خلابہ گو و مشتاب و مران

دونوں فکریں گر نہیں تو جانتا ‏ ‏ چھوڑ مکر و حیلہ اور آگے نہ جا

تا نماند در تفکر جانِ تو ‏ ‏ غبن ناید بر تو و بر خوانِ تو

تا نہ تیری جان فکروں میں رہے ‏ ‏ نعل کو تیرے نہ نقصاں ہو تجھے

## خرید و فروخت میں دفع نقصان کا حیلہ

آں یکے یارے پیمبرؐ را بگفت ‏ ‏ کہ منم در بیعہا با غبن جفت

ایک صحابیؓ نے پیمبرؐ سے کہا ‏ ‏ بیع میں مجھ کو زیاں سے بدملا

مکر ہر کس کو فروشد یا خرد ‏ ‏ ہمچو سحر ست و ز راہم میبرد

مکر اس کا جو کہ بیچے یا کرے ‏ ‏ سحر ہے گمرہ جو کرتا ہے مجھے

گفت در بیعے کہ ترسی از غرار ‏ ‏ شرط کن سہ روز خود را اختیار

بولے جب ہو بیع میں کچھ مکر یار ‏ ‏ شرط کرلے تین دن کی اختیار

لہ بدو فرمود شہ اذا بایعت فقل لا خلابۃ ولی الخیار ثلثۃ ایام۔

ترجمہ جس وقت خرید و فروخت کرے تو کہدے کچھ فریب نہیں مجھکو تین دن اختیار ہے

کرتانی ہست از یزداں یقین ۔ ہست تعجیلت ز شیطان لعین
ہے تأمل کار یزداں بالیقین ۔ اور جلدی کار شیطان لعین

پیش سگ کی لقمۂ ناں افگنی ۔ بو کند وانگہ خورد اے معتنی
کتے کو ڈالے جو لقمہ نان کا ۔ پہلے سونگھے گا اُسے پھر کھائے گا

او ببینی بو کند ما با خرد ۔ ہم ببوئیمش بہ عقل منتقد
ناک سے سونگھے وہ اور ہم عقل سے ۔ عقل سے ہم آزماتے ہیں اُسے

با تانی گشت موجود از خدا ۔ تا بہ شش روز ایں زمین و چرخہا
حق نے ہے پیدا تامل سے کیا ۔ سورج کر چھ دن میں یہ ارض و سما

ورنہ قادر بود کز کن فکون ۔ صد زمین و چرخ آوردے بروں
ورنہ قادر تھا جو کُن کہتا وہاں ۔ ایسے بنتے سو زمین و آسماں !

آدمی را اندک اندک اے ہمام ۔ تا چہل سالش کند مرد تمام
آدمی کو رفتہ رفتہ اے ہمام ۔ سی و دہ سالہ بنایا مرد تام

گرچہ قادر بود کاندر یک نفس ۔ از عدم پرّان کند پنجاہ کس
گرچہ وہ قادر ہے پل بھر میں ابھی ۔ غیب سے پیدا کرے سو آدمی

بود عیسیٰ را دمے کز یک دعا ۔ بے توقف بر جہاندے مردہ را
سانس وہ عیسیٰ میں تھا کرے دعا ۔ مردہ کو کرتے تھے زندہ بر ملا

خالق عیسیٰ نہ بتواند کہ او ۔ بے توقف مردم آرد تو بہ تو
کیا نہیں ممکن کہ عیسیٰ کا خدا ۔ بے تامل دے بنے انسان بنا

ایں تانی از پے تعلیم تست ۔ کہ طلب آہستہ باید بے شکست
یہ تامل ہے تری تعلیم کو ! ۔ تا طلب آہستہ اور بے قطع ہو

جوئے کوچک کہ دائم میرود ۔ نے نجس گردد نہ گندہ میشود
چھوٹا نالہ جو ہمیشہ ہے رواں ۔ وہ نجس یا گندہ ہوتا ہے کہاں

زیں تانی زاید اقبال و سعود ۔ ایں تانی بیضۂ دولت چوں طیور

بے تامل وجہ اقبال و سرور ۔ بیضۂ دولت ہے مانند طیور

باش تا اعضائے تو چوں بیضہا ۔ مرغہا زایند اندر انتہا

بیضۂ اعضا سے اپنے ہوشیار ۔ مرغ تا پیدا کریں انجام کار

بیضۂ باز ارچہ ماند در شبہ ۔ بیضۂ کنجشک را دور است رہ

گو کہ ہے ہم شکل انڈا باز کا ۔ فرق ہے چڑیا کے انڈے سے بڑا

دانی اے عاقل کہ ماند سین شین ۔ در دو گوشش لیک اندر لفظ چیں

سین گو ہے شین سے ملتا ہوا ۔ غور کر لفظوں میں لیکن اے فتا

دانۂ آلو بماند سیب نیز ۔ گرچہ ماند فرقہا دارد اے عزیز

ایک سے ہیں دانہ آسیب و بہی ۔ فرق کو ان کے سمجھ لیکن اخی

برگہا ہم رنگ باشد در نظر ۔ میوہا ہر یک بود نوع دگر

پتے گو ہم رنگ آتے ہیں نظر ۔ میووں میں ہے فرق لیکن سربسر

برگہا و جسمہا مانندہ اند ۔ لیک ہر جانے بریعے زندہ اند

برگ و تن اشجار کے یکساں مگر ۔ زندہ ہیں حاصل میں وہ ہر جانے پر

خلق در بازار یکساں میروند ۔ آں یکے در ذوق و دیگر دردمند

سب چلیں بازار میں یکساں مگر ۔ ہے کوئی خوش اور کوئی رنجیدہ تر

ہمچناں در مرگ یکساں میرویم ۔ نیم در خسران و نیمے خسرویم

ایسے ہی مر کر ہیں ہم یکساں رواں ۔ آدھے ہیں ناشاد آدھے شادماں

ایں سخن پایاں ندارد باز گو ۔ از بلال و از بلال و کار او

یہ سخن ہے بے انتہا اب [illegible] ۔ حال لوگوں کو بلال [illegible] زار کا

# حضرت بلالؓ کا خوشی سے انتقال کرنا

چون بلالؓ از ضعف شد همچون هلال | رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال
تھے بلالؓ آزار سے مثل ہلال | چہرے پر تھا رنگ مرگ اور تھے نڈھال

جفت او دیدش بگفتا وا حرب | پس بلالؓ گفت نے نے وا طرب
دیکھا زوجہ نے کہا وا حسرتا! | اور کہتے تھے بلالؓ اس سے خوشا

تا کنون اندر حرب بودم ز زیست | تو چہ دانی مرگ چہ عیش ست و چیست
زندگی سے تھا میں رنج میں پڑا | کیا خبر تجھ کو ہے عیش مرگ کیا

این ہمی گفت و رخش در عین گفت | نرگس و گلبرگ و لالہ مے شگفت
وہ یہ کہتے اور رخ پہ تھا جواب | کھل رہا تھا نرگس و لالہ گلاب

تاب رو و چشم پُر انوار او | مے گواہی داد بر گفتار او
تاب رُخ اور چشم پُر انوار کی | تھی گواہی دے رہی گفتار کی

ہر سیہ دل مے سیہ دیدی ورا | مردم دیدہ سیہ آمد چرا
وہ سیہ دل کی نظر میں تھے سیاہ | مردم دیدہ ہوئے کیسے سیاہ

مردم نادیدہ باشد روسیاہ | مردم دیدہ بود مرآت ماہ
پتلی جو اندھی ہو وہ ہے روسیاہ | پتلی جو بینا ہو ہے مرآت[1] ماہ

خود کہ بیند مردم دیدہ ترا | در جہاں جز مردم دیدہ فزا
آنکھ کی پتلی تجھے دیکھے گی کیا | خاص ہے اہل نظر کا دیکھنا

چون بغیر مردم دیدہ اش ندید | پس بغیر او کہ در رنگش رسید
تھا نظر والوں نے جو دیکھا انہیں | رنگ کو بھی تھے وہی پہچانتے

[1] آئینہ +

پس جز او جملہ مقلد آمدند / در صفات مردم دیدہ بلند

ماسوا اس کے مقلد ہیں تمام / مردمِ دیدہ کے وصفوں میں مدام

گفت جفتش الفراق اے خوش خصال / گفت نے نے الوصالست الوصال

بولی زوجہ، الفراق اے خوش خصال / ہنس کے فرمایا، یہ ہے عین وصال

گفت جفتش شب غریبے میروی / از تبار و خویش غائب میشوی

بولی زوجہ، ہے مسافر آج تو / چھوڑ کر سب کو چلا اے نیک خو

گفت نے نے بلکہ امشب جانِ من / میرسد خود از غریبی در وطن

ہنس کے فرمایا غلط ہے بلکہ جاں / ہے وطن کی سمت غربت سے رواں

گفت اے جان و دلم وا حسرتا / گفت نے نے جانِ من وا دولتا

بولی، میرے جان و دل وا حسرتا / بولے جانِ من! تو کہہ وا دولتا

گفت آں رویت کجا بینیم ما / گفت اندر خلوتِ خاصِ خدا

بولی اب دیکھوں گی یہ صورت کہاں / بولے خلوت میں خدا کی بیگماں

حلقۂ خاصش بتو پیوستہ است / گر نظر بالا کنی نے سوئے پست

حلقۂ خاص اُس کا ہے تجھ سے ملا / چھوڑ پستی کو، نظر اوپر اٹھا

اندر آں حلقہ ز ربُّ العالمین / نور میتابد چو در حلقہ نگیں

حلقے میں ہے نورِ ربُّ العالمین / ایسا تاباں جیسے حلقے میں نگیں

گفت ویراں گشت ایں خانہ دریغ / گفت اندر مہ نگر منگر بمیغ

بولی صد افسوس گھر ویراں ہوا / بولے مہ کو دیکھ بادل کو ہٹا

## موت سے جسم کے ویران ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا کند معمورتر / قوم انبہ بود و خانہ مختصر

کرتا ہے ویراں کہ ہو معمور تر / تھی زیادہ قوم اور گھر تھا مختصر

من چو آدم بودم اول حبس کرب — پر شد اکنون نسل جانم شرق و غرب

پہلے چوں آدم تھا میں محبوس کرب — بھر گئے اب نسل و جاں سے شرق و غرب

من گدا بودم درین خانہ چو چاہ — شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ

میں کنوئیں میں گھر کے تھا مثل گدا — چاہیے اب محل میں سلطان ہوا

قصرہا خود مر شہان را مانس است — مردہ را خانہ و مکان گورے بس است

محل ہے مرغوب شاہوں کو مگر — مردے کو کافی ہے اک تاریک گھر

انبیا را تنگ آمد این جہان — چون شہان رفتند اندر لامکان

تنگ ہے دنیا برائے انبیا! — لامکان جاتے ہیں مثل بادشا

مردگان را این جہان بنمود فر — ظاہرش زفت و بمعنی تنگ تر

آئی مردوں کو بڑی دنیا نظر — ظاہرا وسعت، بباطن تنگ تر

گر نبودی تنگ این افغان ز چیست — چون دو تا شد ہر کہ در وے بیش زیست

تنگ ہو دنیا نہ گر روتا ہو کیوں — جو زیادہ دن جیے، ٹیڑھا ہو کیوں

در زمان خواب چون آزاد شد — زان مکان بنگر کہ جان چون شاد شد

خواب میں جس وقت آزادی ملی — اس جگہ جاں کو خوشی کیسی ملی

روح از ظلم طبیعت باز رست — مرد زندانی ز فکر حبس جست

جاں ہوئی ظلم طبیعت سے رہا — جیسے فکر قید سے قیدی چھٹا

این زمین و آسمان بس فراخ — سخت تنگ آمد بہنگام مناخ

یہ زمیں یہ آسماں باصد کشود — تھے بہت ہی تنگ ہنگام ورود

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ — خندہ اش گریہ فخرش جملہ ننگ

چشم بند اک ہے فراخ اور سخت تنگ — ہنستا روتا اس کا اور فخر اس کا ننگ

؎ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ ارواح سے مراد ہے۔

# دنیا اور خواب کی تشبیہ

همچو گرمابه که تفسیده بود ۔ تنگ آئی جانت رنجیده شود

جس طرح حمام جب وہ گرم ہو ۔ تنگ آئے تو۔ ہو الجھن جسم کو

گرچه گرمابه عریض است و طویل ۔ زاں تپش تنگ آیدت جان و کلیل

گرچہ ہو حمام چوڑا اور طویل ۔ ہو تپش سے جان تنگ اور بس علیل

تا بروں نائی نبگشاید دلت ۔ پس چه سود اندر فراخے منزلت

گر نہ نکلے تو، نہ خوش ہو دل ترا ۔ پھر کشادہ گھر سے کیا ہے فائدہ

یا که کفش تنگ پوشی اے غوی ۔ در بیاباں فراخی میروی

جیسے جوتا تنگ پہنے تو اے غوی ۔ اور نکلے جنگل میں تو جائے کبھی

آں فراخی بیاباں تنگ گشت ۔ بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت

تنگ تجھ پہ ہو فراخی دشت کی ۔ ہو وہ صحرا تجھ کو زنداں بس قوی

هر که دید او مر ترا از دور گفت ۔ کو در آں صحرا چو لاله تر شگفت

دور سے جو تجھ کو دیکھے ۔ وہ کہے ۔ مثل لالہ کے شگفتہ دل ہے یہ

او نداند که تو همچوں ظالماں ۔ از بروں در گلشنے جاں در فغاں

کیا خبر اس کو تو مثل ظالماں ! ۔ باغ ہے باہر سے ۔ اندر سے فغاں

خواب تو آں کفش بیروں کردن است ۔ که زمانے جانت از زنداں برست

خواب تیرا ہے وہ جوتا پھینکنا ۔ قید سے ہے جان دم بھر کو رہا

اولیا را خواب ملک است اے فلاں ۔ همچو آں اصحاب کهف اندر جہاں

اولیا کی ملک ہے خواب اے فلاں ۔ جیسے وہ اصحاب کہف شادماں

خواب می بینند و آنجا خواب نے ۔ در عدم در میروند و باب نے

خواب میں ہیں خواب کو آگاہ نہیں ۔ جا گھسیں بے در کے عدم میں بالیقیں

خانہ تنگ و درون جان چنگلوک
تنگ گھر وہ دل اس میں تھے آدمی

کرد ویران تا کند قصر ملوک
کر دیا ویراں کہ ہو محل کسی

چنگلوم چون جنین اندر رحم
ہوں میں جیسا جنیں رحم میں بچہ تھا

نہ مہہ گشتم شدہ نقل آن ہم
ہو بچے نو ماہ کو ۔ میں پیدا ہوا

گر نباشد درد زہ با مادرم
درد زہ میں مبتلا گر ہو نہ ماں

من درین زندان میان آذرم
میں رہوں اس قید میں آتش بجاں

مادر طبعم ز درد مرگ خویش
ماں مری فطرت کی درد مرگ سے

میکند زہ تا رہد برہ ز میش
مضطرب ہے تا کہ بچہ بھیڑ سے چھٹے

تا چرد آن برہ در صحرای سبز
سبز صحرا میں وہ بچہ تا چرے

ہین رحم بگشا کہ گشت آن برہ گبز
بچہ ہو موٹا کھلے رحم اب کھول دے

درد زہ گر رنج آبستن شود
حاملہ ہے درد زہ گر ہے بلا

بر جنین اشکستن زندان بود
بچہ کو ہے ٹوٹ جانا قید کا

حاملہ گریان ز زہ کالمخاض
حاملہ ہے درد زہ میں مبتلا

وان جنین خندان کہ پیش آمد خلاص
بچہ ہنستا ہے ۔ چھٹا میں تو دیا

ہر چہ زیر چرخ ہستند امہات
جتنی مائیں ہیں زمیں پہ تہ چرخ

از جماد و از بہیمہ وز نبات
یہ جمادات اور حیواں اور درخت

ہر یکے از درد غیرے غافلند
دوسرے کے درد سے غافل ہیں سب

جز کسانے کہ نبیہ و کاملند
ہاں جو ہوا نامی رہیں غافل وہ کب

آنچہ کوسہ داند از خانہ کسان
سے جو علم ہے بے ریش کو گھر کی خبر

بلمہ از خانہ خود کے داند آن
ریش والا کب وہ جانے اسے بسر

۱ صاحب دل ۔ ۲ وجود سے مراد ہے ۔
۳ دُنیا دار ۔

آنچہ صاحب دل بداند حال تو
تو ز حال خود ندانی اے عمو

صاحب دل حال جو جانے ترا
تجھ کو بھی اتنا نہیں اپنا پتا

آنچہ بیند در حبابت اہل دل
کے بہ بینی در خود اے ز خود خجل

جو ترے آگے میں دیکھیں اہل دل
تو اسے کس طرح دیکھے اے خجل

## غفلت کاہلی اور تاریکی جسم سے ہے

غفلت از تن بود چوں تن روح شد
بیند آں اسرار را بے ہیچ بد

تن سے غفلت ہے جو ہو تن جاں بنے
دیکھے پھر اسرار کو بے لاگ کے

چوں زمیں برخاست از جو فلک
نے شب و نے سایہ باشد نے دلک

جب زمیں اٹھ جائے جو چرخ سے
پھر نہ یہ سایہ نہ تاریکی رہے

ہر کجا سایہ است و شب یا سایکے
از زمیں باشد نہ از خورشید و مہ

ہے جہاں بھی رات اور سایہ کبھی
وہ زمیں سے ہے نہ سورج چاند سے

دود پیوستہ ہم از ہیزم بود
کے ز آتش ہائے مستنجم بود

لکڑیوں سے ہے دھواں بے گماں
آتش روشن سے کب نکلے دھواں

وہم افتد در خطا و در غلط
عقل باشد در اصابتہا فقط

غلطیوں سے اور خطا سے وہم ہو
ہے فقط مضبوطیاں دانائی کو

ہر گرانی و کسل خود از تن است
جاں ز خفت جملہ در پریدن است

ہر گرانی اور کسل ہے جسم سے
جاں اڑے گی تن کو سوتا دیکھ کے

روئے سرخ از کثرت خوں ہا بود
روئے زرد از جنبش صفرا بود

کثرت خوں سرخ کر دے چہرے کو
کثرت صفرا سے چہرہ زرد ہو

رو سفید از قوت بلغم بود
باشد از سودا کہ رو ادہم بود

ہو سفید اب منہ تو ہے بلغم بڑھا
اور کالا ہو تو سودا ہے سوا

در حقیقت خالق آثار اوست ۔ لیک جز علت نبیند اہل پوست

خالق آثار ہے از بسکہ دوست ۔ صرف علت دیکھتے ہیں اہل پوست

مغز کو از پوستہا آوارہ نیست ۔ از طبیب علت او را چارہ نیست

مغز جو نکلا نہیں ہے پوست سے ۔ علت و درماں کی کیا پروا کرے

چوں دُوم بار آدمی زادہ بزاد ۔ پائے خود بر فرق علتہا نہاد

دوسری بار آدمی پیدا ہوا ۔ پاؤں اپنا سر پہ علت کے رکھا

علت اولیٰ نباشد دین او ۔ علت اُخریٰ ندارد کیں او

دین اسکا علت اولیٰ کہاں ۔ کینہ ہے با علت اُخریٰ کہاں

مے پرد چوں آفتاب اندر افق ۔ با عروس صدق و صفوت چوں تتق[2]

اُڑتا ہے جیسے اُفق میں آفتاب ۔ صدق کی ہمرہ دلہن ہے بے حجاب

بلکہ بیروں از افق وز چرخہا ۔ بے مکاں باشد چو ارواح و نُہیٰ

بلکہ باہر اس اُفق اور چرخ سے ۔ بے مکاں رہتا ہے جوں ارواح کے

بل عقول ما چو سایہ اے عمو ۔ مے فتد از ہر طرف بر پائے او

بلکہ یہ عقلیں ہماری سایہ وار ۔ ہر طرف ہیں اُسکے قدموں پہ نثار

## نصِ[1] مطلق کی تشبیہ

مجتہد ہر گہ کہ باشد نص شناس ۔ اندراں صورت نیندیشد قیاس

مجتہد ہوتا ہے جس دم نص شناس ۔ کب وہ اس صورت میں کرتا ہے قیاس

چوں نیابد نص اندر صورتے ۔ از قیاس آنجا نماید عبرتے

نص جو صورت میں سما سکتی نہیں ۔ ہے قیاس اک عبرت اس جا بالیقیں

[1] مُو شگافی - قرآن مجید کی وہ آیتیں جو متشابہ کاموں میں امتیاز کرتی ہیں - کلام صریح و ظاہر ٭ [2] تتق - سراپردہ -

نفس وحی روحِ قدسی داں یقیں — واں قیاسِ عقلِ جزوی تحتِ ایں

نفس کو وحی روحِ قدسی کر یقیں — ہے قیاسِ عقلِ جزوی کمتریں

عقل از جاں گشت با ادراک و فر — روح او را کی شود زیرِ نظر

عقل کو ہے روح سے ادراک و فر — روح ہے ادراک کی زیرِ نظر

لیک جاں در عقل تاثیرے کند — زاں اثر آں عقل تدبیرے کند

عقل میں کرتی ہے لیکن جاں اثر — اس اثر سے عقل ہے تدبیر گر

نوح وار ار صدمتے زد بر تو روح — کو یم و کشتی و کو طوفانِ نوح

روح کی مانند صدمہ دے جو نوح — پھر کہاں کشتی، کہاں طوفانِ نوح

عقل اثر را روح پندارد و لیک — نورِ خور از قرصِ خور دور است نیک

عقل اثر کو روح سمجھی ہے مگر — نور سورج کا ہے اس سے دور تر

زاں بقرصے سالکے خورسند شد — کز ز نورش سوئے قرص افگند شد

قرص سے سالک جبھی مسرور ہے — قرص پہ بھی بس اسی کا نور ہے

زانکہ ایں نورے کہ اندر سافل است — نیست دائم روز و شب او آفل است

کیونکہ ہے جو نور سفلی میں عیاں — ہے وہ فانی رات دن بجھتا ہے یاں

وانکہ اندر قرص دارد باش و جا — غرقہ آں بحر باشد دائما

قرص میں رکھتا ہے جو اپنا مقام — غرق وہ دریا میں رہتا ہے مدام

نہ سحابش رہ زند نہ خود غروب — وارہیدہ او ز فراقِ سینہ کوب

ہے غروب و ابر سے وہ بے نیاز — درد فرقت سے نہیں اسکو گداز

ایں چنیں کس اصلش از افلاک بود — یا مبدل گشتہ گر از خاک بود

اصل ایسوں کی ہے بس افلاک سے — یا ہوئی تبدیل گر تھی خاک سے

زانکہ خاکی را نباشد تاب آں — کہ زند بروے شعاعے جاوداں

کیونکہ ہے خاکی میں تاب اتنی کہاں — کرنیں پھینکے اس پہ اپنی جاوداں

گر زند بر خاک دائم نور خور — آنچناں سوزد کہ ناید زو ثمر

خاک پہ خورشید ہو جو دائم ضو فشاں — جل اٹھے وہ اس طرح نہیں دانا ماں

دائم اندر آب کارِ ماہی است — مار را با او کجا ہمراہی است

رہتی ہے مچھلی ہی پانی میں سدا — ساتھ مچھلی کے رہے گا سانپ کیا

لیک گر مارانِ پُر فن می کنند — اندریں یم ماہیانی مے کنند

ہیں جو پالاؤں میں مگر مکار مار — مچھلی اس دریا کی وہ بنتے ہیں یار

مکرِ شاں گر خلق را شیدا کند — ہم ز دریا تا سرِ شاں رسوا کند

مکر ان کا خلق کو شیدا کرے — پھر وہ دریا ہی میں رسوا کرے

واندریں یم ماہیانِ پُر فند — مار را از سحر ماہی مے کنند

اور دریا میں ہیں پُرفن مچھلیاں — سحر سے مچھلی بنادیں سانپ ہیں

گر تو ماری شو قرینِ ماہیاں — تا شوی چوں ماہیاں دریم رواں

سانپ ہے تو مچھلیوں کے پاس آ — مثلِ ماہی ہو رواں دریا میں جا

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال — بحرِ شاں آموختہ سحرِ حلال

ہیں جلالی بحر کی جو مچھلیاں — سحر ہی دریا سے سیکھی بے گماں

پس محال از تابِ ایشاں حال شد — نحس آنجا رفت و نیکو فال شد

بن گیا حال ان کے پرتو سے محال — نحس جا کر اس جگہ ہو نیک فال

زہر آنجا رفت و شکر شد یقیں — سنگ آنجا رفت و شد دُرِّ ثمیں

زہر اس جا جا کے شکر ہو گیا — پتھر اس جا رہ کے گوہر ہو گیا

خاک زر شد سنگ گوہر سر بسر — مے نہ بیند جز بہ شر چشمِ بشر

خاک زر، پتھر گہر ہے اور پارہ سر — جز بہ شر دیکھے نہ کچھ چشمِ بشر

تا قیامت گر بگویم زیں کلام — صد قیامت بگذرد ویں ناتمام

تا قیامت گر کہوں میں یہ کلام — حشر ہو سو بار یہ کب ہو تمام

# سُننے والوں اور مریدوں کے آداب

بر طلولاں این مکرر کردہ است ۔۔۔ نزد من عمرے مکرر بردہ است

ہے گراں تکرار ہر بدذوق پہ ۔۔۔ مجھ کو ہے عمرِ دوبارہ۱؎ یہ مگر

شمع از برق مکرر بر شود! ۔۔۔ خاک از تاب مکرر زر شود

شمع جلتی ہے آگ کی تکرار سے ۔۔۔ آتشِ پیہم سے مٹی زر بنے

گر ہزاراں طالب اند و یک ملول ۔۔۔ از رسالت باز میماند رسول

ہوں اگر طالب ہزاروں ایک ملول ۔۔۔ اور ہے تبلیغ سے خاموش رسول

این رسولان ضمیر راز گو ۔۔۔ مستمع خواہند اسرافیلؑ خو

ہیں پیمبر وہ ہے رسول راز گو ۔۔۔ سُننے والا چاہیے اسرافیلؑ خو

نخوتے دارند و کبرے چوں شہاں ۔۔۔ چاکری خواہند از اہلِ جہاں

بادشاہوں کی سی نخوت ان میں ہے ۔۔۔ خلق سے خدمت کی حسرت ان میں ہے

تا ادبہاشاں بجا گہ ناوری ۔۔۔ از رسالت شان چگونہ برخوری

گر نہ ہوئے تو ادب اُن کا بجا ۔۔۔ ہو تجھے تبلیغ سے کیا فائدہ!

کے رسانند آں امانت را بتو ۔۔۔ تا نباشی پیش شاں راکع دوتو

کب امانت پھر وہ پہنچائیں تجھے ۔۔۔ تو نہ اُن کے سامنے جب تک جھکے

ہر ادب شاں کے ہمے آید پسند ۔۔۔ کامدند ایشاں ز ایوان بلند

ہر ادب ان کو کب آتا ہے پسند ۔۔۔ ہے مقام اُن کا فلک ایوان بلند

نے گدا یانند کز ہر خدمتے ۔۔۔ از تو دارند اے مزور منتے

وہ گدا کب ہیں کرے گر خدمتیں ۔۔۔ اے فریبی کیوں تیرے احسان لیں

۱؎ دوبارہ زندگی پانا جو نایاب شے ہے

لیک بابے زغبتہائے ضمیر
صدقۂ سلطاں بیفشاں امگیر
لگ بے رغبت بھی ہوں گرانے وصول
صدقۂ شہاں کو دے اے با اصول

اسپ خود را اے رسول آسماں
ور طولاں منگرو اندر جہاں
اپنا گھوڑا اے رسول آسماں
ان طولوں پر نہ جا کر دے رواں

فرخ آں ترکے کہ استیزہ نہد
اسپش اندر خندق آتش جہد
وہ سپاہی خوب جو لڑتا رہے
آگ کی خندق میں گھوڑا ڈالدے

گرم گرداند فرس را آنچناں
کہ کند آہنگ اوج آسماں
اس طرح گھوڑے کو گرما دے وہاں
بس کرے وہ قصد اوج آسماں

چشم را از غیر و غیرت دوختہ
ہمچو آتش خشک و تر را سوختہ
غیر اور غیرت سے بند آنکھیں کیے
خشک و تر کو مثل آتش پھونکدے

گر پشیمانی بروے عیب کند
آتش اول در پشیمانی زند
عیب اگر اس پر پشیمانی لگائے
آگ میں پہلے اسی کو وہ جلائے

خود پشیمانی نروید از عدم
چوں ببیند گرمی صاحب قدم
خود پشیمانی نہ ہو پیدا بہم
دیکھ لے گر گرمی صاحب قدم

## سر حیوان کا اپنے دشمن سے بچنا

اسپ داند بانگ و بوئے شیر را
گرچہ حیوانست الا نادرا
شیر کی بو سے ہے گھوڑا آشنا
ہے عجب حیوان ہو کر یہ ذکا

بل عدوئے خویش را ہر جانور
خود بداند از نشاں و از اثر
اپنے ہر دشمن کو ہر اک جانور
جانتا ہے با نشان و با اثر

روز خفاش نیارد بر پرید
شب بروں آید چو دزداں چرید
دن میں چمگادڑ کبھی اڑتی نہیں
رات کو اڑتی ہے تنہا بالیقیں

برنیاید بوم از ہم وکر خود — شب رود بر کار سازد مکر خود

آشیاں سے باہر اُلّو بھی ڈر آئے — رات ہو تو چال دھوکے کا بچھائے

از ہمہ محروم تر خفاش بود — کہ عدوئے آفتاب فاش بود

سب سے بدقسمت یہ چمگادڑ رہی — ہیں کھلی بدخواہ جو خورشید کی

نے تواند در مصافش زخم خورد — نے بنفرین تا اندیشش مہجور کرد

زخم لڑ کر بھی نہ اس کو دے سکے — اور نہ نفرت سے جدا اسکو کرے

آنکہ آں خورشید از احسان وجود — بہرہ ور اند ز قہرش تار و پود

ہے یہ احسان و کرم خورشید کا — قہر سے اس کو نہیں جو دیکھتا

آفتابے کہ بگرداند قفاش — از برائے غصہ و قہر خفاش

آفتاب ایسا، جو منہ کو پھیر لے — ایک چمگادڑ کا غصہ دیکھ کے

غایت لطف و کمال او بود — ورنہ خفاشش کجا مانع شود

ہے یہ اُسکا غایت لطف و کمال — ورنہ چمگادڑ جو روکے کیا مجال

دشمن ار گیری بجائے خویش گیر — تا بود ممکن کہ گردانی اسیر

دشمنی کرتا ہے تو ہمسر سے کر — تا کہ غلبہ اُس پہ ممکن ہو لپیہ

قطرہ با قلزم کہ استیزہ کند — ابلہ است او ریش خود بر میکند

ایک قطرہ بحر سے جھگڑا کرے — ابلہی سے خود کو وہ رسوا کرے

حیلت او از سبالش نگذرد — چنبرہ حجرہ قمر چوں بر درد

مکر اس کا مونچھوں سے کب بڑھ سکے — توڑے ہالہ چاند کو کس طور سے

با عدوئے آفتاب ایں بد عتاب — اے عدوئے آفتاب آفتاب

دشمن خورشید پر تھا یہ عتاب — اے عدوئے آفتاب سے آفتاب

اے عدوئے آفتابے کز فرش — مے بلرزد آفتاب و اخترش

اے عدو اُس آفتاب نور کے — مہر و اختر کانپیں جس کے خوف سے

تو عدوے او نہ ای خصم خودی
چہ غم آتش را کہ تو هیزم شدی

تو عدو اس کا نہیں اپنا ہوا
آگ کو کیا غم جو تو لکڑی بنا

ای عجب کز سوزشت او کم شود
یا ز درد و غصہ ات درہم شود

ہے عجب سوزش سے تیری کم ہو وہ
یا کہ تیرے غصے سے درہم ہو وہ

رحمتش نے رحمت آدم بود
کہ مزاج رحم آدم غم بود

رحمت اس کی رحمت انساں نہیں
رحم آدم ہے سوائے غم کچھ نہیں

رحمت مخلوق باشد غصہ ناک
رحمت حق از غم و غصہ ست پاک

رحمت مخلوق تو ہے غصہ ناک
رحمت حق ہے غم و غصہ سے پاک

رحمت بیچوں چنیں دان ای پسر
ناید اندر وہم از وی جز اثر

رحمت حق کو تو جان ایسا پسر
وہم میں مطلق نہ آئے جز اثر

ظاہر ست آثار میوہ رحمتش
لیک کے داند جز او ماہیتش

ہے اثر رحمت کا اس کی ظاہرا
ماہیت ہے کون لیکن جانتا

## مثال تقلید اور تحقیق میں فرق

ہیچ ماہیات اوصاف کمال
کس نداند جز بآثار و مثال

کوئی ماہیات اوصاف کمال
جانتا کب ہے بجز شبہ و مثال

طفل ماہیت نداند طمث را
جز کہ گوئی ہست چوں حلوا ترا

بے خبر لڑکا جماعی لطف سے
ماسوا اس کے کہ تو حلوا کہے

طفل را نبود ز وطی زن خبر
جز کہ گوئی ہست آن خوش چوں شکر

طفل کو صحبت سے زن کی کیا خبر
ہاں بجز اس کے کہ تو کہہ دے شکر

کے بود ماہیت ذوق جماع
مثل ماہیات حلوا اے مطاع

کب ہوئی ماہیت ذوق جماع
مثل ماہیات حلوا اے مطاع

ویک نسبت کرد از وے با خوشی
با تو آں عاقل کہ تو کودک وشی

نسبت اچھی چیز سے دی ہے مگر
اس ذکی نے تجھ کو بچہ جان کر

تا بداند کودک آں را از مثال
گر نداند ماہیت را عین حال

تاکہ سمجھے بچہ از راہِ مثال
گو نہ جانے ماہیت کا عین حال

پس اگر گوئی بدانم دور نیست
ور بگوئی کہ ندانم زور نیست

گر کہے میں جانتا ہوں ٹھیک ہے
گر کہے ناآشنا ہوں ٹھیک ہے

گر کسے گوید کہ داند نوحؑ را
آں رسولِ حق و نورِ روح را

گر کوئی کہہ دے کہ جانے نوحؑ کو
اس رسولِ حق کو نورِ روح کو

گر بگوئی چوں ندانم کاں قمر
ہست از خورشید و مہ مشہور تر

گر کہے تو کیوں نہ جانوں وہ قمر
چاند اور سورج سے ہے مشہور تر

کودکانِ خرد در کتّاب ہا
و آں اماماں جملہ در محراب ہا

مدرسوں میں چھوٹے بچوں نے پڑھا
مسجدوں میں دی اماموں نے ندا

نامِ او خوانند در قرآں صریح
قصہ اش گویند از ماضی فصیح

نام ہے اس کا کھلا قرآن میں
قصۂ ماضی بھی لوگ اس کا کہیں

راست گو دانندت از روئے وصف
گرچہ ماہیت نہ شد از نوحؑ کشف

تجھ کو سب سچا کہیں از روئے وصف
ماہیت کا نوحؑ کی گو ہو نہ کشف

ور بگوئی من چہ دانم نوحؑ را
ہمچو اوئے داند او را اے فتیٰ

اور جو کہہ دے کیا میں جانوں نوحؑ کو
نوحؑ کو جانے وہی جو نوحؑ ہو

مور لنگم من چہ دانم پیل را
پشہ کے داند اسرافیلؑ را

لنگڑی چیونٹی، کیا میں جانوں فیل کو
کب یہ پچھڑ سمجھے اسرافیلؑ کو

ایں سخن ہم راست است از روئے آں
کہ بماہیت ندانیش اے فلاں

اس طرح یہ بات بھی سچی ہے ہاں
ماہیت ان کی نہیں تجھ پہ عیاں

عجز از ادراک ماہیت عمو — حالت عامہ بود مطلق مگو

عجز ہے ادراک کا ہے بالیقین — عام حالت ہے مگر مطلق نہیں

زانکہ ماہیات و سر سرآں — پیش چشم کاملاں باشد عیاں

کیونکہ ماہیات اور سر نہاں — کاملوں پر صرف ہوتے ہیں عیاں

در وجود از سر حق و ذات او — دور تر از وہم استبصار کو

سر حق و ذات جسموں میں نہاں — دوراں کے وہم بینش سے کہاں

چونکہ او مخفی نماند از محرماں — ذات وصفی چیست کاں ماند نہاں

محرموں سے چونکہ وہ مخفی نہیں — ذات وصفی چھپ بھی سکتی ہے نہیں

عقل بحثے گوید ایں دور است و گو — بے ز تاویلے محالے کم شنو

بحثی کہتا ہے نا ممکن ہے جا — سن نہ بے تاویل مشکل مت سنا

قطب گوید مر ترا اے سست حال — آنچہ فوق حال تست آید محال

قطب کہتا ہے کہ سن اے سست حال — عقل سے جو دور ہو وہ ہے محال

واقعاتے کہ کنوں بر تو کشود — نے کہ اول ہم محالت مے نمود

واقعے جو تجھ پہ اب ظاہر ہوئے — کیا وہ سب پہلے نہ مشکل تھے

چوں رہانیدت ز دہ زنداں کرم — تیہ را بر خود مکن حبس از ستم

قید سے دس کی چھڑایا جود نے — تنگ دنیا کو نہ کر اب ظلم سے

چوں خلاصی یافتی از صد بلا — فقر را بر خود مکن رنج و عنا

سو بلاؤں سے ہوا ہے جب رہا — فقر کو اپنے نہ کر رنج و عنا

سہل گیر و تا نگردد مشکلت — ورد شد شکے چو زہر قاتلت

کر اسے آساں تا مشکل نہ ہو — ہے جو شک وہ سم قاتل نہ ہو

سوئے بحث خویش تا اے بو الحسن — کایں سخن پایاں ندارد جان من

بحث کی جانب تو اب جی لوٹ جا — اس سخن کی بھی ہے کوئی انتہا

نسبتِ اثبات با نفی از نخست — گر بیانش میکنی برگو درست

مثبت و منفی کی نسبت ہے ملا — گر بیاں کرتا ہے کر بالکل بجا

نفی آں یک چیز و اثباتش رواست — چوں جہت شد مختلف نسبت دوتاست

نفی و اثبات ایک شے کی ہے روا — جب جہت ہو مختلف، نسبت سوا

ما رمیتَ اذ رمیتَ از نسبت است — نفی و اثبات ہر دو مثبت است

ما رمیت تو ہے نسبت سے عیاں — نفی و اثبات مثبت ہیں یہاں

# نفی و اثبات میں جمع و تفریق

آں تو افگندی کہ بر دست تو بود — تو نیفگندی کہ حق قوت نمود

وہ پھینکا جو تیرے ہاتھوں میں تھا — تو نے کیا پھینکا یہ تھا زور خدا

زور آدم زادہ را حدے بود — مشتِ خاک اشکستِ لشکر کے شود

ایک حد ہے زورِ آدم کے لئے — بھاگتی ہے فوج مشتِ خاک سے

مشت مشت تست افگندن زماست — زیں دو نسبت نفی و اثباتش رواست

تیری مٹھی ہے ہمارا پھینکنا! — نفی و اثبات اس طرح ہوگا روا

یعرفون الانبیا اضداد ہم — مثل ما لا یشتبہ والادہم

جیسوں کو دشمن ہیں یوں پہچانتے — جیسے ہیں لڑکوں کو اپنے جانتے

ہمچو فرزندانِ خود دانند شاں — منکراں با صد دلیل و صد نشاں

مثل فرزند ان کو منکر جان لیں — سو دلیلوں سے انہیں پہچان لیں

لیک از رشک و حسد پنہاں کنند — خویشتن را بر ندانم میزنند

پھر کریں رشک و حسد سے وہ نہاں — وہم نادانستگی سے بیگماں

پس چو یعرف گفت چوں جائے دگر — گفت لا یعرفہم غیری قدر

جب کہا یعرف تو کیوں جائے دگر — بولا لا یعرف فہم غیری مگر

له دیکھیے صفحہ ۳۹۱

انہم تحت قبائی کامنون ۔ جز کہ یزداں شاں نداند از برون
ہیں مرے زیر قبا سب اولیا ۔ کون اُن کو بجز خدا ہے جانتا

ہم بہ نسبت گیر ایں مفتوح را ۔ کہ بدانی و ندانی نوح را
جان اسی نسبت سے اس مفتوح کو ۔ تو نہ جانے اور جانے نوح کو

زیں نسق بسیار آمد در خبر ۔ کاں بہ نسبت باشد اے جاں معتبر
ہے کچھ ایسی ہی حدیثوں میں خبر ۔ بات نسبت سے ہوئے جاں معتبر

## درویش کامل کی فنا و بقا

گفت قائل در جہاں درویش نیست ۔ ور بود درویش آں درویش نیست
ہیں کہاں درویش قائل نے کہا ۔ اور جو ہے بھی تو ہے وہ درویش کیا

ہست از روئے بقا آں ذات او ۔ نیست گشتہ وصف او در وصف ہو
ہست از روئے بقا ہے اسکی ذات ۔ وصف حق میں ہیں فنا اُس کی صفات

چوں زبانہ شمع پیش آفتاب ۔ نیست باشد ہست باشد در حساب
جیسے نور شمع پیش آفتاب ۔ نیست ہو اور ہست از روئے حساب

ہست باشد ذات او تا تو اگر ۔ بر نہی پنبہ بسوزد زاں شرر
ہست اس کی ذات ہے اور تو اگر ۔ روئی رکھ دے تو جلا دے وہ شرر

نیست باشد روشنی ندہد ترا ۔ کردہ باشد آفتاب او را فنا
نیست ہو تو روشنی کب دے تجھے ۔ آفتاب اس کو فنا فوراً کرے

در دو صد من شہد یک اوقیہ زخل ۔ چوں درو افگندی و در وے گشت حل
شہد دو سو من ہو سرکہ آدھ پاؤ ۔ اور ان دونوں کو آپس میں ملاؤ

حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ انہیں کوئی میرے سوا نہیں پہچانتا ؞

نیست باشد طعم خل چون می چشی — هست اُوقیه فزون چون میکشی

ہو نہ کچھ اس کا مزہ گر تو چکھے — آدھ پاؤ تول میں بڑھتا رہے

پیش شیرے آہوے بیہوش شد — هستیش در هست او روپوش شد

شیر کے آگے ہرن بے جنبش ہوا — اس کی ہستی ہو گئی اس میں فنا

این قیاس ناقصان بر کار رب — جوشش عشق ست نز ترک ادب

یہ قیاس ناقص و در افعال رب — جوشش الفت ہے نہیں ترک ادب

نبض عاشق بے ادب بر می جهد — خویش را در کفهٔ شہ مے نهد

نبض عاشق کی ہے جنبش بے ادب — کفو سلطان سے ملاتا ہے نسب

بے ادب تر نیست زو کس در جهان — با ادب تر نیست زو کس در نهان

بے ادب تر اس سے دنیا میں کہاں — ہے مگر وہ با ادب باطن میں ہاں

هم بنسبت دان وفاق اے منتجب — این دو ضد با ادب با بے ادب

جان اسی نسبت سے ان میں دوستی — با ادب اور بے ادب ضد میں دوئی

بے ادب باشد چو ظاهر بنگری — کہ بود دعوئے عشقش همسری

بے ادب نکلے جو دیکھے ظاہرا — عشق کا دعوی اسے ہو برملا

چون بباطن بنگری دعوی کجاست — او و دعوی پیش آن سلطان فناست

دیکھے باطن میں تو پھر دعوی کہاں — پیش سلطان وہ بھی دعوی بھی فنا

مات زید زید اگر فاعل بود — لیک فاعل نیست کو عاطل بود

مات زید میں ہے فاعل زید اگر — فی الحقیقت کب ہے فاعل اسلیے

او ز روئے لفظ نحوی فاعلست — ورنه او مقتول و موتش قاتلست

نحو کی رو سے اسے فاعل سمجھ — ورنہ اس کا موت کو قاتل سمجھ

فاعلی چه کو چنان مقهور شد — فاعلیها جمله از وے دور شد

فاعلی کیا وہ تو خود مقہور ہے — فاعلی جو کچھ ہے اس سے دور ہے

# وکیل صدرِ جہاں کا قصہ

| | |
|---|---|
| در بخارا بندۂ صدرِ جہاں | متہم شد گشت از صدرش نہاں |
| اک بخارا میں غلامِ صدر تھا | صدر سے وہ متہم ہو کر چھپا |
| مدت دو سال سرگرداں بگشت | گہ خراساں گہ قہستاں گاہ دشت |
| دو برس تک ہر طرف پھرتا رہا | وہ خراساں اور قہستاں میں تھا |
| از پس دہ سال او از اشتیاق | گشت بے طاقت ز ایامِ فراق |
| دس برس کے بعد ابھرا اشتیاق | ہو گیا دل اس کا بے صبرِ فراق |
| گفت تابِ فرقتم زیں پس نماند | صبر کے داند خلاعت را نشاند |
| بولا اب طاقت جدائی کی نہیں | صبر ہوتا ہے جدائی میں کہیں |
| از فراق ایں خاکہا شورہ بود | آب زرد و گندہ و تیرہ بود |
| ہجر سے ہو جاتی ہے کھاری زمیں | پانی گندہ اور گدلا بالیقیں |
| بادِ جاں افزا وخم گردد وبا | آتشی خاکستری گردد ہبا |
| خوشگوار آب و ہوا ہو ناگوار | خاک آتش ہو کے بن جائے غبار |
| باغ چوں جنت شود دار المرض | زرد و ریزاں برگ او اندر حرض |
| باغ جنت سے مرض خانہ بنیں | زرد پتے ہو کے ناقص گر پڑیں |
| عقل دراک از فراقِ دوستاں | ہمچو تیر انداز اشکستہ کماں |
| عقل عالی دوستوں کے ہجر سے | جیسے تیر انگن، کماں ٹوٹی رکھے |
| دوزخ از فرقت چناں سوزاں شدست | پیر از فرقت چنیں لرزاں شدست |
| ہجر سے دوزخ ہے سوزاں اس قدر | پیر ہو فرقت سے لرزاں اس قدر |
| گر بگویم از فراقش چوں شرار | تا قیامت یک بود از صد ہزار |
| گر بیاں فرقت کا ہو، جو ہے شرار | ایک ہی کا لاکھ میں سے ہو شمار |

پس ز شرح سوز او کم زن نفس — رب سلم رب سلم گو و بس

شرح اس کے سوز کی ہے ناروا — رکھ سلامت اے خدا کر التجا

ہر چہ از وے شاد گشتی در جہاں — از فراق او بیندیش آں زماں

جس سے تو دنیا میں ہے شاداں ہوا — کر تو اندیشہ بھی اس کے ہجر کا

زانچہ گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وے جست و ہمچوں باد شد

جس سے تو ہے خوش بہت تھے اس سے شاد — ہجر سے آخر ہوئے بچھڑ نامراد

از تو ہم بجہد تو دل بر وے منہ — پیش از آں کو بجہد از تو تو بجہ

تجھ سے بھی بھاگے۔ نہ دل اس سے لگا — بھاگنے سے اس کے پہلے ہو جدا۔

ہمچو مریمؑ گوے پیش از فوت ملک — نقش را کالعوذ بالرحمٰن منک

مثل مریمؑ کہہ تو پیش فوت ملک — نقش سے اعوذ بالرحمٰن منک[1]

## حضرت مریم کے پاس روح القدس کا آنا

دید مریم صورتے بس جانفزا — جانفزائے دلربائے در خلا

دیکھی اک مریمؑ نے صورت جانفزا — عین خلوت میں کہ جو تھی دلربا

پیش او بر رست از روے زمیں — چوں مہ و خورشید آں روح الامیں

آگے آئے پھاڑ کر سطح زمیں — چاند سورج کی طرح روح الامیں

از زمیں بر رست خوبی بے نقاب — آنچناں کز شرق روید آفتاب

حسن یوں نکلا زمیں سے بے نقاب — جس طرح مشرق سے نکلے آفتاب

لرزہ بر اعضائے مریمؑ اوفتاد — کو برہنہ بود و ترسید از فساد

لرزہ سا مریمؑ کے اعضا میں پڑا — تھیں برہنہ خوف سا ان کو ہوا

[1] تجھ سے خدا کی پناہ ∗

صورتے کہ یوسف ار دیدے عیاں — دست از حیرت بریدے چوں زناں[1]

حضرت یوسف جو صورت دیکھتے — جوں زناں ہاتھوں کو اپنے کاٹتے

ہمچو گل پیشش بروئیدہ از گلے — چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل

مثل گل مٹی سے وہ پیدا ہوئے — جس طرح تخیل نکلے قلب سے

گشت مریم بیخود و بیخویش او — گفت بجہم در پناہ لطف ہو

ہوگئیں مریمؑ جو بیخود اور تباہ — بولیں یا اللہ دے مجھ کو پناہ

زانکہ عادت کردہ بود آں پاک جیب — در ہزیمت رخت آں سوئے غیب

کیونکہ عادت تھی یہ ان معصوم کی — یعنی تھیں غم میں پناہ ایزدی

چوں جہاں را دید ملکے بے قرار — حازمانہ ساخت ز آنحضرت حصار

دیکھا دنیا کو جو ملک بے قرار — حزم کرکے لے لیا حق کا حصار

تا بگاہ مرگ حصنے باشدش — کہ نیابد خصم راہ مقصدش

تاکہ وہ مرنے تک اک قلعہ بنے — راہ دشمن بھی نہ اس میں پا سکے

از پناہ حق حصارے بہ ندید — یورتگہ نزدیک آں دز برگزید

اس سے بہتر قلعہ کوئی بھی نہ تھا — قلعہ کے نزدیک گھر بنوا لیا

چوں بدید آں غمزہائے عقل سوز — کہ ازو میشد جگرہا تیر دوز

دیکھے جب غمزے وہ اسکے عقل سوز — پہنچے سینے تک نگاہ تیر دوز

شاہ و لشکر حلقہ در گوشش ہمہ — خسروان عقل بیہوشش ہمہ

شاہ و لشکر در کو شش حلقہ بگوش — عقل کے سلطاں تھے محروم ہوش

صد ہزاراں شاہ مملوکش برق — صد ہزاراں بدر را دادہ بدق

ملکیت میں اسکی تھے سلطان ہزار — ماند کردئے مہ تاباں ہزار

[1] یعنی جس طرح انہیں دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے

زہرہ نے مر زہرہ را تا دم زند　　عقل کلش چوں ببیند گم زند

زہرہ کو گویائی کا زہرہ نہ تھا　　عقل کل کو بھی تھا سکتہ ہو گیا

من چہ گویم چوں مرا برد و خفت　　دمگہم را دمگہ او سوختست

کیا کہوں میں، مجھ کو مائل کر لیا　　حلق میرا حلق سے اس کے جلا

دود و آں نارم دلیلم من برو　　دور از آں شہ باطل ما عبروا

ہوں دھواں اُس آگ کا حجت نما　　سب کچھ اس سے دُور اور باطل ہوا

خود نباشد آفتابے را دلیل　　غیر نور آفتاب مستطیل

ہو دلیل آفتاب اے یار کیا　　نور خورشید درخشاں کے سوا

سایہ کہ بود تا دلیل او بود　　ایں بس استش کہ ذلیل او بود

سایہ کیا ہے جو دلیل اس کی بنے　　ہے مناسب بس ذلیل اس سے بنے

ایں جلالت در دلالت صادق است　　جملہ ادراکات پس او سابق است

بہتری اُس کی صداقت کی دلیل　　درک پیچھے وہ ہے سابق اے جلیل

جملہ ادراکات بر خرہائے لنگ　　او سوار باد پراں چوں خدنگ

درک ہیں بار خراں سست و لنگ　　وہ سوار باد پا مثل خدنگ

گر گریزد کس نیابد گرد شہ　　ور گریزند او بگیرد پیش رہ

گر کوئی بھاگے نہ پائے گرد بھی　　اور وہ بڑھ جائے آگے اے اخی

جملہ ادراکات را آرام نے　　وقت میدان است وقت جام نے

درک ہیں بے چین اس سے لاکلام　　وقت میدان ہے نہیں ہے وقت جام

آں یکے وہمے چو بادے میپرد　　واں یکے چوں تیغ مغفر میدرد

وہم ہے اک جو اُڑے مثل ہوا　　خود مثل تیغ کاٹے دو سرا

واں دگر چوں کشتئے با بادبان　　واں دگر اندر تراجع ہر زماں

مثل کشتی ایک ہے با بادبان　　اور اک مائل بہ رجعت ہے یہاں

چوں شکارے می نماید شاں ز دور ۔ جملہ حملہ می نمایند آں طیور

دور سے آتا ہے جب صید اک نظر ۔ ہوتے ہیں طائر سب اس پہ حملہ ور

چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند ۔ ہمچو جغداں سوئے ہر ویراں روند

جب وہ نا غائب ہو تو حیرت میں پڑیں ۔ جغد ساں ہر سمت جنگل میں اڑیں

منتظر چشمے بہم یک چشم باز ۔ تا کہ پیدا گردد آں صید نیاز

منتظر اک آنکھ بند اور اک کھلی ۔ تا کہ ظاہر صید وہ پھر ہو کبھی

چوں بماند دیر گویند از ملال ۔ صید بود آں خود عجب یا خود خیال

دیر ہو جائے تو پھر با صد ملال ۔ یوں کہیں وہ صید تھا یا اک خیال

مصلحت آں است تا یک ساعتے ۔ قوتے گیرند و زور از راحتے

مصلحت یہ ہے کہ دم لیں اک گھڑی ۔ قوتیں آرام سے پائیں نئی

گر نبودے شب ہمہ خلقاں ز آز ۔ خویشتن را سوختندے ز اہتزاز

گر نہ ہوتی شب تو خلقت حرص سے ۔ جلتی رہتی اک سمت پھر کے دوڑ کے

از ہوس وز حرص سود اندوختن ۔ ہر کسے دادے بدن را سوختن

لینے کو حرص و ہوس سے فائدہ ۔ ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا

شب پدید آید چو گنج رحمتے ۔ تا رہند از حرص خود یک ساعتے

گنج رحمت کی طرح آتی ہے رات ۔ حرص سے تا پائیں اک ساعت نجات

چونکہ قبضے آیدت اے راہرو ۔ آں صلاح تست آیس دل مشو

قبض اے رہرو اگر ہو آشکار ۔ وہ ہے اک اصلاح کیوں ہے بیقرار

زانکہ در خرجے در آں بسط و کشاد ۔ خرج را دخلے بباید ز اعتداد

خرچ ہونے کے لئے اس بسط کے ۔ خرچ کو بھی جمع میں کچھ دخل ہے

گر ہمارہ فصل تابستاں بدے ۔ سوزش خورشید در بستاں شدے

گر ہمیشہ فصل گرمی کی رہے ۔ سوزش خورشید گلشن پھونک دے

جنبشش را سوخته از رنج و دین | کرد گر تازہ نگشتی آن کہن
چھوڑتی سبزے کو وہ جڑ پیڑ سے | تازہ ہو سکتا نہ وہ پھر سوکھ کے

گر ترش روی است آن دی مشفق است | صیف خندانست اما محرق ست
سخت ہے سردی مگر ہے پھر بھی نرم | اچھی ہے گرمی مگر ہے پھر بھی گرم

چونکہ قبض آید تو در وی بسط بین | تازہ باش و چین میفگن بر جبین
قبض ہو تو بسط کر اس میں خیال | رہ شگفتہ بل نہ تو ماتھے پہ ڈال

کودکان خندان و دانایان ترش | غم جگر را باشد و شادی ز شش
رنج ہو دانا کو بچوں کو خوشی | ہو جگر میں درد ششؔ میں تازگی

چشم کودک ہمچو خر در آخر ست | چشم عاقل در حساب آخر ست
چشم کودک تھان پر جیسے ہو خر | آنکھ ہے دانا کی آخر بیں مگر

او در آخر چرب می‌بیند علف | وین ز قصاب آخرش بیند تلف
وہ طویلے بیچ ہے چارہ دیکھتا | اور یہ قصاب سے نقصان زدہ

آن علف تلخ است کاین قصاب داد | بہر لحم ما ترازوئے نہاد
گھاس کڑوی ہے قصائی نے جو دی | گوشت بیچنے کو ترازو ہے رکھی

رو ز حکمت خور علف کان را خدا | بیعوض دادست از محض عطا
چارہ کھا حکمت کا جس کو کبریا | بے عوض دیتا ہے از راہ عطا

فہم نان کردی نہ حکمت ای رہی | چونکہ حق گفتت کلوا من رزقہ
روٹی سمجھا تو نہ حکمت اے غنی | جب کہا حق نے کلوا من رزقہٖ[2]

رزق حکمت بود در مرتبت | کان گلوگیرت نگردد عاقبت
رزق حکمت مرتبے میں ہے سوا | جو نہ بالآخر ترا پکڑے گلا

[1] پھیپھڑا +
[2] اس کے رزق سے کھاؤ +

این دہان بستی دہانے باز شد ‏ ‏ کو خورندہ لقمہائے راز شد

بند کر یہ منہ تو تجھ اک منہ کھلے ‏ ‏ سربسر تجھے جو کھائے راز کے

گر ز شیر دیو تن را وا بری ‏ ‏ در فطام او بسے حلوا خوری

تو چھڑائے گا جو شیر دیو تن ‏ ‏ کھائے گا حلوا بہت اے جان من

ترک جوشش کردہ ام من نیم خام ‏ ‏ از حکیم غزنوی بشنو تمام

ترک جوش میں نے کیا جو تھی کا خام ‏ ‏ سن حکیم غزنوی سے اے ہمام

در الہی نامہ گوید شرح این ‏ ‏ آن حکیم غیب و فخر العارفین

کی الہی نامہ میں شرح متین ‏ ‏ تھے حکیم غیب فخر العارفین!

غم خورد نان غم افزایان مخور ‏ ‏ زانکہ عاقل غم خورد کودک شکر

غم کو کھا اور غم فزا روٹی نہ کھا ‏ ‏ بچے شکر کھاتے ہیں، عاقل غم سدا

قند شادی میوۂ باغ غم است ‏ ‏ این فرح زخم است و آن غم مرہم است

باغ غم کا میوہ ہے شادی ہم ‏ ‏ ہے خوشی زخم اور مرہم اس کا غم

غم چو بینی در کنارش کش بعشق ‏ ‏ از سر ربوہ نظر کن در دمشق

غم جو دیکھے اس سے ہو جا ہمکنار ‏ ‏ دیکھ ربوہ سے دمشق اچھی ہے یار

عاقل از انگور مے بیند ہمے ‏ ‏ عاشق از معدوم شے بیند ہمے

دیدۂ عاقل میں ہے انگور مے ‏ ‏ چشم عاشق میں ہے ہر معدوم شے

جنگ میکردند حمالان پریر ‏ ‏ تو مکش تا من کشم حملش چو شیر

پرسوں حمالوں میں تھی اک جنگ یار ‏ ‏ چھوڑ دے تو میں اٹھاؤں گا یہ بار

زانکہ در آن رنج میدیدند سود ‏ ‏ حمل را ہر یک ز دیگر میربود

کیونکہ اس تکلیف میں تھا فائدہ ‏ ‏ ایک سے تھا بوجھ لیتا دوسرا

مزد حق کو مزد آن بیچارہ کو ‏ ‏ این دہد گنجیت مزد و آن تسو

حق کی مزدوری کہاں اور یہ کہاں ‏ ‏ گنج دے وہ دے یہ ملے میں کوڑیاں

گنج زرّے کو چو خسپی زیرِ ریگ — با تو باشد آں نماند مُردہ ریگ

گنج ایسا جب تو مٹی میں بسے — ہو نہ ورثہ، بلکہ تیرا ساتھ دے

پیش پیشِ آں جنازہ ات مے دود — مونسِ گورِ غریبی مے شود

آگے آگے بھاگے لاشے کے ترے — گور میں پھر مونسِ غربت رہے

بہرِ روزِ مرگ اینم مُردہ باش — تا شوی با عشق سرمد خواجہ تاش

موت کے دن کے لئے مر جا ابھی — تا ہو حاصل تجھ کو عشقِ سرمدی

صبر مے بیند ز پردہ اجتہاد — روئے چوں گلنار و زلفیں مراد

صبر دیکھے زیرِ رنگ اجتہاد — چہرۂ گلنار و زلفِ مراد

غم چو آئینہ است پیشِ مجتہد — کاندراں ضد مے نماید روئے ضد

مجتہد کو رنج ہے جوں آئینا — یعنی اُس ضد میں ہے ضد جلوہ نما

بعد ضدِ رنج آں ضدِ دگر — رو دہد یعنی گشاد و کرّ و فر

بعد ضدِ رنج کے، ضد دُوسری — کرّ و فر کا منہ دکھائے واقعی

ایں دو وصف از پنجۂ دستت ببیں — بعد قبضِ مشت بسط آید یقیں

دیکھ دونوں وصف اپنے ہاتھ سے — ہے یقینی بسط پیچھے قبض کے

پنجہ را گر قبض باشد دائما — یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا

قبض اگر حاصل ہو پنجے کو سدا — یا کرے یکسر بسط، ہے اک ابتلا

زیں دو وصفش کار و مکسب منتظم — چوں پرِ مرغ ایں دو حال او را مہم

ان دو وصفوں سے ہے بس کسبِ مال — جیسے پرِ مرغ، مجبور[1] دو حال

[1] یعنی جیسے مرغ کے پر کبھی کھلتے ہیں۔ کبھی بند ہوتے ہیں ◆

# روح القدس کی حضرت مریمؑ سے گفتگو

چونکہ مریم مضطرب شد یکزماں — ہمچنانکہ بر زمیں بر ماہیاں

جب کہ مریمؑ کی بڑھیں بے تابیاں — جس طرح تڑپیں زمیں پر مچھلیاں

بانگ بر وے زد نمودار کرم — کہ امین حضرتم از من مرم

یوں ہوئی گویا تجلیٔ کرم — میں امینِ حق ہوں مجھ سے کر نہ رم

از سرافرازان عزت سر مکش — از چنیں خوش محرماں دامن مکش

سر سرافرازان عزت سے نہ کھینچ — دامن ارباب محبت سے نہ کھینچ

ایں ہمے گفت و ذبالہ نور پاک — از لبش مے شد پیاپے بر سماک

وہ یہ کہتا اور شعلہ نور کا — ہونٹوں سے جاتا تھا بالائے سما

از وجودم میگریزی در عدم — در عدم من شاہم و صاحب علم

تو عدم کو مجھ سے کیوں ہے بھاگتی — ہے وہاں بھی بالیقیں میری شہی

خود بنہ و بنگاہِ من در نیستیست — یکسوارہ نقش من پیش ستیست

نیستی میں خیمہ و لشکر مرے — نقش میرے کچھ ہیں تیرے سامنے

مریما بنگر کہ نقش مشکلم — ہم ہلالم ہم خیال اندر دلم

دیکھ مریمؑ نقش اک مشکل ہوں میں — خود ہلال اور خود خیالِ دل ہوں میں

چوں خیالے در دلت آمد نشست — ہر کجا کہ میگریزی با تو ہست

جو تصور جم گیا دل میں ترے — تو جہاں جائے ترے ہمرہ رہے

جز خیال عارضی باطلے — کہ بود چوں صبح کاذب آفلے

صرف اک باطل تصور کے سوا — صبح کاذب کی طرح جو ہو فنا

من چو صبح صادقم از نور رب — کہ نگردد گرد روزم ہیچ شب

صبح صادق ہوا خدا کے نور سے — میرے دن کو رات کیونکر گھیرے

بیں مگو لاحول عمراں زادہ ام — من ز لاحول ایں طرف افتادہ ام

دخترِ عمران نہ کہہ لاحول تو — یعنی میں لاحول سے ہوں یک سو

مر مرا اصل و غذا لاحول بود — نورِ لاحولی کہ پیش از قول بود

اصل تھی لاحول میری اور غذا — پیش کُن جب نور تھا لاحول تھا

تو ہمے گیری پناہ از من بحق — من نگارندہ پناہ ہم در سبق

تو اماں مانگے حضور اللہ کے — میں نگارندہ اماں کا پہلے سے

آں پناہم من کہ مخلصہات بُد — تو اعوذ آری و من خود آں اعوذ

وہ اماں ہوں جو ہے تیری پاسباں — تو اماں مانگے، میں ہوں خود ہی اماں

آفتے نبود بتر از ناشناخت — تو بر یار و ندانی عشق باخت

ناشناسی سے بڑی آفت نہیں — یار کے پہلو میں بھی اُلفت نہیں

یار را اغیار پنداری ہمے — شادیے را نام بنہادی غمے

یار کو اغیار ہے تو جانتی — تو نے غم رکھا ہے کیوں نام خوشی

اینچنیں لطفے کہ وارد یار ما — تو گریزانی ازو اے بے وفا

یار میں ہے اس قدر مہر و عطا — اور تو اس سے بھاگتی ہے برملا

اینچنیں نخلے کہ قدِ یار ماست — چونکہ ما دزدیم نخلش دار ماست

نخل اک ایسا کہ جو ہو قدِ یار — ہم چرا لیں تو ہے وہ نخل دار

اینچنیں مشکیں کہ زلفِ میر ماست — چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست

مشک بو ایسی وہ زلفِ میر ہے — چونکہ ہم ناداں ہیں وہ زنجیر ہے

اینچنیں لطفے چو نیلے میرود — چونکہ فرعونیم ہم با خوں شود

لطف کا دریا ہے رود نیل سا — ہم جو ہوں فرعون، خوں [illegible]

خوں ہمے گوید من آبم ہیں مریز — یوسفم گرگ از توام اے پُر ستیز

خون کہے پانی ہوں مجھ کو مت گرا — تھا میں یوسف، بھیڑیا تو نے کیا

تو نمی بینی کہ یارِ بردبار ۔ چونکہ با او ضد شوی گردد چو مار
دیکھتا نہیں ہے تو کہ یار بردبار ۔ جب تو اس سے ضد کرے ہو جائے مار

لحم او و شحم او دیگر نہ شد ۔ بر قرار اولست انسان کہ بد
گوشت پوست اسکا نہ کچھ بدلا افزا ۔ وہ وہی انسان ہے جیسا کہ تھا

شمع مریمؑ را بہل افروختہ ۔ کہ بخارا میرود آں سوختہ
شمع مریمؑ چھوڑ دے جلتی ہوئی ۔ پھر بخارا جا رہا ہے ستقی!

سخت بے صبر و در آتش تیز ۔ رو سوئے صدرِ جہاں کن [illegible]
ہے وہ بے صبر آتش اُلفت سے تیز ۔ جانب صدر جہاں پھر ہے گریز

## اس وکیل کا بخارا کو جانا

ایں بخارا منبع دانش بود ۔ پس بخارائیست ہر کانش بود
یہ بخارا چشمہ ہے دانائی[1] کا ۔ وہ بخارا ہے جو اسکا ہو گیا

پیش شیخے در بخارا اندری ۔ تا بخواری در بخارا ننگری
شیخ کے آگے بخارا میں ہے تو ۔ دیکھ مت نفرت سے اسکو نیک خو

جز بخواری در بخارائے دلش ۔ راہ ندہد جز رویۂ مشکلش
اس کے دل تک آہ خواری کے سوا ۔ جز روۂ مشکل کا کب ہے رہنما

اے خنک آنرا کہ ذلت نفسہ ۔ وائے آنکس را کہ یردی رفسہ
واہ جس کا نفس رسوا ہو گیا ۔ آہ جو اس سے ہلاکت میں پڑا

فرقت صدرِ جہاں در جانِ او ۔ پارہ پارہ کردہ بود ارکانِ او
فرقت۔ صدر جہاں نے ۔ د[illegible] ۔ ٹکڑے ٹکڑے اسکے دل کے کر دیئے

[1] یعنی علم و حکمت کا سرچشمہ +

گفت برخیزم ہمانجا وا روم — کافر ار گشتم دگر رہ بگروم

بولا بس اُٹھ کر دیتیں، اب جاؤں میں — کفر ہے رستے سے گر پھر آؤں میں

وادم آنجا بیفتم پیش او — پیش آں صدر نکو اندیش او

جاؤں میں، اور اُس کے آگے گر پڑوں — صدر ہے وہ صاحبِ علم و فنوں

گویم افگندم بہ پیشت جانِ خویش — زندہ کن یا سر ببر مارا چو میش

اور کہوں حاضر ہوں تیرے سامنے — زندہ کر یا تو مرا سر کاٹ دے

کشتہ و مردہ بہ پیشت اے قمر — بہ کہ شاہ زندگاں جائے دگر

پاس تیرے مردہ اچھا ہوں میں یہاں — اور جا ہونے سے شاہِ زندگاں

آزمودم صد ہزاراں بار بیش — بے تو شیریں مے نہ بینم کار خویش

اس سے پہلے آزمایا لاکھ بار — بے ترے شیریں نہ ہونگے میرے کار

عن لی یا میتی نحن النشور — ابرکی یا ناقتی تم السرور

گا وہ نغمہ مُردہ جو زندہ کرے — اے شترا اب بیٹھ، لطف ہو چکے

ابلعی یا ارض دمعی قد کفی — اشربی یا نفس وردا قد صفا

اے زمیں پی، اشک کافی ہیں مجھے — گھونٹ پی نفس آبِ صافِ عشق کے

عدت یا عیدی الینا مرحبا — نعم ما روحت یا ریح الصبا

عید، میری سمت لوٹ آ، مرحبا — تو نے مجھ کو خوش کیا بادِ صبا

گفت اے یاراں رواں گشتم وداع — سوئے آں صدرے کہ میرست و مطاع

بولا اے یارو میں اب رخصت ہوا — اس کی جانب جو ہے صدر با وفا

دم بدم در سوز بریاں مے شوم — ہر چہ بادا باد آنجا مے روم

سوز میں اس کے ہیں بریاں دمبدم — ہر چہ بادا باد تو جاتے ہیں ہم

گرچہ دل چوں سنگ خارا میکند — جان من عزم بخارا میکند

دل ہے مثلِ سنگِ خارا گو گراں — پھر بخارا کی طرف ہے عزمِ جاں

مسکن یار است و شہر شاہ من
پیش عاشق ایں بود حب الوطن
یار کا مسکن ہے، شہ کی انجمن
بس یہی عاشق کو ہے حبِّ وطن

## عاشق و معشوق کے سوال و جواب

گفت معشوقے بعاشق کاے فتیٰ
تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پوچھا یوں عاشق سے اک معشوق نے
شہر دیکھے تو نے غربت میں بڑے

پس کدامیں شہر زانہا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است
شہر ان سب میں ہے بہتر کونسا
بولا وہ، جو ہے مقامِ دلربا

ہر کجا باشد شہ مارا بساط
ہست صحرا گر بود سم الخیاط
جس جگہ مسکن ہو میرے شاہ کا
ناکا سوئی کا ہو، تو بھی ہے بجا

ہر کجا یوسف رخے باشد چو ماہ
جنت است آں گرچہ باشد قعرِ چاہ
جس جگہ ہو کوئی یوسف شکل ماہ
ہو جناں، ظاہر میں گو ہو قعرِ چاہ

با تو دوزخ جنت است اے جانفزا
بے تو زنداں گلشن است اے دلربا
تجھ سے دوزخ ہے بہشت اے جانفزا
تجھ سے زنداں باغ ہے اے دلربا

شد جہنم با تو زندانِ نعیم
بے تو شد ریحان و گل نارِ جحیم
ہے جہنم تجھ سے زندانِ نعیم
بے ترے ریحان و گل نارِ جحیم

ہر کجا تو با منی من خوشدلم
در بود در قعرِ گورے منزلم
تو جہاں ہے ساتھ خوشدل ہوں وہاں
گور میں ہو جائے مسکن بیگماں

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود
کہ مرا با تو سر و سودا بود
دو جہاں سے بھی ہے بہتر وہ مقام
ہو جہاں تجھ سے محبت کا قیام

بس دراز است ایں سخن وا اختصار
عاشق صد جہاں شد اشکبار
بات یہ لمبی ہے کب تک انتظار
عاشق صد جہاں ہے اشکبار

# دوستوں کا بخارا جانے سے اُسے منع کرنا

گفت او را ناصحے کاے بے خبر
عاقبت اندیش اگر داری خبر

ایک ناصح نے کہا اے بے خبر
سوچ کچھ انجام اگر ہے باخبر

در نگر پس را بعقل و پیش را
ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را

آگا پیچھا سوچ اپنی عقل سے
مثل پروانہ ہے جلتا کس لئے

چوں بخارا میروی دیوانۂ
لائق زنجیر و زندان خانۂ

گر بخارا جائے تو دیوانہ ہے
لائق زنجیر و زنداں خانہ ہے

او ز تو آہن ہمے خاید ز خشم
او ہمے جوید ترا با بیست چشم

دانت تجھ پہ پیستا ہے خشم سے
بیسیوں آنکھوں سے ڈھونڈے ہے تجھے

میکند او تیز از بہر تو کارد
او سگ قحطست تو انبان آرد

تیز کرتا ہے ترے اوپر چھری !
کال کا کتا وہ، تو گون آٹے کی

چوں رہیدی و خدایت [۱] داد داد
سوئے زنداں میروی چونت فتاد

جب خدا نے کر دیا تجھ کو رہا
قید خانے کی طرف پھر کیوں چلا

بر تو گر دہ گون موکل آمدے
عقل بایستے کز ایشاں کم زدے

تجھ پہ گر ہوتے موکل دس گنے
اُن سے بچتا عقل اگر ہوتی تجھے

چوں موکل نیست بر تو ہیچکس
از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس

جب موکل کوئی بھی تجھ پہ نہیں
پیش و پس میں مبتلا ہے کیوں کہیں

عشق پنہاں کردہ بود او را اسیر
آں موکل را نمے دید آں نذیر

عشق پنہاں میں ہوا تھا وہ اسیر
دیکھ سکتا کیا موکل وہ نذیر

[۱] ڈرانے والا - ناصح +

هر موکل را موکل مختفی ست | ورنه او در بند سگ طبعی چیست
---|---
ہر موکل کا موکل ہے چھپا | ورنہ سگ طبعی میں وہ کیوں ہے پڑا
خشم شاه عشق بر جانش نشست | بر عوانی و سیه رویش ببست
غصہ شاہ عشق کا ہے جان پر | تھا نگہباں اسکا وہ شام و سحر
میزند آن را که هین این را بزن | زان عوانان نهان افغان کن
جبر کرتا تھا کہ اس کو مار ہاں | خفیہ چوکیداروں سے یا رب فغاں
هر که بینی در زیانی میرود | گرچه تنها با عوانی میرود
تو جسے دیکھے کہ ہے صرف زیاں | گرچہ تنہا، موکل ہے نہاں
گر ازو واقف بدی افغان زدی | پیش آن سلطان سلطانان شدی
ہو فغاں، گر اس کی ہو جائے خبر | پیش شاہنشاہ جائے دوڑ کر
ریختی بر سر به پیش شاه خاک | تا امان دیدی ز دیو سهمناک
شہ کے آگے، خاک سر پہ ڈالتا | تا اماں اُس دیو سے پاتے ذرا
میر دیدی خویش را ای کم ز مور | زان ندیدی آن موکل را تو کور
میر سمجھا خود کو تو تھا مثل مور | یوں موکل کو نہ دیکھا تو نے کور
غره گشتی زین دروغین پر و بال | پر و بالی کو کشد سوی وبال
غرہ ہے ان جھوٹے پر و بال پر | پر بلا میں ڈالتے ہیں بال و پر
پر سبک دارد ره بالا کند | چون گل آلو شد گرانیها کند
پر سبک ہوں، جانب بالا اُڑیں | ہوں گل آلودہ، تو پھر بھاری پڑیں
جهد کن پر را گل آلوده مکن | لیک گوشت کر شد و چندانکه بین
سعی کرتا ہوں گل آلودہ نہ ہو | چند گھنٹے، اور تیرے کان کر

⁂ ⁂ ⁂

# مردِ عاشق کا جواب دینا

گفت اے ناصح خمش کن چند چند
پند کم دہ زانکہ بس سخت است بند

بولا اے ناصح نصیحت تو نہ کر
ہے گرہ مشکل، نصیحت بے اثر

سخت تر شد بندِ من از پندِ تو
عشق را نشناخت دانشمندِ تو

پند سے مشکل ہوئی میری سوا
عشق کو تو نے نہ پہچانا ذرا

آں طرف کہ عشق مے افزود درد
بو حنیفہؒ و شافعیؒ درسے نکرد

تھی عیاں جس درس سے تو عشق کی
چھوڑ بیٹھے بو حنیفہؒ، شافعیؒ

تو مکن تہدیدم از کشتن کہ من
تشنۂ زارم بخونِ خویشتن

گو ہے مرنے کا دلایا خوف کیا
میں ہوں پیاسا آپ اپنے خون کا

عاشقاں را ہر زمانے مردنیست
مردنِ عشاق خود یک نوع نیست

عاشقوں کو موت ہے اک ہر گھڑی
مختلف ہے عاشقوں کی موت بھی

او دو صد جاں دارد از نورِ ہدیٰ
و آں دو صد را میکند ہر دم فدا

اس میں سو جانیں ہیں تو یہ آشنا
اور انہیں کرتا ہے وہ ہر دم فدا

ہر یکے جاں را ستاند دہ بہا
از نبی خواں عشرۃ امثالہا

لیتا ہے اک جان کے دس دس بدلے
عشرۃ امثالہا گر پڑھ لے

گر بریزد خونِ من آں دوست رو
پائے کوباں جاں برافشانم برو

دوست گر مجھ سے ہو خواہشمند خوں
دوڑ کر میں جان اس پہ وار دوں

آزمودم مرگِ من در زندگیست
چوں رہم زیں زندگی پایندگیست

مجھ کو تو اس زندگی میں ہے فنا
جب چھٹا اس زندگی سے ہے بقا

ایک کے دس عوض ہیں ◆

اقتلونی اقتلونی یا ثقات ‏ ان فی قتلی حیاتاً فی حیات

قتل کر ڈالو مجھے اے دوستو ‏ ہے حیات اس قتل میں میری سنو

یا منیر الخد یا روح البقا ‏ اجتذب قلبی وجد لی باللقا

اے منور چہرہ اے روح بقا ‏ روح کو کر جذب، کر مجھ کو لقا

لی حبیب حبہ یشوی الحشا ‏ لو یشا یمشی علیٰ عینی مشا

عشق دلبر نے دیا دل کو جلا ‏ وہ پھرے آنکھوں میں گر ہے چاہتا

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر است ‏ عشق را خود صد زبان دیگر است

فارسی لکھو گرچہ عربی ہے بھلی ‏ اور بھی ہیں سو زبانیں عشق کی

بوئے آں دلبر چو پران میشود ‏ ایں زباں ہا جملہ حیراں میشود

اڑتی ہیں بلائیں جو اس دلدار کی ‏ ہوتی ہیں حیران زبانیں یہ سبھی

بس کنم دلبر در آمد در خطاب ‏ گوش شو واللہ اعلم بالصواب

بس کروں اب یار کرتا ہے خطاب ‏ سن ذرا واللہ اعلم بالصواب

چونکہ عاشق توبہ کرد اکنوں بترس ‏ کو چو عیاراں کند بر دار درس

اب جو کی عاشق نے توبہ خوف ہے ‏ کب وہ درس عشق سولی پر پڑھے

گرچہ آں عاشق بخارا میرود ‏ نے بدرس و نے باستا میرود

گرچہ عاشق ہے بخارا کو رواں ‏ پڑھنے وہ جاتا نہیں لیکن وہاں

خلع کن خود را ز خود بیزار شو ‏ بعد ازاں اندر حرم بر کار شو

خلع کرکے خود سے خود بیزار ہو ‏ اور پھر مصروف کار و بار ہو

عاشقاں را خود مدرس حسن دوست ‏ دفتر و درس و سبق شاں روئے دوست

عاشقوں کا ہے مدرس حسن یار ‏ اور ہے اُن کا سبق روئے نگار

خامشند و نعرۂ تکرار شاں ‏ میرود تا عرش و تخت یار شاں

وہ ہیں خاموش اور نعرہ یک بیک ‏ عرش تک جاتا ہے تخت یار تک

در دل شاں آں شور و چرخ و ولولہ
نے زیادات است و باب سلسلہ[1]

در دل اُن کا وجد و حال و ولولہ!
کب زیادات اور باب سلسلہ

سلسلۂ ایں قوم جعدِ مشکبار
مسئلہ دور است اما دورِ یار

سلسلہ اس قوم کا زلفِ نگار
مسئلہ ہے دور کا، ہے دورِ یار

مسئلۂ کیس[2] ار بپرسد کس ترا
گو نگنجد گنجِ حق در کیسہا

کیس کا پوچھے جو کوئی مسئلہ
کہہ سمائے گنجِ حق کیسے میں کیا

گر دمِ خلع و مبارا[3] میرود
بد مبین ذکر بخارا میرود

ہے اگر خلع و مبارا کا بیان!
بد نہ کر، ذکر بخارا ہے میاں

ذکر ہر چیزے دہد خاصیتے
زانکہ دارد ہر عرض ماہیتے

ذکر میں ہر چیز کے ہے خاصیت
کیونکہ ہے ہر اک عرض کی ماہیت

در بخارا در ہنرہا بالغی
چوں بخاری رو نہی زو فارغی

تو بخارا میں ہوا صاحب ہنر
بے ہنر ہے جوں بخاری ہے اگر

آں بخاری غصۂ دانش نداشت
چشم بر خورشیدِ بینش میگماشت

تھا بخاری کو نہ غصہ عقل کا
بلکہ رکھتا خورشید بینش دیکھتا

ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ
او ز دانشہا نجوید دستگاہ

وہ جسے خلوت کی بینائی ملے
عقل و دانائی سے بے پروا ہے

---

[1] زیادات اور سلسلہ دو کتابوں کے نام ہیں +

[2] مسائل فقہ میں ایک مسئلہ کیس کا بھی ہے اور وہ اس طرح کہ ایک شخص بے تعیین روپے کا کیسہ کسی کے پاس امانت رکھے اور پھر اس کیسہ میں زیادتی کا دعویٰ کرے بغیر کسی دلیل و برہان کے +

[3] خلع اور مبارا طلاق کی دو قسمیں ہیں +

با جمال جاں چو شد ہم کاسۂ
باشدش ز اخبار و دانش تاسۂ

ہم پیالہ جو جمال جاں سے ہو
بار کچھے وہ لگام عقل کر

دید بود دانش بود علت فزا
زیں سے دنیا بچرید عامہ را

دیکھ دانش ہوتی ہے علت فزا
اس سے لگے ہیں عام دنیا پہ فدا

زانکہ دنیا را ببینند عین
وآنجہانی را ہمی دانند دین

کیونکہ وہ دنیا کو سمجھے ہیں بجا
آخرت کو فرض جانیں بر ملا

کاین جہاں را نقد مے بینند پیش
وآں جہان را کہ بینند چوں بلاغ

اس جہاں کے نقد پہ ہے اعتبار
اس جہاں کو بیچ جائیں اور ادھار

باز رو سوئے حدیث آں جواں
کو ز غم صدر جہاں شد ناتواں

پھر بیان کر ماجرا اس نوجواں
ہے کہ غم صدر جہاں سے ناتواں

## بخارا کی طرف عاشق کی روانگی

رو نہاد آں عاشق خونابہ ریز
دل طپاں سوئے بخارا گرم و تیز

ہو گیا آخر وہ با آہ و فغاں
گرم رو سوئے بخارا دل طپاں

ریگ آمو[1] پیش او ہمچوں حریر
آب جیحوں پیش او چوں آبگیر

ریگ آموی تھی اُسے مثل حریر
آب جیحوں اُس کے آگے آبگیر

آں بیاباں پیش او چوں گلستاں
مے فتاد از خندہ او چوں گلستاں

تھا وہ جنگل اس کو مثل گلستاں
باغ تھا اس کی ہنسی سے خوں فشاں

در سمرقند است قند اما لبش
از بخارا یافت واں شد مذہبش

قند ہے گرچہ سمرقندی مگر
اس کے لب نے لی بخارا سے شکر

[1] آمو ایک شہر کا نام ہے۔ جو ساحل جیحوں پر واقع ہے۔

اے بخارا عقل افزا بودۂ — لیک از من عقل و دیں بربودۂ

اے بخارا تو رہا دانش فزا — مجھ سے لیکن عقل و دیں سب لے گیا

بدر می‌جویم از آں نم چوں ہلال — صدر می‌جویم و دریں صف نعال

ہوں ہلال اب کیونکہ ڈھونڈوں ذکا — گو ہوں پچھلی صف میں ڈھونڈوں صدر کو

چوں سوادِ آں بخارا را بدید — در سوادِ غم بیاضے شد پدید

آئی جب سرحد بخارا کی نظر — شام غم میں اٹھی سپیدی جلوہ گر

ساعتے افتاد بیہوش و دراز — عقل او پرید در بستانِ راز

دیر تک بیہوش اور بیخود رہا — عقل باغ راز میں پہنچی بجا

بر سر و ریش گلابے میزدند — از گلابِ عشق او غافل بدند

اس کے منہ پر سب چھڑکتے تھے گلاب — تھے گلاب عشق سے سب باحجاب

او گلستانے نہانے دیدہ بود — غارتِ عشقش ز خود ببریدہ بود

اس نے اک گلزار دیکھا تھا نہاں — عشق نے لوٹا تھا اس کو بیگماں

تو فسردہ در خور ایں دم نۂ — با شکر مقروں نۂ گر خود نئی

تو فسردہ عشق کے قابل نہیں — نے ہے اور خالی شکر سے بالیقیں

رخت عقلت با تو ہست و عاقلی — وز جنوداً لم تروہا غافلی

عقل تیرے پاس ہے عاقل ہے تو — لم تروہا سے مگر غافل ہے تو

ایں سخن پایاں ندارد تیز راں — تا رود سوئے بخارا آں جواں

بات یہ لمبی ہے آگے ہو رواں — تا چلے سوئے بخارا وہ جواں

سلہ اس آیہ شریف کی طرف اشارہ ہے — وا نزل جنوداً لم تروھا — یعنی اس نے لشکر نازل کئے۔ جنہیں کوئی دیکھ نہ سکا

# عاشق کا بخارا پہنچنا

اندر آمد در بخارا شادماں ‌‌ ‌ پیش معشوق خود و دار الاماں

پہنچا وہ آخر بخارا شادماں ‌ ‌ ‌ کوئے جاناں میں جو تھا دار الاماں

ہمچو آں مستے کہ پرد در اثیر ‌ ‌ ‌ مہ کنارش گیرد و گوید کہ گیر

مست جیسے چرخ پہ ہو کیف بو ‌ ‌ ‌ چاند کر لیتا ہے جس کو ہمکنار

ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز ‌ ‌ ‌ پیش از پیدا شدن منشیں گریز

جس نے بھی دیکھا بخارا میں اسے ‌ ‌ ‌ بولا اُٹھ کر ، ہے بھاگنا لازم تجھے

کہ ترا مے جوید آں شہ خشمگیں ‌ ‌ ‌ تا کشد از جان تو دہ سالہ کیں

ڈھونڈتا ہے شاہ تجھ کو خشمگیں ‌ ‌ ‌ تا کرے دس سال کا بدلہ یہیں

اللہ اللہ در میا در خون خویش ‌ ‌ ‌ تکیہ کم کن بر دم و افسون خویش

اللہ اللہ ور میا - خون اپنا خود نہ کر ‌ ‌ ‌ کر نہ تکیہ سحر اور افسون پہ

شحنۂ صدر جہاں بودی و راد ‌ ‌ ‌ معتمد بودی مہندس اوستاد

شحنۂ صدر جہاں تھا بامراد ‌ ‌ ‌ معتمد تھا مہندس کا اوستاد

ہم مشیرش بودی و ہم محترم ‌ ‌ ‌ گشتہ از بہر گناہے متہم

تو مشیر اُس کا تھا اور تھا محترم ‌ ‌ ‌ ہو گیا تھا اک خطا سے متہم

غدر کردی وز جزا بگریختی ‌ ‌ ‌ رستہ بودی باز چوں آویختی

غدر کرکے تو جزا سے تھا بچا ‌ ‌ ‌ خود بخود پھنسنے کو پھر کیوں آگیا

از بلا بگریختی با صد حیل ‌ ‌ ‌ ابلہی آوردت اینجا یا اجل

مکر کرکے تو بلاؤں سے بچا ‌ ‌ ‌ بیوقوفی لائی تجھ کو یا قضا

اے کہ عقلت بر عطارد دق کند ‌ ‌ ‌ عقل و عاقل را قضا احمق کند

عقل تیری کو عطارد سے لڑائے ‌ ‌ ‌ عقل و عاقل کو قضا احمق کرے

نحس خرگوسے کہ باشد شیر جو
زیرکی و عقل و چالاکیت کو
نحس ہے خرگوش جو ہو شیر جو
عقل و چالاکی کہاں ہے نیک خو

ہست صد چندیں فسونہائے قضا
گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
ہیں قضا کے مکر و افسوں سے کہا
تنگ ہو میدان جب آئے قضا

صد رہ و مخلص بود از چپ و راست
از قضا بستہ شود گر اژدہاست
بھاگنے کے سو ہیں رستے جابجا
ہے قضا باندھے، اگر ہو اژدہا

## عاشق کا جواب

گفت من مستسقیم آبم کشد
گرچہ میدانم کہ ہم آبم کشد
بولا مستسقی ہوں لاؤ جا آب صاحب
جانتا ہوں پانی سے ہے موت نجواب

ہیچ مستسقی نہ گریزد ز آب
گر دو صد بارش کند مات خراب
بھاگتا پانی سے مستسقی نہیں
گرچہ دے بے حد اسے کر دے حزیں

گر بر آماسد مرا دست و شکم
عشق آب از من نخواہد گشت کم
سوج جائیں گو مرے دست و شکم
عشق پانی کا مگر ہوگا نہ کم

گویم آنگہ کہ بپرسند از بطوں
کاشکے بحرم رواں بودے درون
میں کہوں پوچھیں جو مجھ سے کیوں
کاش ہوتا دل میں اک دریا رواں

خیک اشکم گو بدر از موج آب
گر بمیرم ہست مرگم مستطاب
پیٹ کی گو مشک پانی سے پھٹے
اور مروں تو خوب ہے مرنا مجھے

من بہر جائے کہ بینم آب جو
رشکم آید بودمے من جائے او
دیکھوں چشمہ میں جہاں بہتا ہوا
رشک آتے ہیں میں کیوں چشمہ ہوا

دست ہمچوں دف شکم ہمچوں دہل
طبل عشق آب مے کوبم چو گل
ہاتھ مثل دف شکم مثل دہل
طبل عشق آب کوٹوں مثل گل

از جمادی مُردم و نامی شدم
وز نما مُردم بحیواں سر زدم
خاک سے جب میں چھٹا - سبزہ ہوا
جب چھٹا سبزے سے حیواں ہو گیا

مُردم از حیوانی و آدم شدم
پس چہ ترسم کے ز مردن کم شدم
مر کے حیوانوں میں پھر آدم ہوا
کیوں ڈروں میں موت سے کیا کم ہوا

حملۂ دیگر بمیرم از بشر
تا برآرم از ملائک بال و پر
آدمی بن کر جو اب موت آئے گی
قدسیوں کے بال و پر دے جائے گی

وز ملک ہم بایدم جستن ز جو
کل شیء ہالک الا وجہہ
ان سے بڑھنا چاہئے اب بحر جو
کل شیء ھالک الا وجہہ[1]

بار دیگر از ملک قربان شوم
آنچہ اندر وہم ناید آں شوم
پھر ملائک سے بھی قربان ہوں
وہم میں بھی جو نہ آئے وہ ہوں

پس عدم گردم عدم چوں ارغنون
گویدم کانا الیہ راجعون
پھر عدم ہو جاؤں - وہ جوں ارغنوں
یوں کہے انا الیہ راجعون[2]

مرگ داں کہ اتفاق امت است
کآب حیوانے نہاں در ظلمت است
اتفاق امت کا جان اموات میں
آب حیواں ہے نہاں ظلمات میں

ہمچو نیلوفر برو زیں طرف جو
ہمچو مستسقی حریص آب جو
مثل نیلوفر کنارے سے تو جا
مثل مستسقی کے پانی ڈھونڈتا

مرگ او آبست و جویائے آب
میخورد واللہ اعلم بالصواب
پانی اس کی موت وہ جویائے آب
پیتا ہے واللہ اعلم بالصواب

اے فسردہ عاشق ننگیں نمد
کو ز بیم جان ز جاناں میرمد
جو نمد پوش اور خالی عشق سے
بھاگے جاناں سے وہ ڈر سے جان کے

[1] اس کی ذات کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہو جانیوالی ہیں ÷
[2] بے شک ہم خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ÷

سوئے تیغ عشقش آں ننگِ زناں | صد ہزاراں جاں نگر دستک زناں

عشق میں اس کے فدا کر خود کو ہاں | لاکھوں جانیں پیٹتی ہیں تالیاں

جوئے دیدی کوزہ اندر جوئے ریز | آب را از جوئے کے باشد گریز

ندی دیکھی۔ کوزہ دے ندی میں ڈال | پانی کو ندی سے کب ہے انفصال

آبِ کوزہ چوں در آبِ جو شود | محو گردد در وے و جو او شود

پانی کوزے کا اگر ندی میں جائے | خود بنے ندی جو ندی میں سمائے

وصفِ او فانی شود ذاتش بقا | زیں سپس نے کم شود نے بد لقا

وصف ہو فانی - رہے ذاتی بقا | اس طرح کم ہو - نہ بیہودہ بدنما

خویش را بر نخلِ او آویختم | عذر آں را کہ ازو بگریختم

خود کو اس کے نخل پہ لٹکا دیا | عذر اس کا ہے کہ بھاگا کیوں میں تھا

ہمچو گوئے سجدہ کن بر رو و سر | جانبِ آں صدر شد با چشمِ تر

سجدہ کرتا گیند کی صورت چلا | صدر کی جانب بہت روتا ہوا

با رخے چوں زعفران و اشک ہاں | رفت آں بیدل سوئے صدرِ جہاں

منہ تھا مثلِ زعفران، آنسو رواں | وہ گیا بیدل سوئے صدرِ جہاں

## عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا

ہم کفن ہم تیغ اندر دستِ او | چونکہ بود او عاشقِ سرمستِ او

ہاتھ میں اس کے کفن تھا - تیغ بھی | تھا وہ عاشق - اس کی سرمستی بڑھی

جملہ خلقاں منتظر سر در ہوا | کش بسوزد یا بر آویزد ورا

منتظر تھی ہر طرف خلقِ خدا | دیکھیں سولی دے اسے۔ یا دے جلا

ایں زماں ایں احمقِ یک لخت را | آں نماید کو زماں بدبخت را

ساتھ اس احمق کے اب ہوگا وہی | جو کرے بدبخت سے دنیا بدی

ہمچو پروانہ شرر را نور دید — احمقانہ در فتاد از جاں برید

نور سمجھا شعلے کو پروانہ وار — احمقانہ اس پہ جاں کر دی نثار

لیک شمع عشق چوں آں شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روشنیست

کب ہے شمع عشق مثل اس شمع کے — وہ تو ہر دم روشن و تاباں رہے

او بعکس شمع ہائے آتشیست — می نماید آتش و جملہ خوشیست

وہ ہے بر عکس چراغ آتشی — تجھ کو آگ آئے نظر پر ہے خوشی

# ایک مسجد اور عاشق کی کہانی

یک حکایت گوش کن اے نیک پے — مسجدے بد بر کنارِ شہر رے

اک حکایت مجھ سے سن اے نیک پے — ایک مسجد تھی کنارِ شہر رے

ہیچکس در وے نخفتے شب ز بیم — کہ نہ فرزندش شدے آں شب یتیم

خوف سے شب کو کوئی سوتا نہ تھا — تا نہ ہو بچہ یتیم اس شخص کا[1]

ہر کہ در وے بے خبر چوں گور رفت — صبحدم چوں اختراں در گور رفت

بے خبر جو گور سا اس میں بس گیا — مثل اختر صبحدم مدفن میں تھا

خویشتن را نیک ازیں آگاہ کن — صبح آمد خواب را کوتاہ کن

اپنے کو اس سے ذرا آگاہ کر — صبح آئی خواب کو کوتاہ کر

ہر کسے گفتے کہ پریاں تند تند — اندر آں مہماں کشاں با تیغ کند

کوئی کہتا تھا کہ پریاں ہیں یہاں — تیغ سے کرتی ہیں قتل میہماں

واں دگر گفتے کہ سحر است و طلسم — کہ رصد بستہ است بہر جان و جسم

کوئی کہتا تھا کہ ہے سحر و طلسم — اور رصد باندھی ہے بہر جان و جسم

[1] یعنی اس خوف سے کوئی شخص اس مسجد میں رات کو نہ سوتا تھا کہ کہیں وہ مر نہ جائے اور اس کا بچہ یتیم نہ ہو جائے +

آں دگر گفتے کہ بردہ نقش قاش — بعد شش کلسے مہماں اینجا مباش

کوئی کہتا ٹھہر کے در پر دو نگا — تختیے مسجد میں نہ کوئی باوفا

شب مخسپ اینجا اگر جاں بایدت — ورنہ مرگ اینجا کمیں بکشایدت

جان پیاری ہے تو شب کو سو نہ یاں — موت ورنہ چھپ کے آئے ناگہاں

واں دگر گفتا کہ قفلے بر نہید — غافلے کاید شما کم رہ دہید

کوئی کہتا تھا کرو تالا لگا — تاکہ کوئی غافل نہ پائے راستا

## اس مہمان کش مسجد میں ایک مہمان کا آنا

تا یکے مہمان در آمد وقت شب — کو شنیدہ بود آں صیت عجب

آیا اک مہمان شب کو ناگہاں — سن چکا تھا جو یہ ساری داستاں

از برائے آزموں مے آزمود — زانکہ بس مردانہ و جانباز بود

امتحاں اس کا اسے منظور تھا — کیونکہ جانبازی میں وہ مشہور تھا

گفت کم گیرم سر و اشکمبہ — رفتہ گیر از گنج زر یک حبہ

بولا تم کرنا نہ کچھ ماتم مرا — یوں سمجھنا گنج سے پیسہ گیا

صورت تن گو برو من کیستم — نقش کم ناید چو من باقیستم

صورت تن کیا ہے اس پر کیا ہوں میں — نقش کیا کم ہو اگر زندہ ہوں میں

چوں نفخت بود از لطف خدا — نفخ حق باشم ز نائے تن جدا

جو نفخت نغمہ حق تھا برملا — نفخ حق ہوں جسم کی نے سے جدا

تا نیفتد بانگ نفخش ایں طرف — تا رہد آں گوہر از تنگیں صدف

گر ادھر آئے نہ نغمہ نفخ کا — تنگ سیپی سے ہو موتی کیا رہا

چوں تمنوا الموت گفت اے صادقیں — صادقم جاں را برافشانم بریں

جب تمنوا الموت اس نے کر دیا — ہوں میں صادق جان کر دوں گا فدا

# اہل مسجد کا مہمان کو ملامت کرنا

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا مخسپ — تا نکوبد جانستانت ہمچو کسپ
لوگ بولے۔ کہ نہ سو یہاں ارے — جان لیوا قتل نہ کر ڈالے تجھے

کہ غریبی و نمیدانی تو حال — کاندرینجا ہر کہ خفت آمد زوال
تو مسافر ہے۔ خبر تجھ کو کہاں — جو یہاں سویا۔ ہوا وہ رائگاں

اتفاقی نیست اینجا بارہا — دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی
اتفاقی کیا۔ کہ اکثر سانحے — ہم نے دیکھے اور اہل عقل نے

ہر کہ ایں مسجد شبے مسکن شدش — نیم شب مرگ ہلاہل آمدش
شب کو اس مسجد میں جو ساکن ہوا — نصف شب کو آ گئی اس کی قضا

از یکے تا پانصد ایں را دیدہ ایم — نے بہ تقلید از کسے بشنیدہ ایم
پانسو اپنے ہیں قصے۔ ایک کیا — ہم بے تقلیداً نہیں کچھ بھی سنتا

گفت الدین النصیحۃ آں رسول — آں نصیحت در لغت ضد غلول
بولے الدین[2] النصیحۃ مصطفیٰ[3] — ضد حق پوشی نصیحت ہے بجا

آں نصیحت راستی در دوستی — در غلولی خائنی سگ پوستی
ہے نصیحت دوستی میں راستی — تو جو ہے حق پوشش۔ خائن واقعی

بے خیانت ایں نصیحت از وداد — مینمائیمت مگرد از عقل و داد
بے خیانت یہ نصیحت ہم تجھے — کر رہے ہیں۔ ہو نہ گمرہ عقل سے

لہ حاشیہ صفحہ گزشتہ قولہ تعالیٰ۔ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔
اگر تم سچے ہو۔ تو موت کی تمنا کرو +

[2] دین نصیحت ہے +

# عاشق کا جواب

گفت اوائے ناصحاں من بے ندم / از جہان زندگی سیر آمدم!

بولا، لوگو! اگرچہ میں نادم نہیں / زیست سے ہوں تنگ لیکن بالیقیں

منبلم بے زخم ناساید تنم / عاشقم بر زخمہا بر مے تنم

سست ہوں، بے زخم کیا آرام آئے / زخم سے رغبت ہے میں عاشق ہوں ہائے

منبلے ام زخم جو و زخم خواہ / عافیت کم جوئے از منبل براہ

میں ہوں کاہل۔ زخم جو یہ ہوں فنا / جو ہو کاہل، عافیت اس کی ہے کیا

منبلے نے کو بود خود برگ جو / منبلے ام لاابالی مرگ جو!

سست کب ہوں فکر بار و برگ میں / میں ہوں ناکارہ تلاش مرگ میں

منبلے نے کو بکسب آرد آورد / منبلے چستی کزیں پل بگذرد

سست ہوں وہ بیکار۔ مال و زر جو ہے / سست وہ ہوں۔ جو یہ رستہ چھوڑ دے

آں نہ کو بہر دکانے می زند / بل جہد از کون و برکانے زند

وہ نہیں۔ جائے جو بہر دکان ہے / بلکہ دنیا چھوڑ دے ایمان ہے

مرگ شیریں گشت و نقلم زیں سرا / چوں قفس ہشتن پریدن مرغ را

مجھ کو شیریں مرگ اور نقل مکاں / جس طرح ہو مرغ پنجرے سے رواں

آں قفس کہ ہست عین باغ در / مرغ مے بیند گلستان و شجر

وہ قفس جو باغ میں رکھا ہوا / مرغ ہے جس سے بہاریں دیکھتا

چوں مرغان از بروں گرد قفس / خوش ہمے خوانند ز آزادی قفس

مرغ لاکھوں اس قفس کے آس پاس / ذکر آزادی ہیں کرتے حق شناس

مرغ را اندر قفس زاں سبزہ زار / نے خورش ماندست نے صبر و قرار

ہے قفس میں بند مرغ سبزہ زار / کھاتا پیتا ہے۔ نہ ہے صبر و قرار

سر زہر سوراخ بیروں میکند — تا بود کایں بند از پا بر کند

سر نکالے اپنا ہر سوراخ سے — شاید اس زنداں سے باہر جا سکے

چوں دل و جانش چنیں بیروں بود — آں قفس را در گشائی چوں بود

جب دل و جان لگے ہوں باہر ہی — حال کیا ہو گر قفس کو کھول دیں

نے چناں مرغ قفس کز اندہاں — گرد برگردش گرفتہ گربگاں

مرغ وہ جو ہو قفس میں اور اسے — بلیاں باہر سے ہوں گھیرے ہوئے

کے بود او را دراں خوف و حزن — آرزوئے از قفس بیروں شدن

کب ہو اس خوف و بلا میں اسے بھی — آرزو پنجرے سے باہر آنے کی

او ہمے خواہد کزیں ناخوش قفس — صد قفس باشد بگرد ایں قفس

وہ بھی چاہے کہ گرد اس پنجرے کے — اور سو پنجرے ہوں تا وہ بچ سکے

## حکیم جالینوس کا قول

آنچنانکہ گفت جالینوس راد — از ہوائے ایں جہاں و از مراد

جس طرح ہے قول جالینوس کا — حرص دنیا کے لئے سنی اے فتیٰ

راضیم کز من بماند نیم جاں — کہ ز کون استرے بینم جہاں

میں ہوں راضی ہاں رہوں گر نیم جاں — کون سے خچر کی دیکھوں یہ جہاں

گربہ بیند بگرد خود قطار — مرغش آئیس گشتہ بودست از مطار

دیکھے بلی گرد اپنے اک قطار — مرغوں کی۔ جو اڑنے سے وا ماندہ کار

یا عدم دیداست غیر ایں جہاں — در عدم نادیدہ او حشری نہاں

یا عدم دیکھا جہاں کے ماسوا — اور عدم میں حشر دیکھا ہی نہ تھا

چوں جنیں کش میکشد بیروں کرم — میگریزد او سپس سوئے شکم

جیسے بچے کو ہے حق کا کرم — اور وہ ہے بھاگتا سوئے شکم

لطف ولیش سوئے صد میکند
او مقر در پشت مادر میکند

لطف اس کے منہ کو سوئے در کرے
پشت مادر میں وہ اپنا گھر کرے

کہ اگر بیروں نہم زیں شہر گام
اے عجب دیگر نہ بینم ایں مقام

میں اگر رکھوں ذرا باہر قدم
واپسی مشکل ہو پھر تو یک قلم

یا درے بودے دریں شہر رحم
تا نظارہ کردمے اندر رحم

یا کہ ہوتا ایک در اس شہر میں
تا رحم سے ہوتا نظارہ ہمیں

یا چو چشم سوزنے راہم بدے
کز بروں آں رحم دیدہ شدے

ہوتا ناکے کی طرح یا راستا
میں ذرا باہر رحم سے جھانکتا

آنچناں ہم غافلست از عالمے
ہمچو جالینوس او نامحرمے

ہم سے غافل یونہی مرد خدا
جیسے جالینوس نامحرم رہا

او نداند کاں رطوبتہا کہ ہست
آں مدد از عالم بیرونی ست

وہ نہ جانے ہر رطوبت کی سند
عالم بیروں سے ہے اس کو مدد

آنچنانکہ چار عنصر در جہاں
صد مدد دارد ز شہر لامکاں

اور جو عنصر چار کہلاتے ہیں یہ
لامکاں سے سو مدد پاتے ہیں یہ

آب و دانہ در قفس گر یافتہ است
آں ز باغ و عرصۂ یافتہ است

آب و دانہ جو قفس میں ہے ملا
باغ و صحرا سے وہ ہے آیا ہوا

جانہائے انبیا بیند باغ
زیں قفس وقت نقلان و فراغ

دیکھتی ہیں جانیں نبیوں کی وہ باغ
اس قفس سے جبکہ ملتا ہے فراغ

پس ز جالینوس و عالم فارغند
ہمچو ماہ اندر فلکہا بازغند

ہیں جدا دنیا و جالینوس سے
چاند سے روشن ہیں اوپر چرخ کے

ور ز جالینوس ایں قول افتریست
پس جواب از بہر جالینوس نیست

گر یہ ہے بہتان جالینوس پہ
وہ نہیں میرا مخاطب اے پسر

این جواب آن عرض آمد کاین بگفت — کہ نبودستش وے با نور جفت

یہ جواب اس کو ہے جسنے یوں کہا — نور سے اس کو تعلق کچھ نہ تھا

مرغ جانش موش شد سوراخ جو — چون شنید از گربگان او عرخو

مرغ جاں جوں موش بل ہے ڈھونڈتا — بلی کے غرانے کی سن کر صدا

زان سبب جانش وطن دید و قرار — اندرین سوراخ دنیا موش وار

اس لئے ہے جان کو اسکی قرار — دہر کے سوراخ میں اب موش وار

ہم درین سوراخ بنائی گرفت — در خور سوراخ دانائی گرفت

اس نے معماری یہاں سیکھی ذرا — قدر سوراخ اس کو فہم اس جا ملا

پیشہائے کہ مر او را در مزید — اندرین سوراخ کار آید گزید

ایسے پیشے جو بآسانی آسکے — کام اس سوراخ میں وہیں سے لگے

زانکہ دل بر کند از بیرون شدن — بستہ شد راہ رہیدن از بدن

کیونکہ باہر آنے سے دل تھا پھرا — بند رستہ جسم نے اس کا کیا

عنکبوت ار طبع عنقا داشتے — از لعابے خیمہ کے افراشتے

طبع عنقا تھی مکڑی کو اگر — چیپ سے منہ کے بناتی کیوں وہ گھر

گربہ کردہ چنگ خود اندر قفص — نام چنگش درد و سرسام و مغص

پنجہ بلی نے جو اندر رکھ دیا — درد اور سرسام نام اسکا رکھا

حصبہ و قولنج و مالیخولیا — سکتہ و سل و جذام و ماشرا

چیچک اور قولنج و مالیخولیا — سکتہ و سل اور جذام و ماشرا

گربہ مرگ است و مرض چنگال او — میزند بر مرغ و پرّ و بال او

موت بلی اور پنجہ ہے مرض — مرغ پر وہ مارتی ہے الغرض

حصہ دوم +

گوشہ گوشہ میدود سوے دوا — مرگ چوں قاضی و رنجوری گوا

بھاگتا ہے ہر طرف بہر دوا — موت قاضی اور بیماری گواہ[۱]

چوں پیادہ قاضی آمد ایں گواہ — کہ ہمے خواند ترا تا حکمگاہ

جوں پیادہ[۲] قاضی ہے بس یہ گواہ — جو بلاتا ہے تجھے تا عدل گاہ

مہلتے خواہی تو از وے در گریز — گر پذیرد شد وگرنہ گفت خیز

مہلت اس سے بھاگ جانے کی تو لے — مانے تو مانے وگرنہ لے چلے

جستن مہلت دوا و چارہا — کہ زنی بر خرقۂ تن پارہا

ڈھونڈتا مہلت ہے چارہ اور دوا — خرقۂ تن پہ لگاتا جوڑ کا

عاقبت آید صباحے خصم وار — چند باشد مہلت آخر شرم دار

آخر آئے مثل دشمن اک سحر — اور کے تا چند مہلت شرم کر

عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد — پیش ازآنکہ آنچناں روزے رسد

عذر اپنا شہ کے آگے کر بیاں — وقت کے آنے سے پہلے جو واں

وآنکہ در ظلمت براند بارگی — برکند زاں نور دل یکبارگی

جو اندھیرے میں بھگائے راہوار — نور اس کے دل سے ہو جائے فرار

میگریزد از گواہ و مقصدش — کاں گواہ سوئے قضا میخواندش

شاید او مقصد سے وہ ہے بھاگتا — کیونکہ وہ اس کو لئے ہے وہ سوئے قضا

ناگہاں گیرند اورا خوار و زار — کش کشاں تا پیش قاضی شرمسار

ناگہاں اسکو پکڑ لیں خوار و زار — سامنے قاضی کے لائیں شرمسار

زیں گذر کن جانب آں مخلصاں — کو بہ مسجد آمد آں شب میہماں

چھوڑ اس کو اس کی جانب چل ذرا — شب کو جو مہماں مسجد میں ہوا

---

۱ یعنی گواہ +

۲ قاضی کا پیادہ +

# اہل مسجد کا مہمان کو ملامت کرنا

قوم گفتندش مکن جلدی برو — تا نگردد جامہ و جانت گرو

لوگ کہتے تھے کہ ہاں تو جلد جا — ہو نہ جائے جان ہی کا خاتمہ

آن ز دور آسان نماید بہ نگر — کہ بآخر سخت باشد رہگذر

دور سے آسان آتی ہے نظر — آخر آخر ہوگی مشکل رہگذر

بس کسا کاو بجست خود را ز تخت — وقت پیچا پیچ دستاویز جست

ہیں بہت جو پہلے گرویدہ ہوئے — پھنس پھنسا کر ہیں بہانہ ڈھونڈتے

پیشتر از واقعہ آسان بود — در دل مردم خیال نیک و بد

واقعہ سے پہلے آسان ہے تھا — دل میں انسان کے خیال اچھا برا

چون درآید اندرون کارزار — آن زمان گردد بر آن کس کار زار

کشمکش میں جب لڑائی کی پھنسے — اس گھڑی اس شخص پر مشکل پڑے

چون نہ شیری ہین منہ تو پای پیش — کان اجل گرگ است و جان تست میش

گر نہیں تو شیر، تو آگے نہ جا — جان بکری اور اجل ہے بھیڑیا

ور ز ابدالی و موشت شیر شد — ایمن آ کہ گرگ تو سرزیر شد

تو جو ہے ابدال اور چوہا ہے شیر — پھر ہے کیا ڈر گرگ ہو جائیگا زیر

کیست ابدال آنکہ او مبدل شود — خمرش از تبدیل یزدان خل شود

کون ہے ابدال وہ بدلا ہوا — سرکہ جس کی مے کو کر ڈالے خدا

لیک مستی شیر گیری وز گمان — شیر پنداری تو خود را ہین مران

تو ہے مست اک شیر گیر و در وہم سے — شیر اپنے ہی کو ہے سمجھے ہوئے

گفت حق ز اہل نفاق ناسدید — باسہم ما بینہم بأس شدید

قول حق ہے بر منافق ہے مزید — ان کی آپس میں لڑائی ہے شدید

در میان حملہ گر مردانہ اند ‏ ‏ در غزا چوں عورتان خانہ اند

حملہ باہم تک گو مردانہ ہیں ‏ ‏ جنگ میں مثل زنان خانہ ہیں

گفت پیغمبر سپہدار غیوب ‏ ‏ لاشجاعۃ یا فتی قبل الحروب

کہتے ہیں یوں مصطفیٰ شاہ غیوب ‏ ‏ کب شجاعت ہے فتا قبل حروب

وقت لاف غزوہ مستاں کف کنند ‏ ‏ وقت جوش جنگ چون پیاز

ہاتھ ماریں جنگ کا دعویٰ کریں ‏ ‏ جب لڑائی ہو تو پھر عاجز رہیں

وقت ذکر غزوہ شمشیر دراز ‏ ‏ وقت کر و فر تیغش چوں پیاز

وقت ذکر جنگ تلواریں دراز ‏ ‏ معرکے میں تیغ ہو مثل پیاز

وقت اندیشہ دل او زخم جو ‏ ‏ پس بیک سوزن تہی شد خیک او

وقت اندیشہ خلش دل میں بھی ‏ ‏ اک سوئی سے مشک ہو جائے تہی

من عجب دارم زجویائے صفا ‏ ‏ کو رمد در وقت صیقل از جفا

ہے تعجب اس صفا جو سے مجھے ‏ ‏ وقت صیقل جو جفا سے بھاگ اٹھے

عشق چوں دعوی جفا دیدن گواہ ‏ ‏ چوں گواہت نیست شد دعوی تباہ

عشق تھا جو وہ جفا ہے بس گواہ ‏ ‏ جب نہیں شاہد ہوا دعوی تباہ

چوں گواہت خواہد ایں قاضی مرنج ‏ ‏ بوسہ دہ بر مار تا یابی تو گنج

جب گواہی مانگے قاضی۔ غم نہ کر ‏ ‏ سانپ کو دے بوسہ پائے گنج زر

آں جفا با تو نباشد اے پسر ‏ ‏ بلکہ با وصف بدی اندر تو در

وہ جفا تجھ پر نہیں تجھ سے اے پسر ‏ ‏ بلکہ تیرے وصف بد پر سر بسر

(حاشیہ مسطور گزشتہ)
یعنی ان کی زور آزمائی اور قوت آپس میں ہے۔ جب دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں تو خوف زدہ ہو جاتے ہیں +

ك حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ لاشجاعۃ قبل الحرب۔ یعنی شجاعت اور دعوائے شجاعت قبل جنگ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

بر نہد چوبے کہ آں را مرد زد — بر نہد آں را زند بر گرد زد

مارتے ہیں نمدے پر لکڑی کو جب — گرد کو ہیں جھاڑتے ۔ نمدے کو جب

گر بزد مر اسپ را آں کینہ کش — آں نزد بر اسپ زد بر سکسکش

غصے سے مارے جو گھوڑے کو کوئی — سست چلنے پہ ہے یہ مار اسکی

تا ز سکسک وا رہد خوش پے شود — شیرہ را زنداں کنی تا مے شود

تاکہ سستی سے چھٹے ۔ جلدی چلے — شیرے کو جب بند کر دیں ۔ مے بنے

آں یکے میزد یتیمے را بہ قہر — قند بود آں لیک بنمود چوں زہر

تھا یتیم اک ، اس پہ اک کرتا تھا قہر — قند تھا ۔ لیکن نظر آتا تھا زہر

دید مردے آنچناں کش زار زار — آمد و بگرفت رودش در کنار

دیکھا جب اک شخص نے روتا ہوا — گود میں جلدی سے اسکو لے لیا

گفت چنداں آں یتیمک را زدی — چوں نترسیدی ز قہر ایزدی

اور کہا اے شخص کیوں مارا اسے — کیا نہیں ڈرتا خدا کے قہر سے

گفت او را کے زدم اے جان و دوست — من برآں دیوے زدم کو اندر وست

بولا وہ ۔ میں کب اُسے ہوں مارتا — بلکہ اس کو جو ہے اس پہ اک بلا

مادرت گوید کہ مرگِ تو باد — مرگ آں خو خواہد و مرگِ فساد

گر کہے مادر کہ موت آئے تجھے — ہوگا مقصد خوئے بد کی موت سے

آں گروہے کز ادب بگریختند — آبِ مردی و آبِ مرداں ریختند

وہ جماعت جو ادب سے بھاگ اُٹھی — آبرو مردانگی کی اُس نے لی

غازیاں شاں از وغا وا راندند — تا چنیں حیز و مخنث ماندند

غازیوں نے جنگ سے باہر کیا — تاکہ ہوں نامرد ایسے مخنث یا

لاف و غرہ ژاژ خا را کم شنو — با چنانہا در صفِ ہیجا مرو

سن نہ ان بیہودوں کی شیخی ذرا — ساتھ نامردوں کے لڑنے کو نہ جا

زانکہ زادوکم خبالا گفت حق
کیونکہ زادوکم خبالا کا حق نے

کز رفیق سست برگرداں ورق
بے تعلق ہو رفیق سست سے

کز گر ایشاں با شما ہمرہ شوند
کیوں اگر تمہارے وہ اگر ہمراہ ہوں

غازیاں بے مغز ہمچوں کہ شوند
غازی سب بے مغز جبل کا ہوں

خویشتن را با شما ہم صف کنند
وہ تمہاری صف میں آگر ہوں کھڑے

پس گریزند و دل صف بشکنند
اور پھر بھاگیں صفوں کو توڑ کے

پس سپاہی اندکے بے این نفر
ہیں سپاہی چند بہتر و پیچھے

بہ کہ با اہل نفاق آید حشر
ان نفاق انگیزوں کے انبوہ سے

ہست بادام کم خوش بیختہ
تھوڑے سے بادام بہتر چھانٹے

بہ ز بسیارے بہ تلخ آمیختہ
ان بہت سے جن میں کڑوے ہوں ملے

تلخ و شیریں گر بصورت یک شے اند
تلخ و شیریں ہیں تو ہم صورت مگر

نقص ازاں افتاد کہ ہم دل نیند
نقص ہے ان میں۔ ہیں خو ہمدگر

گبر ترساں دل بود کو از گماں
زندہ وہم و خوف میں کافر رہے

میزید در شک ز حال آں جہاں
شک میں ہے دونوں جہاں کے حال

میرود در راہ نداند منزلے
چل رہا ہے اور کوئی منزل نہیں

گام ترساں مے نہد اعمیٰ دلے
ڈر کے چلتا ہے کہ روشن دل نہیں

چوں نداند رہ مسافر چوں رود
جب مسافر رہ نہ جانے۔ کیا چلے

با تردد با دل پرخوں شود
خون دل کھائے۔ تردد میں پڑے

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل۔ لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا ولاوضعوا خلالکم یبغونکم الفتنۃ وفیکم سمٰعون لہم واللہ علیم بالظالمین۔ اگر وہ تمہارے درمیان باہر نکل آتے تو بجز تباہی دیگر کیا اضافہ کرتے۔ وہ تم پہ فتنہ جوئی کرتے ہیں۔ فساد ڈالتے ہیں۔ اور تمہارے جاسوس ان ظالم کرنے والوں کو خدا خوب جانتا ہے

ہر کہ گوید ہائے ایں سو راہ نیست ——— او کند از بیم آنجا وقف وایست

جو پکارے اس طرف رستہ نہیں ——— خوف سے اس جادہ ٹھہرے بالیقیں

ور بداند رہ دلِ باہوشِ او ——— کے رود ہر ہائے و ہو در گوشِ او

گر دلِ باہوش جانے راستا ——— ہاؤ ہو سنتے کی کب سننے لگا

پس مشو ہمراہ ایں اشتر دلاں ——— زانکہ وقتِ ضیق و بیم آفلاں

اُن شتر قلبوں کے تو ہمرہ نہ جا ——— وقتِ مشکل تجھ سے یہ ہونگے جدا

پس گریزند و ترا تنہا ہلند ——— گرچہ اندر لاف سحر بابلند

بھاگ جائیں تجھ کو تنہا چھوڑ کے ——— سحر بابل کے جو دعویدار تھے

تو ز رعنایاں مجو ہیں کارزار ——— تو ز طاؤساں مجو صید و شکار

اپنے بانکے کیا کریں گے کارزار ——— تو نہ ہو موروں سے جویائے شکار

طبع طاؤس ست وسواست کند ——— دم زند تا از مقامت بر کند

وسوسے میں طبعِ طاؤسی رکھے ——— اور دم کھیڑے دھوکے دے دے کر تجھے

## آنحضرت سے شیطان کی مخالفت

ہمچو شیطاں کرد وسواس قریش ——— دم دمید و گفت گرد آرید جیش

جیسے شیطاں نے قریشوں سے کہا ——— مکر دے کر اپنے لشکر لو سجا

تا کہ در احمدؐ ہزیمت افگنیم ——— بیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم

تا کہ احمدؐ کو شکستِ فاش دیں ——— بیخ اور بنیاد جڑ سے کھود لیں

چونکہ شیطاں در سپہ شد صد ہمم ——— خواند افسوں کانی جارٌ لکم

چونکہ شیطان تھا جارِ ستم کی دم ——— پھونکا افسوں انّی جارٌ لکم لہ

لہ بے شک میں تمہارا مددگار رہوں ۔

چوں سپہ گرد آمد از گفتِ او — کرد با ایشاں بحیلت گفتگو

جمع کہنے سے ہوئے جب جنگجو — اُن سے کی حیلہ گری کی گفتگو

کہ بیارم من قبیلہ خویش را — تا کُند در ہیجا بود پشتِ شما

لاؤں میں اپنے قبیلے کو نکال — تا مدد وہ جنگ میں دے برملا

مر شما را عون و دریاری کنم — تا سپاہِ دشمناں تاں بشکنم

میں تمہاری ہر طرح یاری کروں — اور شکستِ فاش پھر دشمن کو دوں

چوں قریش از گفتِ او حاضر شدند — ہر دو لشکر در ملاقات آمدند

اس کے کہنے سے قریش آ گئے وہاں — بالمقابل دونوں لشکر یکساں

از ملائک دید شیطاں انبہے — سوئے صفِ مومناں ندررے

دیکھے شیطاں نے فرشتوں کے جتھے — مومنوں کی صف میں آ کر مل گئے

آں جنوداً لم تروہا صف زدہ — گشت جاں از وے زبیم آتشکدہ

غیب کی فوجیں جو دیکھیں صف زدہ — ڈر سے جاں اس کی بنی آتشکدہ

پائے خود واپس کشیدہ میگرفت — کہ ہمے بینم سپاہے بس شگفت

پاؤں پیچھے ہٹ گئے واپس ہوا — دیکھی اس نے اک سپاہ قہر زا

کہ اخاف اللہ مالی منہ عون — اذہبوا انی اری مالا ترون

ڈرتا ہوں حق سے نہیں ہے وہ معین — جاؤ۔ میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں[1]

گفت حارث اے سراقہ شکل ہیں — دی چرا آوے نگفتی ایں چنیں

بولے حارث اے سراقہ شکل ہاں — کل نہ تو نے کیوں کیا ایسا بیاں

گفت ایں دم من ہمی بینم حرب — گفت نے بینی جز خیش عرب

بولا میں تاکا میاں جنگ کو دیکھتا — بولے آتے ہیں عربی گدا!

[1] لشکر جسے تم نے نہیں دیکھا۔ یعنی فرشتوں کی فوج ۔

می زنیخی غیر ایں بہ بانگ اے تو ننگ    آن زمان لاف تو واین وقت جنگ
اور کیا دیکھے گا تو اے شوخ و تنگ    وقت وہ دعوے کا تھا یہ وقت جنگ

دی ہمے گفتی کہ پایندآں شدم    کہ بود تاں فتح و نصرت دمبدم
کل تو کہتا تھا کہ ہوں ثابت قدم    فتح و نصرت تم کو ہوگی دمبدم

دی زعیم الجیش بودی اے لعین    وین زماں ناچیز و نامرد و مہیں
کل تو تھا سردار لشکر اے لعین    اب ہے کیوں نامرد و ناچیز و حزیں

تا بخوردیم آں دم تو و آمدیم    تو چو بوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تیرے دم میں آکے ہم آئے یہاں    تو گیا خام ہم ہیں لکڑیاں

چونکہ حارث با سراقہ گفت ایں    از عتابش خشمگیں شد آں لعیں
جب یہ حارث نے سراقہ سے کیا    وہ لعین غصے ہوا اور جل گیا

دست خود خشمیں ز دست او کشید    چوں ز گفتش او ورش درد دل رسید
کھینچا اپنا ہاتھ اس کے ہات سے    درد سا دل میں ہوا اس بات سے

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت    خون آں بیچارگاں زاں مکر ریخت
سینے پہ گھونسا دیا اور چل دیا    خون یوں شیطان نے ان کا کیا

چونکہ ویراں کرد چندیں عالم او    پس بگفت انی بری منکم
اس سے ویرانی ہوئی تھی چارسو    پس کہا "انی بری" منکم

کوفت اندر سینہ اش انداختش    پس گریزاں شد چو ہیبت تاختش
کوٹا سینے کو گرا اس کو دیا    اور خود ہیبت سے بھاگا بیوفا

۱؎ حارث اور سراقہ دونوں سرداران عرب میں سے تھے۔ شیطان غزوۂ بدر میں سراقہ کی صورت میں قریش کے پاس آیا اور انہیں آمادۂ جنگ کیا۔

۲؎ تحقیق میں تم سے بری الذمہ ہوں ◆

نفس و شیطاں ہر دو یک تن بودہ اند ۔ در دو صورت خویش را بنمودہ اند

نفس و شیطان ایک ہیں دونوں بہم ۔ گو کہ دو شکلوں میں آتے ہیں نظر

چوں فرشتہ و عقل کہ ایشاں یک بدند ۔ بہر حکمتہاش دو صورت شدند

جیسے وہ عقل اور فرشتہ ایک تھے ۔ حکمتاً دو صورتوں میں تھے چھپے

دشمنے داری چنیں در سر خویش ۔ مانع عقل ست و خصم جان و کیش

خود تجھی میں ہے ترا دشمن چھپا ۔ عقل کا دشمن ہے اور قاتل ترا

یک نفس حملہ کند چوں سوسمار ۔ پس بسوراخے گریزد در فرار

یکدم حملہ کرے جوں سوسمار ۔ اور اک سوراخ میں پھر ہو فرار

در دل او سوراخہا دارد کنوں ۔ سر ز ہر سوراخ مے آرد بروں

اس نے ہیں سوراخ ہر دل میں کئے ۔ اور نکالے سر وہ ہر سوراخ سے

نام پنہاں گشتن دیو از نفوس ۔ وا ندر آں سوراخ رفتن شد خنوس

چھپتا ہے تو نام ہے دیو و نفوس ۔ جائے جب سوراخ میں تو ہے خنوس

کہ خنوسش چوں خنوس قنفذ است ۔ چوں سر قنفذ ورا آمد شد است

اسکا چھپنا سیہی کی مانند ہے ۔ آنا جانا سیہی کی مانند ہے

کہ خدا آں دیو را خناس خواند ۔ کہ سر آں خارپشتک را بماند

حق نے ہی خناس شیطاں کو کہا ۔ سر ہے اس کا سیہی سے ملتا ہوا

مے نہاں گردد سر آں خارپشت ۔ دمبدم از بیم صیاد درشت

جس طرح سے سیہی اپنا سر چھپا ۔ دمبدم جب خوف ہو صیاد کا

تا چو فرصت یافت سر آرد بروں ۔ زیں چنیں مکرے شود مارش زبوں

اور جب مہلت ملے سر لے نکال ۔ سانپ کو یوں مکر سے کرتے نڈھال

گر نہ نفس از اندروں راہت زدے ۔ رہزناں را بر تو کے دستے بدے

نفس گر رہزن نہ ہوتا اس طرح ۔ غلبہ کرتے تجھ پہ رہزن کس طرح

لہ کسی کے پیچھے چھپنے والا ۔

زاں عواں مقتضی کہ شہوتست ۔ دل اسیر حرص و آز و آفت است
اس سپاہی سے جسے شہوت کہیں ۔ دل ہے قیدی حرص اور آفات میں

زاں عواں بد تر شدی رو تباہ ۔ تا عوانان را بقہر گست راہ
ہو گیا تو اس سپاہی سے تباہ ۔ اور عوانوں کو ملی غلبے کی راہ

در خبر بشنو تو ایں پند نکو ۔ بین جنبیکم لکم اعدا عدو
سن نبیؐ کی یہ حدیث[1] پاک تو ۔ نفس تیرا سب سے بد تر ہے عدو

طمطراق ایں عدو مشنو گریز ۔ کو چو ابلیس است در لج و ستیز
ایسے دشمن کی نہ ڈینگیں سن ذرا ۔ مثل شیطان ہے خصومت سے بھرا

بر تو او از بہر ایں دنیائے سرد ۔ آں عذاب سرمدی را سہل کرد
تجھ پہ وہ دنیا کی خاطر اے اخی ۔ سہل کرتا ہے عذاب سرمدی

چہ عجب گر مرگ را آساں کند ۔ او ز سحر خویش صد چنداں کند
کیا عجب گر موت کو آسان کرے ۔ سحر سے اپنے بہت ساماں کرے

سحر کاہے را بہ صنعت کہ کند ۔ باز کوہے را چو کاہے مے تند
سحر اکثر کوہ کردے کاہ کو ۔ کوہ سحر صنعت سے اسکی کاہ ہو

زشتہا را نغز گرداند بہ فن ۔ نغزہا را زشت گرداند بظن
وہ بناتا ہے بری شے کو بھلا ۔ اور ظن سے کردے اچھے کو برا

آدمی را خر نماید ساعتے ۔ آدمی سازد خرے را و آیتے
آدمی کو وہ بنا ڈالے گدھا ۔ اور گدھے کو آدمی کردے بجا

کارِ سحر اینست کو دم میزند ۔ ہر نفس قلب حقائق میکند
یہ ہے مکاری فسون و سحر کی ۔ توڑ دیتا ہے حقائق ہر گھڑی

[1] حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:- اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک
یعنی بد ترین دشمن تیرا نفس ہے۔ جو تیرے پہلوؤں میں واقع ہے +

انچنیں ساحر درون تست ہم ‎ ‎ ان فی الوسواس سحرا مستتر

ایسا جادوگر ہے اک تجھ میں نہاں ‎ ‎ وسوسوں میں ایک سحر پوشیدہ ہے ہاں

اندر آں عالم کہ ہست ایں سحرہا ‎ ‎ ساحراں ہستند جادوئے کشا

ہیں جو اس دنیا میں جادو بیشتر ‎ ‎ کھولنے والے بھی ہیں اس کے مگر

اندر آں صحرا کہ رست ایں زہر تر ‎ ‎ نیز روئیدست تریاق اے پسر

زہر گو ان جنگلوں میں ہے اگا ‎ ‎ ہے وہیں تریاق بھی پیدا ہوا

گویدت تریاق از من جو سپر ‎ ‎ کز زہرم من بتو نزدیک تر

کہتا ہے تریاق لے میری پناہ ‎ ‎ زہر سے نزدیک تر ہوں اے تباہ

گفت او سحر است و ویرانی تو ‎ ‎ گفت من سحرست دفع سحر او

اس کا کہنا سحر و ویرانی تری ‎ ‎ میرا کہنا دفع سحر اے مدعی

گفت پیغمبر کہ ان فی البیان ‎ ‎ سحرا و حق گفت آں خوش پہلوان[1]

بولے پیغمبر کہ ان فی البیان ‎ ‎ سحر اور صادق ہے انکا قول ہاں

لیک سحرے دفع سحر ساحراں ‎ ‎ مانیز تریاک باشد در بیاں

سحر جو ہو دفع سحر ساحراں ‎ ‎ ہے بیاں میں مانیٔ تریاق ہاں

آں بیان اولیا و اصفیاست ‎ ‎ کز ہمہ اغراض نفسانی جداست

وہ بیان اولیا و اصفیا ‎ ‎ جو کہ ہیں اغراض نفسی سے جدا

حاصل آں کز زہر نفس دوں گریز ‎ ‎ نوش کن تریاق مرشد چست و تیز

الغرض تو بھاگ زہر نفس سے ‎ ‎ اور جھٹ تریاق مرشد بھی لے

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن ‎ ‎ سوئے گنج پیر کامل نقب زن

توڑ دے سحر و طلسم اس نفس کا ‎ ‎ جستجو کر پیر کامل کی ذرا

---

[1] تحقیق بیان میں سحر ہے ۔

بس ندا از آسماں بیں سوئے آغاز زاں — جانب مہمان و مسجد باز زاں

باب لبی ہے سوئے آغاز چل — جانب مہمان و مسجد ہے دخل

## مہمان کو ملامت گروں کی دوبارہ نصیحت

ہیں بکن جلدی برو اے بو الکرم — مسجد ما را مکن زیں متہم

ہاں تو اب جلدی سے جا اے ذو الکرم — کر نہ مسجد کو ہماری متہم

گر بگوید دشمنے از دشمنی — آتشے در ما زند فرد ادنی

گر کہے دشمن ز راہ دشمنی — اور کل ہم پہ کرے آتش زنی

کہ بتاسانید او را ظالمے — بر بہانہ مسجد او بد سالمے

ہاں کسی ظالم نے گھونٹا ہے گلا — اور مسجد کا بہانہ ہے کیا

تا بہانہ قتل بر مسجد نہد — چونکہ بد نام است مسجد او جہد

رکھتا ہے مسجد پہ حیلے قتل کے — تاکہ ہو بد نام مسجد وہ چھٹے

تہمتے بر ما منہ اے سخت جاں — کہ نہ ایمن ایم از مکر دشمناں

ہم پہ تہمت رکھ نہ تو اے سخت جاں — خوف دشمن سے نہیں ہمکو اماں

ہیں برو جلدی بکن سودا مپز — کہ نتاں پیمود کیہاں را بگز

جا یہاں سے جلد، مت کر ابلہی — گز سے دنیا ناپ سکتا ہے کوئی

چوں تو بسیاراں بلا قیدند ز بخت — ریش بر خود کندہ یک یک لخت لخت

تجھ سے بہت ایسے گھمنڈی۔ بخت نے — ڈاڑھی ان کی نوچ لی۔ عاجز ہوئے

ہین مگو کوتاہ کن ایں قیل و قال — خویش و ما را در میفگن در وبال

بھائی جا۔ اب ختم کر یہ قیل و قال — ہم کو اپنے ساتھ آفت میں نہ ڈال

# مہمان کا جواب

گفت آرے یاراں زاں نوراں نیم ‏— کز لاحولے ضعیف آید سقیم

بولا وہ۔ سلطان نہیں میں دوستو ‏— چونکہ اس لاحول سے کمزور ہو

کودکے کو حارث کشتے بُدے ‏— طبلکے در دفع مرغان می‌زدے

ایک لڑکا تھا نگہبان کھیت کا ‏— دف سے مرغوں کو بھگاتا تھا سدا

تا رمیدے مرغ ازاں طبلک ز کشت ‏— کشت از مرغاں سلامت می‌گذشت

دف بھگا دیتا تھا سب کو کھیت سے ‏— تھا سلامت کھیت رہتا اس سے

چونکہ سلطاں شاہ محمود کریم ‏— برگذر زد آں طرف خیمہ عظیم

جبکہ سلطاں شاہ محمود کریم ‏— گذرا اس جا اور لگا خیمہ عظیم

با سپاہے ہمچو استارہ اثیر ‏— انبہ و فیروزہ و صفدر ملک گیر

تھے سپاہی جیسے تارے چرخ کے ‏— ملک گیر و صف شکن اور منچلے

اشترے بُد کو بُدے حمّالِ کوس ‏— بختیے بُد پیشرو ہمچوں خروس

ایک اُشتر پہ تھا نقارہ لدا ‏— پیشرو وہ مرغ کی مانند تھا

بانگ کوس و طبل بر وے روز و شب ‏— می‌زدندے در رجوع و در طلب

کوس اور نقارہ اس پہ روز و شب ‏— تھے بجاتے جب کبھی ہوتی طلب

اندر آں مزرع در آمد آں شتر ‏— کودک آں طبلک بزد در حفظ بُر

وہ شتر اس کھیت میں بھی آ گیا ‏— اور وہ لڑکے نے پیٹا خوب سا

عاقلے گفتش مزن طبلک کہ او ‏— پختہ طبل است با آنست خو

گر زدو تم دف ایک عاقل نے کہا ‏— اونٹ پہلے سے ہے خوگر طبل کا

پیش او چہ بود تبوراک تو طفل ‏— کہ کشد او طبل سلطاں بیست کفل

اس کے آگے تم سے [illegible] چیز کیا ‏— وہ تو ہے نقارہ شاہی کھینچتا

| | |
|---|---|
| عاشقم من کشتۂ قربان لا | جان من نوبتگہ طبل بلا |
| میں ہوں عاشق کشتۂ قربان لا | جان ہے نوبت گہ طبل بلا |
| خود نبود اک است این تہدیدہا | پیش آنچہ دیدہ است این دیدہا |
| ہو گیا نا بیہودہ ہے بر ملا | میں نے کچھ دیکھا ہے اس سے بھی سوا |
| اے حریفان من از آنہا نیستم | کز خیالاتے درین رہ بیستم |
| اے حریفو میں ہوں ان میں سے کہاں | جو تخیل سے رہوں ٹھہرا یہاں |
| من چو اسمعیلیانم بے حذر | بل چو اسمعیل آزادو ز سر |
| میں ہوں اسماعیلیوں[1] سا غیر شک | بلکہ اسماعیل سر سے پاؤں تک |
| فارغم از طمطراق و از ریا | قل تعالوا گفت جانم را بیا |
| [illegible] طمطراق اور رک ریا | قل تعالوا[2] ہے مری جان کو کہا |
| گفت پیغمبر کہ جاد فی السلف | بالعطیہ من تیقن بالخلف |
| بولے پیغمبر کہ وہ بخشش کرے | جو یقین اس کے صلے کا بھی رکھے[3] |
| ہر کہ بیند مر عطا را صد عوض | زود در بازد عطا را زین غرض |
| دیکھتا ہے جو عطا کے سو عوض | وہ عطا کرتا ہے ہو کر باغرض |
| جملہ در بازار از آں گشتند بند | تا چو سود افتاد مال خود دہند |
| اس لئے بازار میں سب ہیں رکے | تا ہو جس کو نفع وہ مال اپنا دے |
| زر در انبانہا نشستہ منتظر | تا کہ سود آید بہ بذل آید مصر |
| تھیلیوں میں زر ہے بیٹھا منتظر | نفع ہو تو خرچ پہ خود ہو مصر |

[1] اسمٰعیلی ایک فرقہ ہے۔ جس کا ایک خاص مذہب ہوتا ہے۔ اور ان میں اکثر لوگ فدائی ہوتے ہیں جو اپنی جان خطرے میں ڈالدیتے ہیں +

[2] کہدے کہ تم لوٹ آؤ +

[3] یعنی ہر شخص آئندہ ملنے والے صلے کے یقین میں بخشش کرتا ہے +

چوں بہ بیند کالۂ در ربح خویش　　سرد گردد عشقش از کالائے خویش

نفع دیکھے دوسرے کے مال کا　　سرد ہو پھر عشق اپنے مال کا

گرم زاں ماندست با او کو ندید　　کالہائے خویش را ربح و مزید

گرم بازار اس لئے اس سے رہا　　نفع کچھ دیکھا نہ اپنے مال کا

ہمچنیں علم و ہنرہا در حرف　　چوں ندید افزوں ازاں نہاد و شرف

حرفتوں میں ہیں یونہی علم و ہنر　　عظمت ان میں کچھ نہ دیکھی بیشتر

تا بہ از جاں نیست جاں باشد عزیز　　چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز

ہو نہ بہتر جاں سے تو ہے جاں عزیز　　اور جو ہو بہتر تو کیا ہے جان چیز

لعبت مردہ بود جاں طفل را　　تا نگشت او در بزرگی طفل زا

مردہ گڑیا جان لڑکی کی رہے　　وہ جواں ہو جب تک اور بچے جنے

ایں تصور ویں تخیل لعبت است　　تا تو طفلی پس بدانت حاجت است

کھیل تخییل اور تصور ہیں تیرے　　تو ہے جب تک طفل حاجت ہے تجھے

چوں ز طفلی رست جاں شد در وصال　　فارغ از حس است و تصویر و خیال

چھوٹے طفلی سے تو حاصل ہو وصال　　پھر نہ یہ حس ہو نہ تصویر و خیال

نیست محرم تا بگویم بے نفاق　　تن زدم واللہ اعلم بالوفاق

ہو کوئی محرم تو کر دوں بے حجاب　　چپ رہوں واللہ اعلم بالصواب

مال و تن برفند ریزاں فنا　　حق خریدارش کہ اللہ اشتری

مال و تن ہیں برف کی صورت فنا　　مول حق لیگا کہ اللہ اشتری[۱]

برفہا زاں از ثمن[۲] اولیستت　　کہ تو در شکی یقینے نیستت

اس لئے ہے برف جنت سے سوا　　کیونکہ تو بے یقیں شک میں پڑا

[۱] اللہ اس کا خریدار ہے ۔

[۲] قیمت جو مراد جنت سے ہے ۔

دیں عجب ظنیست در تو اے مہیں — کے پرد در بستان یقین

یہ عجب تیرا گماں ہے ہم نشیں — جو نہیں اڑتا سوئے باغ یقیں

ہر گماں تشنہ یقین است اے پسر — میزند اندر تزاید بال و پر

ہر گماں تشنہ یقیں کا ہے پسر — مارتا ہے کثرتوں میں بال و پر

چوں رسد در علم پس پر پا شود — مر یقیں را علم او بو یا شود

علم تک پہنچے تو پھر قائم رہے — اور یقیں کو دید کی اے نیک خو

زانکہ ہست اندر طریق مفتتن — علم کمتر از یقین و فوق ظن

ہاں طریق عشق میں علم اے فتا — ہے یقیں سے کم تو شک سے ہے سوا

علم جویائے یقیں باشد بداں — واں یقیں جویائے دید است و عیاں

علم کو تو ہے یقیں کی جستجو — اور یقیں کو دید کی اے نیک خو

اندر الہکم بجو ایں را کنوں[1] — از پس کلا پس لو تعلمون

اس کو الہکم میں ڈھونڈ اے ذی فنون — پھر ہے کلا اور پھر لو تعلمون

میکشد دانش بہ بینش اے علیم — گر یقیں بودے بدیدندے جحیم

جانب بینش ہے دانش کھینچتی — گر یقیں ہوتا تو دوزخ تھی نظر[2]

دید زاید از یقیں بے امتہال — آنچناں کز ظن ہمے زاید خیال

دید ہوتی ہے یقیں بے امتہال — آنچناں کز ظن ہمے زاید خیال

اندر الہکم بیان ایں ببیں — کہ شود علم الیقین عین الیقیں

دیکھو الہکم میں یہ قول مبیں — تاکہ ہو علم الیقیں عین الیقیں

[1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الہکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم الیقین یعنی تم کو کثرت کی آرزو نے غافل کیا۔ یہانتک کہ تم قبروں سے ملو۔ البتہ یوں ہرگز نہ جانوگے پھر ہرگز نہ جلد جانوگے۔ کاش کہ تم یقین کا جاننا جانو ✦ [2] یعنی صاف نظر آتی ✦

از گمان و از یقیں بالاترم ۔۔۔ وز ملامت برنمی‌گردد سرم

میں ہوں بالاتر یقین و وہم سے ۔۔۔ پھر ملامت سے مرا سر کیوں پھرے

چوں دہانم خورد از حلوائے او ۔۔۔ چشم روشن گشتم و بینائے او

میرے منہ نے جب وہ حلوا کھالیا ۔۔۔ آنکھ روشن ہو گئی ۔ بینا ہوا

باز ہم گستاخ چوں خانہ روم ۔۔۔ با نہ لرزانم نہ کورانہ روم

شوخ اور چالاک پھر گھر کو چلوں ۔۔۔ میں ہوں اندھا ۔ نہ لغزش میں رہوں

آنچہ گل را گفت حق خنداں اش کرد ۔۔۔ با دل من گفت صد چنداں اش کرد

گفتگو نے حق سے گل خنداں ہوئے ۔۔۔ اور اثر ہیں میرے دل پہ سو گنے

آنچہ زد بر سرو و قدش راست کرد ۔۔۔ و آنچہ از وے نرگس و نسریں بخورد

سرو سے کچھ کر کے سیدھا کر دیا ۔۔۔ نرگس و نسریں نے بھی کچھ حسن لیا

آنچہ نے را کرد شیریں جان و دل ۔۔۔ و آنچہ خاکے یافت زاں نقش چگل

جس نے نے کو کر دیا شکر بجاں ۔۔۔ خاک کو جس سے ملیں رنگینیاں

آنچہ ابرو را چناں طرار ساخت ۔۔۔ چہرہ را گلگونہ گلنار ساخت

جس نے ابرو کو کیا طرار سا ۔۔۔ چہرے کو گلگونہ گلنار سا

مر زباں را داد صد افسونگری ۔۔۔ و آنچہ کاں را داد زرِ جعفری

اور زباں کو جس نے دی جادوگری ۔۔۔ کان کو بخشا ہے زر[1] جعفری

چوں در زرّاد خانہ باز شد ۔۔۔ غمزہائے چشم تیر انداز شد

جب سلح خانے کا دروازہ کھلا ۔۔۔ آنکھ کے غمزوں نے پھینکا تیر سا

[1] زرِ جعفری ۔ اصلی سونا ۔ جعفری ایک بڑا کیمیاگر تھا ۔ بعض کہتے ہیں کہ جعفری کی نسبت جعفر برمکی سے ہے ۔ جنے اپنے عہدِ وزارت میں حکم دیا تھا کہ سونے کو صاف اور خالص کریں اور اس پر سکہ بنائیں ۔

بردلم زد تیر و سودائیش کرد | عاشق شکر و شکر خائیش کرد

میں ہوا سودائی جب دل پہ لگا | اور عاشق اس کی شکرخوئی کا

عاشق آنم کہ ہر آن آن اوست | عقل و جان جاندار یک جان اوست

عاشق اس کا ہوں کہ ہے جسکی ہر آن | عقل و جان میں جان سے جسکی ہے جان

من نلافم ور بلافم ہمچو آب | نیست در آتش کشی ام اضطراب

لاف کب ہے ہے تو وہ ہے مثل آب | کب مجھے آتش کشی میں اضطراب

چوں بدزدم چوں حفیظ مخزن اوست | چوں نباشم سخت رو پشت من اوست

کیوں چھپاؤں زر پہ ہے اسکی نگاہ | سخت ہوں وہ کیونکہ ہے پشت و پناہ

ہر کہ او خورشید باشد پشت گرم | سخت رو باشد نہ بیم او را نہ شرم

وہ کہ سورج سے کرے جو پیٹھ گرم | سخت رو ہو خوف ہو اس کو نہ شرم

ہمچو روئے آفتاب بے حذر | گشت رویش خصم سوز و پردہ در

مثل روئے شمس بے خوف و خطر | اسکا رخ ہو کینہ سوز اور پردہ در

ہر پیمبر سخت رو بد در جہاں | یکسوارہ کوفت بر جیش شہاں

ہر پیمبر اس جہاں میں سخت تھا | حملہ ہر اک شاہ پہ تنہا کیا

رو نگردانید از ترس و غمے | یک تنہ تنہا بزد بر عالمے

خوف و غم سے منہ نہیں پھیرا کبھی | ایک تھا دنیا پہ بھاری واقعی

سخت باشد سنگ ثابت بار سوخ | او نترسد از جہان پر کلوخ

سنگ ثابت ہے جہاں میں سخت تر | اس کو ڈھیلوں سے نہیں خوف و خطر

کاں کلوخ از خشت زن یک لخت شد | سنگ از صنع خدائی سخت شد

خشت زن نے ڈھیلے کو ٹکڑے کیا | سخت پتھر صنع خالق سے ہوا

گوسفنداں گر برونند از حساب | زانبہ شاں کے بترسد آں قصاب

بکریاں لاانتہا ہوں گو مقدار سے | کب قصائی ان کے ریوڑ سے ڈرے

گلۂ راعی نبی چوں راعی ست — خلق مانند رمہ او ساعی ست

سب انبیے گلہ، نبی راعی ہوئے — خلق کے ریوڑ کے وہ ساعی ہوئے

از رمہ چوپاں نترسد در نبرد — لیک شاں حافظ بود از گرم و سرد

کس طرح گلے سے چرواہا ڈرے — ہاں بچائے اس کو سرد و گرم سے

گر زند بانگے ز قہر او بر رمہ — داں ز مہرست آں کہ دارد بر ہمہ

گلہ کو گر دے وہ چلا کر صدا — لطف سے ہوگی جو ہے کرتا رہا۔

ہر زماں گوید بگوشم بخت نو — کز ترا غمگیں کنم غمگیں مشو

سنتا ہوں آواز ہر دم بخت سے — ہو نہ غمگیں گر کروں غمگیں تجھے

من ترا غمگین و گریاں زاں کنم — تا کنت از چشم بداں پنہاں کنم

اس لئے کرتا ہوں میں غمگیں تجھے — چشم بد بیں سے تو پوشیدہ رہے

تلخ گردانم ز غمہا خوے تو — تا بگردد چشم بد از روے تو

تلخ کرتا ہوں غموں سے خو تری — تا کرے تو نے آنکھ بد اندیش کی

نے تو صیادے و جویائے منی — بندہ و افکندۂ رائے منی

تو نہیں صیاد اور جویا مرا — بندۂ عاجز ہے میری رائے کا

حیلہ اندیشی کہ در من در رسی — در فراق و جستن من بے کسی

حیلہ کرتا ہے کہ مجھ تک ہو رسا — بے تلاش و ہجر سے بھٹکا ہوا

چارہ مے جوید پے من درد تو — میشنودم دوش آہ سرد تو

درد تیرا، میری خاطر چارہ خواہ — میں نے کل شب کو سنی تھی تیری آہ

مے توانم ہم کہ بے ایں انتظار — رہ دہم بنمایمت راہ گذار

چاہتا ہوں میں بغیر انتظار — رہنما ہو کر دکھاؤں رہگذار

تا ازیں گرداب دوراں وا رہی — بر سر گنج وصالم پا نہی

تا تو اس طوفان دوراں سے بچے — پاؤں گنج وصل پہ میرے رکھے

لیک شیرینی و لذات مقر — ہست بر اندازۂ رنج سفر

اتنی لذت ہے ٹھہرنے میں مگر — جتنا ہے اندازۂ رنج سفر

آنکہ از شہر و ز خویشاں بر خوری — کز غریبی رنج و محنتہا بری

اس دم اپنے شہر سے پھل کھائے تو — جب سفر سے رنج و محنت پائے تو

در نخود بنگر کہ اندر دیگ چوں — میجہد بالا چو شد ز آتش زبوں

دیگ میں جا کر چنوں کو دیکھ لے — باہر آتے ہیں ابل کر آگ سے

ہر چہ آساں یافتی آساں دہی — ورد مشکل یافت را بر جان نہی

چیز لے سہل اسکو آسانی سے دے — جو ہو مشکل اس کو دیتے دل دکھے

بشنو ایں تمثیل و قدر خود بداں — وز بلاہا رو مگرداں اے جواں

سن یہ تمثیل اور اپنی قدر جان — اور بلاؤں سے نہ منہ پھیر اے جوان

## مصیبت میں مومن کے بھاگنے کی تمثیل

ہر زمانے بر آید وقت جوش — بر سر دیگ و بر آرد صد خروش

ہر گھڑی آتے ہیں باہر وقت جوش — دیگ کے منہ پر وہ کرتے ہیں خروش

کہ چرا آتش بہ من در میزنی — چوں خریدی چوں نگونم میکنی

کیوں جلاتی ہے ہمیں تو آگ سے — جب خریدا تو سزا یہ کس لئے

میزند کفلیز کد بانو کہ نے — خوش بجوش و بر مجہ ز آتش کہ ہے

گھر کی بی بی مارد کفچہ کہے — خوب پک جا آ نہ باہر آگ سے

زاں نجوشانم کہ مکروہ منی — بلکہ تا گیری تو ذوق و چاشنی

کب پکایا تجھ کو دشمن جان کے — بلکہ تیرے ذوق و لذت کے لئے

۱ یعنی جو مشکل سے ہاتھ آئے ◆

۲ یعنی چنے ◆

تا غذا گردی بیا میزی بجان — بهر عار نیستت این امتحان

تا غذا ہو کر تو جان سے — امتحاں یہ کب ہے خواری کے لئے

آب میخوردی بپالیز سبز و تر — بہر این آتش بدست آن آبخور

سبز کھیتوں میں تجھے پانی پلا — تیرے جلنے کے لئے پانی پلا

رحمتش سابق بدست از قهر زان — تا ز رحمت گردد اهل امتحان

قہر سے رحمت تھی پہلے اس لئے — رحم سے تا امتحان میں تو پڑے

رحمتش بر قهر از آن سابق شدست — تا که سرمایه وجود آید بدست

اس لئے تھا رحم سابق قہر پہ — تا ملے پونجی وجود اے بے خبر

زانکه بی لذت نروید لحم و پوست — چون نروید چه گدازد عشق دوست

کیونکہ بے لذت بڑھیں کب لحم و پوست — پھر بڑھے کیونکر گھلائے عشق دوست

زان تقاضا گر بیاید قهرها — تا کنی ایثار آن سرمایه را

اس تقاضا کر کے ہیں یہ قہر سب — تا کرے ایثار سرمایہ سے اب

باز لطف آید برای عذر او — که بکردی غسل و برجستی ز جو

عذر پھر کرتا ہے لطف کبریا — اب تو ندی سے نہا کر آگیا

تا نخود گوید چه پوئی در بهار — رنج مهمان تو شد نیکوش دار

وہ نہ بولے ، تو چرا وقت بہار — رنج ہے مہماں ترا اب ہوشیار

تا که مهمان باز گردد شکرساز — پیش شه گوید ز ایثار تو باز

تا کہ مہماں شکر یہ تیرا کرے — دے خبر شہ کو ترے ایثار سے

تا بجای نعمت منعم رسد — جمله نعمتها برد بر تو حسد

پھر جگہ پہ تیری منعم آ گئے — اور ہر نعمت حسد تجھ پر کرے

من خلیلم تو پسر پیش بچک — سر بنه انی ارانی اذبحک

میں خلیل اور تو پسر ہے زیر دشک — سر جھکا دے ، ارانی اذبحک

سر بہ پیش قہر نہ دل برقرار — تا ببرم حلقت اسمٰعیل وار

قہر کے آگے تو اپنا سر جھکا — مثل اسمٰعیل تا کاٹوں گلا

سر ببرم لیک این سر آں سریست — کز بریدہ گشتن و کشتن بریست

سر میں کاٹوں ہے مگر یہ سر وہ سر — جو بری کٹ جانے سے ہے سربسر

لیک مقصودم ازاں تعلیم تست — اے مسلماں بایدت تسلیم جست

اس سے ہے مقصود سمجھانا تجھے — خوئے تسلیم اے مسلماں چاہیے

اے نخود میجوش اندر ابتلا — تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا

اے چنے یوں امتحاں میں جوش کھا — تیری ہستی کا نہ ہو تیرا پتا

اندر آں بستاں اگر خندیدۂ — تو گل بستان جان و دیدۂ

تو اگر اس باغ میں خنداں رہا — پھول باغ جان و دیدہ کا بنا

گر جدا از باغ آب و گل شدی — لقمہ گشتی اندر احشا آمدی

گر چھٹا اس باغ سے مٹی ہوا — لقمہ بن کر انتڑیوں میں آگیا

شو غذا و قوت اندیشہ ہا — شیر بودی شیر شو در بیشہ ہا

ہو غذا اور قوت اندیشہ بھی — شیر تھا اور آج شیر بیشہ بن

از صفاتش رستۂ واللہ نخست — در صفاتش باز رو چالاک و چست

اس کی صفتوں سے تو پہلے تھا اگا — پھر اُنھیں صفتوں کی جانب تیز جا

ز ابر و خورشید و ز گردوں آمدی — پس شدی صاف و ز گردوں بر شدی

ابر و خورشید اور فلک سے آیا تھا — صاف ہو کر اب فلک سے بڑھ گیا

آمدی در صورت باران و آب — میروی اندر صفات مستطاب

صورت باران و آب آیا ہے تو — اب صفات پاک میں جاتا ہے تو

حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ حضرت ابراہیم نے اپنے لڑکے اسمٰعیل سے کہا تھا کہ تحقیق میں نے دیکھا۔ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں +

جزو شمس و ابر و باد و نما بدی ‌ ‌ ‌ نفس و فعل و قول و فکر تماشدی
جزو شمس و ابر و باد و نور تھے ‌ ‌ ‌ نفس و فعل و قول و فکر اب بن گیا

ہستی حیواں شد از مرگ نبات ‌ ‌ ‌ راست آمد اقتلونی یا ثقات[1]
ہستی حیواں ہے سبزی کی فنا ‌ ‌ ‌ اقتلونی یا ثقات آیا بجا

چوں چنیں بُردیست ما را بعد مات ‌ ‌ ‌ راست آمد ان فی قتلی حیات[2]
بعد مرنے کے جو ہوتی ہے یہ بات ‌ ‌ ‌ راست ہے پھر ان فی قتلی حیات

فعل و قول و صدق شد قوت ملک ‌ ‌ ‌ تا بدیں معراج شد سوئے فلک
قول و فعل صدق ہے قوت ملک ‌ ‌ ‌ پہنچے اس معراج سے وہ تا فلک

آنچناں کاں طعمہ شد قوت بشر ‌ ‌ ‌ از جمادی بُر شد و شد جانور
ایسا لقمہ جو بنا قوت بشر ‌ ‌ ‌ بڑھ کے قطعے سے ہوا وہ جانور

ایں سخن را ترجمہ پہناورے ‌ ‌ ‌ گفتہ آید در مقام دیگرے
اس سخن کی شرح میں اے مہرباں ‌ ‌ ‌ دوسرے موقع پہ کر دونگا بیاں

کارواں دائم ز گردوں میرسد ‌ ‌ ‌ تا تجارت میکند وا میرود
آسماں سے آتا ہے اک قافلہ ‌ ‌ ‌ اور تجارت کرکے پھر ہے لوٹتا

پس برو شیریں و خوش با اختیار ‌ ‌ ‌ نے بہ تلخی و کراہت دردوار
جو ہو خواہاں ہے وہ خوش با اختیار ‌ ‌ ‌ نے کراہت سے خریدے دردوار

زاں حدیث تلخ میگویم ترا ‌ ‌ ‌ تا ز تلخیہا فرو شویم ترا
کہہ رہا ہوں تلخ بات اس واسطے ‌ ‌ ‌ تاکہ وہ تلخی جو تجھ میں ہے مٹے

---

[1] اے پرہیزگارو مجھے قتل کر دو +

[2] تحقیق تیرے قتل ہونے میں ایک زندگی ہے +

ز آب سرد انگور افسردہ زید — سردی و افسردگی بیروں نہد

آب سرد انگور کا جب جوش کھائے — سردی و افسردگی اپنی گنوائے

تو ز تلخی چونکہ دل پرخوں شوی — پس ز تلخیہا ہمہ بیروں روی

تو بھی جب تلخی سے گھبرا جائیگا — تلخیوں سے اپنی باہر آئے گا

آنزماں شیریں شوی ہمچوں عسل — فارغ آئی گر بتو ریزند خل

میٹھا پھر اس وقت ہوگا شہد سا — پھر اثر ہوگا نہ سرکے کا ذرا

ہر کہ او اندر بلا صابر نہ شد — مقبل ایں درگہ فاخر نہ شد

جو بلاؤں میں نہیں صابر رہا — وہ نہیں مقبول اس درگاہ کا

سگ شکاری نیست او را طوق نیست — خام ناجوشیدہ جز بیذوق نیست

سگ شکاری ہو تو ہو گردن میں طوق — خام اور نا اہل ہے محروم ذوق

## مومن کا آگاہی بلا پر صابر ہونا

آں نخود گفت ار چنیں ست اے ستے — خوش بجوشم یاریم دہ راستے

وہ چنا کہنے لگا۔ گر ہے یہ بات — جوش دے خوب اپنے خدا دے ثبات

تو دریں جوشش چو معمار منی — کفچلیزم زن کہ بس خوش میزنی

تو جو ہے اس جوش میں مونس مری — چمچہ مارے جائیں خوش ہوں واقعی

ہمچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ — تا نہ بینم خواب ہندستاں و باغ

مثل فیل اب سر پہ دے تو زخم و داغ — تاله نہ دیکھوں خواب ہندستان و باغ

لہ یعنی شورش اور جوش مستی جاتا ہے۔ ہندوستان اور باغ سے دنیا مراد ہے چونکہ ایران میں ہاتھی نہیں ہوتا۔ اسلئے جب کوئی شخص وہاں ہاتھی لیجاتا ہے اور وہ مستی کرنے لگتا ہے۔ تو ایرانی کہتے ہیں۔ یہ ہندوستان کا خواب دیکھ رہا ہے یا اسے یاد کر رہا ہے +

زانکہ از قرآں بسے گمرہ شدند | زاں رسن قومے درونِ چہ شدند
کیونکہ قرآن سے بہت گمرہ ہوئے | تھام کر رسی کنوئیں میں جا گرے

مر رسن را نیست جرمے اے عنود | چوں ترا سودائے سربالا نبود
اس میں کیا رسی کا ہے جرم و قصور | خود نہ تھا فکرِ علو اے بے شعور

# مہمانِ مسجد کا قصہ

آں غریبِ شہر سربالا طلب | گفت میخسپم دریں مسجد بہ شب
وہ مسافر اور وہ عظمت طلب | کہتا تھا مسجد میں سوؤں آج شب

مسجدا گر کربلائے من شوی | کعبۂ حاجت روائے من شوی
ہو جو اے مسجد تو میری کربلا | ہو یقیناً کعبۂ حاجت روا

ہیں مرا بگذار اے بگزیدہ یار | تا رسن بازی کنم منصورؒ وار
چھوڑ دے مجھ کو تو اے مقبول یار | تا رسن سے کھیل لوں منصورؒ وار

گر شدید اندر نصیحت جبرئیلؑ | مے نخواہد غوث در آتش خلیلؑ
ہو نصیحت میں اگر تم جبرئیلؑ | آگ سے کب ہوگا فریادی خلیلؑ

جبرئیلا رو کہ من افروختہ | بہترم چوں عود و عنبر سوختہ
جاؤ اے جبرئیلؑ روشن ہے دیا مرا | مثلِ عنبر کے ہے جلنے سے بھلا

جبرئیلا گرچہ یاری مے کنی | چوں برادر پاسداری مے کنی
گو تو ہے ہمدرد میرا جبرئیلؑ | بھائی کی مانند ہے میرا وکیل

اے برادر من بر آذر چابکم | من نہ آں جانم کہ گردم بیش و کم
بھائی! میں ہوں تیز تر اس آگ سے | میں نہیں وہ جان جو گھٹتی بڑھے

جانِ حیوانی فزاید از علف | آتشے بود و چو ہیزم شد تلف
جانِ حیوانی تو چارے سے بڑھے | آگ ہو کر مثلِ لکڑی کے بجھے

گر زند تیغے ہمیدم او شہیدے　　تا ابد معمور و ہم عامر بدے
گر زندگی ہوتی تو باقی عمر　　تا ابد آباد رہتی اے پسر

باد سوزانست ایں آتش بداں　　پرتو آتش بود نے عین آں
باد سوزاں ہے یہ آتش بے گماں　　پرتو آتش ہے یہ آتش کہاں

عین آتش در اثیر آمد یقیں　　پرتو و سایہ ویست اندر زمیں
عین آتش ہے فلک پہ اے فتا　　سایہ اس کا ہے زمیں پہ پڑ رہا

لاجرم پرتو بیابد اضطراب　　سوئے معدن باز میگردد شتاب
اس لئے سایہ کرے ہے اک اضطراب　　سوئے معدن لوٹ جاتا ہے شتاب

قامت تو برقرار آمد بساز　　سایہ ات کوتہ دمے یکدم دراز
ہے ترا قد برقرار اے پاکباز　　سایہ کوتہ ہے کبھی۔ گاہے دراز

زانکہ در پرتو نیابد کس ثبات　　عکسہا را گشت سوئے امہات
ہے ترا قد برقرار اے پاکباز　　سایہ کوتہ ہے کبھی۔ گاہ ہے دراز

ہیں دہاں بربند فتنہ لب کشاد　　باز گو واللہ اعلم بالرشاد
کوئی پرتو میں نہیں پاتا قرار　　عکس لوٹے اصل کو انجام کار

فتنہ زادہ کرد عالم را خراب　　شرق و غرب افتادہ اندر اضطراب
جب کبھی رہ کھلتی ہے فتنوں کی کشاد　　ہو رہا واللہ اعلم بالرشاد

چوں مراتب گشت اپنا تنگ شد　　ہر یکے با دیگرے در جنگ شد
جب ملے درجے ہوئے دل اور تنگ　　ایک سے تھا دوسرا مصروف جنگ

گفت وگو بسیار شد خاموش شدم　　مسئلہ تسلیم کردم تن زدم
گفتگو بھی ہوئی [illegible] میں جب ہوا　　مسئلہ تسلیم میں نے کر لیا

ور تو گوئی موجب فتنہ چہ بود　　باز گویم گوش کن چوں غم فزود
گر تو پوچھے۔ تھا سبب فتنے کا کیا　　سن بتاتا ہوں کہ کیونکر غم بڑھا

# کم فہموں اور طعنہ زنوں کی بدتہذیبی

پیش ازاں کایں قصہ تا مخلص رسد ۔۔۔ دود گندے آمد از اہلِ حسد

پیشتر اس سے کہ پورا ہو بیان ۔۔۔ دیکھ وہ آ نکلا حسد کا اک دھواں

من نمی رنجم ازیں لیک ایں لگد ۔۔۔ خاطرِ سادہ دلے را پے کند

مجھکو تو اس کی نہیں پروا مگر ۔۔۔ خاطرِ سادہ پہ ہو شاید اثر

خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی[1] ۔۔۔ بہرِ محجوباں مثالِ معنوی

خوب کہتے ہیں حکیمِ غزنوی[1] ۔۔۔ اندھوں کے حق میں مثالِ معنوی

کہ ز قرآں گر نہ بیند غیر قال ۔۔۔ ایں عجب نبود ز اصحابِ ضلال

صرف قرآں سے اگر وہ قال لے ۔۔۔ کچھ تعجب تو نہیں گمراہ سے

کز شعاعِ آفتابِ پُر ز نور ۔۔۔ غیر گرمی مے نیابد چشمِ کور

نور سے سورج کے پا سکتا ہے کیا ۔۔۔ اندھی آنکھوں کو حرارت کے سوا

خربطے ناگاہ از خر خانۂ ۔۔۔ سر بروں آورد چوں طعانۂ

ناگہاں اک گھر سے نکلا مسخرا ۔۔۔ طعنہ زن کی طرح یوں کہنے لگا

کایں سخن پست ست یعنی مثنوی ۔۔۔ قصۂ پیغمبر است و پیروی

ہے یہ قصہ پست یعنی مثنوی ۔۔۔ داستاں نبیوں کی - ذکرِ پیروی

نیست ذکر و بحثِ اسرارِ بلند ۔۔۔ کہ دواند اولیا زاں سو سمند

اس میں ہیں اسرار کی بحثیں کہاں ۔۔۔ اولیا ہوتے ہیں جس جانب رواں

از مقاماتِ تبتل تا فنا ۔۔۔ پایہ پایہ تا ملاقاتِ خدا

ترک سے دنیا کے لے کر تا فنا ۔۔۔ درجہ درجہ تا وصالِ کبریا

---

[1] حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہے۔

شرح و حد ہر مقام و منزلے — کہ ز ہر دو بود صاحبدلے

حدِ منزل اور شرحِ ہر مقام — جس سے اہلِ دل کو ہو پرواز تمام

جملہ سر تا سر فسانہ است و فسوں — کودکانہ قصہ بیروں و دروں

سر بسر افسوں ہے اور فسانہ ہے — باہر اندر قصۂ طفلانہ ہے

چوں کتاب اللہ بیامد ہم بر آں — ایں چنیں طعنہ زدند آں کافراں

جبکہ قرآں خلق پہ نازل ہوا — کافروں نے اس پہ بھی طعنہ کیا

کہ اساطیر است و افسانہ نژند — نیست تعمیقے و تحقیقے بلند

ہیں یہ قصے اور افسانے ہیں چند — ہیں نہ نکتے اور نہ تحقیق بلند

کودکان خرد فہمش میکنند — نیست جز امر پسند و ناپسند

چھوٹے بچے ہیں سمجھ لیتے اسے — اس میں ہیں بس حکم ہیں اچھے برے

ذکر آدمؑ گندم و ابلیس و مار — ذکر ہودؑ و عاد و ابراہیمؑ و نار

ذکر آدمؑ، ذکر ابلیس اور مار — ذکر ہودؑ و عاد و ابراہیمؑ و نار

ذکر نوحؑ و کشتی و طوفان [illegible] — ذکر کنعان و سزا از خطا تا غرق

نوحؑ و کشتی کا اور طوفان کا ذکر — اور نافرمانیِ کنعاں کا ذکر

ذکر یوسفؑ ذکر زلفش پر خمش — ذکر یعقوبؑ و زلیخا و غمش

ذکر یوسفؑ اور ان کی زلف کا — ذکر یعقوبؑ اور زلیخا کا گلا

ذکر اسمٰعیلؑ و ذبح و جبرئیلؑ — ذکر قصۂ کعبہ و اصحاب فیل

ذکر اسمٰعیلؑ و ذکر جبرئیلؑ — کعبہ کا قصہ ہے اور اصحاب فیل

ذکر بلقیسؑ و سلیمانؑ و سبا — ذکر داؤدؑ و زبور و اوریا

ذکر بلقیس و سلیمان و سبا — ذکر داؤدؑ و زبور و اوریا

؎ حضرت داؤدؑ کا بیاہ اور نسبتی

| | |
|---|---|
| ذکر طالوت و شعیبؑ صوم او | ذکر یونسؑ ذکر لوطؑ و قوم او |
| ذکر طالوت و شعیبؑ روزہ دار | ذکر یونسؑ، ذکر لوطؑ نادار |
| ذکر حمل مریمؑ و نخل و مخاض | ذکر یحییٰؑ و زکریا و ریاض |
| ذکر مریمؑ - دردزہ اور پیڑ کا | ذکر یحییٰؑ، اور زکریا کی تپسیا |
| ذکر صالحؑ ناقہ و تقسیم آب | ذکر ادریسؑ و مناجات و جواب |
| ناقۂ صالحؑ وہ پھر تقسیم آب | ذکر ادریسؑ اور مناجات اور جواب |
| ذکر الیاسؑ و عزیرؑ و موت او | ذکر قارون و زمیں رفتن بگرد |
| ذکر الیاسؑ و عزیرؑ اور موت کا | خاک میں قارون کا دھنسنا برملا |
| ذکر ایوبؑ و صبوری در بلا | ذکر اسرائیلیاں در تیہ لا |
| ذکر ایوبؑ اور بلا میں صبر کا | ذکر اسرائیلیوں کا جا بجا |
| ذکر موسیٰؑ و شجر طور و عصا | خلع نعلین و خطابات و عطا |
| ذکر موسیٰؑ و شجر، طور و عصا | ترک نعلین و خطابات و عطا |
| ذکر عیسیٰؑ و عروج بر سما | ذکر ذوالقرنین و خضرؑ و ارمیا[1] |
| ذکر عیسیٰؑ اور فلک پر چڑھنے کا | ذکر ذوالقرنین و خضرؑ و ارمیا |
| ذکر فضل احمدؐ و خلق عظیم | کہ قمر از معجزاتش شد دو نیم |
| ذکر احمدؐ - ان کا وہ خلق عظیم | چاند اشارے سے ہوا انکے دو نیم |
| ظاہرست و ہر کسے پے میبرد | تو بیانے کہ گم شود در وے خرد |
| یہ ہے ظاہر سب سمجھتے ہیں اسے | عقل جس میں بھی بھٹکتی ہی رہے |
| گفت اگر آساں نماید این بجو | انچناں آساں یکے سورہ بگو |
| بولا حق - آساں نظر آتا ہے کیا | ایسی آساں، ایک سورۃ تو بنا |

[1] بعض اسے حضرت خضرؑ کا اور بعض حضرت الیاسؑ کا نام بتاتے ہیں ✦

جنیان و انسیان و اہل کار — گو بکے آیت ازیں ساں بیار

جن و انس اور جتنے ہیں اہل زباں — کہہ دو اک آیت بنا لائیں یہاں

حرف قرآں را مداں کہ ظاہر است — زیر ظاہر باطنے ہم قاہر است

حرف قرآں کو نہ ظاہر جان تو — ہے اسی ظاہر میں باطن نیک خو

## انّ للقرآن ظہراً و بطناً کی تفسیر

زیر آں باطن یکے بطن دگر — خیرہ گردد اندر و فکر و نظر

پیچھے اک باطن کے باطن دوسرا — جس سے ہے فکر و نظر حیراں ہوا

زیر آں باطن یکے بطن سوم — کہ درو گردد خردہا جملہ گم

اس کے پیچھے پھر ہے باطن تیسرا — عقل کھو جاتی ہے جس میں بر ملا

بطن چارم از نبی خود کس ندید — جز خدائے بے نظیر بے ندید

چوتھا باطن کس کو قرآں کا ملا — جز خدائے بے نظیر و غیب دا

ہمچنیں تا ہفت بطن اے بوالکرم — میشمر تو زیں حدیث معتصم

سات بطنوں تک یونہی تو ذی کرم — اس حدیث مصطفیٰ سے کر یقیں ہم

تو ز قرآں اے پسر ظاہر مبیں — دیو آدم را نبیند غیر طیں

دیکھ مت قرآں کا ظاہر اے پسر — آیا آدم دیو کو مٹی نظر

ظاہر قرآں چو شخص آدمیست — کہ نقوشش ظاہر و جانش خفیست

ظاہر قرآں ہے جسم آدمی — نقش ظاہر، روح ہے باطن چھپی

مرد را صد سال عم و خال او — یک سر موئے نہ بیند حال او

سو برس تک مرد کا ماموں چچا — کچھ نہ دیکھے حال سے اسکے ذرا

آنکہ گویند اولیا در کُہ روند — تا ز چشم مردماں پنہاں بوند

کہتے ہیں۔ ہے کوہ میں ولیوں کا گھر — تا نہ وہ مخلوق کو آئیں نظر

# اولیاؑ و انبیاؑ کا پہاڑوں اور غاروں میں رہنا

پیش خلق ایشاں فراز صد کہ اند
گام خود بر چرخ ہفتم مے نہند

پیش خلقت ہو کے بھی وہ ہیں بڑے
چرخ ہفتم اُن کے زیر پا رہے

پس چرا پنہاں شود کہ چوں بود
کز صد دریا و کہ آنسو بود

پس پہاڑوں میں چھپے وہ کس لئے
جو پرے صد کوہ و دریا سے رہے

حاجتش نبود بسوئے کہ گریخت
کز پیش گرد فلک صد فعل ریخت

کوہ جانے کی اسے حاجت ہی کیا
آسماں جب اس سے ہے چکرا گیا

چرخ گرد بود نہ پیدا و گردشاں
تعزیت جامہ پوشید آسماں

چرخ نے پائی دوان کی گرد بھی
لی پہن پوشاک آخر ماتمی

گر بظاہر آں پری پنہاں بود
آدمی پنہاں تر از پریاں بود

گو بظاہر ہوتی ہیں پریاں نہاں
آدمی اُن سے بھی پنہاں تر ہے یاں

نزد عاقل آں پری کہ مضمرست
آدمی صد بار خود پنہاں ترست

نزد عاقل جو پری پوشیدہ ہے
اس سے بڑھ کر آدمی پوشیدہ ہے

آدمی نزدیک عاقل چوں خفیست
چوں بود آدم کہ در غیب او صفیست

آدمی جو نزد عاقل ہے خفی
صورت آدمؑ ہے وہ جو تھے صفی

آں یکے بشنید اگر گے سخن
رفت پیش خواجہ کاے مقصود کن

بھیڑیے سے ایک نے باتیں سنیں
جا کے خواجہ سے کہا اے مرد دیں

اشتنیدیں گرگے سخن با من بگفت
خواجہ را با طرب دل گشت جفت

مجھ سے یوں کرتا تھا باتیں بھیڑیا
یہ سنا خواجہ نے وہ خوش ہو گیا

گفت ایماں آوریدم من یقیں
ہمچو من صدیقؓ و فاروقؓ مہیں

بولا میں ایماں لایا یہ ملا
صورت صدیقؓ و فاروقؓ اے فتا

دیدہ را گرد او در روشن کند ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ ہا را امر وی او دے کند

گرد اس کی آنکھوں کو روشن کرے ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ کو قوت اُٹھا کر پھینک دے

## یاجبال اوّبی معہ والطیر کی تفسیر

چوں بر آمد موسیٰؑ از اقصائے دشت ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ طور از مقدمش رقاص گشت

جبکہ موسیٰؑ جانب صحرا گئے ‍ ‍ ‍ ‍ طور آیا رقص میں اُن کے لیے

روئے داؤدؑ از فرش تاباں شدہ ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ ہا اندر پیش نالاں بُدہ

چمکا اُس کے فر سے منہ داؤدؑ کا ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ اُن کے سامنے نالاں ہوا

کوہ با داؤدؑ گشتہ ہمرہے ‍ ‍ ‍ ‍ ہر دو مطرب مست در عشق شہے

کوہ داؤدؑ کا ہمراہ ہوا ‍ ‍ ‍ ‍ دونوں مطرب عشق شہ میں مبتلا

یاجبال اوّبی امر آمدہ ‍ ‍ ‍ ‍ ہر دو ہم آواز و ہم پردہ شدہ

یاجبال اوّبی حق نے کہا ‍ ‍ ‍ ‍ دونوں ہم پردہ ہوئے اور ہم صدا

گفت داؤدا تو ہجرت دیدۂ ‍ ‍ ‍ ‍ بہر من از ہمرہاں ببریدۂ

بولا اے داؤدؑ ہجرت تو نے کی ‍ ‍ ‍ ‍ میری خاطر سب کی یاری چھوڑ دی

اے غریب فرد بے مونس شدہ ‍ ‍ ‍ ‍ آتش شوق از دلت شعلہ زدہ

اے مسافر یہ تری بے مونسی ‍ ‍ ‍ ‍ آگ بھڑکی تیرے دل میں شوق کی

مطرباں خواہی و قوال و ندیم ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ ہا را پیش آرد آں قدیم

مطرب و قوال چاہیے اور ندیم ‍ ‍ ‍ ‍ کوہ تیرے پاس لائے وہ کریم

لہ اے پہاڑو اور طائرو حضرت داؤدؑ کی طرف رجوع کرو + سلہ ہمہ تن جنگ +
سلہ قولہ تبارک و تعالیٰ عزوجل و یاجبال اوّبی معہ والطیر والنّا لہ الحدید
یعنی اے پہاڑو اس کے ساتھ مع پرندوں کے بازگشت کرو اور ہم نے اس
کے لئے لوہے کو موم کر دیا +

تاکہ قوالی و سرنائی کنند
تا بہ پشت بادہ پیمائی کنند

تاکہ گائیں اور قوالی کریں!
اور پھر وہ بادہ پیمائی کریں

تا بہ بالائی نالہ چوں گردد راست
بے لب و دندان ولی را نالہ ہاست

تاکہ جیسے نالہ کرے وہ کا
بے لب وہ دندان سے ولیوں کی

نغمہ ہجرہ آں ساقی جہد
ہر شبے وہ گوش جنتش میرسد

نغمہ اپنے پاک و صاف انعام کا
گو نہیں جس سے شب کو سنتا ہے جسد

ہمنشیناں نشنود او بشنود
اے خنک جاں کو بہ بینش بگرود

ہمنشیں سنتے نہیں سنتا ہے وہ
خوش نصیب ہے باطن جو اچھا ہے وہ

بنگرد در نفس خود صد گفتگو
ہمنشیں او نبرد زاں ہیچ بو

نفس کی سنتا ہے وہ سو گفتگو
ہمنشیں لیتا نہیں کچھ اس سے بو

صد سوال و صد جواب اندر دلت
میرسد از لامکاں تا منزلت

دل میں تیرے سو سوال اور سو جواب
لامکاں سے آتے ہیں اے مستطاب

## مثنوی پر طعنہ مارنے والے کا جواب

بشنوی تو نشنود آں گوشہا
گر بنزدیک تو آرد گوش را

تو ہے سنتا اور نہیں سنتا کوئی
گو ترے منہ سے لگا دے کان ہی

گیرم اے کر خود تو آنرا مثنوی
چوں مشاعر ہیچ چوں مثنوی

مانا اے بہرے نہ تو اس کو سنے
جا بجا مثل بار کر کے ہے

اے سگ طاعن تو عو عو مے کنی
طعن قرآں را بعول شو میکنی

طعنہ زن کتے! تو کیوں ہے بھونکتا
طعن تو قرآن پہ کرتا ہے۔۔ جا

این نہ آں شیرست کز وے جاں بری
یا ز پنجہ قہر او ایماں بری

یہ نہیں وہ شیر جس سے جان بچے
یا بچے ایمان اس کے پنجے سے

تا قیامت میزند قرآن ندا | کای گروہی جہل را گشتہ فدا
تا قیامت ہے یہ قرآن کی ندا | اے وہ لوگو! جہل پہ جو ہو فدا

مر مرا افسانہ می پنداشتید | تخم طعن و کافری میکاشتید
تم مجھے افسانہ سمجھے ہوئے | بیج تم بوتے تھے طعن و کفر کے

خود بدیدید ای خسیسان از زمن | کہ شما بودید افسانہ زمن
اے خسیسو ہے تمہیں عین الیقین | تھے بس اس دنیا کا افسانہ تمہیں

تا بدیدید ای کہ طعنہ میزدید | کہ شما فانی و افسانہ بدید
کیا ہوا معلوم اے طعنہ زنو | تم تھے فانی اور افسانہ دیکھ لو

من کلام حقم و قائم بذات | قوت جان جان و یاقوت زکات
میں کلام حق ہوں اور قائم بذات | قوت جان جاں ہوں ہے قوت نکات

نور خورشیدم فتادہ بر شما | لیک از خورشید ناگشتہ جدا
میرے سورج کا پڑا تھا تم پہ نور | ہاں مگر خورشید سے کب تھا وہ دور

نک منم ینبوع آن آب حیات | تا رہانم عاشقان را از ممات
چشمۂ آب بقا کے سمجھے | عاشقوں کو ہوں بچاتا موت سے

گر چنان گند آز تان نبیختی | جرعہ بر گور تان حق ریختی
حرص کی بدبو نہ پھیلاتے اگر | ڈالتا حق ایک جرعہ قبر پہ

نے بگیرم گفت پند آن حکیم | دل نگردانم بہر قول سقیم
کیوں نہ میں آ کر سنوں پند حکیم | کیوں نہ دل پھیروں جو ہو قول سقیم

تا بیابد درد من از او دوا | فارغ آیم من ز ہر طعنہ جدا
اس سے میرا درد تا پا سکے دوا | اور میں طعنوں سے ہو جاؤں جدا

آنکہ فرمودست او اندر خطاب | کرہ و مادر ہمی خوردند آب
کیونکہ فرماتے ہیں وہ کر کے خطاب | بچہ اور ماں دونوں پیتے تھے لب آب

# پانی پینے سے گھوڑے کے بچے کا بھاگنا

میشخولیدند ہر دم آں نفر ۔ بہر اسپاں کہ ہلا ہیں آب خور
جب نفر پانی پلاتے گھوڑوں کو ۔ سیٹی دیتے کہ اب آب خورش ۱؎ گہ پر پیو

آں شخولیدن بکرہ میرسید ۔ سر ہمی برداشت واز خور میرمید
سنتا جب للکار بچہ بد ملا ۔ سر اٹھا کر تھا وہ ہر دم بھاگتا

مادرش پرسید کاے کرہ چرا ۔ میرمی ہر ساعتے زیں استقا
ماں نے پوچھا اے مرے بچے تو کیوں ۔ بھاگتا ہے ہر گھڑی پانی سے یوں

گفت کرہ میشخولند آں گروہ ۔ ز اتفاق بانگشاں دارم شکوہ
بولا وہ للکارتے ہیں یہ نفر ۔ لگتا ہے ان کی صدا سے مجھ کو ڈر

پس دلم میلرزد از جا میرود ۔ ز آں اتفاق نعرہ خوفم میرسد
دل لرز جاتا ہے ہو کر بے قرار ۔ خوف سے اک خوف سا ہے بار بار

گفت مادر تا جہاں بودست ایں ۔ کار افزایاں بُدند اندر زمیں
بولی ماں جب سے ہے قائم یہ جہاں ۔ لوگ ایسے ہوتے آئے ہیں یہاں

ہیں تو کار خویش کن اے ارجمند ۔ زود کایشاں ریش خود برمیکنند
میرے بچے! ختم کر تو اپنا کام ۔ اپنی داڑھی نوچتے ہیں یہ تمام

وقت تنگ و میرود آب فراخ ۔ پیش از آں کز ہجر گردی شاخ شاخ
وقت کم ہے۔ کام کر۔ پانی چلا ۔ پیشتر اس سے کہ ہو اس سے جدا

شہرہ کاریزیست پر آب حیات ۔ آب کش تا بردمد از تو نبات
شہرہ ہے کاریز ۲؎ لبریز حیات ۔ کھینچ پانی تا اُگے تیری نبات ۳؎

۱؎ پانی پلانے کی جگہ +
۲؎ زمین کے نیچے بہنے والی نہر ۔ ۳؎ روئیدگی ۔ سبزی ۔

آبِ خضر از جوئے نطقِ اولیا
میخوریم اے تشنۂ غافل بیا

آبِ حیواں اولیا کے نطق سے
ہم تو لیں پیتے ہیں پیاسے دیکھ لے

گر نہ بینی آب کورانہ بفن
سوئے جو آور سبو در جو زن

اندھے پن سے گر نہ آب آئے نظر
ڈال ندی میں سبو کو۔ لا ادھر

چوں شنیدی کاندریں جو آب ہست
کور را تقلید باید کار بست

پانی اس ندی میں ہے جب تو سنے
اندھے کو تقلید کرنی چاہئے

جو فرو بر مشک آب اندیش را
تا گراں بینی تو مشکِ خویش را

نہر میں تو مشک اپنی اب ڈبو
تا گراں دیکھے تو اپنی مشک کو

چوں گراں بینی شوی تو مستدل
رست از تقلیدِ خشک آنگاہ دل

جب گراں دیکھے یقیں آ جائے تجھے
دل رہا ہو خشک تقلید سے

گر نہ بیند کور آبِ جو عیاں
لیک بیند چوں سبو گردد گراں

دیکھتا ہے کور کب آبِ رواں
دیکھے لیکن جبکہ مٹکا ہو گراں

کہ ز جو اندر سبو آبے برفت
کایں سبک بود و گراں شد آبِ زفت

ندی ہی سے پانی مٹکے میں گیا
پہلے یہ ہلکا تھا اب بھاری ہوا

زانکہ ہر بادے مرا در مے ربود
بادے زبایدم ثقلم فزود

پہلے لے جاتی تھی مجھ کو ہر ہوا
اب نہ لے جائے کہ میں بھاری ہوا

مر سفیہاں را رباید ہر ہوا
زانکہ نبود شاں گرانیِ قویٰ

ہلکے لوگوں کو لے جاتی ہوا
کیونکہ ہلکے ہوتے ہیں ان کے قویٰ

کشتیِ بے لنگر آمد مردِ شر
کو ز بادِ کژ نیابد او حذر

ہیں یہ بے لنگر کی کشتی اہلِ شر
بے ہوائے تند سے ان کو حذر

لنگرِ عقل است عاقل را اماں
لنگرے دریوزہ کن از عاقلاں

عقل کا لنگر ہے عاقل کی اماں
عاقلوں سے مانگ لنگر اے جواں

از مدد ہائے خرد چوں مدد بود | از خرد پیشہ وراں دریائے جود
عقل کی امداد سے جیسے مدد ہے | موتی اس بحر کرم کے گنج ہے

زانکہ ہمیں امداد دل پرفن شود | بعد ازاں دل چشم ہم روشن شود
دل ہو پرفن ایسی ہی امداد سے | دل سے بڑھ کر آنکھ کو روشن کرے

زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست | تا چو دل شد دیدہ کو را ظلمت ست
نور آنکھوں کو ہے دل سے ملا | دل نہ ہو تو آنکھ میں ہو نور کیا

دل چو پر انوار عقل پیر زد | زاں نصیبے ہم بدو دیدہ رسد
دل کیا پر نور عقل پیر نے | اس سے آنکھوں کو بھی کچھ حصے ملے

پس بہاں کا آب مبارک آسماں | وحی دلہا باشد و صدق بیاں
چرخ کا آپ مبارک اے جواں | وحی دل ہوتا ہے اور صدق بیاں

ما چو آں کرہ ہم آب چو خوریم | سوئے آں وسوسۂ طاعن ننگریم
ہاں بچے کی طرح پیتے ہیں ہم | کیوں کریں طعنوں کی پروا بیش و کم

پیرو پیغمبرانی رہ سپر | طعنۂ خلقاں ہمہ بادے شمر
تو ہے پیرو انبیا کا چل نڈر | خلق کے طعنوں کو باور کر ہوا

آں خداونداں کہ رہ طے کردہ اند | گوش فا بانگ سگاں کے کردہ اند
طے جو ان لوگوں نے ہے رستہ کیا | بھونکنے کو کتوں کے کب ہے سنا

## مہمانِ مسجد کا باقی قصہ

باز گو کاں پاک باز شیر مرد | اندر آں مسجد چہ بشنود و چہ کرد
پھر سنا ہاں پاکباز اس شخص نے | کیا کیا مسجد میں اسے کیا واقعے

خفت در مسجد خود او را خواب کو | مرد غرقہ گشتہ چوں خسپد بجو
سویا مسجد میں مگر سویا کہاں | ہو میسر مست کو سونا کہاں

خواب مرغ و ماہیاں باشد ہے | عاشقاں را زیر غرقاب ست جے
مرغ و ماہی کا وہ گویا خواب ہے | عاشق اپنے غم میں یوں غرقاب ہے

| | |
|---|---|
| نیم شب آواز با جوشے شنید | کا یم آیم بر سرت اے مستفید |
| نصف شب کو اک مہیب آئی صدا | آؤں آؤں تیرے سر پر اے مرد خدا |
| پنج کرت این چنیں آواز سخت | میرسید و دل ہمے شد لخت لخت |
| سخت یہ آواز آئی پانچ بار | تھی سے اس مہمان کا دل تھا فگار |

## واجلب علیہم برجلک وخیلک[1] کی تفسیر

| | |
|---|---|
| تو کہ عزم دیں کنی با اجتہاد | دیو بانگت بر زند اندر نہاد |
| تو جو عزم اجتہاد دیں کرے | آئیں شیطان کی صدائیں پھر تجھے |
| کہ مرو زاں سو بیندیش اے غوی | کہ اسیر رنج و درویشی شوی |
| ہاں نہ جا اس سمت غور و فکر کر | رنج و درویشی سے پہنچیگا ضرر |
| بینوا گردی ز یاراں وا بری | خوار گردی و پشیمانی خوری |
| بینوا ہو کر چھٹے احباب سے | خوار ہو تو ، ہو پشیمانی تجھے |
| تو ز بیم بانگ آں دیو لعیں | وا گریزی در ضلالت از یقیں |
| خوف ہو تو جب سنے بانگ لعیں | گمرہی میں جا پڑے ۔ چھوڑے یقیں |
| کہ ہلا فردا و پس فردا راست | راہ دیں پویم کہ مہلت پیش ماست |
| آجکل پرسوں چلوں گا تو کہے | دین پہ چلنے کی مہلت ہے مجھے |
| مرگ بینی باز کو از چپ و راست | میکشد ہمسایہ را تا بانگ خاست |
| دائیں بائیں دیکھے حملے موت کے | مارے ہمسائے کو اور وہ غل کرے |
| باز عزم دیں کنی از بیم جاں | مرد سازی خویشتن را یک زماں |
| خوف جاں سے پھر تو عزم دیں کرے | اک گھڑی اپنے کو مرد جاں کرے |

[1] یعنی اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے حملہ کر دے ؎

پس سلیح بر بندی از علم و حکم　　کز من از خوفے نیارم پائے کم

علم و حکمت کے تو پھر ہتھیار لے　　تاں نہ میرا پاؤں دہشت سے ہٹے

باز بانگے بر زند بر تو ز مکر　　کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر

کستے پھر وہ مکر شیطاں کی صدا　　فقر سے ڈر اور واپس لوٹ جا

باز بگریزی ز راہ روشنی　　آں سلاح علم و دیں را بفگنی

پھر تو توڑے۔ روشنی کی راہ سے　　اور سب ہتھیار اپنے ڈال دے

سالہا او را بہ بانگے بندۂ　　در چنیں ظلمت نمد افگندۂ

تو ہو پابند اس صدا کا سالہا　　ایسی ظلمت میں پڑے پھر پر ملا

ہیبت بانگ شیاطیں خلق را　　بندہ کرد است و گرفتہ حلق را

ہیبت بانگ شیاطیں خلق کو　　کر دیے عاجز پکڑ کر حلق کو

تا چناں نومید شد جانش ز نور　　کہ رواں کافراں ز اہل قبور

نور سے مایوس ایسی ہوں یوں ہوگئے　　روح کافر جیسے اہل قبر سے

آں شکوہ بانگ آں ملعون بود　　ہیبت بانگ خدائی چوں بود

بانگ شیطاں میں ہے جب یہ کرّ و فر　　پھر کی بانگ حق میں ہیبت نصیب

ہیبت باز است بر کبک نجیب　　مر مگس را نیست ز آں ہیبت نصیب

ہے چکوروں کو جو ہیبت باز کی　　مکھیوں کو کب ہے حاصل واقعی

زانکہ نبود باز صیاد مگس　　عنکبوتاں مے مگس گیرند و بس

باز ہے صیاد مکھی کا کہاں　　مکھیوں کو ہیں پکڑتی مکڑیاں

عنکبوتے دیو بر چوں تو ذباب　　کرّ و فر دارد نہ بر کبک و عقاب

عنکبوت دیو مکھی جان کے　　تجھ پہ غالب ہے نہ کبک و باز پر

بانگ دیواں گلہ بان اشقیاست　　بانگ سلطاں پاسبان اولیاست

بانگ شیطان اشقیا کی گلہ باں　　بانگ سلطاں اولیا کی پاسباں

تا نیامیزد بدیں دو بانگ خود — قطرۂ از بحر خوش با بحر شور

تا نہ ان آوازوں سے پھر کوئی ملے — قطرہ بحر خوش کا بحر شور سے

## مہمان مسجد کو آواز طلسم سنائی دینا

بشنوا کنوں قصۂ آں بانگ سخت — کہ نرفت از جا بداں آں نیکبخت

سن وہ قصہ آئی کو آواز سخت — پر نہ سرکا اس جگہ سے نیک بخت

گفت چوں بر سمع چو ہست آں طبل عید — تا دُہل ترسد کہ زخم او وارسید

بولا کیا ڈر، ڈھول ہے یہ عید کا — ڈھول پیٹے سے ڈرے تو ہے بجا

اے دُہلہائے تہی پے زکوب — قسمتان از عید چوں شد زخم چوب

خالی ڈھولو، تم ہو ضربوں سے بھرے — عید ہے کیوں زخم ہے تم کو ملے

شد قیامت عید بے دیناں دُغل — ما چو اہل عید خنداں ہمچو گل

جو قیامت عید، کافر ہیں دُغل — ہم ہیں اہل عید خنداں مثل گل

بشنوا کنوں ایں دُہل چوں بانگ زد — دیگ دولتہا چگونہ مے پزد

سن ذرا جو ڈھول نے آواز کی — دیگ آتش دولت اب کیسی پکی

چونکہ بشنود آں دُہل آں مستعید — گفت چوں ترسد دلم از طبل عید

جب سنی اس مرد نے آواز یوں — بولا طبل عید سے میں کیوں ڈروں

گفت با خود ہیں ملرزاں اے گزیں — مرد جاں بد دلاں بے یقیں

یوں کہا خود سے کر دل مضبوط کر — ہیں جو بد دل بے یقیں جاتے ہیں مر

وقت آں آمد کہ حیدر وار من — ملک گیرم یا بپردازم بدن

وقت آیا ہے کہ حیدر وار میں — ملک یوں یا دیدوں جان زار میں

برجہید و بانگ بر زد کائے کیا — حاضرم اینک اگر مردی بیا

اٹھا اور ہو کر مخاطب یوں کہا — میں ہوں حاضر مرد ہے تو آئے آ

در زماں بشکست آواز آں طلسم | زر ہمے ریزید ہر سو قسم قسم
اس سے توڑا وہ طلسم خوف زا | سونا برسا مختلف اقسام کا

ریخت چنداں زر کہ ترسید او ز چشم | تا بگیرد زر ز رہ راہ و در
سونا برسا اور ڈرا وہ مرد دیں | بند ہو جائے نہ دروازہ کہیں

پُر شدہ آں مسجد از زر ہر جایگاہ | مرد حیراں شد ز نقد بے اگہ
ہر جگہ مسجد وہ زر سے بھر گئی | اپنی قسمت پر اُسے حیرت ہوئی

بعد ازاں برخاست آں شیر عنید | تا سحر گہ زر بہ بیروں میکشید
بعد ازاں اٹھا وہ شیر مشگیں | صبح تک سونے کو ڈھویا بالیقیں

دفن میکرد و ہمے آمد بہ زر | با جوال و توبرہ بار دگر
دفن کرتا تھا وہ سونا بے شمار | خورجی میں اور توبرے میں بار بار

گنجہا بنہاد آں جانباز ازاں | کوری زرسانی واپس خوران
اس دلاور نے خزانے بھر لئے | کور اور بزدل ڈراتے ہی رہے

ایں زر ظاہر بخاطر آمدہ است | در دل ہر کور دوں زر پرست
یہ زر ظاہر بہ ہر عنوان تھا | زر پرست اندھوں کے دل میں پلا

کودکاں اسفالہا را بشکنند | نام زر بنہند و در دامن کنند
توڑتے ہیں بچے اکثر ٹھیکرے | بھرتے ہیں دامن میں سونا جان کے

اندر آں بازی چو گوئی نام زر | آں کند در خاطر کودک گذر
کھیل میں اُن کے جو ہے نام زر | دل میں اُن بچوں کے اسکا ہے اثر

بل زر مضروب ضرب ایزدی | کو نگردد کاسد آمد سرمدی
ہاں وہ زر جس پہ ہو سکہ ایزدی | جو نہ کھوٹا ہو وہ زر ہے سرمدی

آں زرے کایں زر ازاں زر تاب یافت | گوہر و تابندگی و آب یافت
زر وہ اس زر کو ملی جس سے ضیا | یہ [illegible] ہے جو ہوا اور آب اسے تھا

ایں چہ سازہ وے سوزندہ ۔ واں گہ وصلت دل فروزندہ

یہ ہے مشکل ساز لیکن سوز بھی ۔ وہ ہے وقتِ وصل دل کی روشنی

شکل شعلہ نور پاک سازدار ۔ حاضراں را نور و دوریاں را چو نار

نور پاک اک مثل شعلہ سازگار ۔ حاضروں کو نور اور دوروں کو نار

حاضراں از غائباں خوشحال تر ۔ غائباں را نیست توفیق خبر

غائبوں سے ہیں یہ حاضر خوب تر ۔ غائبوں کو کب ہے توفیق خبر

ایں سخن را نیست پایانے پدید ۔ گو حدیث عاشق و صدر مجید

یہ سخن تو ختم ہوتا ہی نہیں ۔ صدر و عاشق کا سنا قصہ یہیں

# صدرِ جہاں سے عاشق کی ملاقات

آں بخاری نیز خود بر شمع زد ۔ گشتہ بود از عشقش آساں آں کبد

وہ بخاری بھی فدا تھا شمع پہ ۔ عشق میں مشکل ہوئی آساں تر

آہ سوزانش سوئے گردوں شدہ ۔ در دل صدر جہاں مہر آمدہ

آہ جب اس کی گئی سوئے سما ۔ تھا دلِ صدر جہاں مہر آشنا

گفت با خود در سحر گہ کائے احد ۔ حالِ آں آوارۂ ما چوں بود

صبحدم اللہ سے کہنے لگا ۔ ہے اس آوارہ کا یارب حال کیا

او گناہے کرد ما دیدیم لیک ۔ رحمت ما را ہمید انست نیک

میں نے دیکھا اسکے بے شک کی خطا ۔ وہ نہ میرے رحم سے آگاہ تھا

خاطر مجرم ز ما ترساں شود ۔ لیک صد امید در ترسش بود

ہم سے ہو مجرم کو خوف و بیدلی ۔ خوف میں لیکن رہے امید بھی

من بترسانم وقیح یاوہ را ۔ وآنکہ ترسد من چہ ترسانم ورا

بے حیاؤں کو ہوں میں ہیبت نما ۔ جو ڈرے خود ہی ڈراؤں اسکو کیا

بہر دیگ سرد آذر مے رود
نے چو دیگ کو جوشش از سر مے رود

آگ ٹھنڈی دیگ کے ہے واسطے
ہو جو ہے جوش آگ، اسکا کیا کرے

ایمناں را من بترسانم بہ حلم
خائفاں را ترس بردارم زعلم

میں ڈراؤں حلم سے بے خوف کو
ڈر مٹاؤں علم سے ڈرتا جو ہو

پارہ دوزم پارہ بر موضع نہم
ہر کسے را شربت اندر خور دہم

رکھتا ہوں پیوند اس کی جا پہ ہوں
جو ہو جیسا۔ دیا شربت اسکو دوں

ہست تخم مرد چوں بیخ درخت
زاں بعد برگ ماند از چوب سخت

راز ہے انسان کا مانند درخت
ویسے ہی پتے ہیں جیسے چوب سخت

درخور آں بیخ رستہ برگہا
در درخت و در نفوس و در نہا

جیسی جڑ ہو ویسے ہی پتے اُگیں
پیڑ میں اور نفس میں واحد عقل میں

بر فلک پرہاست ز اشجار وفا
اصلہا ثابت و فرعہ فی السما

چرخ پہ ہے پھل وفا کے نخل کا
جڑ زمیں پہ شاخیں گردوں پر وفا

چوں برست از عشق پر بر آسماں
چوں نروید در دل صدر جہاں

آسماں پہ جب اُگے پھل عشق کا
کیوں دل صدر جہاں میں ہو دبا

موج میزد در دلش عفو گنہ
کہ ز ہر دل تا دل آمد روزنہ

دل میں تھا عفو گنہ لہرا رہا
دل سے دل تک ایک روزن ہے کھلا

کہ ز دل تا دل یقیں روزن بود
نے جدا و دور چوں دو تن بود

دل سے دل تک ایک ہے روزن یقیں
مثل دو تن کب جدا ہیں اور دور

متصل نبود سفال دو چراغ
نور شاں ممزوج باشد در مساغ

دو جدا ہیں گو کہ شکلیں دو دیے
ایک ہو کی روشنی گھر میں دے

قولہ تبارک و تعالیٰ عزوجل۔ مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء یعنی خدا تعالیٰ نے کلمہ پاک کو ایک پاک درخت کی طرح بنایا ہے جسکی جڑ زمین میں ثابت اور شاخیں آسمان پر ہیں۔

هیچ عاشق خود نباشد وصل جو — که نه معشوقش بود جویائے او

وصل بن عاشق نہیں ہوتا کوئی — ڈھونڈتا جب تک نہ ہو معشوق بھی

لیک عشق عاشقاں تن زہ کند — عشق معشوقاں خوش و فربہ کند

عاشقوں کو عشق کر دیتا ہے زار — اور معشوقوں کو فربہ اے نگار

چوں دریں دل برق مہر دوست جست — اندراں دل دوستی میداں کہ ہست

کوندے ہے برق مہر جب اے جی ترے — عشق اس کے دل میں بھی ہے جان لے

در دل تو مہر حق چوں شد دوتو — ہست حق را بیگماں مہرے بتو

تیرے دل میں ہو اگر عشق خدا — حق کو بھی ہوگی محبت بے بہا

ہیچ بانگ کف زدن آید بدر — از یکے دست تو بے دست دگر

کب بجے آتی ہے تالی کی صدا — ہاتھ گر دونوں نہیں چلتے بجا

تشنہ مے نالد کہ کو آب گوار — آب ہم نالد کہ کو آں آبخوار

پیاسا روتا ہے کہ پانی ہے کہاں — پانی روتا ہے کہاں ہے تشنہ جاں

جذب آب است ایں عطش در جان ما — ما ازان او و او ہم زان ما

جذب ہے پانی کا اپنی تشنگی — ہم ہیں اس کے وہ ہمارا ہی ولی

حکمت حق در قضا و در قدر — کردہ ما را عاشقان یکدگر

حکم سے اپنے خدا نے بے ملا — دوسرے پر ایک کو عاشق کیا

جملہ اجزائے جہاں زاں حکم پیش — جفت جفت و عاشقان جفت خویش

جتنے ہیں اجزا ہیں وہ اس کے حکم سے — عاشق اپنے اپنے جوڑے پر ہوئے

ہست ہر جزوے ز عالم جفت خواہ — راست ہمچوں کہربا و برگ کاہ

جفت اپنے جفت پر ہے شیفتہ — جیسے برگ کاہ ہے اور کہربا

آسماں گوید زمیں را مرحبا — با توام چوں آہن و آہن ربا

چرخ کہتا ہے زمیں سے مرحبا — ہم ہیں مثل آہن و آہن ربا

آسماں مرد و زمیں زن در خرد — ہر چہ آں انداخت ایں می پرورد

آسماں ہے مرد، عورت ہے زمیں — اس سے جو گرتا ہے، پلتا ہے یہیں

چوں نماند گرمیش بفرستد او — چوں نماند تریش و نم بدہد او

کم ہو گرمی تو وہ گرمی بھیجدے — جب نہ ہو باقی تری، تو تر کرے

برج خاکی خاک ارضی را مدد — برج آبی تریش اندر دمد

برج خاکی سے مدد ہے خاک کی — برج آبی اس کو دیتا ہے تری

برج بادی ابر سوئے او برد — تا بخارات وخم را بر رو

برج بادی ابر سے کچھ بھیجتا — تا کرے گندہ بخاروں کو جدا

برج آتش گرمی خورشید ازو — ہمچو تابہ سرخ ز آتش پشت و رو

برج آتش خور کو گرمی دے کمال — ہے توے کی طرح حدت اور پیٹھ لال

ہست سرگرداں فلک اندر زمن — ہمچو مرداں گرد مکسب بہر زن

آسمان دنیا کے چکر میں پھرے — مرد جیسے کسب بہر زن کرے

وین زمیں کدبانوئیہا میکند — بر ولادات و رضاعش مے تند

اس زمیں میں ہے نسائیت تمام — ہے ولادت اور رضاعت اسکا کام

پس زمین و چرخ را داں ہوشمند — چونکہ کار ہوشمنداں میکنند

گر زمین و چرخ کو دانا شمار — کیونکہ دانائی ہے ان کا کاروبار

گر نہ از ہم ایں دو دلبر مے مزند — پس چرا چوں جفت در ہم مے خزند

دونوں یہ دلبر اگر لذت نہ لیں — کیوں یہ جوڑے کی طرح باہم ہیں

بے زمیں کے گل بروید و ارغواں — پس چہ زاید ز آب و تاب آسماں

بے زمیں کے کب گل و لالہ اگے — آب و تاب چرخ سے کیا ہو سکے

بہر آں میلست در مادہ بہ نر — تا بود تکمیل کار ہمدگر

مادہ میں خواہش ہے نر کی اسلئے — تا کہ مل کر کام دونوں کا بنے

میل اندر مرد و زن حق زان نهاد | تا بقا یابد جہاں زین اتحاد
مرد و زن میں میل یوں حق نے رکھی | تا کہ چل چل کر بقا ہو دہر کی

میل ہر جزوے بجزوے ہم نہد | ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
جزو ہر اک جزو سے رغبت رکھے | تا کہ اس ملنے سے پیدا نسل رہے

شب چنیں با روز اندر اعتناق | مختلف در صورت اما اتفاق
رات بھی دن سے یونہی ہے ہمکنار | مختلف شکلیں۔ مگر دونوں ہیں یار

روز و شب ظاہر دو ضد و دشمنند | لیک ہر دو یک حقیقت می تنند
روز و شب گو ہیں بظاہر دو ضد ہیں | ہیں مگر وہ ایک دونوں اصل میں

ہر یکے خواہاں دگر را ہمچو خویش | از پئے تکمیل کار و فعل خویش
ایک کا خواہاں ہے دل سے دوسرا | تا ہو پورا کام جو ہونا ہے بھلا

زانکہ بے شب دخل نبود طبع را | پس چہ اندر خرج آرد روزہا
کیونکہ بے شب کیا ہے آمد طبع کو | وقت دن کے خرچ میں وہ لائے جو

## ہر عنصر کا اپنی جنس کو جذب کرنا

خاک گوید خاک تن را باز گرد | ترک جاں گو سوئے ما آ ہمچو گرد
خاک تن سے خاک کہتی ہے پھر آ | ترک جاں کر۔ ہم سے مل اے بے وفا

جنس مائی پیش ما اولیٰ تری | بہ کہ زاں تن وا رہی و زاں دری
پاس ہے اپنی جنس کے رہنا بھلا | قطع کر اس تن سے اور اس سمت آ

گوید آرے لیک من پابستہ ام | گرچہ ہمچوں تو ز ہجراں خستہ ام
ہو بھلے۔ ہاں لیکن کہ پابستہ ہوں | ہجر سے تیری طرح گو خستہ ہوں

تری تن را بجوید آب ہا | کاے تری باز آ ز غربت پیش ما
پانی کہتے ہیں تری سے جسم کی | اب تو واپس آ سفر سے اے تری

گرمی تن را ہمے خواند اثیر | کز ز ناری زاد واصل خویش گیر
گرمی تن کو بلاتا ہے اثیر[1] | آگ سے ہے تو ادہر ہو والگے

ہست ہفتاد و دو علت در بدن | از کششہائے عناصر بے رسن
اس بدن میں ہیں بہتر علتیں | بے رسن کے عنصروں کے جذب سے

علت آید تا بدن را بگسلد | تا عناصر ہمدگر را وا ہلد
علت آئے تا بدن کو توڑ دے | تا کہ ہر عنصر کو عنصر چھوڑ دے

چار مرغند ایں عناصر بستہ پا | مرگ و رنجوری و علت پاکشا
چار یہ عنصر ہیں چڑیاں بستہ پا | موت اور بیماری ہے عقدہ کشا

پائے شاں از ہمدگر چوں باز کرد | مرغ ہر عنصر یقیں پرواز کرد
پاؤں جب آپس میں انکا کھل گیا | مرغ ہر عنصر کا بے شک اُڑ چلا

جذبۂ ایں اصلہا و فرعہا | ہر دمے رنجے نہد در جسم ما
فی الحقیقت جذب ہے اصل و فرع کا | جسم کو دیتا ہے ہر دم دکھ نیا

تا کہ ایں ترکیبہا را بر درد | مرغ ہر جزوے باصل خود پرد
تا کہ ان ترکیبوں کو برہم کرے | اور ہر مرغ اصل کو اپنی اُڑے

حکمت حق مانع آید زیں عجل | جمع شاں دارد بصحت تا اجل
حکمت حق منع جلدی سے کرے | مرتے دم تک جمع صحت سے رکھے

گوید اے اجزا اجل مشہود نیست | پر زدن پیش از اجلتاں سود نیست
او دیکھے موت آ نہیں سکتی نظر | کھولتے پیش اجل تم کیوں ہو پر

چونکہ ہر جزوے بجوید ارتفاق | چوں بود جان غریب اندر فراق
جبکہ ہر جز ڈھونڈتا ہے ارتفاق | جان کیونکر جھیلتی ہو گی فراق

[1] کرۂ آتشیں جو آسمان پر ہے +

جان جاں جانا نما بچو اند نیز ہم — کر بجا آئید وایں سو نہید قدم

جان کو ہے جب بلاتا جان جاں — رکھ قدم اس سمت اور آ جا یہاں

چونکہ جاں زاں ایں ندا آید بگوش — ز اشتیاق حق رہد زیں عقل و ہوش

روح جب سنتی ہے اسکی یہ صدا — شوق حق میں ہوش گم کرتی ہے فنا

## عالم ارواح کی طرف روح کا کھنچنا

گو بیا اے اجزائے پست فرشیم — غربت من تلخ تر من عرشیم

روح کہتی ہے کہ اے اجزائے فرش — تلخ ہے غربت مرا مسکن ہے عرش

میل تن در سبزہ و آب رواں — زاں بود کہ اصل او آمد ازاں

سبزے اور آب رواں سے میل تن — اس سبب سے ہے کہ ہیں اسکا وطن

میل جاں اندر حیات و زندگی است — زانکہ جان لامکاں اصل وے است

زندگی و زیست میں ہے میل جاں — کیونکہ اس کی اصل ہے وہ لامکاں

میل جان در حکمت است و در علوم — میل تن در باغ و راغ و در کروم

علم و حکمت میں ہے رغبت جان کی — رغبت تن باغ و صحرا میں رہی

میل جان اندر ترقی و شرف — میل تن در کسب اسباب علف

ہے ترقی و شرف میں میل جاں — میل تن اسباب میں ہے بیگماں

میل و عشق آں شرف ہم سوئے جاں — زیں یحبہم یحبونہ را بداں

ہے شرف کا میل سوئے جاں ابھی — ہے یحبہم یحبونہ یہی

گر بگویم شرح ایں بیحد شود — مثنوی ہشتاد من کاغذ شود

گر کروں میں شرح تو بے حد ہے — مثنوی کا بوجھ اسی من سے

قولہ تبارک و تعالیٰ عز و جل یحبہم و یحبونہ یعنی خدا مومنوں کو دوست

آدمی حیوان نباتے و جماد ۔۔۔ ہر مرادے عاشق ہر بے مراد

آدمی، حیوان، نباتات اور جماد ۔۔۔ بے مرادی پر ہے عاشق ہر مراد

بے مراداں بر مرادے می تند ۔۔۔ وآں مراداں جذب ایشاں می کنند

بے مراد لذت مرادوں سے رکھیں ۔۔۔ اور مرادیں جذب پھر انکو کریں

لیک میل عاشقاں لاغر کند ۔۔۔ میل معشوقاں خوش و با فر کند

عاشقوں کا عشق انہیں لاغر کرے ۔۔۔ اور معشوقوں کو فربہ تر کرے

عشق معشوقاں دو رخ افروختہ ۔۔۔ عشق عاشق جان او را سوختہ

عشق معشوق اس کی روشنائی بڑھائے ۔۔۔ عشق عاشق جان کو اسکی جلائے

کہربا عاشق بہ شکل بے نیاز ۔۔۔ کاہ مے کوشد در آں راہ دراز

کہربا عاشق ہے مثل بے نیاز ۔۔۔ کاہ طے کرتی ہے وہ راہ دراز

ایں رہا کن عشق آں تشنہ دہاں ۔۔۔ تافت اندر سینۂ صدر جہاں

چھوڑ اس کو دیکھ عشق ناتواں ۔۔۔ سینۂ صدر جہاں میں ہے تپاں

دود آں عشق و غم آتشکدہ ۔۔۔ رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ

عشق کی آتش سے جو اٹھا دھواں ۔۔۔ اس نے آقا کو بنایا مہرباں

لیکنش از ناموس و پوشش آبرو ۔۔۔ شرم مے آمد کہ وا جوید ازو

تھی مگر فکر اس کو ننگ و نام کی ۔۔۔ ڈھونڈنے میں حائل آئی شرم سی

رحمتش مشتاق آں مسکیں شدہ ۔۔۔ سلطنت زیں لطف مانع آمدہ

رحمتیں مشتاق تھیں مسکیں کی ۔۔۔ سلطنت اس لطف سے مانع ہوئی

عقل حیراں کیں عجب او را کشید ۔۔۔ یا کشش زاں سو بدینجانب رسید

عقل حیراں ہے یہ ہے اس کی کشش ۔۔۔ یا ادھر سے ہے ادھر آئی کشش

ترک جلدی کن کزیں ناواقفی ۔۔۔ لب بہ بند اللہ اعلم بالخفی

چھوڑ جلدی اس سے ہے ناواقفی ۔۔۔ چپ بھی رہ، واللہ اعلم بالخفی

لب بہ بندم بہر ے زفتیاں گشن — تو بہ آرام ہر زماں صد بار کن

افشا اس بات سے کی فاش کن — تو ہوا اور شو یار تو ہے مری

کایں سخن را تعبیرش فزوں کنم — آں کشندہ میکشد من چوں کنم

بیاں میں اس بات کو وضاحت سے دوں — کھینچنے والا جو کھینچے کیا کر دوں

کیست کش تا آں میکشد اے معتنی — آنکہ او نگذاردت کہ دم زنی

کون ہے وہ جو تجھے ہے کھینچتا — تا کہ تو دم بھی نہ مارے اک ذرا

صد عزیمت میکنی بہر سفر — میکشاند مر ترا جائے دگر

سو ارادے کرتا ہے بہر سفر — دور سے جانا کہیں وہ کھینچ کر

زاں بگرداند بہر سو آں لگام — تا خبر یابد ز فارس اسپ خام

اس لئے ہے پھیرتا ہر سو لگام — واقف اسوار سے ہو تا اسپ خام

اسپ زیرک سار زاں نیکو پے است — کو ہمی داند کہ فارس بر وے است

اسپ دانا نیک پے ہے سازگار — ہو گیا ہے واقف اس پہ کوئی سوار

او دلت را بر دو صد سودا ببست — بے مرادت کرد پس دل را شکست

سو امیدوں سے ہے باندھا دل ترا — دل شکستہ بے مرادی سے کیا

چوں شکست او بال آں رائے نخست — چوں نشد بر تو قضائے او درست

اس نے بازو توڑ کر تیری رائے کا — پھر وہ بازو کو جڑتی ہے بجا

چوں قضایش حبل تدبیرت شکست — چوں نشد بر تو قضائے او درست

جب قضا نے توڑ دی تدبیریں تری — کیوں نہ ٹھیک اس کی قضا تجھ پر ہوئی

## ارادوں کا توڑنا انسان کو تنبیہ کرنا ہے

عزمہا و قصدہا در ماجرا — گاہ گاہے راست مے آید ترا

عزم بھی اور قصد بھی اے باصفا — گاہے گاہے راست آتا ہے ترا

| | |
|---|---|
| تا بہ طمع آں دلت نیت کند | باز دیگر نیتت را بشکند |
| تاکہ دل اس طمع سے نیت کرے | اور اس نیت کو پھر وہ توڑ دے |
| ور بکلی بیمرادت داشتے | دل شدے نومید امل کے کاشتے |
| گر وہ رکھتا تجھ کو بالکل بے مراد | ہوتا نا امید دل اے خوش نہاد |
| ور نکاریدے امل از عوریش | کے شدے پیدا برو مقہوریش |
| کچھ نہ بوتے دیتیں گر محرومیاں | ہوتی مقہوری امل پر کب عیاں |
| عاقلاں از بیمرادی ہائے خویش | باخبر گشتند از مولائے خویش |
| عاقل اپنی بے مرادی سے ہوئے | باخبر مولا سے اپنے ۔ دیکھ لے |
| بیمرادی شد قلاوز بہشت | حفت الجنۃ شنو اے خوش سرشت |
| بیمرادی ہو گئی خضر بہشت | حفت الجنۃ کو سن اے خوش سرشت |
| چوں مرادانت ہمہ اشکستہ پاست | پس کسے باشد کہ کام او رواست |
| جب مرادیں ہیں شکستہ پا تری | کامیاب آرزو ہوگا کوئی |
| پس شدند اشکستہ اش آں عاقلاں | لیک کو خود آں شکست بیدلاں |
| پس شکستہ اس میں ہیں جملہ عاقلاں | ہے مگر کب شکست بیدلاں |
| عاقلاں اشکستہ اش از اضطرار | عاشقاں اشکستہ با صد اختیار |
| ہے شکست عاقلاں بہ اضطرار | ہے شکست عاشقاں با اختیار |
| عاقلانش بندگان بندیند | عاشقانش شکری و قندیند |
| عاقل اس کی بندگی کے ہوں غلام | اور عاشق قند و شکر ہیں تمام |
| ائتیا کرہاً مہار عاقلاں | ائتیا طوعاً بہار بیدلاں |
| ائتیا کرہاً ہے عاقل کی مہار | ائتیا طوعاً ہے بیدل کی بہار |

۱ہ بیہودہ ۲ہ حدیث شریف ہے کہ، حفت الجنۃ بالمکارہ - یعنی بہشت مکروہات سے گھیری گئی ۳ہ تم ہمارے پاس آؤ جبر و اکراہ سے ۴ہ خوشی و رغبت سے

# آنحضرتؐ کا قیدیوں کو دیکھکر تبسم فرمانا

دید پیغمبر یکے جوقی اسیر | کہ ہمے بردند و ایشاں در نفیر
دیکھے کچھ قیدی پیغمبرؐ نے رواں | جا رہے تھے اور تھے گریہ کناں

دیدشاں در بند آں آگاہ شیر | مے نظر کردند در وے زیر زیر
دیکھا جب اُن قیدیوں کو آپ نے | تھے کنکھیوں سے وہ قیدی دیکھتے

تا ہمے خائید ہر یک از غضب | بر رسولِ صدق دندانہا و لب
اور چباتا تھا وہ ہر اک از غضب | سرورِ کونین پر دانت اور لب

زہرہ نے با آں غضب کہ دم زنند | زانکہ در زنجیر قہر دہ من اند
باوجود اس کے نہ تھے دم مارتے | کیونکہ زنجیروں میں تھے جکڑے ہوئے

میکشدشاں موکلے سوئے شہر | مے برد از کافرستاں شاہ بقہر
کھینچتے اُن کو سپاہی سوئے شہر | لیچلے تھے کافرستاں سے بہ قہر

نے فدا مے ستانند زرے | نے شفاعت میرسد از سرورے
کوئی فدیہ اُن سے لیتا تھا نہ زر | تھی سفارش بھی نہ کوئی کارگر

رحمتِ عالم ہمے گویند و او | عالمے را مے برد حلق و گلو
رحمتِ عالم تو کہلاتا ہے وہ | اور گلے خلقت کے کٹواتا ہے وہ

باہزار انکار میرفتند راہ | زیر لب طعنہ زناں بر کار شاہ
کفر میں طے کر رہے تھے رہگذر | طعنہ زن تھے زیر لب سرکارؐ پر

چارہا کردیم و اینجا چارہ نیست | خود دل ایں مرد کم از خارہ نیست
اب یہاں چلتی نہیں کچھ کوئی زور | کم نہیں پتھر سے دل اسکا بھی

؎ یہ اُن قیدیوں کے الفاظ تھے ✦

؎ یہاں سے ان کی گفتگو کے ضمن سے ✦

ما ہزاراں مرد شیر الپ ارسلاں — با دو سہ عریان سست و نیم جاں

ہم ہزاروں شیر تن اور شیر گیر — ہیں فقط دو تین بھوکوں کے اسیر

اینچنیں درماندہ ایم از کژ رویست — یا ز اختر ہاست یا خود جادویست

کج روی سے ایسے عاجز ہم ہوئے — یا کسی جادو سے یا تقدیر سے

بخت ما را بر درید آں بخت او — تخت ما شد سرنگوں از تخت او

ہم ہوئے بدبخت اُن کے بخت سے — تخت اُلٹے اپنے اُنکے تخت سے

کار او از جادوئے گر گشت زفت — جادوئے کردیم ما ہم چوں نرفت

کام اُن کا گر ہے جادو سے بنا — کیوں نہ سحر ان پر ہمارا کچھ چلا

از بتاں ہم از خدا درخواستیم — کہ بکش ما را اگر ناراستیم

کی بتوں سے اور خدا سے التجا — بس مٹا ہم کو جو ہم ہیں کج ادا

## ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح کی تفسیر

آنکہ حق و راستست از ما و او — نصرتش دہ نصرت او را بجو

ہم میں ان میں ہو جو حق پر رسا — اس کو نصرت فتح مندی ہو عطا

ایں دعا بسیار کردیم و صلوٰۃ — پیش لات و پیش عزّیٰ و منات

یہ دعائیں مانگیں اور سجدے کئے — سامنے عزّیٰ، منات اور لات کے

کہ اگر حق است او پیداش کن — ور نباشد حق زبونِ ماش کن

وہ اگر حق پر ہے تو کر آشکار — ورنہ کر دے بس اسے رسوا و خوار

چونکہ وادیدیم او منصور بود — ما ہمہ ظلمت بُدیم او نور بود

ہم نے جب دیکھا تو وہ منصور تھا — ہم تو سب ظلمت تھے اور وہ نور تھا

؎ یعنی اگر تم فتح طلب کروگے تو تم کو فتح ہوگی۔

زاں جواب آں ست کاں جو خواستید ۔۔۔ گشت پیدا کہ شما نا راستید

یہ جواب اپنا ملا ہے بالیقیں ۔۔۔ ہو گیا ظاہر کہ تم سچے نہیں

باز ایں اندیشہ را از فکر خویش ۔۔۔ کور میکردند و دفع از ذکر خویش

پھر اس اندیشے کو اپنی فکر سے ۔۔۔ اندھا کرکے دور رہتے ذکر سے

کایں تفکر ماں ہم از ادبار رست ۔۔۔ کہ صواب او شود در دل درست

یہ تفکر ہے سبب ادبار کا ۔۔۔ تا کہ نیکی اس کی دل میں ہو بجا

خود چہ شد گر غالب آمد چند بار ۔۔۔ ہر کسے را غالب آرد روزگار

کیا ہوا گر غالب آیا چند بار ۔۔۔ کرتا ہے غالب سبھی کو روزگار

ما ہم از ایام بخت آور شدیم ۔۔۔ بارہا بروے مظفر آمدیم

اک زمانے میں تھے ہم بھی بخت ور ۔۔۔ بارہا اس پہ ملی ہم کو ظفر

باز میگفتند اگر چہ او شکست ۔۔۔ چوں شکست ما نبود از شست و دست

پھر یہ بولے۔ گو کہ دی اسکو شکست ۔۔۔ کب ہماری طرح وہ تھا خوار و پست

ز آنکہ بخت نیک او را در شکست ۔۔۔ داد صد شادی پنہاں زیر دست

اسکی قسمت نے شکست فاش میں ۔۔۔ سو طرح کی عشرتیں دی ہیں انہیں

کو بہ اشکستہ نمی مانست ہیچ ۔۔۔ کہ نہ غم بودش نہ آسیب و نہ پیچ

کیا شکستوں سے اسے دیجئے مثال ۔۔۔ کیونکہ کاوش ہے نہ ہے رنج و ملال

چوں نشان مومناں مغلوبی است ۔۔۔ لیک در اشکست مومن خوبی است

گرچہ مغلوبی ہے مومن کا نشاں ۔۔۔ ہیں شکستوں میں بھی اسکی خوبیاں

گر تو مشک و عنبرے را بشکنی ۔۔۔ عالمے از فوح ریحاں پر کنی

مشک و عنبر کو اگر تو توڑ دے ۔۔۔ اک جہاں کو اس کی خوشبو سے بھرے

ور شکستی ناگہاں سرگین خر ۔۔۔ خانہا پر گند گردد سر بسر

اور جو توڑے ناگہاں سرگین خر ۔۔۔ گند کی پھیلے گی دل میں سر بسر

گر کند خود مشک با سرگیں قیاس ۔ آب را با بول اطلس را پلاس

مشک کا سرگیں سے ہو کیونکر قیاس ۔ پانی اور پیشاب، اطلس اور پلاس۱؎

# آنحضرتؐ کی جنگ حدیبیہ سے واپسی

وقتِ واگشتِ حدیبیہ رسولؐ ۔ در تفکر بود غمگین و ملول

جب حدیبیہ سے لوٹ آئے رسولؐ ۔ فکر میں تھے اور غمگیں و ملول

ناگہاں اندر حق شمعِ رسل ۔ دولتِ انا فتحنا زد دہل

ناگہاں اللہ نے ان کو یہ صلا ۔ دولت "انا فتحنا" کی عطا

آمدش پیغام از دولت کہ رو ۔ تو ز منع ایں ظفر غمگیں مشو

آگیا یہ پیغام حق کا آپ کو ۔ تو شکستِ جنگ سے غمگیں نہ ہو

کاندریں خواری بنقدت فتحہاست ۔ نک فلاں قلعہ فلاں قلعہ تراست

یہ شکست اب ہے خود اک فتح کا ۔ ہے فلاں قلعہ، فلاں قلعہ ترا

بنگر آخر چونکہ وا گردید و گفت ۔ بر قریظہ و بر نضیر۲؎ از وے چہ رفت

دیکھا آخر تو نے جس دم مصطفیٰؐ ۔ کیا نضیر اور کیا قریظہ سے ہوا

قلعہا ہم گرد آں دو بقعہا ۔ شد مسلم و ز غنایم نفعہا

قلعے بھی اور شہر بھی ہاتھ آگئے ۔ فائدے مالِ غنیمت سے ہوئے

ور نباشد آں تو بنگر کیں فریق ۔ پُر غم و رنجند مفتون و غریق

یہ نہیں تو دیکھ لے تو یہ فریق ۔ بحرِ رنج و غم کا ہے گویا غریق

زہر خواری را چو شکر میخورند ۔ خارِ غمہا را چو اشتر مے چرند

زہر خواری کھائے شکر کی طرح ۔ خارِ غم چرتا ہے اشتر کی طرح

۱؎ ٹاٹ ✦

۲؎ یہودیوں کی دو جماعتیں ہیں ✦

بہر عین غم شدہ از بہر فرج ــــ ایں تسافل پیش ایشاں چوں عروج
عیش میں سب ہیں ۔ وہ ہیں آلام میں ــــ انکی پستی بھی بلندی ہے انہیں

آنچناں شاد ند اندر قعر چاہ ــــ کہ ہمے ترسند از تخت و کلاہ
خوش ہیں یوں تہ میں کنوئیں کی ڈوب کے ــــ خوف کھاتے ہیں وہ تخت و تاج سے

در فقیری ہر یکے صد شہریار ــــ در خزان فاقہ صد چوں بہار
وہ فقیری میں ہیں مثل شہریار ــــ اور خزان فاقہ میں مثل بہار

ہر کہ با دلبر بود او ہمنشیں ــــ فوق گردونست نے زیر زمیں
ہو گیا دلبر کا جو پہلو نشیں ــــ چرخ پر ہے، کب ہے بالائے زمیں

## لاتفضلونی علیٰ یونسؑ کی تفسیر

گفت پیغمبرؐ کہ معراج مرا ــــ نیست از معراج یونسؑ اجتبا
بولے پیغمبرؐ مری معراج بھی ــــ کچھ نہیں معراج یونسؑ سے بڑی

آن من بالا و آن او نشیب ــــ زانکہ قرب حق برونست از حسیب
اُن کی نیچے بلک، اُوپر میری ــــ قربت اللہ ہے حد سے بڑی

قرب نہ بالا نہ پستی جستن است ــــ قرب حق از حبس ہستی رستن است
قرب حق اُونچا نہیں کچھ جست سے ــــ قرب حق چھٹنا ہے قید ہست سے

نیست را چہ جائے بالا است و زیر ــــ نیست را نے زود و نے دُور و نہ دیر
نیست کو کیا گر ہو بالا اور زیر ــــ نیست میں جلدی نہیں کچھ اور دیر

کارگاہ صنع حق در نیستیست ــــ غرۂ ہستی چہ دانی نیست چیست
نیستی ہے کارگاہ کبریا ــــ جانے تو مغرور ہستی: نیست کیا

حاصل ایں شکست ایشاں اے کیا ــــ مے نماید ہیچ با اشکست ما
قصہ کوتاہ اور ہے انکی شکست ــــ کب مشابہ اپنی سے ہے انکی شکست

آنچناں شادند در ذلّ و تلف ‖ ہمچو ما در وقت اقبال و شرف

خوش ہیں وہ یوں نقص جان مال میں ‖ جس طرح ہم دولت و اقبال میں

برگ بے برگی ہمہ اقطاع اوست ‖ فقر و خواری فخر است و علوت

کھیتیاں ہیں ان کی بے سامانیاں ‖ فقر و خواری میں ہے فخر بیکراں

آں یکے گفت از خیالش اے عزیز ‖ چوں بخندید او کہ ما را بستہ دید

بولا اک قیدی۔ وہ ایسا ہے اگر ‖ کیوں ہنسا یوں قید ہم کو دیکھ کر

چونکہ او مبدل شد است شادیش ‖ نیست زیں زنداں کنوں آزادیش

کیونکہ ہے اس کی خوشی بدلی ہوئی ‖ کب ہے اس زنداں سے آزادی ملی

پس بقہر دشمناں چوں شاد شد ‖ چوں ازیں فتح و ظفر پرباد شد

قہر پہ دشمن کے کیوں مسرور ہے ‖ کیوں وہ ایسی فتح سے مغرور

شاد شد جانش کہ بر شیران نر ‖ یافت آساں نصرت و فتح و ظفر

شاد ہے شاید کہ ایسے شیر دل پہ ‖ مل گئی آسانی سے فتح و ظفر

پس بدانستیم کو آزاد نیست ‖ جز بدنیا او دلخوش و دلشاد نیست

جانا پس ہم نے۔ نہیں آزاد وہ ‖ صرف دنیا سے ہے خوش اور شاد وہ

ورنہ چوں خندد کہ اہل آنجہاں ‖ بر بد و نیکند مشفق مہرباں

کیوں ہنسے ورنہ کہ جو ہیں انبیا ‖ نیک و بد پہ مہرباں ہیں برملا

## طعنہ زنوں کے طعنے سے آنحضرت کی آگاہی

ایں ہمی گفتند و زیر زباں ‖ آں اسیراں باہم اندر بحث آں

مائیں سب کرتے تھے وہ زیر زباں ‖ قیدی تھے اس بحث میں مصروف ہاں

تا موکل نشنود بر ماجسد — خود سخن در گوش آں سلطاں رسید

تا سپاہی سن نہ لے اور ہو خفا — اور گئے سلطاں کے سارا ماجرا

گرچہ نشنید آں موکل ایں سخن — رفت در گوشے کہ آں بُد من لدن

گو نہ سن پایا سپاہی یہ سخن — پہنچا لیکن تا بہ گوشِ من لدن

بوئے پیراہان یوسف را ندید — آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید

آئی کب پیرا ہن یوسف کی بو — پاسباں کو۔ بے بلی یعقوب کو

آں شیاطیں بر عیان آسماں — نشنوند آں سِر لوح غیب داں

آسماں پہ کب شیاطیں سن سکے — بھید اسرار لوح غیب کے

آں محمد خفتہ و تکیہ زدہ — آمدہ سِر گرد او گردان شدہ

سو رہے تھے جب محمد مصطفیٰ — بھید آیا اور طواف اُن کا کیا

آں خورد حلوا کہ روزیش است باز — آں نہ کانگشتان او باشد دراز

کھائے وہ حلوا جسے روزی ہوا — انگلیاں لمبی کسی کی ہوں تو کیا

نجم ثاقب گشتہ حارس دیو راں — کہ بہِل دزدی ز احمد سِر ستاں

نجم ثاقب حارس شہ شیطاں کے — چھوڑ چوری مصطفیٰ سے بھید سے

اے دویدہ سوئے دکاں از پگاہ — ہیں بمسجد رو بجو رزق از اِلٰہ

اے کہ بھاگا تو دکاں کو صبح سے — رزق تو مسجد میں جا کر رب سے لے

# آنحضرت کی طرف سے قیدیوں کے ضمیر کا جواب

پس رسول آں گفتِ شاں را فہم کرد — گفت آں خندہ نبودم از نبرد

سمجھے اُن کی گفتگو کو مصطفیٰ — بولے وہ ہنسنا لڑائی سے نہ تھا

لہ یعنی آنحضرت ﷺ ۔ لہ معرفت کا راز سننے والا کان یعنی رسولِ مقبول کا گوش مبارک ۔ لہ چوری کی مار ۔

مردہ اند ایشاں و پوسیدہ فنا — مردہ کشتن نیست مردی پوش

مردہ ہیں وہ اور مقہور فنا — ہاں نہیں مردی مردوں کو مارنا

خود کیند ایشاں کہ مہ گردد شگاف — چونکہ من پا بفشرم اندر مصاف

وہ تو کیا ہیں۔ چاند کو ٹکڑے کروں — پاؤں میداں میں اگر میں گاڑ دوں

آنکے کآزاد بودید و مکیں — من شمارا بستہ میدیدم چنیں

جبکہ تم آزاد تھے اور تھے بڑا — دیکھتا تھا میں یونہی تم کو بندھا

اے بنازیدہ بہ ملک و خانماں — نزد عاقل اشترے بر نردباں

ہے جو تم کو ناز ملک و خانماں — عاقل اس کو جانتے ہیں رائگاں

نقش تن را تا فتاد از بام طشت — پیش چشمم کل آت آت گشت

فاش راز نقش تن جب ہو گیا — حال کچھ ہونے کا مجھ پر کھل گیا

بنگرم در غورہ[1] مے بینم عیاں — بنگرم در نیست شے بینم عیاں

غورہ میں میں دیکھتا ہوں مے عیاں — نیست میں ہستی کے ملتے ہیں نشاں

بنگرم سر عالمے بینم نہاں — آدمؑ و حواؑ نرستہ از جہاں

دیکھتا ہوں راز میں اس وقت کے — جبکہ پیدا آدمؑ و حواؑ نہ تھے

من شمارا وقت ذرات الست — دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست

میں نے تم کو اولاً وقت الست — سرنگوں دیکھا ہے اور پابند و پست

از حدوث آسمان بے عمد — آنچہ دانستہ بدم افزوں نشد

جب سے ہے یہ آسمان بے ستوں — کچھ نہیں دانست سے میری فزوں

من شمارا سرنگوں میدیدہ ام — پیش ازاں کز آب و گل بالیدہ ام

پہلے میں نے سرنگوں دیکھا تمہیں — پھر بڑا ہوں آب و گل کے دام میں

[1] کچا انگور +

تو ندیدم تا کنم شادی بدان ‌ ‌ ایں ہمی دیدم دراں اقبال تاں

بے تمہیں کیا بات جس کی ہو خوشی ‌ ‌ تھا تمہارے اوج میں دیکھا یہی

بستۂ قہر خفی آنکہ چو قہر ‌ ‌ قند میخوردید و در وے درج زہر

مبتلا جس میں تھے مخفی تھا وہ قہر ‌ ‌ قند کھاتے تھے کہ تھا اس میں زہر

چوں چنیں قندے پُر از زہر عدو ‌ ‌ خوش ہمو شد چیت حسد آید برو

قند اگر پُر زہر کھائے اک عدو ‌ ‌ کیا کرے اس پر حسد اور رشک تو

با نشاط آں زہر میکردید نوش ‌ ‌ مرگ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش

زہر کھاتے تھے جو تم با صد خوشی ‌ ‌ کان پکڑے موت نے اور جان لی

من نمے کردم غزا از بہر آں ‌ ‌ تا ظفر یابم فرا گیرم جہاں

میں نہ کرتا تھا لڑائی اس لئے ‌ ‌ تا کہ لیلوں ساری دنیا فتح سے

ایں جہاں جیفہ است و مردار و رخیص ‌ ‌ بر چنیں مردار چوں باشم حریص

یہ جہاں ناقص بھی ہے مُردار بھی ‌ ‌ حرص کیا ہو مجھ کو اس مردار کی

سگ نیم تا پر چنیں مردہ تنم ‌ ‌ عیسیم آیم کہ تا زندہ اش کنم

سگ نہیں جھگڑے جو مُردوں کے کرو ‌ ‌ مثل عیسٰی زندگی مُردوں کو دوں

زاں ہمیکردم صفوف جنگ چاک ‌ ‌ تا رہانم مر شما را از ہلاک

میں صفِ جنگ اس لئے کرتا تھا چاک ‌ ‌ تا بچو تم اور نہ ہو جاؤ ہلاک

زاں نمے بُرّم گلوہائے بشر ‌ ‌ تا مرا باشد کرّ و فرّ و حشر

کاٹتا ہوں کب گلے میں اس لئے ‌ ‌ تا ہو شہرت اور کرّ و فر ملے

زاں ہمے بُرّم گلوئے چند تا ‌ ‌ زاں گلوہا عالمے یابد رہا

کاٹتا ہوں اس لئے میں کچھ گلے ‌ ‌ تا کہ دنیا کو نجات ان سے ملے

کہ شما پروانہ وار از جہل خویش ‌ ‌ پیش آتش میکنید ابجملہ کیش

جاہلوں کی طرح تم پروانہ وار ‌ ‌ پیش آتش کرتے ہو دین آشکار

من ہمی رانم شمارا ہمچو مست
از درافتادن درآتش با دو دست
ہوں بھگاتا مست کی صورت تمہیں
تاکہ تم سب گر نہ جاؤ آگ میں

آنکہ خود را فتح پندا شتید
تخم منحوسی خود میکاشتید
فتح کا کرتے تھے تم اپنی گماں
تخم بوتے تھے نحوست کے یہاں

یکدگر را جذ جذ خوانیدید
سوئے اژدرہا فرش میراندید
کوستے اک دوسرے کو جد جد کو تھے
جاتے تھے تم اژدہوں کے سامنے

## باغی آسودگی میں بھی مقہور ہے

قہر میکرد ید اندر عین قہر
خود شما مقہور قہر شیر دہر
قہر تم کرتے تھے۔ خود تھے قہر میں
اور بہت مقہور تھے اس دہر میں

دزد قہر خواجہ کرد و زر کشید
او بداں مشغول بود والی رسید
چور نے خواجہ کا مال و زر لیا
وہ تھا مصروف اس میں۔ والی آگیا

گر ز خواجہ آں زماں بگریختے
کے بروالی حشر انگیختے
بھاگتا اسوقت خواجہ سے اگر
ظلم کرتا خواجہ کیوں اس چور پر

قاہری دزد مقہوریش بود
زانکہ قہر او سر او را ربود
چور کا قہر اس کی مقہوری بنا
قہر اس کا اس کے سر کو لے اڑا

غالبی بر خواجہ دام او شود
تا رسد والی و بستاند قود
حملہ کرنا خواجہ پر تھا اسکا دام
خواجہ اس سے لینے آیا انتقام

ایکہ تو بر خلق چیرہ گشتۂ
در نبرد و غالبی آغشتۂ
اے کہ تو غالب ہوا ہے خلق پہ
جنگ اور غلبے میں ہے آلودہ سر

آں بقاصد منہزم کردستشاں
تا ترا در حلقۂ آرد کشاں
بالارادہ وہ بھگاتا ہے انہیں
تاکہ تجھ کو کھینچ لے گھیرے میں

زین عنان‌ها در کشش پیچان منم — در رهان تا تو نگردی منهزم

ان کا کھینچا تو نہ کرے مرد جوش — تا نہ ہو جائے کہیں حلقہ بگوش

چون کشاندت بدین حیله بدام — جمله یعنی بعد از آن اهمد زحام

دام میں جا نہیں جو تجھ کو حیلہ گر — بعد ازاں وہ سب لگے آ نہیں نظر

عقل ازین غالب شدن گشت شاد — چون درین غالب شدن دید او فساد

عقل اس غلبے سے کب ہوتی ہے شاد — جب کہ اس غلبے میں ہے یکسر فساد

تیز چشم آمد خرد بینای پیش — که خراشش سرمه کرد از کحل خویش

تیز آنکھوں میں خرد کی دوربیں — سرمہ حق سے ہوتی ہیں سرمگیں

گفت پیغمبر که هستند از فنون — اهل جنت در خصومتها زبون

ہوئے پیغمبر کہ از راہ فنون — اہل جنت ہیں خصومت سے زبوں

از کمال حزم و سوء الظن خویش — نی ز نقص و بددلی و ضعف کیش

کیونکہ وہ ہوشیار ہیں اور بدگماں — بددلی اور ضعف مذہب ہے کہاں

در فره دادن شنوده در کمون — حکمت لولا رجال[1] مؤمنون

شادمانی جب ملی ان کو فزوں — تو سنا تو نے رجال مومنون

دست کوتاهی ز کفار لعین — فرض شد بهر خلاص مؤمنین

ہاتھ رکنا کافروں کے قتل سے — فرض تھا تا ہر مسلمان بچ سکے

قصهٔ عهد حدیبیه بخوان — گفت ایدیکم[2] تمامت زان بدان

ہاں حدیبیہ کی تو پڑھ داستاں — قول ایدیکم سے ہو جا رازداں

[1] قولہ تعالیٰ ولولا رجال مومنون ونساء مومنات لم تعلموھم ان تطؤھم فتصیبکم منھم معرۃ بغیر علم یعنی اگر مکہ میں بعض مومن مرد اور مومن عورتیں کہ تم انکو نہیں جانتے تھے۔ تو تمہیں لاعلمی کے باعث انہیں ہلاک کرنے کی صورت میں رنج پہنچتا ◆

[2] قولہ تعالیٰ ھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ۔ اللہ ایسا ہے جس نے کافروں کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ کافروں سے باز رکھے ◆

نیز اندر غالبی ہم خویش را　　دید او مغلوب دام کبریا

فتحمندی میں تھا اپنی دیکھتا　　اپنے کو مغلوب دام کبریا

مارمیت اذ رمیت آمد خطاب　　گم شد او واللہ اعلم بالصواب

مارمیت[1] اذ رمیت آیا خطاب　　گم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

زاں ہمے خندم من از زنجیرتاں　　کہ بگردم ناگہاں شبگیرتاں

کب ہوں زنجیروں پہ ہنستا اسلئے　　تا کروں حملہ میں شبخوں مارکے

زاں ہمے خندم من از زنجیر و غل　　میکشم تاں تا بہشت جاوداں

طوق اور زنجیر پہ ہنستا ہوں یاں　　تا تمہیں گلشن کی جانب کھینچ لوں

ای عجب کز آتش بے زینہار　　بستہ مے آریم تاں تا سبزہ زار

ہے تعجب اسقدر سخت آگ سے　　کھینچتا ہوں تا بہشت جاوداں

از سوئے دوزخ بزنجیر گراں　　میکشم تاں تا بہشت جاوداں

سمت دوزخ سے بزنجیر گراں　　کھینچتا ہوں تا بہشت جاوداں

ہر مقلد را دریں رہ نیک و بد　　ہمچناں بستہ بحضرت میکشد

ہر مقلد ہو بھلا یا ہو برا　　کھینچتا ہے اللہ کی جانب بندھا

جملہ در زنجیر بیم و ابتلا　　میروند ایں رہ بغیر اولیا

بستہ در زنجیر خوف و ابتلا　　جاتے ہیں اس راہ میں بے اولیاء

میکشند ایں راہ را بیگار وار　　جز کسانے واقف از اسرار کار

وہ ہیں جوں بیگار اس رہ میں رواں　　ماسوا ان کے جو ہیں اسرار داں

جہد کن تا نور تو رخشاں شود　　تا سلوک و خدمتت آساں شود

سعی کر تا نور ہو تاباں ترا　　اور سلوک راہ آساں ہو ذرا

[1] مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا۔ مگر اللہ نے پھینکا۔

| | |
|---|---|
| کودکاں را میبری مکتب بزور | زانکہ هستند از فوائد چشم کور |
| بچوں کو لے جاتے ہیں مکتب جبر سے | وہ کب اس کے جانتے ہیں فائدے |
| چوں شود واقف بمکتب میدود | جانش از رفتن شگفتہ میشود |
| جب ہو واقف، جائے مکتب دوڑ تا | ہو شگفتہ روح اس کی بر ملا |
| میرود کودک بمکتب پیچ پیچ | چوں ندید از مزد کار خویش ہیچ |
| جاتا ہے مکتب کو بچہ تھرتھرا | کام کا پاتا نہیں جب کچھ صلا |
| چوں کند در کیسہ دانگے دست مزد | آنگہے بیخواب گردد شب چو دزد |
| جیب میں اپنی جو کچھ پیسے وہ پائے | چور کی صورت نہ شب کو نیند آئے |
| جہد کن تا مزد طاعت در رسد | بر مطیعاں آنگہت آید حسد |
| سعی کر تا پائے طاعت کا صلا | ورنہ نیکوں پہ حسد ہو بر ملا |
| ائتینا کرہاً[1] مقلد گشتہ | ائتینا طوعاً صفا بسرشتہ |
| ائتینا کرہاً مقلد کے لئے | ائتینا طوعاً ولی کے واسطے |
| ایں محب حق ز بہر علتے | واں دگر را بے غرض خود خلتے[2] |
| دوست وہ حق کا ہے علت کیلئے | بے غرض یہ صرف خلت کے لئے |
| ایں محب دایہ لیک از بہر شیر | واں دگر دل دادہ بہر ایں ستیر |
| عشق دایہ کا ہے بہر شیر اسے | دوسرا دلدادہ دایہ کے لئے |
| طفل را از حسن او آگاہ نے | غیر شیر او را ازو دلخواہ نے |
| طفل اسکے حسن سے ہے بے خبر | وہ دودھ ہی صرف اس کو ہے مدنظر |
| واں دگر خود عاشق دایہ بود | بیغرض در عشق یک لا یبود |
| دوسرا خود عاشق دایہ ہوا | بے غرض یکرنگ الفت میں رہا |

[1] وہ ہمارے پاس مجبوراً آئے ۔

[2] خلوص ۔

پس محبت حق باامید و ترس | دفتر تقلید میخواند بدرس
دوست جو حق کا ہے باامید و ترس | دفتر تقلید کا لیتا ہے درس

وآں محبت حق ز بہر حق کجاست | کز اغراض وز علتہا جداست
وہ محبت حق سے ہے۔ کب بہر خدا | بلکہ وہ اغراض سے جو ہے جدا

گر چنیں و گر چناں چوں طالب است | جذب حق او را سوئے حق جاذب است
ویسا اور ویسا جو ہے طالب ہوا | جذب حق اُس کو سوئے حق لیگیا

گر محبت حق بود لغیرہٖ | کے ینال دائماً من خیرہٖ
گر محبت حق ہو غیروں کے لئے | بہرہ ور کیسے کب دائم رہے

یا محبت حق بود لعینہٖ | لاسواہُ خائفاً من بینہٖ
ہو اگر اُلفت بعینہٖ خدا | پھر ہوا اس کو دوسرے کا خوف کیا

## عاشق کو معشوق کا جذب کرنا

ہر دو را ایں جستجوہا زاں سریست | ایں گرفتاری دل زاں دلبریست
ہیں تماشے دونوں اس دلبار سے | ہے گرفتاری دل اُس یار سے

آمدیم آنجا کہ در صدر جہاں | گر نبودے جذب آں عاشق نہاں
دل میں اس صدر جہاں کے بیگماں | گر نہ ہوتا جذب عاشق کا نہاں

ناشکیبا کے بُدے واز فراق | کے دواں باز آمدے سوئے وثاق
پھر وہ کیوں بے صبر ہوتا ہجر سے | جانب قید آتا پھر کیوں دوڑ کے

میل معشوقاں نہانست و ستیر | میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
رغبت معشوق دبتی ہے نہاں | رغبت عاشق ہے پرشور و دھیاں

یک حکایت ہست اینجا ز اعتبار | لیک عاجز شد بخاری ز انتظار
اک حکایت اور بھی تھی معتبر | منتظر بے حد بخاری ہے مگر

ترک آں کردیم کو در جستجوست ۔ تا کہ پیش از مرگ بیند روئے دوست

اس نے چھوڑا کہ وہ ہے بیقرار ۔ تا کہ پیش از مرگ دیکھے روئے یار

تا رہد از مرگ یابد او نجات ۔ زانکہ دید دوست ہست آب حیات

تاکہ چھوٹے موت سے پائے نجات ۔ کیونکہ دید دوست ہے آب حیات

ہر کہ دید او نباشد دفع مرگ ۔ دوست نبود کہ نہ میوہ ش نہ برگ

دید ہے جس کی نہ ہو دفع اجل ۔ دوست وہ کیا ہے نہیں جس میں پھل

کار آں کار است اے مشتاق مست ۔ کاندر آں کار ار رسد مرگت خوش است

کام ہے وہ کام اے مشتاق یار ۔ موت جس میں آئے تو ہو خوشگوار

شد نشان صدق ایمان اے جواں ۔ آنکہ آید خوش ترا مرگ اندر آں

ہے نشان صدق ایمان اے جواں ۔ ہو جو وقت مرگ بھی تو شادماں

گر نشد ایمان تو اے جاں چنیں ۔ نیست کامل رو بجو اکمال دیں

صاحب ایماں نہیں ایسا جو تو ۔ جا کمال دیں کی کر پھر جستجو

ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست ۔ بر دل تو بے کراہت دوست اوست

جس نے تیرے کام میں کی جاں فدا ۔ دوست ہیں وہ بے کراہت ہے ترا

چوں کراہت رفت خود مرگ نیست ۔ صورت مرگ است نقلاں کردنیست

جب کراہت ہی نہیں پھر موت کیا ۔ موت کی صورت ہے مرنا نقل جا

چوں کراہت رفت مردن نفع شد ۔ پس درست آمد کہ مردن رفع شد

جب مٹی نفرت ہے مرنا کام کا ۔ اس کو رفع مرگ کہنا ہے بجا

دوست حق است و کسے کش گفت او ۔ کہ توئی آن من و من آن تو

دوست حق کا وہ ہے حق نے کہا ۔ تو مری ہیں مالک تیری برملا

# بخاری عاشق کا صدر جہاں کے پاس پہنچنا

| | |
|---|---|
| گوش دار اکنوں کہ عاشق میرسد | بستہ عشق او زحبل من مسد |
| سن کہ اب پہنچا وہ عاشق بے مدد | تھا جو بابستہ بحبل من مسد |
| چوں بدید او چہرۂ صدر جہاں | گوئیا پرید از تن مرغ جاں |
| جبکہ دیکھا چہرۂ صدر جہاں | اڑ گیا اس کے بدن سے مرغ جان |
| جاں بجاناں داد و از خود وارست | بر سریر ملک جاویداں نشست |
| جان دی جاناں کو خود سے چھٹ گیا | تخت ملک جاودانی کا ملا |
| ہمچو چوب خشک افتاد آں تنش | سرد شد از فرق سر تا ناخنش |
| سوکھی لکڑی کی طرح تن گر پڑا | سر سے ناخن تک وہ تھا ٹھنڈا ہوا |
| ہرچہ کردند از بخور و از گلاب | نے بجنبید و نہ آمد در خطاب |
| دھونیاں دیں اور سنگھایا گلاب | کی نہ حرکت اور نہ کچھ منہ سے کہا |
| کار نامد از بخار و از بخور | جز کہ بوئے آں شہ با فر و نور |
| بے اثر تھے یہ بخار اور یہ بخور | ما سوائے بوئے شاہ فر و نور |
| شاہ چوں دید آں مزعفر روئے او | پس فرود آمد ز مرکب سوئے او |
| زرد چہرہ اسکا دیکھا شاہ نے | آیا پاس اسکے اتر کر اسپ سے |
| گفت عاشق دوست میجوید بتفت | چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت |
| بولا عاشق طالب معشوق تھا | جبکہ معشوق آیا۔ عاشق چلدیا |
| عاشق حقی و حق آنست کو | چوں بیاید از تو نبود تار مو |
| عاشق حق تو ہے اور حق ہے یہی | جب وہ آئے۔ ہو نہ باقی بال بھی |

[1] کھجور کی چھال کی رسی ہے

صد چو تو فانیست پیشش آں نظر
عاشقی بر نفی خود خواجہ مگر

اس نظر میں تجھ سے فانی ہیں ہزار
عاشق اپنی نفی پر شاید ہے یار

سایہ و عاشقی بر آفتاب
شمس آید سایہ لا گردد شتاب

تو ہے سایہ اور عاشق مہر کا
شمس اگر نکلے تو سایہ ہو فنا

چونکہ سر بر زد ز مشرق قرص خور
نہ ستارہ ماند و نہ از شب اثر

جب درخشاں شرق سے سورج ہوا
پھر ستاروں اور شب کا کیا پتا

از در دل چونکہ عشق آید زدل
عقل رخت خویش اندازد بگل

عشق جیں دم دل میں اپنا گھر کرے
اپنا ساماں عقل باہر پھینک دے

ہمچو شیرے خورد با آہو دو چار
گشت آہو بیخبر افتاد زار

جس طرح ہو شیر آہو سے دو چار
اور ہرن بیہوش ہو اور و نزار

ہمچو زور پشہ پیش تند باد
فہم کن واللہ اعلم بالسداد

زور پشہ جس طرح پیش ہوا
غور کر واللہ اعلم اے فتا

## دربارِ سلیمانی میں مچھر کی فریاد

پشہ آمد از حدیقہ و ز گیاہ
وز سلیمان نبی شد داد خواہ

مچھر آیا باغ سے اور گھاس سے
دادخواہی تا سلیماں سے کرے

اے سلیمان معدلت میگستری
بر شیاطین و آدمی زاد و پری

اے سلیماں! تم ہو عادل سربسر
جن پری و دیو اور انسان پر

مرغ و ماہی در پناہ عدل تست
کیست آں گم گشتہ کش فضلت نجست

عدل سے جیتے ہیں مرغ اور مچھلیاں
فضل سے کھو جانے والے بے میاں

داد دہ ما را کہ بس زاریم ما
بے نصیب از باغ و گلزاریم ما

دو ہماری داد ہم بھی زار ہیں
بے نصیب گلشن و گلزار ہیں

مشکلات ہر ضعیفے از تو حل ۔ پشہ باشد در ضعیفی خود مثل

مشکلیں کمزور کی ہیں تم سے حل ۔ پشہ کمزوری میں ہے ضرب المثل

شہرہ ما در ضعف و اشکستہ پری ۔ شہرہ تو در لطف و مسکین پروری

مشتہر ہے اپنی بے بال و پری ۔ اور تمہارا لطف و مسکیں پروری

اے تو در اطباق قدرت منتہی ۔ منتہی ما در کمی و گمرہی

تم ہو قدرت اور قوی کی انتہا ۔ ہم کمی و گمرہی کی انتہا

داد دہ مارا ازیں غم کن جدا ۔ دستگیر اے دست تو دست خدا

داد دو ہم کو۔ کرو غم سے جدا ۔ دستگیری ہو کہ ہو دست خدا

پس سلیمان گفت اے انصاف جو ۔ داد و انصاف از کہ میخواہی بگو

پھر سلیمانؑ بولے۔ اے انصاف جو ۔ بول کس سے چاہتا ہے داد تو

کیست آں ظالم کہ از باد بروت ۔ ظلم کرد است و خراشیدست روت

کون وہ ظالم ہے جس نے ظلم سے ۔ کر دیا ہے اس طرح زخمی تجھے

اے عجب در عہد ما ظالم کجاست ۔ کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست

ہیں ہمارے عہد میں ظالم کہاں ۔ جو نہیں زنجیر میں قیدی یہاں

چونکہ ما زادیم ظلم آں روز مرد ۔ پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برد

ہم جب آ گئے۔ ظلم اُسی دن مر گیا ۔ ظلم پھر اس عہد میں کس نے کیا

چوں بر آمد نور ظلمت نیست شد ۔ ظلم را ظلمت بود اصل و عضد

نور جب نکلا۔ ہوئی ظلمت فنا ۔ ظلم کی ظلمت ہی ہوتی ہے بنا

نک شیاطین کسب و خدمت میکنند ۔ دیگراں بستہ باصفاد و ند و بند

ہیں شیاطین کسب و خدمت میں لگے ۔ بعض زنجیروں میں ہیں جکڑے ہوئے

اصل ظلم ظالماں از دیو بود ۔ دیو در بند ست استم چوں نمود

ظلم کی ان ظالموں سے تھی بنا ۔ قید ہیں وہ ظلم پھر کس نے کیا

ملک آں دادست مارا کن فکان
تا ننالد خلق سوئے آسماں

ہے تمہیں ملک اس لئے حق نے دیا
تا کرے کوئی نہ گردوں سے گلا

تا بہ بالا بر نیاید دود ہا
تا نگردد مضطرب چرخ و سہا

آسماں پر تا نہ جائے دودِ آہ
اور نہ ہو چرخ و سُہا اس سے سیاہ

تا نلرزد عرش از نالہ یتیم
تا نگردد از ستم جانے سقیم

تا نہ عرش آہِ یتیماں سے ہلے
تا نہ ہو بدحال کوئی ظلم سے

زاں نہادیم از ممالک مذہبے
تا نیاید بر فلکہا یا ربے

اس لئے ملکوں میں اک مذہب کیا
تا نہ آئے کوئی "یا رب" کی صدا

منگر اے مظلوم سوئے آسماں
کآسمانی شاہ داری در زماں

کر نظر اپنی نہ سوئے آسمان
آسمانی شاہ ہے موجود یہاں

گفت پشہ دادِ من از دستِ باد
کو دو دستِ ظلم بر ما برگشاد

بولا مچھر ہے گلا اس باد سے
جس نے ہم پر ہاتھ کھولے ظلم کے

ما ز ظلم او بہ تنگی اندریم
با لبِ بستہ از و خوں میخوریم

ظلم سے اس کے ہوئے ہیں تنگ ہم
چپ ہیں اندر پیتے ہیں خونِ دل ہم

ظلم او بر ما صریحست و عیاں
نیست ما را چارہ جز کردن بیاں

ظلم اس کا ہم پہ ہے بالکل عیاں
تھا یہی چارہ ۔ کیا ہم نے بیان

دادِ ما وا انصافِ ما بستاں از و
اے کریمِ عادلِ اکرام خو

داد دیجے ، چارہ جوئی کیجئے
آپ منصف اور عادل ہیں بڑے

## حضرت سلیمان کا مچھر کو حکم دینا

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی
امرِ حق باید کہ از جاں بشنوی

پس سلیمان نے کہا اے خوش صدا
حکمِ حق بھی چاہئے سننا ذرا

حق بمن گفتہ است ہاں ای داوُد — مشنو از خصمی تو بے خصم دگر
حق نے یوں مجھ سے کہا اے پیشوا — سن نہ یک طرفہ۔ نہ ہو گر دوسرا
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور — حق نیاید پیش حاکم در ظہور
دونوں دشمن ہوں نہ جب تک سامنے — پیش حاکم جھوٹ سچ کیونکر کھلے
خصم تنہا گر بر آرد صد نفیر — ہاں و ہاں بے خصم قول او مگیر
دشمن اتنہا کرے سو زاریاں — گر یقیں ہے دوسرے کے تو نہ ہاں
من نیارم رو ز فرماں تافتن — خصم خود را رو بیاور سوئے من
حکم حق سے منہ نہ پھیروں گا کبھی — جا تو میرے پاس لا دشمن کو بھی
گفت قول تست برہان و رست — خصم من باد است و در حکم تست
بولا مچھر سچ کہا اے نیک نام — وہ ہوا ہے جو تمہاری ہے غلام
بانگ زد آں شہ کہ اے باد صبا — پشہ افغاں کرد از ظلمت بیا
دی صدا آخر کہ اے بادِ صبا — پشہ فریادی ہے تجھ سے آ تو آ
ہیں مقابل شو تو با خصم و بگو — پاسخ خصم و بکن دفع عدو
سامنے دشمن کے آ کر بیان — مدعی کا دے جواب آ کر یہاں
باد چوں بشنید آمد تیز تیز — پشہ بگرفت آں زماں راہ گریز
جب ہوا نے یہ سنا آئی وہ تیز — پشہ نے اس وقت لی راہ گریز
پس سلیمان گفت کاے پشہ کجا — باش تا بر ہر دو رانم من قضا
پس سلیمان بولے اے مچھر کہاں — ہاں ٹھہر دونوں کا میں دونگا بیاں
گفت اے شہ مرگ من از بود اوست — خود سیاہ ایں روز من از دود اوست
بولا مچھر جب وہ ہے تو میں کہاں — ہے سیہ روزی مری اس کا دھواں
او چو آمد من کجا یابم قرار — کو بر آرد از نہاد من دمار
جب ہوا آئی کہاں مجھ کو قرار — ہے ہلاکت مچھر مری بے اختیار

ہمچنیں جویائے درگاہ و خدا | چوں خدا آید شود جوئندہ لا

ایسے ہی جویائے درگاہ خدا | جب خدا ملتا ہے، ہو جاتا ہے لا

گرچہ آں وصلت بقا اندر بقاست | لیک از اول بقا اندر فناست

گو ہے وصل اُس سے جان بقا اندر بقا | پھر فنا ہی میں بقا ہے برملا

سایہ ہائے کہ بود جویائے نور | نیست گردد چوں کند نورش ظہور

سارے سائے ڈھونڈتے رہتے ہیں نور | نیست ہوں جب نور کا دیکھیں ظہور

عقل کے ماند چو باشد سربراو | کل شیء ہالک الا وجہہٗ

عقل کیا ٹھہرے جو ہو وہ روبرو | کل شئ ہے ہالک الا وجہہٗ[1]

ہالک آید پیش وجہش ہست و نیست | ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

فانی اس کے سامنے ہر خشک و تر | نیست میں ہے ہست ایسے طرفہ تر

اندریں محضر خرد ہا شد ز دست | چوں قلم اینجا رسید و سر شکست

اس جگہ ہے عقل کا گم راستا | جب قلم پہنچا یہاں۔ سر کھو دیا

باز گردم جانب صدر جہاں | در نوازش عاشق خود را نہاں

پھر چلوں میں جانب صدر جہاں | در نوازش عاشق خود را نہاں

میکشد از بیہشی اش در بیاں | اندک اندک از کرم صدر جہاں

بیہشی میں بھرتی ہے ہرتی یہاں | رفتہ رفتہ لطفِ صدرِ جہاں

## عاشق بیہوش پر معشوق کی نوازش

بر گرفتش سر نہاد اندر کنار | بہ رخش میکرد اشک تر نثار

پھر گیا اس سے لپٹ کر ہمکنار | اس کے منہ پر اشک کرتا تھا نثار

[1] یعنی ذات وحدہٗ لا شریک کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہو جانے والی ہیں۔

بانگ زد در گوش او شہ کاے گدا — زر نثار آوردمت دامن کشا
کان میں آواز دی ہاں اے گدا — کھول دامن، میں ہوں مصروف عطا

جان تو کاندر فراقم مے طپید — چونکہ زنہارش رسیدم چوں عید
میری فرقت میں تپاں تھی جاں تری — میں پناہ جاں تھا پھر کیوں جل گئی

اے بدیدہ در فراقم گرم و سرد — باخود آ از بیخودی و باز گرد
ہجر میں میرے سہا اچھا برا — بیخودی کو چھوڑ، اب آپے میں آ

مرغ خانہ اشترے را بے خرد — رسم مہمانش بخانہ مے برد
اک شتر کو ایک مرغ خانہ زاد — لے چلا مہماں بنا کر شاد شاد

چوں بخانہ مرغ اشتر پا نہاد — خانہ ویراں گشت و سقف اندر فتاد
اونٹ نے جب پاؤں اس گھر میں رکھا — گر پڑی چھت اور گھر ویراں ہوا

خانۂ مرغ است عقل و ہوش را — ہوش صالح طالب ناقۂ خدا
ہاں یہ عقل و ہوش ہیں گھر مرغ کا — ہوش طالب ناقۂ حق کا ہوا

ناقہ چوں سر کرد در آب و گلش — نے گل آنجا ماند نے جان و دلش
آب و گل میں جب جگہ ناقے نے کی — پھر نہ جاں باقی، نہ گل باقی رہی

کرد فضل عشق انساں را فضول — زیں فزوں جوئی ظلوم است و جہول
عشق نے برباد انساں کو کیا — وہ اسی سے ظالم و جاہل بنا

جاہلست او اندریں مشکل شکار — میکشد خرگوش شیرے در کنار
جاہل ایسا ہے۔ کہ ہے مشکل شکار — شیر سے خرگوش ہے اک ہمکنار

کے کنار اندر کشیدے شیر را — گر بدا و دیدے شیر را
شیر کو آغوش میں کب کھینچتا — شیر سے ہوتا اگر وہ آشنا

ظالمست او بر خود و بر جان خود — ظلم بیں کز عدلہا گو مے برد
ظالم اتنا ہے وہ اپنی جان کا — ظلم غالب عدل پہ ہے بر ملا

جہل او مر علم‌ها را اوستاد — ظلم او مر عدل‌ها را شد رشاد

جہل اسکا علم کا استاد ہے — مرشد ظلم انصافات ہر جمید ہے

دست جاوید گرفت کای فرّ وش — آنکہ آید گہ من دم بخششش

ہاتھ پکڑا اور کہا دم اسکیں یاں — آئیگا جب بخششوں میں دم بیکساں

چون بمن زنده شود این مرده تن — جان من باشد که رو آرد بمن

مردہ کو مجھ سے ملی گر زندگی — ہوگا میرا دوست، میری جان بھی

من کنم او را ازین جان محتشم — جان که من بخشم ببیند بخششم

جان دیکر اس کو بخشوں عزتیں — جان میں دوں اور وہ دیکھے بخششیں

جان نامحرم نبیند روی دوست — جز همان جان کاصل او از کوی اوست

جان نامحرم نہ دیکھے روئے یار — ہاں مگر وہ جس کا گھر ہے کوئے یار

در دمم قصاب‌وار این دوست را — تا هلد آن مغز نغزش پوست را

جوں قصائی دوست میں پھونکوں کلام — پوست چھوڑے مغز لے تو کیا ہے غم

گفت ای جان رمیده از بلا — وصل ما را در گشادیم الصلا

بولا اے جان جو بلا سے ہے رہا — وصل کا در کھل گیا ہے، اندر آ

ای خود ما بیخودی و مستیت — ای ز هست ما هماره هستیت

اے خودی میری ہے تیری بیخودی — اے مری ہستی سے تیری زندگی

با تو بی لب این زمان من نو بنو — رازهای کهنه میگویم شنو

بے زبان و لب میں تجھ سے نو بنو — کہہ رہا ہوں چند راز کہنگی !

زانکه این لب‌ها از آن دم میرمند — بر لب جوی نهان بر میدمند

کیونکہ یہ لب اس دم سے ہیں بھاگتے — ساحل جوئے نہاں پر ہیں عیاں

۱ یہاں سے پھر قصہ شروع ہوا ۔

۲ بھاگنے والا ۔ ۳ جان سے مراد ہے ۔

گوش بے گوشی دریں دم برکشا ‌ ‌ ‌ بہر از یفعل اللہ ما یشا

گوش بے گوشی کو کھول اب اے فتا ‌ ‌ ‌ بہر از یفعل اللہ ما یشا

چوں صلائے وصل بشنیدن گرفت ‌ ‌ ‌ اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت

جب صدائے وصل کانوں میں پڑی ‌ ‌ ‌ تھوڑی تھوڑی مردے میں جنبش ہوئی

نے کم از خاکست کز عشوہ صبا ‌ ‌ ‌ سبز پوشد سر بر آرد از قبا

خاک سے وہ کم ہے کیا۔ باد صبا ‌ ‌ ‌ سبز پوشی جس کو کرتی ہے عطا

کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب ‌ ‌ ‌ یوسفاں زایند رخ چوں آفتاب

کم نہیں نطفے سے جس سے کبریا ‌ ‌ ‌ کردے پیدا یوسفان مہ لقا

کم ز بادے نے کہ شد از امر کن ‌ ‌ ‌ در رحم طاؤس مرغ خوش سخن

باد سے کیا کم ہے۔ جب بدم "کن" کہا ‌ ‌ ‌ مور بس پیدا رحم میں ہو گیا

کم ز نارے نیست کز امر سلام ‌ ‌ ‌ گلستاں شد بر خلیل خوش کلام

آگ سے کیا کم ہے جب بھیجا سلام ‌ ‌ ‌ تو وہ ابراہیم پر ٹھہری حرام

کم ز چوبے نیست در دفع عدو ‌ ‌ ‌ گشت اژدرہائے منکر زا مرہو

کم ہے کیا لکڑی سے دشمن کے لئے ‌ ‌ ‌ حکم حق پاتے ہی جو اژدر بنے

کم ز کوہ و سنگ نبود کز ولاد ‌ ‌ ‌ ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاو زاد

کم نہیں ہرگز وہ کوہ و سنگ سے ‌ ‌ ‌ اونٹنی کی طرح جو ناقہ جنے

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم ‌ ‌ ‌ عالمے زاد و بزاید دم بدم

چھوڑ ان سب کو عدم سے کیا ہے کم ‌ ‌ ‌ جس سے اک عالم ہے پیدا دمبدم

لہ یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے ۔

## عاشق بیہوش کا ہوش میں آنا

بر جہید و بر طپید و شاد شاد ۔ یک دو چرخے زد سجود اندر فتاد

تڑپ تڑپا یا اور تڑپا خوش ہوا ۔ گھما کے چکر سجدے میں وہ گر پڑا

بشگفید از روئے او و شاد شد ۔ در وصال از چند ہجر آزاد شد

دیکھکر اس کو ہوا دل شاد وہ ۔ قید فرقت سے ہوا آزاد وہ

گفت اے عنقائے حق جان را مطاف ۔ شکر کہ باز آمدی زاں کوہ قاف

بولا اے عنقائے حق کرکے طواف ۔ شکر ہے۔ لوٹا زماں وہ کوہ قاف

اے سرافیل قیامت گاہ عشق ۔ اے تو عشق عشق و اے دلخواہ عشق

اے سرافیل قیامت گاہ عشق ۔ عشق کے عشق اور اے دلخواہ عشق

اولیں خلعت کہ خواہی داد ہم ۔ گوش خواہم کہ نہی بر روزنم

پہلا خلعت چاہے گر دینا مجھے ۔ چاہتا ہوں بات تو میری سنے

گرچہ میدانی بصفوت حال من ۔ بندہ پرور گوش کن اقوال من

گر کہ تو واقف ہے میرے حال سے ۔ بندہ پرور! اب ہو واقف قال سے

صد ہزاراں بار اے صدر فرید ۔ ز آرزوئے گوش تو ہوشم پرید

ہوش لاکھوں بار اے صدر جہاں ۔ تیری باتیں سننے کو تھے رائگاں

آں سمیعی تو و آں اصغائے تو ۔ واں تبسمہائے جاں افزائے تو

وہ ترا سننا وہ گوشیں آشنا ۔ اور وہ تیرا مسکرانا جانفزا

آں نیوشیدن کم و بیش مرا ۔ عشوۂ جانان بد اندیش مرا

اور وہ سننا ترا کم اور سوا

قلبہائے من کہ آں معلوم تست ۔ بس پذیرفتی تو چوں نقد درست

کھوٹ جتنے تھے۔ مجھے معلوم تھے ۔ تو نے مثل نقد وہ سب چن لئے

بہر گستاخے و شوخے عزّۂ — حلمہا در پیش حلمت ذرۂ

بے ادب کو حلم کرکے چھوڑ دے — حلم ذرہ آگے تیرے حلم کے

اوّلاً بشنو کہ چوں مادم زشست — اول و آخر زپیش من بجست

پہلے یہ سن۔ جب میں نکلا شست سے — اول و آخر سے کھسکا ہے پہلے

ثانیاً بشنو تو اے صدر ودود — کو لبے گفتم ترا ثانی نبود

دوسرے اے صدر میں ہر سُو پھرا — کوئی دُنیا میں ترا ثانی نہ تھا

ثالثاً تا از تو بیروں رفتہ ام — گوئیا ثالث ثلاثہ گفتہ ام

تیسرے جب سے میں تجھ سے ہوں جدا — تین گویا کرتے میں نے خدا

رابعاً چوں سوخت مارا مزرعہ — مے ندانم خامسہ از رابعہ

چوتھے یہ جس دم مری کھیتی جلی — چار کی اور پانچ کی حس ہی نہ تھی

خامساً از ہجرت اے صدر جہاں — از حواس خمسہ بودم در زیاں

پانچویں غم میں تیرے صدر جہاں — تھا حواس خمسہ بودم در زیاں

سادساً از شش جہت بیرون تو — گوئیا بارید برمن غم دو تو

اور چھٹے یہ شش جہت سے بے حدے — مجھ پہ برسے مینہ غم و اندوہ کے

سابع از تا من ندانم ضالہام — خون ہمے گرید فلک از نالہام

ساتویں۔ ہوں آنکھوں سے بے خبر — ہے فلک خونبار میرے نالے پر

ہر کجا یابی تو خون بر خاکہا — پے بری باشد یقین از چشم ما

جس جگہ تو خاک پر خون پائے گا — میری آنکھوں سے وہ ہے برسا ہوا

گفت من عداست ہیں بانگ تنم — ابر بہ خواہد تا بیارد بر زمیں

نطق میرا رعد ہے نالے مرے — ابر کو بھی ہیں رُلانا چاہئے

من میان گفت و گریہ مے تنم — یا بگریم یا بگویم چوں کنم

درمیان نطق و گریہ ہوں میاں — دونوں یا بائیں کروں میں خستہ جاں

| | |
|---|---|
| گر بگویم فوت میگردد بکا | ور بگریم چوں کنم مدح و ثنا |
| کچھ کہوں تو فوت ہوتی ہے بکا | رو دوں تو کیونکر کروں مدح و ثنا |
| می فتد از دیدہ خون دل شہا | بیں چہ افتادست از دیدہ مرا |
| خون دل جاری ہے آنکھوں سے شہا | دیکھو ان آنکھوں سے کیا ہے پڑا |
| ایں بگفت و گریہ در شد آں نحیف | کہ برو بگریست ہم دوں ہم شریف |
| یہ کہا اور لیا رو یا وہ نحیف | اس پہ رونے لگے ادنیٰ اور شریف |
| از دلش چنداں برآمد ہائے ہو | حلقہ کرد اہل بخارا گرد او |
| ہاؤ ہو سے اس قدر نالے کئے | جمع سب اہل بخارا ہو گئے |
| خیرہ گویاں خیرہ گریاں خیرہ خند | مرد و زن خرد و کلاں جمع آمدند |
| روتے تھے ہنستے تھے یا تھے طعنہ زن | جمع تھے بچے وہاں سب مرد و زن |
| شہر ہم ہمرنگ او شد اشک ریز | مرد و زن درہم شدہ چوں رستخیز |
| اہل شہر اس کی طرح رونے لگے | مرد و زن سب درہم و برہم ہوئے |
| آسماں میگفت آندم با زمیں | گر قیامت را ندیدستی ببیں |
| آسمان کہتا تھا فرش خاک سے | گر نہیں دیکھی قیامت، دیکھ لے |
| عقل حیراں کہ چہ عشق است و چہ حال | یا فراق او عجب‌تر یا وصال |
| عقل حیران تھی - یہ کیا ہے عشق و حال | ہجر اس کا ہے نرالا یا وصال |
| چرخ برخواندہ قیامت نامہ را | تا مجرہ بردریدہ نامہ را |
| آسمان نے حشر نامہ پڑھ دیا | کہکشاں نے یا ہے خط پرزے کیا |
| با دو عالم عشق را بیگانگیست | واندرو ہفتاد و دو دیوانگیست |
| عشق کو کونین سے بیگانگی | ہے بہتر قسم کی دیوانگی |
| سخت پنہانست و پیدا حیرتش | جان سلطانان جاں در حسرتش |
| حیرتیں اس کی نہاں ہیں اور عیاں | اس کی حسرت میں ہے سلطانان جاں |

| | |
|---|---|
| غیر ہفتاد و دو ملت[1] کیش او | تخت شاہاں تختہ بندی پیش او |
| اس کا مذہب ہے بہتر سے جدا | تخت شاہی اس کے آگے چیز کیا |
| مطرب عشق ایں زند وقت سماع | بندگی بند و خداوندی صداع |
| عشق یوں گاتا ہے ہنگام سماع | بندگی قید اور آقائی صداع |
| پس چہ باشد عشق دریائے عدم | در شکستہ عقل را آنجا قدم |
| عشق کیا ہے۔ ایک دریائے عدم | عقل کے اُس جا شکستہ ہیں قدم |
| بندگی و سلطنت معلوم شد | زیں دو[2] پردہ عاشقی مکتوم شد |
| بندگی و سلطنت معلوم ہے | عشق انہیں پردوں میں تو معدوم ہے |
| کاشکے ہستی زبانے داشتے | تا ز مستاں پردہ ہا بر داشتے |
| کاش ہستی کی زبان ہوتی کوئی | پردے مستوں کے اٹھا دیتی کبھی |
| ہر چہ گویم اے دم ہستی ازاں | پردۂ دیگر برو بستی بداں |
| ہے مری باتوں سے ہستی پہ ملا | دوسرا پردہ پڑا اس پہ چڑھ گیا |
| آفت ادراک آں حال است و قال | خوں بخوں شستن محال است و محال |
| حال کے ادراک کی آفت ہے قال | خون سے ہے خوں کا دھونا محال |
| من چو با سودائیانش محرمم | روز و شب اندر قفص[3] در میدمم |
| محرم سودائیان حق ہوں ہاں | پھونکوں میں افسوں قفس میں ہر زماں |
| سخت مست و بیخود و آشفتۂ | دوش اے جاں بر چہ پہلو خفتۂ |
| ہے عجب تُو مست و بیخود ہر گھڑی | کل تو اے جاں سوئی کس کروٹ تھی |
| ہاں و ہاں ہشدار بر ناری دمے | اولا بر جہ طلب کن محرمے |
| دم نہ ہرگز مارنا ہاں ہشیار ہو | ڈھونڈ پہلے محرم اسرار کو |

۱؎ یعنی بہتر فرقوں سے ۔ ۲؎ دو دو سر ۔

۳؎ یعنی جسم کے پنجرے میں ۔

عاشق و مستی و بگشادہ زباں
اللہ اللہ اشترے بر نردباں

مست وہ عاشق ہو گئے یوں کھولے زباں
اللہ اللہ اونٹ چڑھا نردباں

چوں ز راز و ناز او گوید زباں
یا جمیل الستر خواند آسماں

اس کے راز و ناز جب کھولے زباں
یا جمیل الستر کہنے لگے آسماں

ستر چہ در پشم و پنبہ آذر ست
تو بپوشیش او رسوا تر است

ستر کیا ہے آگ روئی کے لئے
وہ ہے رسوا، تو چھپاتا ہے اسے

چوں بکوشم تا سرش پنہاں کنم
سر بر آرد چوں علم کاینک منم

میں کروں کوشش ہے کل اس کو نہاں
یوں کہے عقل علم، میں ہوں یہاں

رغم انفم گیردم او ہر دو گوش
کاے مدمغ چونش میپوشی بپوش

خوار کر کے کان پکڑے میرے ہاں
اے مدمغ کیوں کہ کرتا ہے نہاں

گویمش رو گرچہ برجوشیدۂ
ہمچو جاں پیدائی و پوشیدۂ

میں کہوں جا، جوش میں ہے بیقرار
مثل جاں تو ہے نہاں اور آشکار

گوید او محبوس خنب است ایں تنم
چوں مے اندر بزم خنبک میزنم

وہ کہے محبوس خم ہے تن مرا
بزم میں ہوں مثل مے جوش آشنا

گویمش زاں پیش کز گردی گرو
تا نیاید آفت مستی بدو

میں کہوں، تو ہو نہ جائے مبتلا
آفت آ جائے نہ اس مستی میں جا

گوید از جام لطیف آشام من
یار روزم تا نماز شام من

وہ کہے، ہے جام میرا بادہ یار
صبح سے تا شام میں ہوں ہمکنار

چوں بیاید شام و دزدد جام من
گویمش وا دہ کہ نامد شام من

شام میرے جام کو جب لے چرا
میں کہوں ہے شام دور دے جام لا

۱؎ سیڑھی ۔ ۲؎ یعنی اے اللہ چھپانے ۔

زاں عرب بنہاد نام مے مدام
مے کو کہتے ہیں عرب والے مدام

زانکہ سیری نیست مے خوار را مدام
کیونکہ سیری اس سے ہے ہی نا تمام

عشق جوشد بادۂ تحقیق را
عشق اُبالے بادۂ تحقیق کو

او بود ساقی نہاں صدیق را
چھپ چھپا کر دے پلا صدیق کو

چوں بجوئی تو بتوفیق حسن
جب تو ڈھونڈے پاکے توفیق حسن

بادہ آب جاں بود ابریق تن
آب جاں بادہ ہو، پیمانہ بدن

چوں بیفزاید مے توفیق را
جب مئے توفیق میں جوش آ گیا

قوت مے بشکند ابریق را
ظرف تن مے کے زور سے ٹکڑے ہوا

آب گردد ساقی و ہم مست آب
آب ہو ساقی سے خود مست آب

خود بگو واللہ اعلم بالصواب
اب تو کہہ۔ واللہ اعلم بالصواب

پرتو ساقیست کاندر شیرہ رفت
پرتو ساقی ہے شیرے میں ملا

شیرہ بر جوشید و رقصاں گشت زفت
شیرہ پر جوشید و رقصاں گشت زفت

اندریں معنی بپرس آں خیرہ را
بات پوچھ اب اس سے جسے ہے خیرگی

کہ چناں کے دیدہ بودی شیرہ را
ایسا بھی دیکھا تھا شیرے کو کبھی

بے تفکر پیش ہر داننده هست
بے تامل جانے ہر دانا ابھی

آنکہ با گردندہ گرداننده هست
جو کہ ہے گردندہ، ہے گرداندہ بھی

## ایک مجبور و آفت زدہ عاشق کی حکایت

یک جوانے بر زنے عاشق بُدست
اک جواں تھا ایک عورت پر فدا

روز و شب بیخواب و بیچارہ آمدست
رات دن بے خواب اور بیچارہ

ل یعنی جو چیز ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جاتی ہے۔ وہ اُس کو بھی بدل دیتی ہے۔ جیسا کہ شیرۂ انگوری سے ظاہر ہے۔

بیدل و شوریده و مجنون وست ‏ ‏ ‏ مے ندادش روزگار وصل دست
بیدل و شوریدہ اور مجنوں ہوا ‏ ‏ ‏ وصل حاصل اسکو ہوتا ہی نہ تھا

بس شکنجہ کرد عشقش بر زمین ‏ ‏ ‏ خود چرا دارد ز اول عشق کین
عشق نے کھینچا شکنجے میں اسے ‏ ‏ ‏ عشق کو کینہ ہے جانے کس لئے

عشق از اول سرکش و خونی بود ‏ ‏ ‏ تا گریزد آنکہ بیرونی بود
عشق خونی روز اول سر اٹھائے ‏ ‏ ‏ تا گریز ہو بوالہوس وہ بھاگ جائے

چوں فرستادے سوے پیغام زن ‏ ‏ ‏ آں رسول از رشک گشتے راہزن
بھیجتا جب کوئی قاصد سوئے زن ‏ ‏ ‏ رشک سے ہوتا وہ اس کا راہزن

ور بسوے زن نبشتے کاتبش ‏ ‏ ‏ نامہ را تصحیف خواندے نائبش
نامہ عورت کو جو کوئی بھیجتا ‏ ‏ ‏ پڑھنے والا اور کچھ دیتا سنا

ور صبا را پیک کردے در وفا ‏ ‏ ‏ از غبارے تیرہ گشتے آں صبا
نامہ بر ہوتی اگر باد صبا ‏ ‏ ‏ گرد سے ہوتی وہ تیرہ جا بجا

رقعہ گر بر پر مرغے دوختے ‏ ‏ ‏ پر مرغ از تف رقعہ سوختے
باندھتا رقعہ جو پر مرغ پہ ‏ ‏ ‏ سوزش الفت سے جل جاتے پر

راہہاے چارہ را غیرت ببست ‏ ‏ ‏ لشکر اندیشہ را رایت شکست
راستے چارہ کی حیا نے بند کئے ‏ ‏ ‏ ٹوٹتا فوج فکر کا جھنڈا وہیں

بود اول مونسش غم انتظار ‏ ‏ ‏ آخرش بشکست آں ہم انتظار
اول اول ہمنشیں تھا انتظار ‏ ‏ ‏ ٹوٹتا اس سے گو وہ غم انجام کار

گاہ گفتے کایں بلائے بے دواست ‏ ‏ ‏ گاہ گفتے کایں حیات جان ماست
گاہ کہتا یہ بلا ہے لا دوا ‏ ‏ ‏ اور کبھی کہتا کہ یہ ہے جاں فزا

گاہ ہستی زو برآوردے سرے ‏ ‏ ‏ گاہ او از نیستی خوردے برے
وہ کبھی ہستی سے تھا مجبور ہوا ‏ ‏ ‏ اور کبھی تھا نیستی سے آشنا

گاہ فریادش بگردوں می شدے ۔ گہ خیالِ دلبرش ہمدم شدے

نالہ اس کا تھا کبھی چرخ آشنا ۔ اور کبھی ہمدم خیالِ یار تھا

چونکہ بر شد سرد گشتے ایں نہاد ۔ جوش کردے گرم چشمہ اتحاد

سرد ہو جاتا تھا جب اسکا نہاد[1] ۔ جوش دیتی اس کو جوئے اتحاد

چونکہ بال بے برگی غربت بساخت ۔ برگ بے برگی بسوئے او بتاخت

چونکہ وہ غربت میں بے سامان تھا ۔ تھیں وہ بے سامانیاں برگ و نوا

خوشہائے فکرتش بیگاہ شد ۔ شبرو از رہنما چوں ماہ شد

فکر کا ہر خوشہ جب کملا گیا ۔ رہنما شب کے مسافر کا ہوا

اے بسا طوطی گویائے خمش ۔ اے بسا شیریں روانِ رو ترش

ہیں بہت سے طوطی گو یا خموش ۔ ہیں بہت خوش طبع جو ہیں رو ترش

رو بگورستاں دمے خامش نشیں ۔ آں خموشاں سخن گو را ببیں

بیٹھ گورستان میں خاموش جا ۔ سن خموشی کہہ رہی ہے تجھ سے کیا

لیک اگر یکرنگ بینی خاکِ شاں ۔ نیست یکساں حالتِ چالاکِ شاں

خاک ان کی دیکھے تو یکرنگ اگر ۔ ایک حالت ہے۔ کبھی باور نہ کر

شحم و لحم زندگاں یکساں بود ۔ آں یکے غمگیں دگر شاداں بود

جسم یکساں جینے والوں کا ہے پر ۔ ایک غمگیں ۔ دوسرا ہے شاد تر

تو چہ دانی تا نیوشی قالِ شاں ۔ زانکہ پنہاں است بر تو حالِ شاں

کس طرح سمجھے۔ دجب تک ہو بیاں ۔ کیونکہ ان کا حال تجھ سے ہے نہاں

بشنوی از قال ہائے و ہوئے را ۔ کے ببینی حالتِ صد توئے را

گفتگو سے راز ہاد ہو کھلے ۔ حال پوشیدہ تو کیونکر دیکھ لے

[1] اصل یعنی عشق ۱۲

نفسہا یکساں بقصدہا مختلف — خاک ہم یکساں روانہا[1] مختلف

نفس یکساں ہے مقصدوں سے مختلف — خاک یکساں۔ پہ ہیں جانیں مختلف

ہمچنیں یکساں بود آوازہا — آں یکے پُر درد آں پُر نازہا

جملہ آوازیں ہیں یکساں بالیقیں — اک مگر پُر درد۔ اک نازآفریں

بانگِ اسپاں بشنوی اندر مصاف — بانگِ مرغاں بشنوی اندر طواف

جنگ میں سنتا ہے گھوڑوں کی صدا — طوف میں سنتا ہے چڑیوں کی نوا

آں یکے از حقد و دیگر زارتباط — آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

اس میں کینہ اور اس میں ارتباط[1] — اس میں رنج اور اس میں آغازِ نشاط

ہر کہ دور از حالتِ ایشاں بود — پیشش آں آوازہا یکساں بود

دور ہے جو اُن کی حالت سے کوئی — ہیں اُسے یہ سب صدائیں ایک سی

آں درختے جنبد از زخمِ تبر — واں درخت دیگر از بادِ سحر

پیڑ اک زخمِ تبر سے ہل پڑے — دوسرا جھومے نسیمِ صبح سے

بس غلط گشتم زدیگِ پرورِ یک — زانکہ سرپوشیدہ میجوشید دیگ

دیگ سے مفلس کی دھوکا کھا گیا — دیگ کا منہ بند وقتِ جوش تھا

جوش و نوشِ ہر کسے گوید بیا — جوشِ صدق و جوشِ تزویر و ریا

ہے بُلاتا جوش ہر اک چیز کا — جوشِ صدق اور جوشِ تزویر و ریا

گر نداری نورِ جاں تو بو شناس — رو دماغے دست آور بو شناس

نورِ جاں سے گر نہیں تو روشناس — جا دماغ اب لا کہیں سے بو شناس

آں دماغے کو بر آں گلشن تند — چشمِ یعقوباں[2] ہم او روشن کند

ایسا جس پر گلستاں اکڑے تنے — چشم یعقوباں کو جو روشن کرے

---

[1] ربط۔ محبت۔

[2] یعنی عاشق لوگ۔

# عاشق کا معشوق کو پانا

ہین بگو احوال آن خستہ جگر — کز بخاری دور ماندہ اے پسر

حال اُس خستہ جگر کا اب سنا — ہم بخاری سے ہیں عرصے سے جدا

کاین جوان در جستجو ہشت سال — از خیال وصل گشتہ چوں خیال

اسکو گذرے جستجو میں آٹھ سال — تھا خیالِ وصل میں یکسر خیال

سایۂ حق بر سر بندہ بود — عاقبت جویندہ یابندہ بود

حق کا سایہ ہے سرِ مخلوق پر — جس نے ڈھونڈا اُس نے پایا سربسر

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے — عاقبت زاں در بروں آید سرے

بولے پیغمبر جو تو کھٹکائے در — آخر اُس سے جلد نکلے کوئی سر

چوں نشینی بر سر کوئے کسے — عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

جب کسی کے کوچے میں بیٹھے گا تو — منہ کسی کا بالیقین دیکھے گا تو

چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آب پاک

جب کنوئیں سے روز تو کھینچے گا خاک — نکلے گا آخر کو اس میں آب پاک

جملہ دانند ایں اگر تو نگروی — ہرچہ میکاریش روزے بدروی

سب ہیں واقف چاہے تو منکر رہے — تو نے جو بویا ہے۔ کاٹے گا اُسے

سنگ بر آہن زدی آتش نجست — ایں بباشد ور نباشد نادرست

آگ نکلی۔ لوہے پہ پتھر لگا — ایسا ہوگا اور نہ ہو تو بات کیا

آنکہ روزی نیستش بخت و نجات — ننگرد عقلش مگر در نادرات

اور جسے حاصل نہیں بخت و نجات — دیکھے اس کی عقل کیا جز نادرات

کاں فلاں کس کشت کرد و بر نرست — واں صدف برد و صدف گوہر نداشت

یہ کہ اُس نے بویا۔ کچھ حاصل نہ تھا — لی صدف لیکن نہ گوہر مل سکا

| | |
|---|---|
| بلعم باعور و ابلیس لعیں | سود نامد شاں عبادتہا و دیں |
| بلعم باعور و ابلیس لعین | طاعتیں دونوں کی ناکارہ رہیں |
| صد ہزاراں انبیا و رہرواں | ناپدید اندر خاطر آں بدگماں |
| انبیا لاکھوں ہزاروں پیشوا | بدگماں کے دل میں کب پاتے ہیں جا |
| ایں دو را گیرد کہ تاریکی دہد | در دلش او بار جز ایں کے نہد |
| جو انہیں کے حال سے تاریکیاں | دوسروں کی دل میں گنجائش کہاں |
| بس کسا کہ ناں خورد دلشاد و | مرگ او گردد بگیرد در گلو |
| ہیں بہت سے جو کہ روٹی کھاتے تھے | حلق میں اٹکی جو روٹی - مر گئے |
| پس تو اے ادبار رو ناں ہم مخور | تا نیفتی ہمچو او در شور و شر |
| تو بھی اے بدبخت روٹی چھوڑ دو | شور و شر میں تا نہ عقل اٹکے رہے |
| صد ہزاراں خلق ناں ہا میخورند | زور می یابند و جاں می پرورند |
| لاکھوں انساں روز و شب کھاتے ہیں ناں | زور پاتیں اور پاتیں اپنی جان |
| تو بداں نادر کجا افتادۂ | گر نہ محرومی و ابلہ زادۂ |
| تو ہے اس نادر میں کیوں الجھا پڑا | گر نہیں ناداں و محروم صفا |
| ایں جہاں پر آفتاب و نور ماہ | تو بہشتہ سر فرو بردہ بہ چاہ |
| روشنی ہے آفتاب و ماہ میں | سر جھکائے تو پڑا ہے چاہ میں |
| کہ اگر حقست کو آں روشنی | سر ز چہ بردار و بنگر اے دنی |
| تجھ میں حق ہے تو کہاں وہ روشنی | سر اٹھا کر چاہ سے دیکھ اے دنی |
| جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت | تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت |
| ساری دنیا اس سے روشن ہو گئی | تو ہے جب تک چاہ میں ہے محروم ہی |

له بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا زاہد تھا۔ ناچیز

چہ رہا کن رو بہ ایوان و کردم | کم ستیزہ اینجا بداں کالّج شوم

ہاں نکل کر جاہ سے دُنیا میں گھوم | کر نہ جھگڑا اس جگہ کالّج شوم

ہیں مگو کاینک فلانے کشت کرد | در فلا انساں رُ ملخ کشتش بخورد

یوں نہ کر کھیتی فلاں نے کی وہاں | کھا گئیں کھیتی کو اس کی ٹڈیاں

پس چرا کارم کہ اینجا خوف ہست | پس چرا افشانم ایں گندم ز دست

کیوں کروں کھیتی اگر ہے یہ خطر | گیہوں بھی ضائع کروں یوں پھینک کر

ہیں مکن استیزہ رو رو کار کن | با توکل کشت کن بشنو سخن

ہاں نہ کر جھگڑا تو اپنا کام کر | کاشت کر اس کے توکل پر مگر

ہر کہ استیزہ کند بر رو فتد | آنچناں کو رہ نخیزد تا ابد

جو کرے جھگڑا ۔ وہ سر کے بل گرے | تا ابد گر کر نہ وہ پھر اٹھ سکے

وآنکہ او نگذاشت کشت و کار را | پُر کند کوری تو انبار را

جس نے کی کھیتی ۔ نہ چھوڑا کاروبار | فائدہ اس نے اٹھایا بے شمار

زیں بیاں بگذر ز ملّے باز داں | جاذب احوال آں عاشق جواں

چھوڑ اس کو دوڑ دا اب غور کر | اس جواں عاشق کے حال زار پر

چوں ہمے کوشید او از سلوتے | عاقبت دریافت روزے خلوتے

تھا جو وہ جنباں وہ اطمینان سے | آخر اس نے پائے خلوت کے مزے

جست از بیم عسس شب در بباغ | یار خود را یافت با شمع و چراغ

خوف سے بھاگ گیا جب سوئے باغ | مل گیا یار اس کا باشمع و چراغ

گفت سازندہ سبب را آں نفس | اے خدا تو رحمتے کن بر عسس

التجا کی اے خدا دے داد | کوتوال اچھا ہے اس پر رحم کر

۱ یعنی جھگڑا اور مبالغہ نہایت شوم باتیں ہیں +

پادشاہا تو سبب ہا کردہٴ ‏— از دو پر دوزخ بہشتم بردہٴ
تو نے اے شہ کر دیے پیدا سبب ‏— لا یا دوزخ سے مجھے جنت میں اب

بہر آں کردی سبب ایں کار را ‏— تا ندارم خوار من یک خار را
کام کا اسباب پر رکھا یوں مدار ‏— تا نہ جانوں خار کو ہرگز میں خوار

در شکست پائے بخشد حق پرے ‏— ہم ز قعر چاہ بکشاید درے
وہ شکستہ پا کو دیتا ہے پرے ‏— کھول دیتا ہے کنوئیں کی تہ میں در

ہر چہ آں بر تو کراہیت بود ‏— چوں حقیقت بنگری رحمت بود
ہے بظاہر جس سے اک نفرت تجھے ‏— وہ ہے رحمت، اصل میں تیرے لئے

تو مبیں کہ بر درختی یا بچاہ ‏— تو مرا بیں کہ منم مفتاح راہ
دیکھ مت ہے پیڑ پر یا چاہ میں ‏— دیکھ مجھ کو حل کروں میں مشکلیں

گر تو خواہی باقی ایں گفتگو ‏— اے اخی در دفتر چارم بجو
گفتگو باقی اگر ہو دیکھنی ‏— چوتھے دفتر میں ملے گی اے اخی